مِشکوٰۃ النبوۃ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک منفرد کتاب

www.KitaboSunnat.com

تالیف

خالد محمد سعید باقرین

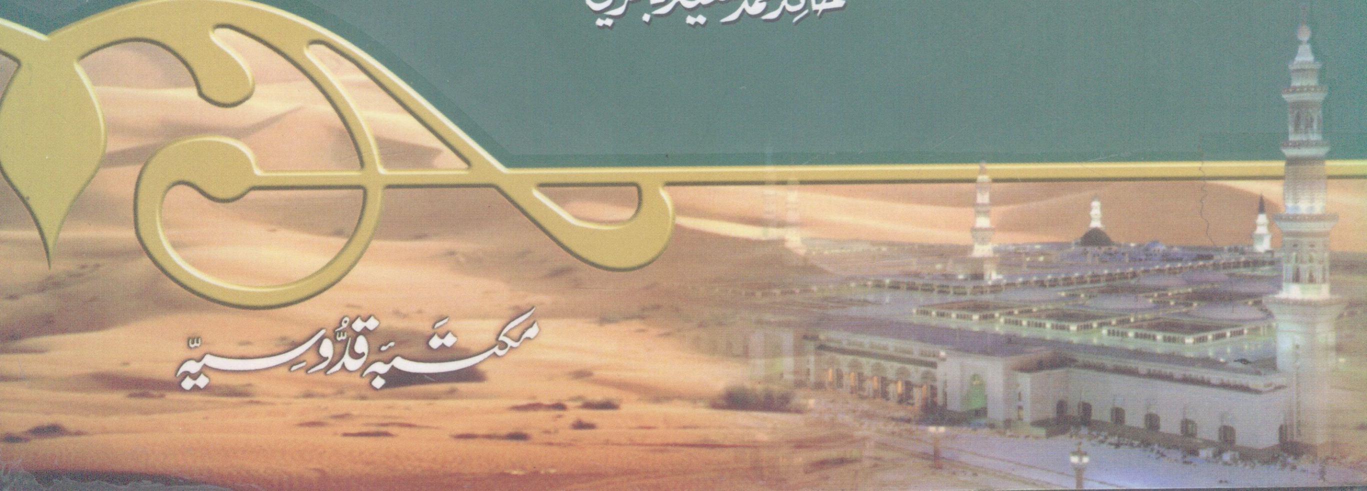

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مِشكوة النبوّة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشکوۃ النبوۃ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک منفرد کتاب

تالیف

خالد محمد سعید باقرین

مکتبہ قدوسیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اشاعت —— 2009
اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

16589

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان
Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتساب

والدین کے نام

جنہوں نے

مجھے دینی تعلیم سے روشناس کروایا

اور

ان ہی کی بہترین تربیت، سحر گاہی اور خدمت دین

کے طفیل آج میں اس منصب پر ہوں۔

اللہ کی رحمت کا طالب

خالد محمد سعید باقرین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست الکتاب

مقدمة الکتاب (طبع اوّل) 25
مقدمة الکتاب (طبع دوم) 28
صحیح سیرت النبی ﷺ 30
صاحب الخلق العظیم 30
من سیرۃ خیر الأنام سید البشر ﷺ 31
رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ نسب مبارک 31
رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار 32
الجد الاکبر ھاشم بن عبد مناف 33
رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب 33
عبدالمطلب کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تفصیل 34
عبدالمطلب کے واقعات 34
پہلا واقعہ زم زم کے کنوئیں کی کھدائی کا 34
عبدالمطلب کی نذر کا واقعہ 35
اصحاب فیل کا واقعہ 35
عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے والد 38
آمنہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا بیان 38
پیدائش رسول ﷺ 39
رسول اللہ ﷺ کے رضائی بھائی اور بہنیں 40
حلیمة السعدیہ کا بیان 41
واقعہ شق صدر ﷺ 42
رسول اللہ ﷺ اپنے شفیق چچا ابوطالب کی کفالت میں 43
بحیرا راہب کا واقعہ 43
حرب الفجار 44

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حلف الفضول 44
رسول اللہ ﷺ کی جفاکشی کی زندگی 45
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا بیان 45
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے لڑکے اور لڑکیاں 46
کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود کے تنازعہ کا فیصلہ 47
حطیم اور کعبہ کے دروازے کے بارے میں 49
رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق تعمیر کعبہ 50
عبدالملک بن مروان نے حجاج کو خط لکھا 51
رسول ﷺ کی حکمت عملی 52
عرب اہل مکہ رسالت سے پہلے 52
عرب اور اہل مکہ کے مختصر حالات 52
سب سے پہلے بت پرستی کروانے والا عمرو بن لُحیی الخزاعی 53
بتوں کے نام اور ان کو پوجنے والے قبائل 55
دور جاہلیت کے نکاح 56
عربوں میں کچھ اچھی عادتیں اسلام سے پہلے 56
آغاز وحی 57
ورقہ بن نوفل کا بیان 58
وحی کی اقسام 69
خفیہ دعوت و تبلیغ 60
سب سے پہلے اسلام لانے والے 60
اُبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ 60
عمر بن عدسہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 60
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 61
ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 61

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 64
رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی جہری دعوت اسلام 66
مکہ مکرمہ کے کافروں کی شہادت 67
دعوت جہری ﷺ 68
دعوت حق کو قبول کرنے والے اصحاب 68
دعوت جہری کے ذریعے رسالت کا پیغام 69
ابوطالب کے پاس شکایت 70
دعوت حق کو روکنے کیلئے ولید بن مغیرہ کا مشورہ 70
کفار اس طرح اپنی جہالت سے اعتراض کرتے تھے 74
مزید اذیتوں کا بیان ابولہب اور اسکی بیوی سے 74
ابوجہل کی رسول اللہ ﷺ پر زیادتیاں 75
رسول کریم ﷺ کے اصحاب پر ظلم و جور 77
دارالارقم بن أبی ارقم کے گھر میں دعوت رسالت 79
حبشہ کی طرف پہلی ہجرت 79
قصہ الغرانیق کا بیان 80
حبشہ کی طرف دوسری ہجرت 81
ابوطالب کو قریش کی دھمکی 83
قریش پھر ایک بار ابوطالب کے پاس 84
ابوجہل کا رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ 84
حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 86
عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 87
عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش 89
بنی ہاشم اور بنی مطلب سے مکمل طور پر قطع تعلق 91
عربوں میں قومی حمیت 91

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ سے ابوطالب کی الفت ومحبت 92
رسالہ کو کس طرح ختم کیا گیا 92
کفار مکہ پھر سے ابوطالب کے پاس 94
رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات 95
یہودی لڑکے کا اسلام لانے کا واقعہ 96
ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئیں 97
رسول اللہ ﷺ کا سفر طائف 98
عداس النصرانی کا واقعہ 100
نبی کریم ﷺ کو اہل طائف سے جو اذیت اور مشقت اٹھانی پڑی 100
جنوں کی آمد اور قبول اسلام کا واقعہ 101
رسول کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ واپسی 103
عربوں میں اچھی صفات اور اچھی خصلتیں 104
یثرب کے خوش نصیب افراد 105
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا 106
الاسراء و معراج کا بیان 106
بیت المعمور (الضراح) 110
سدرۃ المنتہی کا بیان 111
جنت کا بیان 112
فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی (ماشطۃ) 113
ان بچوں کا ذکر جن کے بولنے کی عمر نہیں تھی 114
جہنم کا بیان 115
نمازیں فرض کی جاتی ہیں 117
نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی (بیت المقدس میں) 121
اسراء اور معراج کے بارے میں اہل علم کی رائے 122

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صدیق الاکبر کی زبان سے معراج کے واقعہ کی تصدیق 123
اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی بیت المقدس کو پیش کیا 123
اسراء میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمتیں تھیں 124
انشقاق القمر 124
پہلی بیعۃ العقبہ انصار کے ساتھ 126
رسول اللہ ﷺ کا پہلا قاصد یثرب میں 128
دوسری بیعۃ عقبہ 130
بیعت اس طرح کی گئی 131
رسول اللہ ﷺ کی تجویز، بارہ نقیب مقرر کیے جائیں 134
نقباء بارہ افراد 134
اس گھاٹی کا شیطان 135
رؤساء یثرب سے قریش کا احتجاج 135
بیعت کرنے والوں کا تعاقب کیا جاتا ہے 136
سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ 137
صہیب بن سینان رومی ابو یحیٰ رضی اللہ عنہ 138
رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ 139
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تیاری فرمائی 139
نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم 140
مدینہ کی طرف ہجرت کا بیان 141
رسول اللہ ﷺ کا گھر سے باہر نکلنے کا واقعہ 141
رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی 142
قریش کے جوان جو گھیرا ڈالے کھڑے تھے 143
رسول اللہ ﷺ کیلئے بہت بڑا انعام رکھا گیا 144
مدینہ منورہ کی طرف روانگی 145

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سراقہ بن مالک بن جعشم انعام کے لالچ میں پکڑنے چلا ... 147
ام معبد کے خیمہ میں معجزہ رسول اللہ ﷺ ... 148
رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری مقام قباء میں ... 148
مخلص انصار اور انکا خلوص ... 149
اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق اونٹنی رکتی ہے ... 150
سب سے پہلی مسجد جو تقویٰ پر بنائی گئی ... 151
تعمیر مسجد نبوی ﷺ ... 151
انصار اور مہاجرین میں بھائی چارگی اور وراثت کی گئی ... 152
مدینہ والوں کا ایثار و خلوص ... 152
انصار کی سخاوت ... 153
انصار کی سخاوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے ... 154
یہودیوں کے ساتھ معاہدہ ... 154
قریش کے قاصد مدینہ منورہ میں ... 155
سریہ نخلہ ... 157
سب سے پہلا قتل عمرو بن حضرمی کا ... 157
حرمت والے مہینے ان کے نام ... 158
اللہ تعالیٰ کی طرف سے قتل کی اجازت ... 159
تحویل قبلہ ... 160
براء بن معرور پہلے شخص، تحویل قبلہ سے پہلے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے ... 160
قتال کی فرضیت ... 161
کافروں سے ٹکراؤ اور ان کی گردنیں مارو ... 162
اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ... 162
غزوۂ بدر کبریٰ ... 163
اسلامی لشکر کی تنظیم اس طرح کی گئی ... 163

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قافلہ قریش ابوسفیان کی قیادت میں 164
جنگ کے لئے اہل مکہ کی تیاری 164
مکی لشکر کی تعداد 164
ابوسفیان کا قافلہ بچ نکلتا ہے 165
مسلمانوں کی تعداد اور کفار قریش کی تعداد 165
ابوجہل کا غرور 166
رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے مشورہ فرماتے ہے 166
سعد بن معاذ کے قول جس کو سن کر نبی ﷺ کا دل خوش ہو جاتا ہے 168
مکہ کے لشکر کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی 169
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مشورہ 170
مسلمانوں کے لئے رب کی بشارتیں 170
قریش مدنی لشکر کی قوت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں 171
دونوں طرف کے لشکر آمنے سامنے 171
مبازرت (غزوۂ بدر کبریٰ) 172
رسول اللہ ﷺ کی دعا (غزوۂ بدر کبریٰ میں) 173
فرشتوں کا نزول (غزوۂ بدر کبریٰ میں) 174
مسلمانوں کا جوابی حملہ (غزوۂ بدر کبریٰ میں) 174
اس معرکہ کے کچھ اہم واقعات (غزوۂ بدر کبریٰ) 175
فرشتوں نے انکی مدد فرمائی (غزوۂ بدر کبریٰ) 175
ابوجہل کے قتل کا واقعہ 176
مشرکین کو شکست ہوئی 177
ابوجہل کا سر کاٹ دیا گیا 177
معرکہ بدر کے واقعات 177
مکہ میں شکست کی خبر 180

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں فتح کی خوشخبری 180
مال غنیمت کا مسئلہ 181
قیدیوں کا مسئلہ 181
مسلمانوں کی پہلی عید الفطر 184
نبی ﷺ کے قتل کی سازش 186
غزوہ بنی قینقاع 188
مسلمان عورتوں کی بے حرمتی 189
نبو قینقاع کی فتح 189
کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم 190
غزوۂ اُحد 192
مکی لشکر کی روانگی اور مدینہ منورہ میں اطلاع 192
مقابلے کی تیاری 194
عبداللہ بن أبي اور اس کے ساتھیوں کی سرکشی 194
منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد 195
اسلامی لشکر دامنِ اُحد میں 195
رسول اللہ ﷺ کی فوجی حکمت عملی اور ترتیب 196
مشرکین مکہ مکرمہ کا لشکر ابوسفیان کی قیادت میں 197
قریشی عورتوں نے جوش اور غیرت دلائی 197
مبارزہ 198
دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی 198
اسد اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ 199
مسلمانوں کی بلادستی 200
مسلمان تیراندازوں کا کارنامہ 200
مشرکین کی شکست 201

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیراندازوں کی خوفناک غلطی 201
اسلامی لشکر مشرکین کے نرغے میں 202
انس بن النضر رضی اللہ عنہ 202
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ 205
طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ 205
ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ 206
ابودجانہ رضی اللہ عنہ 208
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ 208
جانباز صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین 209
ابی بن خلف کا قتل 210
معرکہ اُحد کے متفرق واقعات 211
بہادر عورتوں کا بیان 213
ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بہادری 215
معرکہ اُحد کی مختصر تفصیل 215
احد کے دن مسلمانوں پر نیند کا غلبہ 216
معرکہ اُحد کے مقاصد، فوائد اور وجوہات 216
بعثت رجیع 217
خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا واقعہ 218
خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا تھا 218
خبیب رضی اللہ عنہ کا رسول ﷺ سے کس طرح پیار کرتے تھے 219
سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ 219
عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ 220
حادثہ بئر معونہ 221
اصحابِ رسول ﷺ کو قتل کر دیا گیا 221

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بچ جانے والے تین اصحاب رضی اللہ عنہم 222

رسول ﷺ نے دو مہینے تک دعائے قنوت پڑھی 223

غزوہ بنی نضیر 224

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) 227

رسول اللہ ﷺ نے مجلس شوریٰ طلب کی 227

غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے معجزات 229

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) میں مبارزہ 231

اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح کی بشارت 234

اللہ نے تیز ہوا کے ذریعے مدد فرمائی 235

غزوۂ احزاب کے دوران کے واقعات 236

غزوۂ احزاب کے بارے میں 237

غزوۂ بنی قریظہ 238

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ 239

غزوۂ بنی مصطلق یا مریسیع 241

رسول اللہ ﷺ سے جویریہ بنت حارث کی شادی 241

منافقوں کے واقعات 242

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی براءت 244

حادثۂ افک کا واقعہ 246

حادثۂ افک کی تفصیلات 247

رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کیا 248

خادمہ بریرہ کا جواب 249

عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب 249

نزولِ وحی کا بیان 251

عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں دس آیتیں اتری 252

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واقعہ افک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول 253

اللہ تبارک وتعالیٰ کی آزمائشیں 253

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی ولیہ ہے 254

ابوایوب رضی اللہ عنہ کی رائے 254

رسول اللہ ﷺ نے مصلحت اختیار فرمائی 255

صلح حدیبیہ 256

معاہدہ صلح الحدیبیہ کے شرائط 262

صلح الحدیبیہ کے اہم واقعات 263

بعية الرضوان 264

صلح الحدیبیہ کے موقع پر مسلمان عورتیں آتی ہیں 265

ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ 267

صلح الحدیبیہ کی شروط سے اس شرط کو ختم کر دیں 268

صلح الحدیبیہ کے موقع پر اہلِ علم واہلِ سیرت کا بیان 269

نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک کسریٰ کے نام 270

نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک ہرقل کے نام 272

ابوسفیان کی شہادت اسلام سے پہلے 273

ہرقل کے سوالات اور ابوسفیان کے جوابات 273

ہرقل کے سوالات اوران کا جواب بھی وہ خود ہی دیتا ہے 274

ہرقل کا زبانی اعتراف 276

ہرقل کے خیالات اور عقیدہ 276

غزوہ خیبر 279

مرحب اور عامر رضی اللہ عنہ کا مبازرہ 280

مرحب یہودی اور علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کا مبازرہ 281

فتح خیبر علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر 282

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ خیبر اور اس کی شرائط 282
یہودیوں کا دھوکہ دہی سے سونا چھپانا چاہا 283
خیبر کے مال غنیمت اور خیبر کی تقسیم 283
اہل سفینہ کیلئے خوشخبری 284
غزوۂ خیبر کے مختلف واقعات 285
زہر آلود بکری کا واقعہ 286
غزوۂ ذات الرقاع 287
ذات الرقاع کے دوران مختلف واقعات 287
عمرۃ القضاء 290
رسول اللہ ﷺ عمارہ کو خالہ کی پرورش میں دینے کا فیصلہ 291
عمرۃ القضاء کے کچھ اہم واقعات 291
شعراء الرسول اللہ ﷺ 292
نبی کریم ﷺ کے حج اور عمروں کی تفصیل 292
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا واقعہ 293
ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کا خط خالد بن ولید کے نام 294
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا واقعہ 296
معرکہ موتہ 298
معرکۃ موتہ کے لڑنے کے وجوہات 298
رسول اللہ ﷺ منبر پر اس طرح بیان فرمارہے تھے 301
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کی مدبرانہ جنگی حکمت 302
معرکہ موتہ میں شہداء کی تعداد 302
سریۃ ذات السلاسل 304
فتح ذات السلاسل اللہ تعالیٰ کے رعب سے 304
غزوۂ فتح مکہ 305

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ وجوہات جو فتح مکہ مکرمہ کا سبب بنے 307
صلح کی کوشش 308
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مشورہ 308
حاطب بن ابی بلتعہ کا خط 309
غزوۂ فتح مکہ مکرمہ کے لئے لشکر کی روانگی 311
علی رضی اللہ عنہ کا مدبرانہ مشورہ 312
ابوسفیان کے اسلام لانے کا واقعہ اور انہیں شرف وامان دی جاتی ہے 313
فتح مکہ کے بعد نو افراد کے قتل کا حکم 318
ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کی تفصیل جو اسلام لائے 318
فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا 319
بتوں کو توڑنے کا حکم دیا 320
فتح مکہ مکرمہ کے بعد کے اہم واقعات 321
غزوۂ حنین 322
مشرک سے ہتھیار کی اعانت حاصل کی گئی 323
غزوۂ حنین میں اللہ کے رسول ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش 325
غزوۂ حنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد 327
غزوۂ حنین سے بھاگنے والے مشرکین کا تعاقب 327
غزوۂ طائف 329
عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 330
مال غنیمت کی تقسیم رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی 331
ہوازن کے وفد کی آمد 333
ہوازن کے وفد کے اسیروں کو واپس کیا 334
مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ 335
رسول اللہ ﷺ کی مدینہ واپسی 336

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زکوۃ وصول کرنے والوں کے نام 337
ابن اللتبیہ کا واقعہ جو زکوۃ کا مال لاتے ہیں 337
سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 338
غزوۂ تبوک ۔ ذات عسر بھی کہتے ہیں 340
غزوۂ تبوک میں جانے والے خواہش مند 341
عتبہ بن زید رضی اللہ عنہ کا صدقہ 341
عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت 342
ابا خیثمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ 343
ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ 343
حجر ۔ دیار ثمود 345
نبی اللہ ﷺ کی اونٹنی کا گم ہو جانا 345
نبی کریم ﷺ برسات کے لیے دعا فرماتے ہیں 346
بشارت رسول اللہ ﷺ مدینہ میں پیچھے رہنے والے مسلمانوں کے لیے 347
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حاکم وکیدر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا 348
رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش 348
مسجد ضرار 350
غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والے دس افراد 351
کعب بن مالک، مرارۃ بن ربیع، ہلال بن امیہ 352
صاف گوئی 353
رسول اللہ ﷺ نے ہم تینوں سے بات کرنے سے منع کیا 354
نصرانی غسانی حاکم کا خط 355
بیوی سے علیحدگی کا حکم 356
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان تین افراد کی بشارت 357
اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کیلئے فرمایا ہے 358

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کیلئے فرمایا...... 359
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج منتخب فرمایا...... 360
وفود کی آمد 362
وفد ثقیف...... 363
وفد بنی عامر...... 366
وفد طی...... 367
وفد کندہ...... 368
وفد الاشعریین 368
وفد حمدان عرب قبیلے سے...... 369
وفد عبدالقیس...... 370
وفد بنی حنیفہ...... 371
وفد نجران...... 372
وفد بنی سعد بن بکر...... 375
رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع 377
خطبہ حجۃ الوداع...... 381
خطبہ یوم النحر 384
دوران حج کے کچھ واقعات...... 385
قربانی کا سنت طریقہ...... 386
رفیق اعلیٰ کی جانب 387
مرض کی شدت کا آغاز...... 388
مرض کا آخری ہفتہ...... 388
وفات سے پانچ دن پہلے...... 388
انصار کے بارے میں وصیت فرمائی...... 389
وفات سے چار دن پہلے...... 389

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وفات سے ایک دن یا دو دن پہلے 390
حیات مبارکہ کا آخری دن 391
رسول اللہ ﷺ کی مسواک کرنے کی خواہش 392
رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے 393
رسول اللہ ﷺ کی وفات پر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غمگین ہو کر فرمایا 393
وفات کی خبر سن کر عمر رضی اللہ عنہ کا موقف 393
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف حکیمانہ 394
رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کے بارے میں 395
موت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ 396
سب کو ہی موت آنے والی ہے 396
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا 397
رسول اللہ ﷺ کی تکفین و تدفین 398
رسول اللہ ﷺ کی آخری آرام گاہ 399
رسول اللہ ﷺ کے شمائل 400
چہرۂ مبارک 400
رنگ اور آواز 400
آنکھیں 401
ریش مبارک 401
سر اور موئے مبارک 401
سینہ مبارک 402
پشتِ مبارک اور مہر نبوت 402
ہتھیلیاں 402
قدمِ مبارک 402
قدِ زیبا 403

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بوئے مبارک 403

رسول اللہ ﷺ کا پسینہ 403

رسول اللہ ﷺ کا حسن و جمال 404

رسول اللہ ﷺ کس طرح چلتے تھے 404

رسول اللہ ﷺ کے خصائل 405

تحمل وبرد باری، عفوو درگزر، رحم وکرم 405

رسول کریم ﷺ کی سخاوت 407

رسول کریم ﷺ کی شجاعت 408

رسول کریم ﷺ کی جنگی قابلیت 410

اوصاف حمیدہ ﷺ 410

رسول اللہ ﷺ کی عبادت وخشیت 411

نبی کریم ﷺ اپنی چیزوں کے نام رکھتے تھے 412

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام 412

نبی کریم ﷺ کے خچروں کے نام 412

نبی کریم ﷺ کا اونٹ 413

رسول اللہ ﷺ کیا اونٹنیاں اوران کے نام 413

رسول اللہ ﷺ کی بکریاں اوران کے نام 413

رسول اللہ ﷺ کے ہتھیار 413

خصوصیات نبی کریم ﷺ 414

خصائص المحمدیہ ﷺ 414

صدقہ کی حرمت فرمائی گئی 415

قیام اللیل کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے 415

نبی کریم ﷺ کے مال اور ترکہ میں وراثت نہیں ہے 416

ازواجِ مطہرات سے حرمت نکاح 416

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هبة النكاح 416
رسول اللہ ﷺ کے معجزات 417
معجزات القرآن الکریم 417
قرآن کی تاثیر دلوں پر 418
انشقاق القمر چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا 419
رسول اللہ ﷺ کی دعا سے بارش کا ہونا 420
رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا 420
حدیبیہ کے کنوئیں میں پانی کا ابل پڑنا 421
ایک پیالے دودھ سے بہت سے اشخاص سیراب ہوتے ہیں 422
تھوڑا سا کھانا بہت سے آدمیوں نے پیٹ بھر کا کھایا 423
گھی کا برتن خالی کرنے کے بعد پھر سے بھر جانا 424
تھوڑے سے کھانے کا بہت زیادہ ہو جانا 424
کھجور کے سوکھے تنے کا بچے کی طرح رونا 425
درختوں نے پردہ کیا 425
درخت تین مرتبہ شہادت دیتا ہے 426
پتھر کا سلام کرنا 426
محمد ﷺ کے لیے درخت اور پتھر کا سجدہ کرنا 427
محمد ﷺ کو اونٹ نے بھی سجدہ کیا 427
بھیڑیا نبوت کی شہادت دیتا ہے 428

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمة الكتاب (طبع اوّل)

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله مِنْ شُرُور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له. وأشهد أن لا إله إلا اللهُ، وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله. أما بعد:

اس صحیح سیرت النبی ﷺ مشکاۃ النبوۃ: کے لکھنے کے مقاصد رسول اللہ ﷺ کی سوانح حیات کی مکی زندگی کے تیرہ سال جس میں توحید وشرک کی کشمکش رہی اور مدنی زندگی کے دس سال کے صبح وشام غزوات وتبلیغ سے متعارف کروانا ہے۔

اقوال رسول کریم ﷺ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کی احادیث سے لی گئیں ہیں۔

اس سیرت کو لکھنے کے لیے اہل سیرت کی عربی مستند کتابوں سے مدد حاصل کی گئی۔ مستند عربی کتب کا اردو ترجمہ ہے۔

کچھ واقعات جو شریعت اور عقائد سے نہ ٹکراتے ہوں۔ اہل علم واہل سیرت جن کی اجازت دیتے ہوں وہی درج کئے گئے ہیں اہل علم کی آراء کا ذکر کیا گیا ہے جن سے عامۃ الناس مستفید ہوں۔ وہ تاریخی واقعات وحوالے جو مختلف مقامات پر (بخاری ومسلم) کی احادیث سے ٹکراتے ہیں، مشکاۃ النبوۃ میں ان روایات کو درج نہیں کیا گیا۔ کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح عربی بول چال دوٹوک کی جاتی ہے اسی انداز کو اپنایا جائے۔ عام فہم اردو استعمال کی گئی ہے تاکہ ہر شخص باآسانی سمجھ پائے۔

(فارسی کے اکثر الفاظ سے اجتناب کیا گیا ہے)۔

ہم نے اپنے پروردگار کو اس کے اَسماءِ حسنیٰ اور اللہ کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

ہمارے برحق رسول محمد بن عبداللہ ﷺ کو ہمارے سلف صالحین اور عرب اہل علم اس طرح مخاطب فرماتے ہیں،

رسول کریم ﷺ ، محمد ﷺ ، نبی کریم ﷺ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو ان ناموں سے بھی مخاطب فرمایا۔

(بشيراً ، نذيراً ، رؤوفا ، رحيما ، ورَحْمَةً للعالمين)۔

نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ اختصار کی بجائے صلى الله عليه و سلم لکھا گیا تاکہ درود پڑھنے کی برکت سے مستفید ہوں۔

قرآن کریم کی آیتوں کو مواقع اور واقعات کے ساتھ درج کیا۔ سورتوں کے نام آیتوں کے نمبروں کو واضح لکھا تاکہ ذہن نشین ہوجائیں۔ آیتوں کا لفظی ترجمہ لکھا گیا ہے تاکہ ان کی شرح اور تفصیل سے مستفید ہوسکیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس صحیح سیرت النبی ﷺ میں ان آئمہ اکرام کے اقوال زریں کو درج کیا گیا ہے۔

(امام ابن قیمؒ) (امام ذہبیؒ) (امام ابن کثیرؒ) رحمة الله عليه اجمعين

صحیح سیرت رسول ﷺ کو پڑھ کر ہمیں دعوت حق معلوم ہو اور رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے صبح وشام اور نبی ﷺ کی پیدائش و بچپن و جوانی اور رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی کے کردار کا صحیح نقشہ آپ کے سامنے آ جائے اور آپ اس کتاب کے مطالعہ سے محسوس کریں گے کہ آپ اسی دور میں موجود ہیں۔ اس صحیح سیرت کو پڑھ کر ہم متعارف ہو سکتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے طرز عمل کو اپنا کر دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

(سورة توبه ١٢٨)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تم میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورة آل عمران: ٣١)

اس صحیح سیرت النبی ﷺ مشکاۃ النبوۃ سے واقف ہو کر ہم اخلاص سے صرف (اللّٰه واحدهٗ لا شريك) کی ہی عبادت کریں گے اور امام المتقین ﷺ کے قول اور فعل کو اپنائیں گے۔ (جیسے آپ نے کرنے کا حکم فرمایا اور اس پر عمل کر کے دکھلایا)۔

میری دلی خواہش: میں نے عربی کتب سیرت النبی ﷺ کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور عرب علماء کی تقاریر سُنی مجھے ان کے طرز بیان اور اختصار کلام کو پڑھنے اور سننے کے بعد میری دلی خواہش ہوئی کہ اس عربی طرز بیان کو اردو زبان میں منتقل کروں۔

سید البشر محمد ﷺ کی حیات مبارکہ کے صبح وشام رسول کریم ﷺ نے اچھائی اور برائی کی پہچان کروا دی اور تمام دینی اور دنیاوی امور بتلا دیئے، عمل کر کے دکھلایا اور اس کا حکم فرمایا۔ نبی کریم ﷺ جو ہماری منفعت کے خواہش مند ہیں انہی کی سیرت طیبہ کو اردو زبان میں لکھوں جو عام فہم ہوتا کہ یہ عمل میری نجات کا باعث بن جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الحمدللہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ مجھ عاجز کو اپنے دین کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالی کے انعام واکرام کی نعمتوں میں سے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ مجھے اس صحیح سیرت النبی ﷺ کا اردو ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

کافی عرصہ کی طویل کوشش کے بعد میری دلی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس صحیح سیرت النبی ﷺ کا ترجمہ اردو میں مکمل ہوا۔ اس کتاب کے قلمی نسخے کے مکمل ہونے کے بعد اردو کتابت کمپیوٹر ٹائپنگ کا کام مکمل کروایا گیا۔

کتابت کے بعد اس کی تصحیح محمد ہمایوں ظفر صاحب کراچی سے اور نذیر احمد صاحب کوٹ اڈو سے کروائی گئی۔

علماء اور اہل سیرت احباب بالخصوص پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری نے قرآن کی آیتوں اور لفظی ترجمہ کو دقیق انداز میں نظر ثانی فرمائی بعدہ اردو کے جملوں کو ترتیب دی گئی۔

شکر و عجز: اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں جن لوگوں نے مجھے مفید مشوروں سے نوازا۔ ان تمام کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں آخر میں ہم اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم باوجود کوشش کے تمام آیات اور واقعات کی ترتیب کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ ترتیب قطعی صحیح ہے۔ غلطی سے مبرا صرف اللہ تعالی کی ذات ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں سے گذارش ہے ہماری اخطاء سے آگاہ فرمائیں۔

بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ میری اور تمام معاونین کی خطاونسیاں سے درگزر فرما کر ہماری اس عاجزانہ کوشش کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفید فرما کر ہم تمام کے لئے مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خادم

ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

مؤلف : خالد محمد سعید باقرین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ الکتاب (طبع دوم)

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، و سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله. أما بعد:

تمام دنیا کو جس رہبر کی تلاش ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں

قارئین کرام اس موضوع پر آپ کے ہاتھ میں یہ میری کتاب رسول اکرم ﷺ کی اسوۂ حیات پر مشکاۃ النبوۃ ﷺ ہے۔ نیز یہ مشکاۃ النبوۃ ایک آئینہ نبوت ہے جس میں اپنا سراپا دیکھ کر اصلاح کی کوشش کریں تاکہ رشد و ہدایت پاسکیں اُن ہی کی سوانح حیات اور طرز عمل کو مشکاۃ النبوۃ ﷺ میں پڑھ کر اسی طرح اپنایا جائے تو بلاشبہ وہ اپنے مقصد حیات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴿٢١﴾

ترجمہ: بلاشبہ رسول اللہ (ﷺ) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ (سورة الاحزاب الآية ٢١)

اس نئے ایڈیشن مشکاۃ النبوۃ ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کی سوانح حیات، مکی دور کے ۱۳ سال، بعثت رسول اللہ ﷺ، اعلانِ توحید، مشرکین کی زیادتیاں، توحید اور شرک کی کشمکش، ہجرت رسول اللہ ﷺ، مدنی دورِ حیات کے ۱۰ سال، تبلیغ و رسالت، نبی کریم ﷺ کے غزوات، وفود کی آمد، حجۃ الوداع، اللہ کے رسول نے دین حق کو مکمل فرمایا، رفیق اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے۔ (صلوات اللہ و السلام علیہ)

رسول اللہ ﷺ کے فضائل، شمائل، خصوصیات ﷺ، رسول اللہ ﷺ کے معجزات۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشکاۃ النبوۃ: صحیح سیرت النبی ﷺ کے اس نئے ایڈیشن کی امتیازی خصوصیات۔

(۱) احادیثِ نبویہ ﷺ کے مجموعوں سے (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث کا انتخاب کیا گیا۔ حدیثوں کے حوالے نمبر اور راوی کا نام موضوع حدیث حاشیہ میں نیچے درج کیے گئے۔

(۲) قرآن کریم کی تمام آیتوں کو سرخ رنگ سے واضح کیا تا کہ نمایاں طور پر ظاہر ہو اور سورتوں کے نام آیت کے نمبر کے ساتھ لکھا گیا تا کہ قرآن کریم کی ان آیتوں اور شانِ نزول سے متعارف ہو۔

(۳) قرآن کریم کی آیتوں کا ترجمہ ماخوذ "شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ"

(۴) اس نئے ایڈیشن میں کچھ اہم اور مقدس مقامات کی تصویروں سے متعارف کیا گیا اور ان مقامات کی اہمیت اور فضیلت سے آگاہ کیا گیا۔

ہماری یہ کتاب مشکاۃ النبوۃ رہبر اعظم کی اسوۂ حسنہ، یقیناً تمام بنی نوع انسانوں کے لئے فلاح و بہبود کی حامل ہوگی۔ اُس وقت جب ہم امام الانبیاء کے طرزِ عمل کو اختیار کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب سے اسلامی معاشرہ کے تمام افراد چھوٹے بڑے سب ہی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں اور یہ کتاب ہر گھر کی اہم ضرورت ہے۔

نبی کریم ﷺ کے سلسلہ نسب مبارک شریف کو ہم نے نقشہ جات سے ظاہر کیا اور مستند حوالے کے ساتھ درج کیا تا کہ مسلمان مصطفیٰ ﷺ کے شجرہ نسب کو یاد کر سکیں۔

(میں ان تمام اصحاب کا ممنون ہوں جنھوں نے میرے ساتھ تعاون کیا کہ کتاب کو معیاری شکل دی اور قابل قدر اضافہ جات کیے)۔

میری اس کتاب مشکاۃ النبوۃ میں جو کچھ درج ہے وہ ایک طالب علم کی ادنیٰ سی کوشش ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سلسلہ کو قبول فرمائے دعا ہے کہ میری اور ان تمام افراد کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بنادے۔ آمین

گذارش ہے دوران مطالعہ کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے یا شریعت کے خلاف کوئی بات ہو تو براہِ کرم مُطّلع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ: مجھے اور قارئین ہم تمام کو وہی طرز رسول اللہ ﷺ جس کی تعلیم آپ نے دی اُسے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

الٰہی: اس کتاب کو میری اور والدین واہل کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ *(آمین یارب العالمین)*

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

خادم

مؤلف: خالد محمد سعید باقرین

محرم ۱۴۳۰ ھجری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح سیرت النبی ﷺ

[الحمد لله الذي رضي لنا الإسلام دينا و أرسل لنا محمدا صادقا وأمينا]

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو ہمارے لئے دین اسلام ہونے پر راضی ہوا، اور ہمارے لئے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا جو سچے اور امانت دار ہیں۔

"إن من روائع ما تسطره الأقلام" ان خوشبوں کو قلم سطروں میں تحریر کرتا ہے۔

صاحِب الخلق العَظيم

محمد بن عبد اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾

ترجمہ: اور بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔[1] (سُورَةُ القَلَم الآية ٤)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾

ترجمہ: اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اُتاری جاتی ہے۔ (سورة النجم الآية ٣-٤)

ارشاد ربانی ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴿٨٠﴾

ترجمہ: اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔ (سورةالنساء: الآية ٨٠)

---

(١) خلق عظیم سے مراد اسلام، دین یا قرآن ہے۔ مطلب تو اس خلق پر ہے جس کا حکم اللہ نے تجھے قرآن میں یا دین اسلام میں دیا اس سے مراد تہذیب شائستگی، نرمی اور شفقت، امانت وصداقت، حلم وکرم اور دیگر اخلاقی خوبیاں، جس میں آپ نبوت سے پہلے بھی ممتاز تھے اور نبوت کے بعد ان میں مزید بلندی و وسعت آئی۔ اسی لیے جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے اخلاق کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (صحيح مسلم، كتاب المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض) عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب خلق عظیم کے مذکورہ دونوں مفہوموں پر حاوی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

من سيرة خير الأنام سيد البشر ﷺ

اُن ہی کی سیرت جن پر انعام واکرام کیا گیا اور وہ تمام انسانوں کے سید البشر ہیں۔ (صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

سلسلہ نسب مبارک

امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح فرماتے ہیں:

آپ ابوالقاسم ہیں۔ آپ کا نام: محمّد بن عبد الله، بن عبد المُطَّلِب، بن هَاشِم، بن عَبْدِ مَنَاف، بن قُصَيٍّ، بنِ كِلاب بنِ مُرَّة، بنِ كَعْبِ، بن لُؤَيّ، بنِ غَالِب، بنِ فِهْر، بن مَالِك، بنِ النَّضْرِ، بنِ كِنَانَة، بن خُزَيْمَة، بنِ مُدْرِكَة، بن إلْيَاس، بنِ مُضَر، بنِ نِزَار، بنِ مَعَدّ، بنِ عَدْنَان، (۱)

ابن القیمؒ: نے نسب مبارک کا ذکر اس طرح بیان کیا، سلسلہ نسب میں عدنان تک کوئی اختلاف نہیں (متفق علیہ بین النسابین) اور عدنان اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ (۲) (سلسلہ نسب عدنان سے اوپر اختلاف پایا جاتا ہے)۔

فهر سے ہی قریشی ہیں، تمام قریشی فهری ہیں۔ ان سے رسول اللہ ﷺ کو انتخاب فرمایا، نسبت مضر سے عدنان اور ان سے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا، ابراہیم کی اولاد سے اسماعیل کو، اور پسند فرمایا اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو اور پسند فرمایا بنی کنانہ سے قریش کو، اور پسند فرمایا، قریش سے بنی ہاشم کو، اور پسند فرمایا بنی ہاشم سے مجھ کو۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ کے بڑے دادا عبد مناف تھے ان کے چار بیٹے تھے۔ هاشم (جن کا نام عمروؒ اور لقب ہاشم تھا) مطلب، عبدالشمس اور نوفل۔

ہمارے رسول اللہ ﷺ کا نسب ہاشم سے ہے آپ کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شيبة الحمد) بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔

(لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس سے واقفیت ضروری ہے اور یاد کر لینا چاہیے)۔

---

(۱) رواه البخاري في كتاب مناقب الانصار: باب مبعث النبي ﷺ فتح البارى: 162/7۔

(۲) شرح السنة: 193/13، الذهبي: السيرة النبوية: ص ۱۔

(۳) أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب لفضائل: باب فضل نسب النبي ﷺ رقم: 2776 شرح السنة: 3613

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار

دادا عبدالمطلب

چچا

- الزبیر
- ضرار
- [illegible]
- ابوطالب
- المقوم
- ابو لھب (عبداعزي)
- [illegible]
- الحارث
- حجل

پھوپھیاں

- [illegible] ← [illegible]
- ام حکیم البیضاء ← برة
- [illegible] ← اسیمة

[illegible]

[illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الجد الاکبر ھاشم بن عبد مناف

رسول اکرم ﷺ کے بڑے دادا ہاشم بن عبد مناف:

آپ کا نام عمرؤ اور ہاشم لقب تھا۔ ہاشم ہی کو رفادہ اور سقایہ، حجاج کرام کو پانی پلانا اور ان کی میزبانی کا منصب حاصل تھا۔ ہاشم بڑے معزز اور مالدار تھے۔ جزیرہ عرب اور تمام اطراف میں اپنے پرائے میں عزت اور احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ اور تمام تنازعاتی امور میں ان سے رجوع کیا جاتا تھا، اور تمام امور میں آپ کے فیصلے کو حتمی مانا جاتا تھا۔ ہاشم اس لئے کہا جاتا تھا کہ ہاشم کے معنی ہیں توڑنے والا۔ آپ روٹیوں کو توڑ کر شوربے میں بھگو کر حاجیوں کے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔ اور آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش کے لئے سردی اور گرمی میں دو سالانہ سفروں کی بنیاد رکھی۔

عمروُ الذی ھشم الثرید لقومہ	قوم بمکۃ مسنتین عجاف
سنت إلیه الرحلتان کلاھما	سفر الشتاء و رحلة الأصیاف

ترجمہ: یہ عمرؤ وہی ہیں جنہوں نے قحط کی ماری ہوئی اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں توڑ کر شوربے میں بھگو کر کھلائیں اور سردی گرمی کے دونوں سفروں کی بنیاد ڈالی۔ (ھشم) یعنی توڑنا۔ (الثرید) یعنی گوشت کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر ڈالنا

ہاشم کے صاحبزادے (شیبة الحمد) اورانہوں نے شہرت پائی (عبدالمطلب) کے نام سے

رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب

عبدالمطلب اپنے والد ہاشم کے انتقال کے بعد مدینہ منورہ میں اپنے ماموں کے پاس پرورش پارہے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر دس (۱۰) یا بارہ (۱۲) سال کی تھی، ہاشم کے بھائی مطلب مدینہ منورہ جاتے ہیں۔ اور اپنے بھائی کے لڑکے (شیبة الحمد) کو لے کر مکہ مکرمہ آتے ہیں۔ مکہ والوں نے مطلب کے ساتھ ان کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ مطلب کا غلام ہے، اس لئے سب ان کو عبدالمطلب کہنے لگے۔ مطلب نے غلط فہمی دور کرنی چاہی کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے، لیکن یہ عبدالمطلب سے مشہور ہوئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبد المطلب کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تفصیل

عبد المطلب کے دس لڑکے تھے۔

حمزہ اور عباس	:	ان دونوں نے اسلام قبول کیا۔ (رضی اللہ عنہم)
ابوطالب	:	یہ اسلام نہیں لائے
ابولہب (عبد العزّیٰ)	:	یہ اسلام نہیں لائے۔
حارث اور زبیر، غیداق، المقوم، ضرار اور عبد اللہ	:	ان لوگوں نے نبی کی بعثت کو نہیں پایا۔

عبد المطلب کی چھ (۶) بیٹیاں تھیں انکے نام درج ذیل ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیاں ہیں۔

الابیضاء جن کو أم الحکیم کہا جاتا تھا۔ برہ .. عاتکہ .. صفیہ .. أروی اور أمیمة۔

عبد المطلب کے واقعات

مطلب کی وفات کے بعد ان کے چھوڑے ہوئے مناصب عبد المطلب (شیبة الحمد) کو ہی ملے۔ عبد المطلب اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے (سقایہ) اور (رفادہ) کا منصب آپ کے پاس ہی تھا۔ آپ کی زندگی میں دو اہم واقعات پیش آئے۔

۱۔ پہلا واقعہ: .... زم زم کے کنوئیں کی کھدائی۔

۲۔ دوسرا واقعہ: .... اصحابِ فیل، ابرہہ کا واقعہ جو کعبہ کو ڈھانے آیا تھا۔ (مختصراً ان واقعات کو بیان کرتے ہیں)

پہلا واقعہ زم زم کے کنوئیں کی کھدائی کا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کے لئے زم زم کے کنوئیں کو ظاہر کیا۔ اور اس کنوئیں کو قبیلہ (بنو جرہم) نے مکہ مکرمہ چھوڑتے وقت بند کر دیا تھا۔ کافی عرصہ گزر جانے کے بعد کسی کو اس کنوئیں اور زم زم کے پانی کا علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے انہیں زم زم کا کنواں کھودنے کا حکم دیا اور اس جگہ کی نشاندہی بھی کر دی۔

آپ نے اس جگہ کی کھدائی کروائی اور کھدائی کے دوران وہ چیزیں بھی ملیں جو قبیلہ (بنو جرہم) نے مکہ کو چھوڑتے وقت دفن کی تھیں۔ جب زم زم کا کنواں نمودار ہو گیا تو قریش نے عبد المطلب سے جھگڑا شروع کر دیا اور مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی کھدائی میں شریک کر لو۔ عبد المطلب نے کہا: "میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا" اس بات پر تکرار اور جھگڑا ہوا اور عبد المطلب نے نذر مانی کہ اگر اللہ انہیں دس لڑکے عطا فرمائے اور وہ سب اس عمر کو پہنچیں کہ ان کا بچاؤ اور مدد کر سکیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو وہ ایک لڑکے کو کعبہ کے پاس قربان کریں گے۔ زم زم کے ظاہر ہونے کے بعد آپ نے اس پانی سے حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام فرمایا، جس کو سقایہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دس لڑکے دیئے ان کی نذر پوری فرمائی تو قرعہ اندازی میں عبداللہ کا نام آتا رہا۔ بالآخر ایک سو اونٹ کے بدلے یہ نذر پوری ہوئی۔

عبدالمطلب کی نذر کا واقعہ

عبدالمطلب اپنی نذر پوری کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے اپنے دس لڑکوں کے نام کا قرعہ ڈالا۔ اس میں نام عبداللہ کا نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا، چھری لی اور ذبح کرنے کیلئے خانہ کعبہ کے پاس لے گئے۔ لیکن قبیلہ قریش اور عبداللہ کے ننھیال والے بنومخزوم اور تمام رشتہ داروں نے اعتراض کیا۔ عبدالمطلب نے کہا، میں اپنی نذر کا کیا کروں؟

لوگوں نے کہا کہ عرافہ سے دریافت کریں گے۔ عرافہ سے دریافت کیا گیا: اس نے کہا عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کریں اور نام نکالیں، یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے۔ اگر اونٹ کے نام کا قرعہ نکل آئے تو اونٹ ذبح کریں۔ دس اونٹ اور عبداللہ کے نام قرعہ ڈالا گیا عبداللہ ہی کا نام نکلا بیس اونٹ اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا گیا تب بھی عبداللہ کا ہی کا نام نکلا۔ اسی طرح جب سو اونٹ کئے گئے تو پھر اونٹ کا نام نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے سو (100) اونٹ ذبح کئے۔ اس واقعہ سے پہلے قریش اور عرب میں خون بہا کی مقدار دس اونٹ ہوا کرتی تھی، مگر اس واقعہ کے بعد سے (100) اونٹ کر دی گئی اور اسلام نے بھی اسی مقدار کو برقرار رکھا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: میں دو ذبیح کی اولاد ہوں، ایک اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے اپنے والد عبداللہ۔

اصحابِ فیل کا واقعہ

دوسرا: واقعہ اصحابِ فیل کا:

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے یمن میں ابرہہ ان کا ماتحت تھا۔ یمن میں صنعاء کے مقام پر ابرہہ نے ایک بہت بڑا کلیسا تعمیر کروایا اس دور میں اس سے پہلے کسی بادشاہ کے لئے اتنا بڑا کلیسا نہیں بنوایا گیا تھا۔ اس نے اپنے بادشاہ کو لکھا کہ میں نے تیرے لئے ایک بہت بڑا کلیسا بنوایا ہے۔ اور میں تمام عرب کا حج اس طرف پھیر دوں گا۔ تمام عرب آ کر اس کلیسا کا حج کریں گے۔ جب یہ بات عربوں کو معلوم ہوئی تو ایک شخص جو بنو کنانہ کا رہنے والا عرب تھا غصہ میں آ کر وہاں پہنچا اور لوگوں سے چھپتا ہوا رات کے ایسے وقت کلیسا کے اندر پہنچا جب وہاں کوئی قرب جوار میں نہ تھا اس نے کلیسا کے اندر غلاظت کر دی (پاخانہ پوت دیا)۔

اس بات کی خبر جب ابرہہ کو ہوئی اس نے دریافت کیا ''ایسا کس نے کیا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ کام عرب کے گھر کا حج کرنے والے کسی شخص کا ہے۔ اسے تلاش کر کے واقعہ کی تصدیق کے بعد پوچھا گیا۔ ''تم نے ایسا کیوں کیا؟'' تو اس نے کہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ ''تم اس کلیسا کا حج کروانا چاہتے ہو اس لئے میں نے ایسا کیا'' ابرہہ بہت غصہ ہوا اور شدید غضب ناک ہو کر اس نے فیصلہ کیا کہ میں عرب کے کعبہ کو توڑ دونگا۔ اس نے لشکر کو تیار کرنے کا حکم دیا اور ساٹھ ہزار افراد کا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کے ساتھ ہاتھیوں کا دستہ تھا اور ان ہاتھیوں میں سب سے بڑا ہاتھی جس کو (محمود) کہا جاتا تھا۔

عربوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ایک بہت بڑا لشکر کعبہ کو توڑنے آرہا ہے کفر کی حالت میں بھی وہ اس گھر کعبہ کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ لہٰذا ابرہہ اور اس کے لشکر کو روکنے کے لئے ایک شخص جس کا نام ذونفر تھا، اس نے اپنی قوم جو یمن کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ جو اس کا ساتھ دینا چاہتے تھے ان سب کو جمع کیا اور ان کا مقابلہ ابرہہ کے لشکر سے ہوا۔ ذونفر اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ قیدی بنا لئے گئے۔

ابرہہ اور اس کا لشکر طائف پہنچا طائف کے سردار (مسعود بن معتب ثقفی) تھے ابرہہ کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ ''اے بادشاہ ہم تیرے غلام ہیں اور تو جس طرح کہے گا ہم اس کی تعمیل کریں گے اور ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں۔

اور ہم ''لات'' (اس بت کی پوجا کرتے ہیں)۔ اس سے تو تمہیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو راستہ بتانے کے لئے ہم تمہیں ایک شخص دیتے ہیں وہ تمہیں راستہ بتلائے گا'' مسعود ثقفی نے ایک شخص کو ان کے ساتھ کر دیا جس کا نام (ابورقال) تھا۔

ابورقال کی رہنمائی میں یہ لشکر چل پڑا۔ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام پر پہنچے۔ وہاں پر ابورقال کا انتقال ہو گیا۔

ابورقال: جس نے اللہ کے گھر (بیت اللہ) کو توڑنے والوں کو راستہ دکھایا، عرب اس کی قبر پر پتھر مارتے تھے۔

ابن اسحق سے روایت ہے: ابرہہ نے (مغمس) میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے ابرہہ کا ایک شخص اپنے سواروں کے ساتھ نکلا جس کا نام (اسود) تھا، وہ بھی حبشی تھا اِس اسود حبشی نے کئی قبیلوں کے اموال اور مویشی لوٹ لیے جن میں دوسو (۲۰۰) اونٹ عبدالمطلب کے بھی شامل تھے۔

ابرہہ جو کعبہ کو توڑنے آیا ہے اس کے ان برے عزائم اور لوٹ مار کی یہ اطلاع عبدالمطلب کو دی گئی عبدالمطلب قریش کے بڑے سردار تھے۔ عبدالمطلب نے قبیلہ قریش کنانہ اور ہذیل کے افراد کو جمع کیا (بیت اللہ) حرم میں اور ان تمام افراد نے ابرہہ سے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ پھر سب نے غور وفکر کرنے کے بعد اتفاق کیا کہ ابرہہ سے لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں۔

ابرہہ نے ایک شخص جس کا نام (زحنطا) تھا اُس کو روانہ کیا اور کہا ''جاؤ جا کر معلوم کرو کہ اس شہر کے شرفاء اور وہاں کے سردار کون ہیں ان سے مل کر کہو کہ ابرہہ تم سے لڑنے نہیں آیا ہے ابرہہ تمہارے اس گھر (یعنی بیت اللہ) کو توڑنے آیا ہے۔ اگر وہ لوگ اعتراض نہیں کرتے تو مجھے اُن کے قتل وخون کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ لڑنا نہیں چاہتے تو میرے پاس لے آؤ میں ان کو دیکھنا چاہتا ہوں اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریش کے سردار عبدالمطلب (زحنطا) کے ساتھ ابرہہ کے پاس پہنچے۔ ابرہہ چاہتا تھا کہ اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے مگر کچھ سوچ کر وہ نیچے اترا اور عبدالمطلب کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا۔ ابرہہ نے پوچھا: ''آپ کیا چاہتے ہیں؟'' عبدالمطلب نے جواب دیا: ''تم نے میرے دوسو (200) اونٹ پکڑ لئے ہیں وہ واپس کر دو۔'' یہ سن کر ابرہہ غصے میں آ گیا اور کہنے لگا:

''میں تو سمجھا تھا کہ آپ اس گھر کے بارے میں بات کریں گے۔'' لیکن آپ کو اپنے اونٹوں کی پڑی ہے۔

''عبدالمطلب نے کہا: میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا مالک خود اس کی حفاظت کرے گا۔''

ابرہہ نے کہا: ''مجھے کوئی نہیں روک سکتا میں اس گھر کو ضرور توڑ دونگا'' عبدالمطلب نے کہا: ''تم جانو اور اس گھر کا مالک جانے، مجھے میرے اونٹ واپس کردو''

ابرہہ نے اونٹ واپس کرنے کا حکم دیا اور عبدالمطلب واپس آ گئے اور قریش سے کہا: ''ہم میں ابرہہ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے یہاں سے نکل جاؤ'' عبدالمطلب نے سب کو پہاڑوں پر چلے جانے کا حکم دیا:

اور اس کے بعد کعبہ کے دروازے کے حلقہ کو پکڑ کر اس طرح دعا کی، دعا کرتے وقت آپ کے ساتھ ایک قریشی شخص بھی تھا۔

لا هم إن العبد يمنع نع رحله فامنع حلالك

لا يغلبن صليبهم ومحالهم غدوا محالك

مفہوم: یا اللہ بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے، (تو بھی اپنے حرم پاک کے مال ومتاع کی حفاظت فرما)۔

اِن کی صلیب اور اِن کی قوتیں، کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہو جائیں۔

یہ دعا کرنے کے بعد دروازے کے حلقہ کو چھوڑ کر آپ بھی پہاڑوں میں چلے گئے۔

ابرہہ کے اس حملے کے ڈر سے اور جان کے خوف سے قریش گھاٹیوں میں بکھر گئے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ابرہہ نے اپنے لشکر کو ترتیب دی۔ ہاتھی تیار کر کے مکہ میں داخلے کے لئے چل پڑا۔ جب مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان (وادی مُحَسِّر) میں پہنچا تو ہاتھی بیٹھ گیا اور آگے چلنے سے انکار کرنے لگا۔ بہت کوشش کی گئی۔ اس کا رخ شمال، جنوب یا مشرق کی طرف کیا جاتا تو وہ اٹھ کر دوڑنے لگتا اور جب اس کا رخ کعبہ کی طرف کیا جاتا تو وہ بیٹھ جاتا تھا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ بھیجے پرندوں نے اپنی چونچ میں چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھا رکھے تھے۔ انہوں نے وہ پتھر لشکر پر گرائے۔ جیسے ہی وہ پتھر ان پر لگتے، ان کے اعضاء کٹنا شروع ہو جاتے تھے بھگدڑ مچ گئی۔ ہر شخص دوسرے کو روندتا ہوا بھاگ رہا تھا بھاگنے والے ہر طرف گر رہے تھے اور مر رہے تھے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ﴿١﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿٢﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُولٍ ﴿٥﴾

ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے۔ پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ (سورة الفيل الآية ١-٥)

عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے والد

عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے والد تھے، عبداللہ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ ابن مرہ کی صاحبزادی تھیں۔

عبدالمطلب کی اولاد میں عبداللہ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ عبدالمطلب اور تمام لوگوں کے چہیتے تھے، نیک سیرت تھے، قریش کے نوجوانوں میں انکی طرح کا کوئی اور نہ تھا۔ طبیعت کی سنجیدگی، شرافت، مزاج کی متانت، یہ تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ راستہ سے گزرتے تو لوگوں کی آنکھیں ان کو تکتی رہ جاتی تھیں۔ ان کے چہرے اور پیشانی پر نور تھا، جو لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ: (ذبیح اللہ کہلاتے تھے۔ اسکی وجہ عبدالمطلب کی نذر تھی)۔

آمنہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا بیان

عبدالمطلب نے اپنے لڑکے عبداللہ کی شادی، وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب کی صاحبزادی آمنہ سے کی۔

آمنہ نسب اور رشتے کے لحاظ سے قریش کی افضل ترین لڑکیوں میں سب سے بہتر تھیں۔ آپ اچھے اخلاق کی مالک، خوبصورت اور سنجیدہ مزاج تھیں۔ آمنہ مکہ مکرمہ میں ہی رخصت ہو کر عبداللہ کے پاس آئیں۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے والد کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ والدہ کے پیٹ میں ہی تھے آپ یتیم پیدا ہوئے آپ نے اپنے والد کو نہیں دیکھا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیدائش رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں (شعب بنی ہاشم) ۹ ربیع الاول ۱ عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت پیدا ہوئے۔

(اکثر اہل علم وسیرت اس سے متفق ہیں)۔

صحیح قول کے مطابق آپ ﷺ: شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔

لیکن ان اقوال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ (بالردم) اور (بعسفان) میں پیدا ہوئے۔ (۱)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ولد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عام الفيل" (۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔

اُبی قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں دریافت فرمایا۔

قال صلى اللّٰه عليه وسلم: "ذاك يوم ولدت فيه، ويوم أنزل علي فيه النبوة" (۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھے رسالت ملی، یا میرے اوپر وحی اتاری گئی۔ (یعنی پیر کا دن)۔

مشہور اقوال کے مطابق: ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی۔ علامہ محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ اور محمود پاشا کی فلکی تحقیق یہی ہے (۴)

رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ [حکمت اللّٰه و تقديره] یہ اللہ کی حکمت اور مصلحت ہے۔ مسلمانوں کی بھلائی اور مصلحت کو وہی بہتر جانتا ہے۔(میلاد النبی علیہ الصلاۃ والسلام) کی تاریخ پیدائش مسلمانوں کے لئے شرعی طور پر اہم وضروری مسئلہ نہیں۔ بلکہ ضروری یہ ہے کہ ہم اس نبی کی اتباع کریں، جس طرح ہمارا رب ہم سے چاہتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔

اُن کی طرح نہیں جو لوگ ناچ اور گانے، ڈھول باجے، دھوم دھڑکا، چراغاں اور روشنی کرتے ہیں۔

یہ کام (اتباعه بسنته المطهرة) یعنی احکام الٰہی اور سنت مطہرہ کے خلاف ہے۔ (۵)

(۱) سبل الهدى والرشاد 338/1 (۲) الطبرانی، البيهقي، البزار، السيرة النبوية لا بن كثير: 203/1

(۳) الراوي: عمر بن الخطاب، خلاصة الدرجة: المحفوظ عن عبدالله بن (معبد)، عن أبي قتادة بطوله، أخرجه من ذلك الوجه مسلم، المحدث: ابن حجر العسقلاني، المصدر: المطالب العالية، الصفحة أو الرقم: 1/431

(٤) تاريخ خضرى 62/1 رحمة للعالمين 38/1 39 اپریل کی تاریخ کا اختلاف عیسوی تقویم کے اختلاف کا نتیجہ ہے۔

(٥) المفتي: مركز الفتوى باشراف د۔ عبدالله الفقيه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ سب کو علم ہے کہ آپ یتیم پیدا ہوئے۔ والد کا انتقال ہو چکا تھا اور جب آپ کی عمر چھ (٦) سال تھی، والدہ کا انتقال ہو گیا آٹھ (٨) سال کی عمر میں دادا بھی انتقال کر گئے اور پھر آپ اپنے چچا کی کفالت میں آئے۔ آپ نے یتیمی اور مسکینی میں پرورش پائی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد اسلامی فتوحات کے زمانہ میں آپ پر غنا اور آسودگی کا زمانہ آیا۔ اس زمانہ میں بھی آپ کی طرز زندگی، سادہ اور زاہدانہ ہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کو آپ کی والدہ کے بعد سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی (ثویبہ) نے دودھ پلایا۔ اس سے پہلے ثوبیہ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔

اس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ہوئے یہ تھوڑا عرصہ تھا۔

عرب شہر میں مقیم باشندوں کا دستور تھا کے وہ اپنے بچوں کو شہری امراض سے دور رکھنے کیلئے دودھ پلانے والی بدوی عورتوں کے حوالے کر دیا کرتے تھے۔ تا کہ ان کے جسم طاقتور اور اعصاب مضبوط ہوں اور اپنے گہوارے سے خالص عربی سیکھ لیں، یہ عرصہ دو سال ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد بچوں کو اِن کی ماؤں کو لوٹا دیا جاتا تھا۔

حلیمہ السعدیہ بنت ابی ذُویب قبیلہ، بنوسعد بن بکر، سے تھیں۔

انکے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ ہے۔ اِن کی کنیت ابو کبشہ تھی۔ حارث بن عبدالعزیٰ بھی قبیلہ بنوسعد سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی اور بہنیں

حلیمہ سعدیہ کے لڑکے اور لڑکیاں: ان کے والد حارث بن عبدالعزی اور ان کی ماں حلیمہ سعدیہ سے۔

- رضاعی بھائی: عبداللہ
- رضاعی بہنیں: انیسہ، حذافہ۔
- حذافہ کا لقب: شیماء تھا اسی نام سے آپ کو شہرت ملی۔

شیماء، رسول اللہ ﷺ سے عمر میں بڑی تھیں۔ شیماء نے رسول اللہ ﷺ کو گود کھلایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زم زم کا کنواں

زم زم کا پانی اور اس کی فضیلت:

ابوذر غفاری، مکہ آ کر ایک شخص سے دریافت کرتے ہیں: وہ شخص کون ہے جسکو تم بے دین کہتے ہو۔ وہ شخص میری طرف اشارہ کر کے پکارنے لگا بے دین بے دین اس شخص کی پکار پر لوگ ٹوٹ پڑے پتھر مار مار کر زخمی کر دیا آپ بے ہوش ہو گئے۔ زم زم سے زخم دھوئے اور زم زم پیتے رہے اس طرح آپ پر تیس دن گزر رے، اللہ کے رسول ﷺ نے دریافت کیا، یہاں کون کھانا دیتا تھا۔ مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا میں صرف زم زم کا پانی پیتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انها مبارك) واقعی اس میں برکت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل علیہ سلام آتے ہیں۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا۔

(صحیح بخاری ، حدیث:٣٣٤٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے افضل پانی زم زم ہے۔ یہ خوراک بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے۔

(معجم کبیر، طبرانی ،حدیث:١١١٦٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ)

ترجمہ: ”زم زم کا پانی جس نیت سے پیا جائے اس سے کفایت کرتا ہے۔“ (سنن ابن ماجه، حدیث: ٣٠٦٢)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حليمة السعدیہ کا بیان

حلیمة السعدیہ اس طرح بیان کرتی ہیں: میں بنی سعد کے قبیلہ کی کچھ عورتوں اور اپنے شوہر کے ساتھ چلی۔ میرے ساتھ میرا چھوٹا سا دودھ پیتا بچہ تھا۔ میں اور یہ تمام عورتیں دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں اور اُس وقت قحط سالی کا زمانہ تھا۔ قحط نے کچھ باقی نہ چھوڑا تھا۔ میں اپنی ایک سفید گدھی پر سوار تھی ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی ساتھ تھی۔ مگر اس میں بھی دودھ نہیں تھا اور ہمارا بچہ بھوک سے رات بھر بلکتا رہتا تھا اور ہم اس کے رونے سے رات بھر سو نہیں سکتے تھے اور نہ ہی میرے سینہ میں بچے کیلئے کچھ تھا اور نہ اونٹنی کو خوراک دے سکتے تھے، بارش اور خوشحالی کی آس لگائے بیٹھے تھے۔

میں جس گدھی پر سوار تھی وہ کمزوری اور دبلے پن کی وجہ سے اتنی سست رفتار تھی کہ پورا قافلہ تنگ آ گیا۔ خیر ہم کسی نہ کسی طرح مکہ مکرمہ پہنچ گئے، پھر ہم میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی جس پر رسول اللہ ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو۔ مگر جب بتایا جاتا کہ آپ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کر دیتی۔ کیونکہ یہ عورتیں بچہ کے باپ دادا سے مناسب معاوضہ ملنے کی امید رکھتی تھیں اور یہ اجرت طے نہیں کی جاتی تھی۔

ماں، باپ اور دادا سے جو کچھ ملے وہی ان کا معاوضہ ہوتا تھا۔ بس یہی وجہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو لینا نہیں چاہتی تھیں اور میرے ہمراہ آئی ہوئی تمام عورتوں کو کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا، صرف مجھے کوئی بچہ نہ ملا۔ جب واپسی کی باری آئی تو میں نے اپنے شوہر سے کہا ''اللہ کی قسم مجھے اچھا نہیں لگتا کہ ساری عورتیں بچے لے کر جائیں اور میں کوئی بچہ لئے بغیر واپس جاؤں۔ میں جا کر اس یتیم بچے کو لے لیتی ہوں'' میرے شوہر نے کہا کوئی حرج نہیں ہے ممکن ہے اللہ اسی میں برکت دے۔

اس کے بعد میں نے جا کر بچہ لے لیا محض اس بناء پر کہ کوئی اور بچہ نہ مل سکا۔ حلیمہ سعدیہ جانتی ہی نہیں تھیں کہ اس بچے میں ہی تمام خیر و برکت ہے۔ جب میں بچے کو لے کر اپنے خیمہ واپس آئی، بچہ کو اپنے آغوش میں لیا، میرے سینہ میں دودھ اُمڈ پڑا۔ دونوں بچوں نے دودھ پیا، شکم سیر ہوئے اور دونوں سو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے ہم اپنے بچے کے ساتھ سو نہیں سکتے تھے اور میرے شوہر جب اونٹنی کا دودھ دوہنے گئے تو دیکھا کہ اس کے تھن دودھ سے لبریز ہیں۔ میرے شوہر نے اتنا دودھ دوہا کہ ہم نے نہایت آسودہ ہو کر پیا۔

دوسرے دن میرے شوہر نے کہا ''حلیمہ اللہ کی قسم! تم نے ایک بابرکت روح حاصل کی ہے''۔ میں نے کہا ''مجھے بھی یہی امید ہے'' اس کے بعد ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔ میں اپنی اسی گدھی پر سوار ہوئی اور اس بچے کو اپنے ساتھ لے لیا، لیکن اب وہی گدھی اللہ کی قسم! پورے قافلہ سے آگے نکل گئی اور مجھ سے قافلہ کی عورتیں پوچھنے لگیں۔ ''اے أبی ذُویب کی بیٹی تجھے کیا ہوا یہ وہی گدھی ہے جس پر تو آئی تھی'' میں نے کہا ''ہاں یہ وہی گدھی ہے'' انہوں نے کہا ''رک کر ہمارا انتظار کر اللہ کی قسم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس گدھی کی شان ہی نرالی ہے'' پھر ہم بنو سعد اپنے گھروں کو آ گئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ کی روئے زمین کا کوئی خطہ ہمارے علاقے سے زیادہ قحط زدہ تھا۔ ہماری واپسی کے بعد میری بکریاں چرنے جاتیں تو واپسی پر آسودہ حال دودھ سے لبریز ہوتی تھیں۔ جبکہ ہمارے علاقے میں دوسری بکریوں سے دودھ کا قطرہ بھی حاصل نہیں ہوتا تھا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں (أبی ذؤیب) کی بیٹی یعنی حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرائی جاتی ہیں تم بھی وہیں اپنی بکریاں چراؤ۔

یہاں تک کہ اس بچے کے دو (۲) سال پورے ہو گئے۔ بکریوں کے دودھ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و برکت سے بچہ صحت مند ہو چکا تھا۔ اس عرصہ کے بعد ہم بچہ کو اس کی والدہ کے پاس لے گئے۔ ہم نے اس بچہ کی وجہ سے جو برکت دیکھی تھی اس کی وجہ سے ہماری انتہائی کوشش تھی کہ بچے کو مزید ہمارے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ ہم نے انکی ماں سے کہا کہ آپ اپنے بچے کو ہمارے پاس ہی رہنے دیں، تاکہ یہ ذرا اور مضبوط ہو جائے اور مکہ مکرمہ کی شہری وباء اور آب و ہوا سے دور رہے۔ ہمارے مسلسل اصرار پر انہوں نے بچے کو ہمارے حوالے کر دیا۔

واقعہ شقِ صدر

آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس ہی تھے۔ جب آپ کچھ بڑے ہوئے تو ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔

رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ باہر کھیل رہے تھے کہ اسی اثناء میں جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آپ کو پکڑا اور چت لٹا دیا۔ پھر دل کو باہر نکالا اور اس کو چیرا۔ (دل میں سے گوشت کا ٹکڑا نکالا اور کہا یہ تمہارے جسم میں شیطان کا حصہ تھا)۔ پھر سونے کے ایک طشت میں رکھ کر زم زم کے پانی سے دھو کر دل کو اس کے مقام پر رکھ دیا پھر جوڑ دیا گیا۔ بچے جو یہ واقعہ دیکھ رہے تھے دوڑتے ہوئے حلیمہ کے پاس گئے اور کہا کہ بے شک محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ یہ سن کر سب رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی چہرے کی رنگت بدلی ہوئی ہے۔

اس واقعہ کے بعد حلیمہ سعدیہ کو خطرہ محسوس ہوا اور انہوں نے آپ کو ماں کے حوالے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ چھ (۶) سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کے سینہ پر سلائی کے نشان کو دیکھا کرتا تھا۔ اس وقت آپکی عمر چوتھے (۴) یا پانچویں (۵) سال میں تھی''۔

رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ کا ارادہ ہوا کہ وہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کریں۔ وہ اپنے یتیم بچے محمد ﷺ اور اپنی خادمہ اُم ایمن، اپنے سرپرست عبدالمطلب کے ساتھ مدینہ گئیں۔ وہاں پر کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس ہوئیں۔ واپسی کے سفر میں راستے میں بیمار ہو گئیں۔ یہ بیماری شدت اختیار کر گئی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام (ابواء) میں آپ کا انتقال ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اپنے شفیق چچا ابوطالب کی کفالت میں

رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے انتقال کے بعد آپ کے عمر رسیدہ دادا اپنے پوتے کو لے کر مکہ مکرمہ آ گئے۔ وہ اس یتیم پوتے سے بہت محبت اور پیار کرتے تھے۔ آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہتے تھے۔ اور بڑوں کی طرح احترام کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ابھی آٹھ (۸) سال ہی کی تھی کہ، دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ابوطالب نے اپنے بھتیجے کا حق کفالت بڑی خوبی سے ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی اولاد میں شامل کیا۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر احترام سے نوازا۔ چالیس (۴۰) سال سے زیادہ عرصے تک قوت پہنچائی۔ اپنی حمایت کا سایہ دراز رکھا، ابوطالب نے پرورش میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اپنے بچے کی طرح دیکھ بھال اور پرورش فرمائی۔

بحیرا راہب کا واقعہ

ابوطالب تجارتی سلسلے میں اپنے ساتھ محمد ﷺ کو لے کر ملک شام کے سفر پر نکلے ایک مقام جس کا نام (بصرہ) تھا۔ قافلے والوں نے وہاں پڑاؤ ڈالا۔ ایک راہب جس کا نام جرجیس تھا (بحیرا) اس کا لقب تھا۔ یہ راہب اپنے گرجا گھر سے نکل کر باہر آیا، وہ پہلے باہر نہیں نکلا کرتا تھا۔ اس نے تمام قافلے والوں کو دعوت دی اسکی ضیافت پر سب گئے۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور ہے۔

ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں صرف ایک لڑکا ہے جو ہمارے سامان کے ساتھ ہے۔ راہب نے کہا ان کو بھی لے کر آؤ اور جب نبی کریم ﷺ آئے تو اس نے چہرہ مبارک کو غور سے دیکھا۔ اس راہب کو علم تھا کہ یہ زمانہ نبی کے ظہور کا ہے۔

پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے جسم پر مُہر نبوت کو تلاش کیا۔ اس کو مونڈھے کے پچھلے حصہ پر انڈے کے برابر ابھرا ہوا نشان نظر آیا۔ ان اوصاف کی بناء پر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: (یہ سید العالمین ہیں، اللہ نے انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے)۔

ابوطالب نے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔

اس نے کہا تم لوگ جب گھاٹی کے اس طرف نمودار ہوئے تو کوئی بھی درخت یا پتھر ایسا نہیں تھا جو سجدہ کیلئے جھک نہ گیا ہو۔ یہ چیزیں نبی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتیں۔ پھر میں نے انہیں مہر نبوت سے پہچانا ہے۔ ہم اس نشان کا ذکر اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں۔ اس کے بعد راہب نے ابوطالب سے کہا ان کو لے کر واپس چلے جاؤ، کیونکہ یہودیوں سے خطرہ ہے، کہیں وہ نقصان نہ پہنچائیں۔ یہ سننے کے بعد ابوطالب نے محمد ﷺ کو مکہ مکرمہ واپس بھجوا دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرب الفجار

رسول اللہ ﷺ کی عمر تقریباً پندرہ (۱۵) سال تھی، اُس وقت یہ جنگ حرب الفجار پیش آئی۔ اس لڑائی میں قبیلہ قریش اور بنو کنانہ تھے۔ دوسری طرف قبیلے قیس اور ان کے ساتھ غیلان تھے۔ (اس جنگ یا لڑائی کی وجوہات اس طرح سے تھی)۔

حرم۔ یعنی بیت اللہ (کعبہ مشرفہ) کا احترام نہیں کیا جا رہا تھا۔

شہر الحرام۔ وہ مہینے جن میں لڑائی نہیں کی جاتی ان مہینوں میں جنگ کی جا رہی تھی۔

رسول کریم ﷺ۔ اس وقت چھوٹی عمر کے تھے آپ ﷺ اپنے چچاؤں کو تیر تھماتے تھے۔[۱] حرب (یعنی جنگ اور لڑائی)

حلف الفضول

محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی حلف الفضول میں شرکت فرمائی۔ حرمت والے مہینہ ذوالقعدہ میں حلف الفضول پیش آئی۔ تمام لوگ (عبدالله بن جُدعان تیمی) جو عمر رسیدہ اور بہتر سوجھ بوجھ کے مالک تھے ان کے مکان پر جمع ہوئے۔ ان قبائل کے افراد جمع ہوئے یہ تمام شرفاء قریش سے تھے۔

بنی هاشم، بنی مُطّلِب، بنی اَسَد بن عبدالعُزّیٰ، بنی زهره بن کلّاب اور بنی تَیم بن مُرّہ۔

اس معاہدہ کی شرائط اس طرح سے تھیں۔ مکہ میں مکہ والے یا اور کوئی کسی پر ظلم زیادتی کرے تو اس کا حق دلوایا جائے اسکی مدد کی جائے۔ اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے، اور آپ نے فرمایا: کہ اگر دور اسلام میں ایسے معاہدے کے لئے بلا یا جاتا تو میں لبیک کہتا۔ اس کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں۔[۲]

اس معاہدے کے بنانے کی وجوہات اس طرح بتائی جاتی ہیں۔ ایک شخص زبیدی سامان لے کر مکہ آیا عاص بن وائل کے لوگوں نے اس سے سامان خریدا لیکن اس کا حق دینے سے انکار کیا۔ اس نے حلیف قبائل (عبدالدار) (مخزوم) (جمح) (سهم) اور (عَدِي) سے مدد کی درخواست کی لیکن کسی نے توجہ نہ دی۔ اس کے بعد وہ شخص (جبل ابو قُبَیس) پر چڑھ کر بلند آواز سے اشعار پڑھنے لگا۔ جن میں اپنی مظلومیت کا اظہار کیا اس پر زبیر بن عبدالمطلب نے دوڑ دھوپ کی۔ ان کی کوشش سے قبائل جمع ہوئے، معاہدہ طے پایا اور زبیدی کو اس کا حق دلایا گیا۔[۳]

---

(۱) ابن هشام 186-184 تاریخ خضری 63/1

(۲) ابن هشام 133/1، 135، مختصر السیرۃ الرسول شیخ عبداللہ ۔ ص 31,30

(۳) مختصر السیرۃ الرسول شیخ عبداللہ ۔ ص 31, 30

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی جفاکشی کی زندگی

رسول اللہ ﷺ کے عنفوان شباب، ابتدائے جوانی کے وقت یہ خبر متواتر ملتی ہے کہ آپ بکریاں چراتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے بنی سعد کی بکریاں چرائیں۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرائیں۔ (۲)

ابن اسحاق اس طرح فرماتے ہیں: خدیجہ بنت خویلد ایک معزز مالدار عورت تھیں۔لوگوں کو اپنا مال تجارت کیلئے دیتی تھیں اور مضاربت کے اصول پر ایک حصہ طے کر لیتی تھیں۔(قبیلہ قریش کے اکثر افراد تاجر پیشہ تھے)۔ جب خدیجہ بنت خویلد کو رسول اللہ ﷺ کی راست گوئی، امانت داری اور مکارم اخلاق کا علم ہوا تو انہوں نے پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ ان کا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں اور وہ دوسرے تاجروں کو جو کچھ دیتی تھیں۔اس سے بہتر معاوضہ رسول اللہ ﷺ کو دیا جائے گا۔اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش کش قبول کر لی اور ان کا مال تجارت لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا بیان

رسول اللہ ﷺ ملک شام تجارت کے بعد مکہ واپس تشریف لے آئے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مال میں ایسی امانت داری اور برکت دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔اور اُن کے غلام میسرہ نے رسول اللہ ﷺ کے اچھے اخلاق اور راست گوئی اور آپ کی امانت داری اور اچھے برتاؤ اور اپنے مشاہدات جو راستے میں دیکھے بیان کئے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیاں بھی آپ کی امانت داری اور اخلاق کی تعریف کیا کرتی تھیں۔خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ، سے اپنے دل کی بات کہی اور نفیسہ بنت منبہ نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کے متعلق بات چیت کی رسول اللہ ﷺ راضی ہو گئے اور اپنے چچاؤں سے اس معاملے میں بات کی انہوں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے بات کی اور شادی کا پیغام دیا۔اسکے بعد شادی ہوگئی شادی میں بنی ہاشم کے رؤسا شریک ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے چچا بھی تھے۔رسول اللہ ﷺ نے مہر میں بیس (۲۰) اونٹ دیئے اور اس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس (۴۰) سال اور رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس (۲۵) سال تھی۔

---

(۱) ابن هشام 166/1

(۲) البخاری ، باب رعی الغنم علی قراریط فتح الباري:441/4

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا حسب ونسب میں اپنی قوم کی سب سے معزز اور افضل ترین خاتون تھیں۔ آپ ذولت مند اور بہتر سوجھ بوجھ کی مالک تھیں۔ آپ سے شادی کے خواہش مند بڑے بڑے سردار اور رؤسائے قریش تھے۔ لیکن انہوں نے کسی کا پیغام قبول نہ کیا۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ علیہ سے بہت محبت تھی۔

رسول اللہ علیہ بھی انہیں بہت چاہتے تھے اور جب تک آپ حیات تھیں رسول اللہ علیہ نے دوسری شادی نہیں کی۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ علیہ کے لڑکے اور لڑکیاں

لڑکوں میں سب سے پہلے قاسم پیدا ہوئے۔ انہیں کے نام پر رسول علیہ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔

دوسرے صاحبزادے عبداللہ۔ ان کا لقب (طیب) اور (طاھر) تھا۔

لڑکیاں:۔ زینب ، رقیہ ، أم کلثوم ، فاطمہ۔

یہ تمام لڑکے، لڑکیاں، خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ رسول اللہ علیہ کے سب لڑکے چھوٹی عمر میں ہی انتقال فرما گئے۔ تمام لڑکیوں نے اسلام کا زمانہ پایا، مسلمان ہوئیں، سب لڑکیاں نبی علیہ کی زندگی میں وفات پائیں سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ علیہ کی وفات کے صرف چھ (٦) ماہ بعد رحلت فرما گئی۔

نبی کریم علیہ کے صاحبزادے ابراہیم، ماریہ بنت شمعون القبطیہ کے بطن سے تھے۔

ابراہیم کا انتقال چھوٹی عمر ہی میں ہوگیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود کے تنازع کا فیصلہ

رسول اللہ ﷺ کی عمر جب پینتیس (۳۵) سال تھی اُس وقت ایک بہت اہم واقعہ پیش آیا۔ سیلاب اور بارش کی وجہ سے کعبہ کا کچھ حصہ گر چکا تھا۔ *(اس پرانی تعمیر پر ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا اور کعبہ کی عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی)*۔

دیواریں پھٹ گئی تھی قریش مجبور ہو گئے کہ اس گھر کا مقام و مرتبہ برقرار رکھنے کیلئے اس کی از سر نو تعمیر کریں۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ پرانی تعمیر کو توڑ کر پھر سے بنایا جائے۔ کچھ لوگ اسکو توڑنے سے منع کر رہے تھے کہ صرف مرمت کر دی جائے۔

اگر توڑا جائے تو ہم پر عذاب نازل نہ ہو کیونکہ وہ ابرہہ کا انجام دیکھ چکے تھے اور یہ واقعہ بھی قریب ہی کا تھا۔ بہت سے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ عذاب الٰہی دیکھا تھا۔ ولید بن مغیرہ مخزومی، نے کہا ہم توڑ کر بنانا چاہتے ہیں، اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نہیں توڑیں گے تم ہی ابتداء کرو۔ ولید نے کدال اٹھائی کعبہ کے پاس گئے اور کہنے لگے۔

ربنا لم ترع "اے رب مت ڈر اور نہ خوف کھا" ہم اچھا چاہتے ہیں *(جہالت کے وقت اس طرح کہتے تھے)* ولید نے کدال چلائی اور توڑنا شروع کیا جب انہیں کچھ نہیں ہوا تو اس نے آواز دی "اے لوگو! آؤ" مگر لوگ پھر بھی قریب نہ آئے۔ دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ کوئی آفت یا تکلیف نہیں آئی، پھر سب نے مل کر کعبہ کو توڑنے میں ہاتھ بٹایا اور توڑنے کے بعد تمام لوگوں نے کعبہ کی تعمیر کے لیے اس طرح کا فیصلہ کیا۔

- کعبہ کی تعمیر میں صرف حلال کمائی ہی استعمال کی جائے گی۔
- عورتوں کی کمائی (رنڈی) کی اُجرت استعمال نہیں کی جائے گی۔
- سود، سے کمائی ہوئی دولت استعمال نہیں کی جائے گی۔
- کسی کا ناحق ظلم و زیادتی سے لیا ہوا مال نہیں لیا جائے گا۔

عرب اس وقت کفر و شرک پر تھے مگر اس کے باوجود وہ اس قسم کی دولت کو خراب سمجھتے تھے۔

تعمیر کا آغاز کیا گیا الگ الگ قبیلوں کا حصہ مقرر کیا گیا۔ کسبِ حلال سے جمع کی ہوئی کمائی کا مال، بہت ہی تھوڑا تھا جو کعبہ کی تعمیر کے لئے ناکافی تھا۔ اِس وجہ سے اُن لوگوں نے شمال کی طرف کعبہ کی لمبائی کچھ ہاتھ کم کر دی جس کو حطیم کہتے ہیں اور تعمیر کرتے وقت دروازے کو بھی اونچا کر دیا تا کہ وہ لوگ جس کو چاہیں اندر جانے کی اجازت دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔ ہم طواف کرتے وقت حطیم کے باہر سے گزرتے ہیں اور ہم اس بات کے مکلف ہیں اِس لئے یہ کعبہ کا ہی حصہ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب تعمیری کام حجر اسود کی بلندی تک پہنچا تو اس بات پر جھگڑنے لگے کہ حجر اسود کو لگانے کا شرف کس قبیلہ کو ملے ہر شخص اِس کا خواہش مند تھا کہ وہ حجر اسود کو نسب کرے اور یہ جھگڑا اتنا شدت اختیار کر گیا کہ خون خرابے کی نوبت آ پہنچی۔

قریش کے عمر رسیدہ (أبو أمیّة مخزومی) نے مشورہ دیا، دوسرے دن مسجد الحرام کے دروازے سے جو شخص سب سے پہلے داخل ہوگا ہم اپنے اِس جھگڑے کا فیصلہ اُسی سے کروائیں گے اور اُس شخص کے حکم کو مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق دوسرے دن سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو چیخ پڑے۔ "هذا الأمين رضيناه هذا محمد ﷺ"

ترجمہ: یہ امانت دار (امین ہے) ہم ان کے فیصلے کو مانیں گے۔ یہ محمد (ﷺ) ہیں۔

پھر اِس جھگڑے کی تفصیل رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر منگوائی اور اِس چادر کے درمیان میں حجر اسود کو رکھا۔ متنازعہ قبائل کے سرداروں سے کہا سب اِس چادر کے کناروں کو پکڑ کر اُوپر اُٹھائیں اِنہوں نے ایسا ہی کیا اور جب چادر حجر اسود کے مقام پر پہنچ گئی رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اِس کو مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔

یہ بڑا معقول فیصلہ تھا اِس پر ساری قوم راضی ہوگئی۔

" نزل الحجر الأسود من الجنة ، وهو أشد بياضا من اللبن ، فسودته خطايا بني آدم " (١)

ترجمہ: حجر اسود جنت سے اُتارا گیا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کی خطاؤں کی وجہ سے سیاہ ہوتا گیا۔

خطا کار اور گناہ گار انسانوں کے لمس کی وجہ سے سیاہ ہوگیا۔

(١) الراوي: عبدالله بن عباس ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : صحيح الترمذي ، الصفحة أو الرقم 877

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حجراسود

”نزل الحجر الأسود من الجنة وهو أشد بياضا من اللبن فسودته خطايا بني آدم“

ترجمہ: حجراسود جنت سے جب نازل ہوا تھا دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔

(ترمذی، حدیث: ۸۷۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

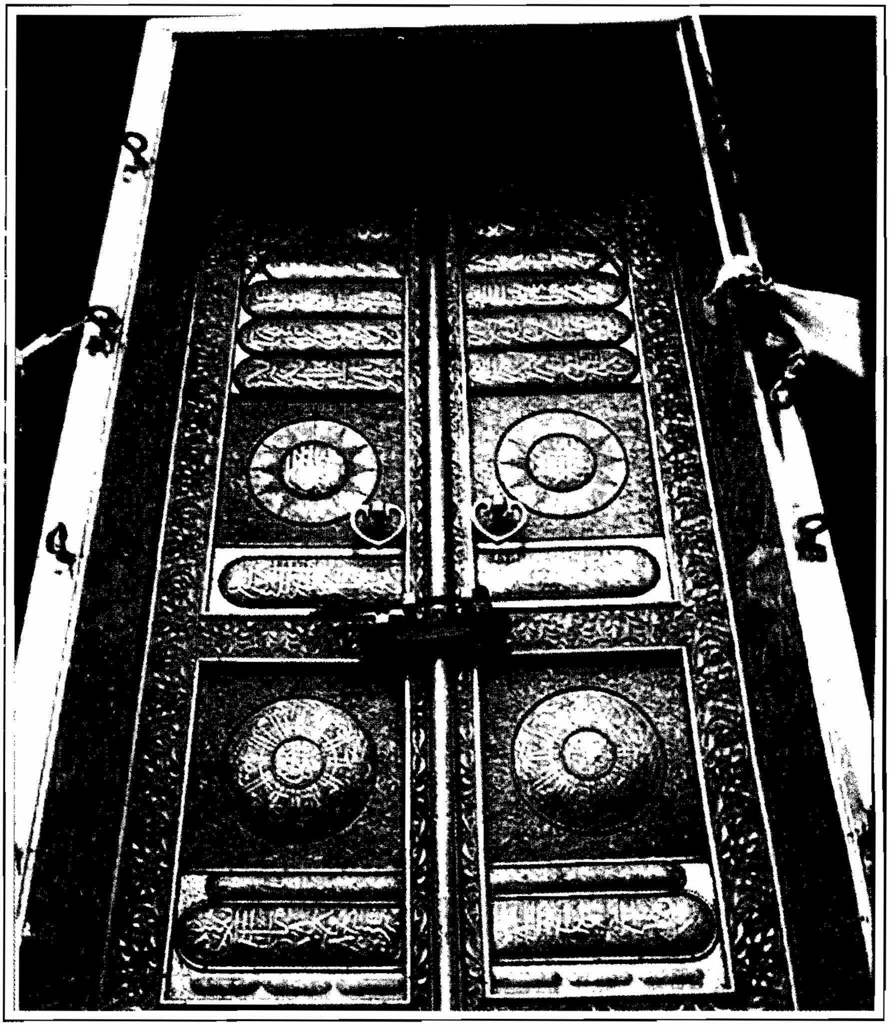

باب الکعبہ مشرفہ

کعبہ مشرفہ کا دروازہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حطیم اور کعبہ کے دروازے کے بارے میں

ابن حجر سے روایت ہے: حطیم (جس کو حجر بھی کہا جاتا ہے) حطیم کے بارے میں خواہش رسول ﷺ۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتی ہیں کہ کعبہ کی دیواریں حجر تک کیوں نہیں ملائی گئی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ تمہاری قوم کے پاس مال کی کمی کی وجہ سے کم کیا گیا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دریافت فرماتی ہیں: کعبہ کا دروازہ اوپر کیوں اٹھا رکھا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اس لئے کیا کہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں دھکیل دیں۔

نبی کریم ﷺ کی خواہش اس طرح تھی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میری خواہش ہے میں چاہتا ہوں کعبہ کی دیواروں کو حجر یعنی (حطیم) کے ساتھ ملا دوں اور دروازے کو زمین کے برابر کر دوں۔ مگر تمہاری قوم ابھی ابھی اسلام لائی ہے یہ بات اِن کے دلوں کو اچھی نہیں لگے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعبہ کے دو دروازے تھے، اور دروازے زمین کے برابر تھے۔

"إن النبي ﷺ لولا أن الناس حديث عهدهم بكفر، و ليس عندي من النفقة ما يقوى على بنيانه، لكنت أدخلت فيه من الحجر خمسة أدرع، و لجعلت لها بابا يدخل الناس منه، و بابا يخرج منه" (١)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ کفر سے ابھی ابھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اور میرے پاس نفقہ بھی نہیں ہے کہ میں (کعبہ) کی تعمیر کر سکوں۔ اگر میرے پاس نفقہ ہوتا تو میں کعبہ کے ساتھ حجر کو ملا دیتا اور پانچ (۵) ہاتھ بڑھا دیتا اور ایک دروازہ جس سے اندر داخل ہو، اور دوسرا دروازہ جس سے باہر جائیں۔

(١) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : صحيح الجامع ، الصفحة أو الرقم 5323

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ علیہ کی خواہش کے مطابق تعمیر کعبہ

سنة ۴ ہجری میں اپنی خلافت کے دوران عبداللہ بن زبیر نے (حجر حطیم کو کعبہ میں شامل کیا) اور دروازے کو زمین کے برابر کر دیا۔ جس طرح کہ رسول اللہ علیہ چاہتے تھے۔ (صحیح مسلم میں اس طرح روایت ہے)۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں کعبہ میں توسیع کرنا چاہتا ہوں مقام حجر کو کعبہ میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت ضروری ہے توڑ کر بناؤں یا صرف مرمت ہی کروں۔ ابن عباس نے رائے دی کہ صرف مرمت ہی کر دیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو! تمہارا اپنا گھر جل جائے ٹوٹ جائے تو جب تک بنا نہ لو گے اس وقت تک خاموش نہ بیٹھو گے۔ یہ تو اللہ کا گھر ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنانے کا ارادہ کر لیا اور کہا کہ میں تین دفعہ استخارہ کروں گا۔ استخارے کے بعد پرانی تعمیر کو توڑنے لگے، کچھ لوگ دور کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے کہ کوئی آفت یا عذاب نہ آ جائے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کو پائے تک کھودا۔ پرانے قواعد ابراہیمی ظاہر ہونے لگے، یہاں تک کہ ان قواعد کو لوگوں نے دیکھا اور پھر ابراہیمی قواعد پر نئی تعمیر کی گئی۔ لمبائی بڑھائی گئی اور حطیم جس کو حجر بھی کہتے ہیں کعبہ کی تعمیر میں شامل کر دیا گیا۔ اس طرح لمبائی (۱۸) ہاتھ ہوئی اور چوڑائی کو بھی بڑھا دیا گیا کعبہ کے دو دروازے بنائے گئے، جو زمین کے برابر ہی تھے۔ ایک دروازے سے اندر آتے تھے اور دوسرے سے باہر نکلتے تھے۔

رسول اللہ علیہ کی خواہش کے مطابق کعبہ کی تعمیر و توسیع اور دروازوں کو بھی پہلے کی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکمل کیا۔ سنة (۷۳) ہجری میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔ حجاج بن یوسف ثقفی نے انہیں قتل کیا اور حجاج نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا اور کہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی تعمیر میں اس طرح کیا کہ اسکی توسیع کی اور دروازے نیچے بنوائے اور رسول اللہ علیہ کو رسالت کے ملنے کے وقت ایسا نہیں تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک بن مروان نے حجاج کو خط لکھا

عبدالملک بن مروان نے حجاج کے خط کو پڑھ کر اسکا جواب اس طرح سے دیا کہ اگر اونچائی سے بڑھایا گیا ہے تو اسے کم کردو۔ اور حجر کی سمت جو لمبائی میں اضافہ کیا گیا ہے اسے بھی کم کردو، دروازہ جو نیچے کیا گیا اور وہ زیادہ کیا گیا بند کردو۔ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے وقت جس طرح تھا اُسی طرح سے کردو۔

"عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی تعمیر رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق کی تھی"۔

عبدالملک بن مروان نے سمجھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایسا اپنی مرضی سے کیا ہے۔ اور اس نے اسے پہلے کی طرح کروادیا، جیسا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا۔

عبدالملک بن مروان کے پاس ایک وفد آیا، جس میں حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عبدالملک بن مروان نے ان سے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جیسا کہتے تھے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے غلط ہے۔

یہ سن کر" حارث بن عبداللہ نے فوراً کہا کہ میں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ" رسول اللہ ﷺ اس طرح فرماتے تھے۔

" إن قومك استقصروا من بنيان البيت ولولا حداثة عهد هم بالشرك أعدت ما تركوا منه فإن بدا لقومك، من بعدي، أن يبنوه فهلمي لأريك ما تركوا منه . فأراها قريبا من سبعة أذرع . (هذا حديث عبدالله بن عبيد). (وزاد عليه الوليد بن عطاء): قال النبي صلى الله عليه وسلم ولجعلت لها بابين موضوعين في الأرض شرقيا وغربيا . وهل تدرين لم كان قومك رفعوا بابها؟ قالت : قلت : لا قال تعززا أن لا يدخلها إلا من أرادوا. فكان الرجل إذا هو أراد أن يدخلها يدعونه يرتقي حتى إذا كاد أن يدخل دفعوه فسقط" (۱)

ترجمہ: تمہاری قوم نے اس گھر کو (کعبہ) بنانے میں کمی کی اور یہ نئے نئے اسلام لائے ہیں۔ اگر یہ نئے نہ ہوتے تو میں اس کو پورا کردیتا۔ اور انہوں نے اس گھر کو سات ہاتھ کم کردیا ہے اسکو پورا کردیتا۔ *اس حدیث کو عبداللہ بن عبید اور ولید بن عطاء نے بیان کیا۔* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو دروازے آمنے سامنے بنواتا ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ دروازے کو اوپر کس لئے کیا گیا ہے" عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے علم نہیں ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جس کو چاہتے اندر جانے دیتے تھے اور جس کو نہ چاہتے تو اسکو اوپر سے نیچے دھکیل دیتے تھے۔"

---

(۱) الراوي: عائشة ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث: مسلم ، المصدر: المسند الصحيح ، الصفحة أو الرقم 1333

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس وفد اور حارث بن عبداللہ سے یہ سننے کے بعد عبدالملک بن مروان نے کہا! ''اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں ترمیم نہ کرتا'' اور جس طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کی تھی اُسی طرح باقی رکھتا۔ دورِ عباسی یا دورِ رشید میں سے کسی کے دور میں خلیفہ وقت نے پھر سے تعمیر کی خواہش کی کہ تعمیر کعبہ میں ترمیم کر کے حجر کو کعبہ کے ساتھ ملانا چاہا۔ اس نے امام مالک سے دریافت کیا امام مالک نے کہا کہ ایسا مت کرو۔ اس کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ بادشاہوں کیلئے کھیل بن گیا ہے۔ کوئی تو رسول اللہ ﷺ کے دور کے مطابق اس کی تعمیر کرنا چاہتا ہے اور کوئی رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق اس طرح توڑنا اور بنانا مناسب نہیں۔ (چنانچہ کعبہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے وقت میں تھا آج بھی اسی طرح ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی

اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش کے مطابق فتح مکہ کے بعد ہی کعبہ میں توسیع کرنے کا کوئی قدم اٹھاتے تو اسلام دشمن منافقین اور قریش جو نئے نئے اسلام لائے تھے وہ فوراً کہتے کہ دیکھو محمد ﷺ کو کہ ایک طرف تو اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور دوسری طرف مکہ کے فتح ہوتے ہی اللہ کے گھر کو توڑ رہے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فوری کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ دوران خلافت امیر المومنین عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سـنـة (٦٤) ہجری میں رسول کریم ﷺ کی خواہش کے مطابق تعمیر کی گئی تھی۔

عرب اور اہل مکہ رسالت سے پہلے

جس طرح تمام لوگ گمراہی وضلالت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے کچھ لوگ جیسے کافر بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ کچھ لوگ گائے اور جانوروں کی عبادت کرتے تھے۔ کئی قومیں فرشتوں کو پوجتی تھیں اور تصویروں کی عبادت کی جاتی تھی۔ کچھ لوگ سورج چاند اور درختوں کی پوجا کرتے تھے مردار کھاتے تھے۔ غیرت اور بھوک کی وجہ سے اپنی نومولود لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہودیوں کی تحریف نے عزیر کو اللہ کا بیٹا بنایا تھا اور نصرانیوں نے مسیح کو اللہ کا بیٹا بنایا تھا۔ ہر ایک مختلف رائے رکھتا تھا۔ ہر طرف گمراہی وذلالت کا دور تھا۔

عرب اور اہل مکہ کے مختصر حالات

عرب اور اہل مکہ پہلے دینِ ابراہیمی پر ہی تھے۔ کافی عرصہ اور طویل مدت گذر جانے کے بعد وہ دین ابراہیمی کی شرح اور تفصیل کو بھول چکے تھے۔ مکہ مکرمہ میں قریش سے پہلے وہاں پر قبیلہ (خزاعہ) کا تسلط اور حکمرانی تھی۔ کعبہ کے تمام امور کی ذمہ داری ان پر ہی تھی۔ وہ اپنے باپ دادا کی وجہ سے حکومت اور سرداری کر رہے تھے۔

(انکی حکومت کا دور تین (٣٠٠) سو سال یا پانچ (٥٠٠) سو سال ذکر کیا گیا ہے)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قبیلہ خزاعہ کا یہ دور اسی طرح چل رہا تھا۔ ایک اور شخص آتا ہے جس کا نام قصی بن کلاب تھا۔ اس نے خزاعہ کے سردار کی بیٹی سے شادی کی ہوئی تھی۔ اس کے بعد عربوں کی مدد کے ذریعے قبیلہ خزاعہ سے لڑائی کی اور جیت کر وہاں پر قابض ہو گیا۔

قبیلہ خزاعہ کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا۔ یہ شخص قبیلہ قُصّی قریش سے تھا۔ اس طرح قصی اور قریش کو مکہ پر سرداری اور سیادت حاصل ہوگئی۔ قصی کو مکہ مکرمہ میں کعبہ کے یہ مناسب حاصل ہوئے۔

حجابت: (کعبہ کی پاسبانی) اور وہی کعبہ کے خدمت گار تھے۔

سقائیہ: (پانی پلانا) جب حجاج مکہ آتے تو ان کے لیے پانی کا انتظام کرنا۔

رفادہ: (حاجیوں کی میزبانی) یعنی حاجیوں کے لیے کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا۔

سب سے پہلے بت پرستی کروانے والا عمرو بن عامر بن لحي الخزاعي

عمرو بن لُحي کے دورِ حکومت میں بت پرستی شروع کی گئی۔ یہ شخص وہاں کا حکمران اور سردار تھا۔ اس کا دیا ہوا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا تھا۔ یہ شخص ایک دفعہ سفر کرتا ہوا ملک شام گیا اور اس نے دیکھا کہ لوگ وہاں پر بتوں کو پوج رہے ہیں۔

اس نے دریافت کیا یہ کیا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ ہمارا رب ہے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے بارش طلب کرتے ہیں وہ ہمیں بارش دیتا ہے۔ ہم اسی سے فتح ونصرت مانگتے ہے وہی ہم کو فتح ونصرت دیتا ہے۔ جو کچھ طلب کرتے ہیں ہمیں دیتا ہے۔ یہ سن کر عمرو بن لُحي نے کہا کیا تم مجھے بھی ایک بت دو گے؟ میں اسے عرب کی زمین میں اپنے ملک لے جا کر اسکی عبادت کروں گا، سب کو بت کی عبادت کا حکم دونگا۔ ان لوگوں نے اسے ایک بت دے دیا جس کا نام (هُبل) تھا۔ وہ مکہ مکرمہ واپس آیا اور اپنے ساتھ (هُبل) کو لایا۔ اس کو نصب کر کے اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا، سب لوگ اس کے حکم کی تعمیل کرنے لگے۔

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رأیت عمرو بن عامر بن لحي الخزاعي يجر قصبه في النار" [وكان أول من سيب السوائب] (١)

ترجمہ: میں نے دیکھا عَمرو بن عامر بن لحي الخزاعي کو اسکی انتڑیوں کے ساتھ آگ میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ اور اسی نے جانوروں کے نام دیے۔ (بحیرۃ، سائبہ، وصیلۃ، حام)

اللہ تعالیٰ نے نہ تو بحیرۃ کو مقرر کیا نہ تو سائبہ کو نہ وصیلۃ کو اور نہ حام کو اس نے اپنی مصلحت کے لیے جانوروں کے نام دیئے۔

(١) الراوي: أبو هريرة، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم 3521

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے۔ (سورة مائدة الآية: ١٠٣)

بحیرۃ: وہ جانور جس کے کان میں سوراخ کر دیا جاتا اور بت کے نام پر چھوڑ دیا جاتا اسکا دودھ صرف بتوں کیلئے ہوتا اور جہاں چاہتے کھاتے پیتے۔

سائبہ: جس اونٹ کو سائبہ کا نام دیا گیا، وہ کہیں بھی پھر سکتا اور پانی پی سکتا تھا، کوئی بھی اس پر سواری نہیں کر سکتا تھا۔

وصیلۃ: ایسی اونٹنی جو مادہ کے بعد مادہ پیدا کرے، تو ان کے اپنے لئے اور نر پیدا کرے تو اسے اُنکے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

حام: ایسا نر جس کے نسب سے دس (١٠) بچے پیدا ہونے کے بعد اسے اپنے بت یعنی (اصنام) کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں: وہ ان تمام چیزوں کو کرتے ہوئے سب سے بڑی برائی یہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک کرتے تھے، ان کے پاس جو سیدھا راستہ دین ابراہیم علیہ السلام کا تھا اس میں تبدیلیاں کر دیں۔ توحید الٰہی اور صرف اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر شریعت کو بدل ڈالا، یہ سب بغیر علم اور بغیر دلیل کے کر ڈالتے تھے۔ ان کے پاس نہ صحیح دلیل تھی اور نہ ہی ضعیف دلیل ان تمام چیزوں پر پہلے کی امتوں کی طرح عمل پیرا تھے۔ آپ نے یہ فرما کر بات ختم کر دی۔ انکی شرائع باطلہ، فاسدہ اور انکا بڑا (عمرو بن لُحي) اللہ اس کو برباد کرے اس نے اپنی مصلحت کیلئے جانوروں کے نام دیئے۔ وہ جھوٹ کہنے والا جھوٹا اور اس پر عمل کرنے والے جاہل۔

ان ہی گمراہ لوگوں کے لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾

ترجمہ: واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل کر ڈالا اور جو چیزیں ان کو اللہ نے کھانے پینے کو دی تھیں ان کو حرام کر لیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر۔ بے شک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ راست پر چلنے والے نہیں ہوئے۔ (سورة الانعام: الاية: ١٤٠)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر عرب کے دور جاہلیت اور ان کے کاموں کو جاننا ہو تو قرآن مجید میں سورۃ انعام آیت نمبر تیس (۳۰) سے ایک سو چالیس (۱۴۰) تک کا مطالعہ کریں۔ (دورِ جاہلیت کے بارے میں)۔

جعفر رضی اللہ عنہ رسالت سے پہلے کے حالات اس طرح بیان فرماتے ہیں:

جعفر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے چاچا کے لڑکے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے اس طرح کہتے ہیں۔

- ہم تمام گمراہی اور جہالت پر تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔
- ہم میں فواحشات تھیں۔ ہم صلہ رحمی نہیں جانتے تھے۔
- اپنے پڑوسی کے حق کو نہیں پہچانتے تھے۔ طاقتور کمزور پر ظلم و زیادتی کرتا۔
- اُس دور میں بہت سی برائیاں اور گمراہیاں تھیں۔ (دورِ جاہلیت کے بیان کو اختصار سے بیان کیا گیا)۔

بتوں کے نام اور ان کو پوجنے والے قبائل

مشرکین کے اپنے بنائے ہوئے پتھروں کے بت جس کی عبادت کی جاتی تھی۔ اور اُن ہی سے مانگتے تھے۔

العزّي: یہ بت مکہ مکرمہ اور عراق کے درمیان نخلہ میں تھا۔ اس بت کی عبادت قبیلہ قریش کے لوگ کیا کرتے تھے۔

اس بت کے (حجاب) جوان کے لئے قربانیاں کرتے تھے اور ان کے (سدنا) جو کے ان کی دیکھ بھال اور خدمت کرتے۔ یہ قبیلہ بنوشیبان سے تھے جو کہ بنی ہاشم کے حلفاء (یعنی پناہ میں) تھے۔ اس بت کی عبادت کی جاتی تھی، جیسے وہ بیت الحرام کی تقدیس کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسے توڑنے کے لیے روانہ فرمایا اور اسے توڑ دیا گیا۔

اللّات: یہ بت طائف میں تھا۔ قبیلہ ثقیف کے لوگ اس کی عبادت کرتے تھے۔ اس بت کے بھی سدنا اور حجاب ہوا کرتے تھے۔

منات: یہ بت سمندر کے ساحل کی طرف تھا۔ اس کی عبادت قبیلہ اوس اور خزرج کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اسلام آیا اس شرک کو مٹانے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اَبا سفیان اور علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہم کو بھیج کر (لات اور منات) کو تڑوا دیا۔

ذو الخلصه: مکہ مکرمہ کے جنوب کی طرف یمن میں یہ بت تھا اس کی عبادت قبیلہ دوس، خشحم اور بجيلة کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اس بت کو توڑنے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اس کو تڑوا دیا۔

اِساف اور نائلہ: یہ دو بت کعبہ میں تھے ان کو صفاء اور مروہ پر رکھا گیا۔ ان دونوں بتوں کی عبادت قبیلہ قریش کیا کرتے تھے۔ اِساف مرد اور نائلہ عورت تھی یہ قبیلہ جرہم سے تھے۔ ان دونوں نے کعبہ میں بدکاری کی۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ فرمایا، (یہ بت ہوگئے)۔

فتح مکہ کے بعد کعبہ کے اندر باہر تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی ان بتوں کو اپنی لکڑی سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مارتے رسول ﷺ نے فرمایا: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل مٹنے کے لیے ہے۔
اس طرح یہ بت جن کو وہ اپنا حاجت روا مانتے تھے، اب وہ صرف ایک مٹی کا ڈھیر اور پتھر کے سوا کچھ نہیں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت فرمائی اور اپنے رسول ﷺ اور مومنین کی۔ (فللّٰہ الحمد والمنۃ)

دورِ جاہلیت کے نکاح

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس طرح بیان فرماتی ہیں: دورِ جاہلیت میں چار (۴) قسم کے نکاح تھے۔

❁ نکاح کی پہلی صورت: مشروع نکاح جو دورِ حاضر میں ہے اسی طرح تھا۔

❁ نکاح کی دوسری صورت: جسکو نکاح (استبضاع) کہا جاتا تھا اس طرح سے تھا۔ حیض سے پاک ہونے کے بعد شوہر کہتا جا فلاں کے پاس اُس کی شرم گاہ حاصل کر یہ عورت کو اجازت دی جاتی تھی۔ جب تک کے حمل نہ ٹھر جائے، اس سے انکا مقصد یہ تھا کے اچھے خاندان اور بڑے نامور لوگوں سے زنا کرواتے تھے کہ لڑکے میں اچھے صفات وکمال پیدا ہوں۔

❁ نکاح کی تیسری صورت: جس میں دس (۱۰) آدمیوں سے کم کی جماعت اکٹھا ہوتی اور وہ ایک ہی عورت سے زنا کرتے یہاں تک کے حمل ٹھر جائے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد سب کو جمع کیا جاتا جس سے ملتا جلتا ہو وہ اُسی کا لڑکا کہلاتا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جو چاہے نام دیتے۔

❁ نکاح کی چوتھی صورت: ایک عورت کے پاس کئی مرد آتے کسی کو منع نہیں وہ عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈیاں لگاتی (یہ رنڈیاں) یا بازاری عورتیں ہوتی، اُن سے جو لڑکا پیدا ہوتا وہ جس کو چاہے اس سے منسوب کر دے وہ اُسکا باپ کہلاتا۔

یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے اپنے برحق رسول محمد ﷺ کو بھیجا، حق آ گیا اور تمام جاہلیت کے سارے نکاح منہدم ہو گئے۔ صرف اسلامی نکاح باقی رہا جو آج رائج ہے۔[1] (دورِ جاہلیت میں اور بھی بہت سی بُرائیاں اور گمراہیاں اُن میں موجود تھی، جن کا مختصر بیان کیا گیا)۔

عربوں میں کچھ اچھی عادتیں اسلام سے پہلے

وہ تمام دور جاہلیت میں بھی کچھ اچھی صفات کے حامل تھے۔ وہ سچ بولتے تھے، ان میں کرم تھا، وہ مہمان نواز تھے۔ وعدہ کی وفا کرتے تھے، جس کو پناہ دیتے اس کے لیے اپنی جان بھی قربان کر دیتے تھے۔ ان میں صبر وتحمل تھا، شدید گرمی وسردی، بھوک کی برداشت تھی ان میں شجاعت وبہادری تھی۔ اس وقت دینِ ابراہیمی سے جو کچھ بچا تھا اس سے وہ کعبہ مشرفہ کی تعظیم واحترام کرتے تھے۔ وہ حج اور عمرہ کرتے تھے۔ عرفات، منیٰ، مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور قربانی بھی دیتے تھے۔ یہ سب چیزیں ان میں پائی جاتی تھیں۔ (اسلام آیا اور ان تمام اچھائیوں کو مزید تقویت حاصل ہوئی)۔

---

(۱) صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب من قال لانکاح الابولی 769/2 وابوداؤد: باب وجوہ النکاح۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آغاز وحی

جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک چالیس (۴۰) سال کی ہوئی تو وحی کا آغاز ہوا اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کیلئے محمد ﷺ کو مبعوث فرمادیا کہ وہ دعوت حق کی روشنی پھیلائیں رسالت کی دعوت اور بشارت دیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (أنزل على النبي ﷺ وهو ابن أربعين، وكان بمكة ثلاث عشرة سنة، وبالمدينة عشراً، فمات وهو ابن ثلاث وستين) (۱)

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی اُس وقت آپ کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی۔ (رسالت کے بعد) مکہ مکرمہ میں تیرا (۱۳) سال قیام رہا اور مدینہ منورہ میں دس (۱۰) سال۔ جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر تیریسٹھ (۶۳) سال تھی''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے وحی سوتے میں خواب کے ذریعے آتی رہی۔ رسول اللہ ﷺ جو کچھ دیکھتے وہ صبح کو اسی طرح نکلتا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد تنہائی پسند فرمانے لگے رسول اللہ ﷺ کئی کئی رات تک (غار حراء) میں عبادت کرتے رہتے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال میں واپس آتے اور کھانا پانی لے کر واپس چلے جاتے اور پھر عبادت میں مصروف ہوجاتے۔ یکا یک رسول اللہ ﷺ کے پاس حق آ گیا۔ ایک فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ (اَقْرَأْ) پڑھو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑا اور خوب بھینچا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو تھکاوٹ محسوس ہونے لگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کہا پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے دوسری دفعہ رسول اللہ ﷺ کو پکڑا اور خوب بھینچا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو تھکاوٹ محسوس ہوئی اور پھر رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کہا پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے رسول اللہ ﷺ کو پھر پکڑا اور خوب بھینچنے کے بعد چھوڑ کر کہا، پڑھو۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورة العلق الآية ۱-۵)

(۱) رواه البخاري في مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ والصحابة الى المدينة، رقم: 3902 فتح الباري: 227/7 مسلم في كتاب الفضائل، رقم:2351

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی یہ آیتیں پڑھ کر رسول اللہ ﷺ گھر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی زوجہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کمبل اُوڑھا دو، مجھے کمبل اُوڑھا دو، میرا دل دھڑک رہا ہے۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سارا قصہ سنایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا جن کو اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا تھا، آپ نے حکیمانہ اور مدبرانہ سمجھ بوجھ سے اس طرح فرمایا:

قالت خديجة: " كلا ، أبشر ، فوالله لا يخزيك الله أبدا ، فوالله إنك لتصل الرحم ، وتصديق الحديث ، وتحمل الكل ، وتكسب المعدوم ، وتقري الضيف ، وتعين على نوائب الحق" (۱)

ترجمہ: خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہرگز نہیں آپ کو خوش خبری ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں۔ اور آپ سچ بولتے ہیں، معاشرے پر جو لوگ بار ہیں ان کا بوجھ اٹھاتے ہیں نادار کیلئے آپ کماتے ہیں، مہمان کی تواضع کرتے ہیں اور آپ حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔''

ورقہ بن نوفل کا بیان

خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا کے لڑکے ورقہ بن نوفل کے پاس رسول اللہ ﷺ کو لے جاتی ہیں۔ وہ اس وقت نصرانیت پر قائم تھے۔ وہ عبرانی کتابت کرتے تھے اور انجیل کا ترجمہ بھی عبرانی میں کیا کرتے۔ وہ بڑی عمر کے تھے، اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ بن نوفل سے کہا سنیں اپنے بھائی کے بچے سے یہ کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ رسول اللہ ﷺ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ سننے کے بعد ورقہ بن نوفل نے کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا اور میں اس وقت کو دیکھ پاتا۔ آپ کی اپنی قوم ہی آپ کو باہر نکال دے گی رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کیا وہ مجھے نکال دیں گے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں ہر وہ شخص جو ایسی چیز لے کر آئے جیسی آپ لے کر آئے اسے نکال دیا جاتا ہے۔ اگر مجھے رسول اللہ (ﷺ) کا زمانہ نصیب ہوا تو بہت زوردار طریقے سے رسول اللہ (ﷺ) کی مدد کرونگا۔ پھر ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہے ان کی وفات ہوگئی۔ ورقہ بن نوفل کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد کچھ عرصہ کیلئے وحی رک گئی۔

اہل علم بیان کرتے ہیں: (وحی کافی مدت تک رُکی رہی، یہ عرصہ چھ ماہ یا تین سال تک کا بتلایا جاتا ہے)۔ واللہ اعلم:

(۱) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 4953

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وحی کی اقسام

اہل علم اس طرح فرماتے ہیں: کہ وحی کی چھ قسمیں ہیں۔

- رؤیا صادقہ .... وحی جو خواب میں دکھائی جاتی ہے صبح کی سپیدی کی طرح۔
- رؤیا القاء فی الروح .... وحی کی وہ کیفیت جو دل پر کی جاتی ہے۔
- فرشتے کا کسی آدمی کی شکل میں ظاہر ہونا۔
- صلصلة الجرس---- گھنٹیوں کی آواز کی طرح، اس قسم کی وحی سے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ آجاتا تھا۔
- فرشتے کو اس کی اپنی اصلی شکل میں دیکھنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا ہے۔
- صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے، دل میں بات ڈال دی جاتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ابتداً وحی کی کیفیت خواب کے ذریعے ہوئی۔ بغیر فرشتہ کے رسول اللہ ﷺ کے دل میں بات ڈالی جاتی تھی اور فرشتہ جب آدمی کی شکل میں ظاہر ہوتا اس وقت کبھی کبھی اصحاب رسول اللہ ﷺ بھی فرشتہ کو دیکھتے تھے۔ وحی کی سخت کیفیت گھنٹیوں کی آواز کی طرح، اس کیفیت سے رسول اللہ ﷺ کو سخت سردیوں میں بھی پسینہ آجایا کرتا تھا۔ اور اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو وحی کی اس کیفیت سے اونٹنی بھی بیٹھ جاتی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرشتہ کو اس کی اصلی پیدائشی شکل میں بھی دیکھا، یہ صورت صرف دو مرتبہ پیش آئی۔ بغیر فرشتہ کے براہ راست جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات آپ ﷺ سے براہ راست وحی فرمائی۔

جب آپ ﷺ آسمانوں کے اُوپر تھے۔ *(اس طرح کی چھ قسمیں ہیں، جن پر اہل علم متفق ہیں)*۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”إن روح القدس نفث في روعي، أن نفسا لن تموت حتى تستكمل رزقها، فاتقوا الله وأجملوا في الطلب“ (۱)

ترجمہ: روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی، کہ کوئی نفس مر نہیں سکتا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا حاصل کر لے، پس اللہ سے ڈرو، طلب میں اچھائی اختیار کرو، اور رزق کی تاخیر تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ کی معصیت کے ذریعے تلاش کرو۔ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسکی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

---

(۱) الراوي: عبداللہ بن مسعود، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: الألباني، المصدر: مشكلة الفقر، الصفحة أو الرقم 15

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خفیہ دعوت و تبلیغ

وحی کے ذریعے نبی ہونے کی بشارت دی گئی۔نبوت کی بشارت کے بعد وحی کچھ عرصہ کے لئے رک گئی تھی۔اس کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہوا،رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرائض کو نبھانے کے لئے سب سے پہلے اسلام کی دعوت اپنے قریبی رشتہ داروں کو دی۔اُن لوگوں پر اسلام پیش کرتے تھے،جن سے رسول اللہ ﷺ کے گہرے تعلقات تھے(جیسے گھر کے افراد اور جان پہچان کے افراد)جو رسول اللہ ﷺ کو صادق اور امین جانتے تھے اور وہ حق وخیر کو پسند کرتے تھے۔

سب سے پہلے اسلام لانے والے

رسول اللہ ﷺ کی بیوی، اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپکے خدمت گار زید بن حارثہ، لڑکوں میں علی بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی، آزاد مردوں میں ابوبکر صدیق اور غلاموں میں بلال بن رباح رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے،اسلام لاتے ہی آپ نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔آپ اپنی قوم میں ہر دل عزیز اور دانشمند تھے۔آپ کے پاس آنے جانے والے لوگوں میں جس کو قابل اعتماد پایا،اسلام کی دعوت دی۔

(ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان کے نام یہ ہیں):

زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحه بن عبید الله، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنهم اجمعین۔

عمر بن عدسہ سلیمی کا اسلام لانے کا واقعہ

عمر بن عدسہ سلیمی بیان کرتے ہیں: میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا آپ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔رسالت آچکی تھی اور رسالت کی دعوت چھپ کر کی جارہی تھی۔میں نے پوچھا تم کون ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں میں نے کہا نبی کیا ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا رسول۔میں نے پوچھا کیا اللہ نے تمہیں بھیجا ہے؟۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔میں نے پوچھا کس لئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔یہ سب باتیں سننے کے بعد میں نے کہا یہ سب باتیں بہت اچھی نصیحت ہیں۔ پھر میں نے کہا آپ کی اتباع کس نے کی ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (عبد و حرُ) غلام اور آزاد نے، اس سے مراد ابوبکر صدیق اور بلال رضی اللہ عنہما یہ سننے کے بعد عمر بن عدسہ نے بھی اسلام قبول کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپ کی اتباع کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں پہلے اپنی قوم کے پاس جاؤ اور نبی کے ظہور کا اعلان کرو اور پھر میری اتباع کرو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں عقبہ بن أبی معیط کا غلام تھا، انکی بکریاں چرایا کرتا تھا اور میرے پاس رسول اللہ ﷺ اور أبوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ دونوں کفار قریش سے چھپ کر آئے تھے اور مجھ سے پوچھنے لگے اے لڑکے! تمہارے پاس دودھ ہے، ہمیں پلاؤ گے؟ میں نے کہا یہ میرے پاس امانت ہے میں نوکر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس ایسی بکری بھی ہے جس میں ابھی دودھ نہیں آیا، یا جس نے (بچہ نہ جنا ہو)۔ میں نے انہیں ایک ایسی بکری دی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بکری پکڑی اور رسول اللہ ﷺ نے تھن کو ہاتھ لگا کر دعا کی۔ دودھ بھر آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک کٹورا لیا اور اس میں دودھ بھر لیا آپ دونوں نے دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس بکری کو واپس کر دو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بکری واپس کر دی۔

میں رسول ﷺ کے پاس گیا تاکہ رسول اللہ ﷺ مجھے یہ اچھا کلام یعنی قرآن مجید سکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں فرمایا: تم سمجھدار ہو میں نے ستر (۷۰) سورتیں حفظ کر لی تھیں اور ان کے بارے میں میرا مقابلہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا تھا۔ (أبو داود)

أبي ذر الغفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

عبداللہ بن صامت بیان فرماتے ہیں:

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یثرب کے اطراف کے رہنے والوں میں سے تھے۔ انکے بھائی انیس جو شاعر تھے اور بہت اچھی سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔ رسالت کی بعثت سے پہلے بھی ابوذر غفاری نماز پڑھتے تھے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم غفار سے نکلے میں میرا بھائی انیس اور ہمارے ساتھ ہماری ماں بھی تھیں۔ ہم غفار سے نکل کر اپنے ماموں کے پاس آئے اور کچھ دن ہمارا قیام ماموں کے پاس تھا۔ ہمارے ماموں نے ہماری بہت اچھی خاطر تواضع کی۔ جسکی وجہ سے وہاں کے لوگ حسد کرنے لگے اور ان لوگوں نے میرے بھائی پر الزام لگایا اس وجہ سے ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ وہاں پر مزید قیام کیا جائے۔ ہم نے اپنے ماموں سے اجازت طلب کی اور اپنی سواریاں تیار کیں اور وہاں سے چل پڑے اور جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے اس مقام پر شاعری کا مقابلہ ہو رہا تھا میرا بھائی بھی شاعر تھا۔ اس مقابلے میں میرے بھائی نے بھی شاعری میں حصہ لیا اور مقابلے میں جیت گیا۔ اس جیت کی وجہ سے انیس کو ایک اونٹنی انعام میں ملی عبداللہ بن صامت سے کہتے ہیں، اے میرے بھائی کے بچے میں بھی رسول اللہ ﷺ سے ملنے سے تین سال پہلے نماز پڑھتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا۔عبداللہ بن صامت پوچھتے ہیں کس کے لئے نماز پڑھتے تھے؟ میں نے کہا اللہ کیلئے۔انہوں نے پوچھا کہ کس طرف منہ کرکے؟ میں نے کہا جس طرف بھی اللہ نے چاہا۔میں عشاء کی نماز پڑھتا تھا یہاں تک کہ تھک کر گر جاتا تھا اور بے ہوش ہو جاتا تھا۔جب سورج چڑھتا اور دھوپ پھیلتی تو میں اٹھتا تھا۔

انیس نے کہا میں مکہ مکرمہ جا کر آتا ہوں اور تم یہاں رُک کر اپنی ماں کا خیال رکھو۔وہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور ان کو آنے میں کافی دیر ہوگئی۔جب وہ واپس آئے تو میں نے پوچھا تم کہاں تھے کافی دیر ہوگئی ہے؟ انیس نے کہا میں نے مکہ مکرمہ میں ایک شخص کو دیکھا جو تمہارے دین کا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کو اللہ نے بھیجا ہے۔ابوذر نے پوچھا لوگ کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا لوگ اسے شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں۔انیس کہتے ہیں وہ جو بات کرتے ہیں وہ شاعری نہیں ہے۔میں نے ان کی باتوں کو شاعری کے اوزان پر پرکھا، وہ شاعری نہیں ہے۔کیونکہ میں بھی ایک شاعر ہوں، اللہ کی قسم وہ سچے ہیں اور وہ تمام لوگ جھوٹے ہیں۔

انیس نے ابوذر سے کہا تھا وہ تمہارے دین پر ہیں۔

اس طرح کہنے کی وجہ یہ تھی کہ (ابوذر نبی ﷺ سے ملنے سے پہلے بھی نماز پڑھتے تھے)۔

ابوذر نے اپنے بھائی سے کہا میں بھی دیکھ آتا ہوں تم ماں کا خیال رکھو۔میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے ایک شخص کے پاس جا کر معلوم کیا کہ وہ شخص کون ہے جسکو تم بے دین کہتے ہو۔

وہ شخص میری طرف اشارہ کرکے پکارنے لگا بے دین بے دین۔اس کی پکار پر وہاں سب لوگ جمع ہوگئے اور وہ لوگ مجھے پتھر اُٹھا کر مارنے لگے۔مجھ پر ہر طرف سے پتھر پڑ رہے تھے، یہاں تک کہ میں تاب نہ لاسکا اور گر کر بے ہوش ہوگیا۔

جب ہوش آیا تو میں زخموں سے چُور تھا۔میں زم زم کے کنویں پر آیا، اپنے زخموں کو صاف کیا اور پانی پیا۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ عبداللہ بن صامت سے بیان کرتے ہیں۔میرے پاس کھانے اور پینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا، میں زم زم کا پانی ہی پیتا تھا، مجھے نہ تو بھوک لگی اور نہ ہی کمزوری محسوس ہوئی اسی طرح مجھ پر تیس (۳۰) دن گزرے، کسی نے مجھے نہ کھانا دیا اور نہ ہی کچھ پوچھا وہ مجھے بے دین کہتے تھے۔میں زم زم کے پانی پر ہی زندہ تھا۔

ایک رات چاندنی تھی اور ہر طرف سناٹا تھا اور کوئی کعبہ کا طواف بھی نہیں کررہا تھا۔میں نے دیکھا دو عورتیں طواف کررہی تھیں بتوں کا جن کا نام (اساف اور نائلہ)[1] تھا۔میں انکے قریب چلا گیا کہ دیکھوں وہ کیا کررہی ہیں۔میں نے ان سے مزاحاً کہا (اساف اور نائلہ) کی آپس میں شادی کروا دو۔یہ سنتے ہی وہ چلّانے لگیں اور زور زور سے کہنے لگیں، یہاں کوئی ہے یہاں کوئی ہے۔

---

(۱) اساف اور نائلہ، یمن کے رہنے والے اساف مرد اور نائلہ عورت تھی، ان دونوں نے کعبہ میں بدکاری کی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ فرمایا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس دوران وہاں پر نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور ان عورتوں سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ان عورتوں نے کہا یہ بے دین گالی دیتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے پوچھا اس نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا کہ اس بے دین نے ایسی بات کہی جسے ہم منہ سے نہیں بیان کرسکتیں۔ابوذر کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے (حجر اسود) کا بوسہ لیا پھر آپ طواف کرنے لگے۔طواف کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔

جب آپ فارغ ہوئے تو سب سے پہلا شخص میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔میں نے اسلامی سلام اس طرح سے کیا، ''السلام علیک یا رسول اللہ'' اور مجھے جواب ملا وعلیک السلام۔رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا، تم کون ہو؟ میں نے کہا میں غفار کا رہنے والا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ پر رکھا میں نے اپنا ہاتھ ہٹانا چاہا مگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ ہٹایا اور فرمایا: تم یہاں پر کب سے ہو میں نے کہا مجھے یہاں پر تیس (۳۰) راتیں ہوگئی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہیں یہاں کون کھانا دیتا تھا۔میں نے کہا مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ میں صرف زم زم کا پانی پیتا رہا، مجھے بھوک محسوس نہیں ہوئی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "إنها مباركة وهي' طعام لهم' [وشفاء سقم]" [1]

ترجمہ: واقعی اس میں برکت ہے اور زم زم غذا بھی ہے (اس میں شفاء ہے بیماری کے لیے)۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے اجازت دیجئے میں ان کو لے جا کر کھانا کھلاؤں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے میں بھی ان کے پیچھے چلنے لگا۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا میں بھی اندر آ گیا۔آپ نے مجھے طائف کی کشمش پیش کی۔ایک مہینے کے بعد یہ سب سے پہلا کھانا مجھے ملا اور جب تک میرا دل چاہا میں نے سیر ہوکر کھایا اور جب تک میرا دل چاہا میں وہاں رہا۔اسکے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔میں نے کہا میں اپنے مقام یثرب جانا چاہتا ہوں۔کیا آپ میری قوم کو کچھ پیغام دینگے آپ کے پیغام سے انہیں فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا اس کے بعد میں اپنے بھائی اور ماں کے پاس واپس آ گیا۔

میرے بھائی نے دریافت کیا تم نے کیا کیا، میں نے کہا ''میں نے سچ مان کر اسلام قبول کرلیا ہے'' اور میرے بھائی انیس نے بھی اسلام کو سچ مان کر قبول کرلیا۔میں اپنی ماں کے پاس گیا اور اس پر اسلام پیش کیا میری ماں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

اسکے بعد ہم نے واپسی کا سفر شروع کردیا۔ہم یثرب اپنی قوم کے پاس پہنچے، ان پر اسلام کی دعوت پیش کی۔

---

(۱) الراوي: ، خلاصة الدرجة: الصحيح ، المحدث: الالبانى ، المصدر :مناسك الحج، الصفحة أو الرقم 25

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہماری قوم کے آدھے لوگ مسلمان ہو گئے۔ ہماری قوم کے سردار جن کا نام (أيماء بن رحبه) تھا۔ وہ اور ہماری آدھی قوم اسلام نہیں لائی۔ وہ کہنے لگے اگر اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ آئیں گے، تو ہم اسلام لائیں گے اور پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری قوم کے باقی آدھے افراد نے بھی اسلام قبول کیا۔ اس طرح سے پورا غفار اسلام لے آیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اہل غفار کے لئے اس طرح سے دعا فرمائی۔ (۱)

"وہ ایمان لائے اللہ ان پر سلامتی فرمائے، اہل غفار اور ان کے آس پاس والوں کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے"۔

الطفیل بن عمرو الدوسی کے اسلام لانے کا واقعہ

طفیل بن عمرو دوسی، (قبیلہ دوس) سے ان کا تعلق تھا۔ یمن کے سرداروں میں سے تھے۔ طفیل بن عمرو جب مکہ پہنچے تو کفار قریش نے انکو گھیر لیا، سب کہنے لگے۔ ہم میں سے ایک شخص محمد (ﷺ) بے دین ہو چکا ہے۔ آپ اس شخص سے نہ ملیں اسکی کوئی بات نہ سنیں۔ طفیل کعبہ میں گئے اور اپنے کانوں میں روئی ڈال لی تا کہ ان کی کوئی بات سنائی نہ دے۔ کعبہ میں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ طفیل کہتے ہیں کہ میں کچھ قریب چلا گیا اور میرے کانوں میں کچھ کچھ آواز آنے لگی۔ پھر میں نے دل میں سوچا کہ میں اچھی سوجھ بوجھ والا ہوں اور شاعری بھی جانتا ہوں مجھ میں اچھا یا برا سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت ہے۔ اگر اچھی بات ہوئی تو قبول کرلونگا اور اگر میں نے اچھا نہ سمجھا تو اسے چھوڑ دونگا یہ سوچ کر میں اور قریب چلا گیا اور سنتا رہا۔

جب رسول اللہ ﷺ جانے لگے تو میں بھی انکے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہونے لگے۔ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔ میں نے کہا، یا محمد (ﷺ) آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں مجھ سے ایسا ایسا کہا، میں بھی ڈر گیا اور اپنے دونوں کانوں میں روئی رکھ لی کہ آپ کی کوئی بات نہ سن سکوں۔ مگر آپ کی باتیں سننے کے بعد مجھے آپ کا یہ کلام بہت اچھا لگا۔ یہ کس کا کلام ہے اور آپ کیا چیز لائے ہیں مجھ پر پیش کریں میں سنوں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن پڑھ کر مجھے سنایا میں اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا رہا ایسی بات میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں نے قبول کیا حق کی شہادت دی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی قوم کا سردار ہوں میں انکے پاس جا رہا ہوں اور جا کر ان کو اسلام کی دعوت دونگا آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی: " اللهم اجعل له آية " (۲) ترجمہ: الٰہی اس کو کوئی نشانی عطا فرما۔

---

(۱) رواه مسلم كتاب فضائل الصحابة ، باب فضائل أبي ذر ، رقم: 2474

(۲) الراوي: محمد بن اسحاق ، خلاصة الدرجة: الصحيح ، المحدث: ابن كثير ، المصدر : البداية والنهاية ، الصفحة أو الرقم 3/97

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر میں وہاں سے اپنی قوم کی طرف واپس ہوا اور جب میں اونچائی سے نیچے اترنے لگا، میری دونوں آنکھوں کے بیچ سے نور کی طرح روشنی ظاہر ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر میں پریشان ہوگیا اور سوچنے لگا کہ جب مجھے میری قوم دیکھے گی تو کہے گی کہ اس نے اسلام قبول کرلیا ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ عیب لگ گیا۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی :

" اللهم في غير وجهي " (۱) ترجمہ: الٰہی میرے چہرے پر نہ ہو۔ (کسی اور جگہ)

پھر یہ نشانی نور کی طرح میرے سر کے اُوپر آواز کے ساتھ روشن ہونے لگی، میں جب چڑھائی سے نیچے اُترا تو مجھے سب سے پہلے میرے والد ملے جو کہ کافی بوڑھے ہو چکے تھے۔ میں نے کہا میرے پاس مت آنا آپ نہ میرے ہیں نہ میں آپ کا ہوں۔ وہ کہنے لگے، تم اس طرح کیوں کہہ رہے ہو۔ میں نے جواب دیا، میں مسلمان ہو چکا ہوں اور محمد (ﷺ) کا دین قبول کر چکا ہوں۔ میرے والد کہنے لگے، میرے بچے جو تمہارا دین ہے وہی میرا بھی دین ہے۔ پھر میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ جا کر نہائیں اور پاک کپڑے پہن کر میرے پاس آئیں۔ تاکہ میں جو کچھ سیکھ کر آیا ہوں وہ آپ کو بھی بتاؤں۔ چنانچہ میرے والد نہا کر اور پاک صاف کپڑے پہن کر میرے پاس آئے تو میں نے اسلام اور اسکی تعلیمات ان پر پیش کیں اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد میری بیوی میرے پاس آنے لگی تو میں نے اسے بھی وہی الفاظ کہے کہ میرے پاس مت آنا نہ میں تیرا ہوں نہ تو میری ہے۔ اسکے پوچھنے پر میں نے اسے بتایا کہ تیرے میرے بیچ اسلام آچکا ہے۔

اس نے بھی کہا کہ جو تیرا دین وہی میرا دین۔ پھر میں نے اسے پاک صاف ہوکر آنے کو کہا۔ چنانچہ جب وہ آئی تو میں نے اس پر اسلام کو پیش کیا وہ بھی مسلمان ہوگئی۔ پھر اپنے قبیلہ دوس پر اسلام کو پیش کیا وہ اسلام کو قبول کرنے میں پس وپیش ہوئے۔ مجھے اس بات پر بہت دکھ ہوا اور میں شکایت کرنے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ گیا اور کہا آپ میری قوم کیلئے دعا کریں، وہ ہلاک ہو جائے انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ دعا کرنے لگے میں نے دل میں سوچا اب قبیلہ دوس ہلاک ہوئے۔

رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔

" اللهم اهد دوسا وأت بهم " (۲)

ترجمہ: الٰہی قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما۔ (اور انہیں ہم میں شامل کر)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اپنی قوم کے پاس جاؤ اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہو''۔

---

(۱) الراوي: محمد بن اسحاق ، خلاصة الدرجة: الصحيح ، المحدث: ابن كثير ، المصدر : البداية والنهاية ، الصفحة أو الرقم 3/97

(۲) الراوي: أبو هريرة ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 2937

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے وطن واپس آ گیا اور اس دوران رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ خندق ہو چکی تھی، اسکے بعد میں مدینہ گیا میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے جو کہ مسلمان ہو چکے تھے۔
رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے مسلمانوں کو غنائم میں حصہ تقسیم کیا گیا اور ان غنائم میں ہمیں بھی شامل کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی جہری دعوت اسلام

اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں:

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧

ترجمہ: اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے۔ اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر، ناپاکی کو چھوڑ دے۔ اور احسان کر کے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔ (سورة المدثر الآية ١-٧)

اہل علم فرماتے ہیں: گویا یہ حکم دیا جا رہا ہے جو اپنے لئے جیتا ہے وہ راحت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ لیکن آپ کو اس زبردست بوجھ کو اٹھانا ہے آپ کو نیند سے کیا مطلب اور آپ کو گرم بستر سے کیا مطلب۔ اب وقت آ گیا ہے اس بڑی ذمہ داری کو پورا کرنے کا۔ اور اب نیند اور راحت کا وقت گزر چکا ہے۔ آج سے متواتر بیداری، طویل مشقت اور جہاد، تبلیغ کا وقت آ چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بوجھ کو بیس سال سے زیادہ عرصہ اٹھایا اور (کماحقہ) "جس طرح اس کو ادا کرنے کا حق تھا"۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت اس طرح ہے کہ جب یہ آیت اتری:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝٢١٤

ترجمہ: اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرا دے۔ (سورة الشعرآء الآية ٢١٤)

اس آیت کے اترنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قریش کو جمع کیا، اور جب تمام لوگ جمع ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- یا بنی کعب بن لویٰ ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ
- یا بنی مُرَّة بن کعب ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ
- یا بنی عبدالشمس ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ
- یا بنی عبدمناف ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ
- یا بنی ہاشم ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ
- یا بنی عبدالمطلب ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ
- یا فاطمہ ------- اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ

اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے بچانے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ البتہ تم لوگوں سے میری نسبت اور قرابت ہے میں ان تعلقات کو برقرار رکھوں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ کے کافروں کی شہادت

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾

ترجمہ: اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرادے۔ (سورة الشعرآء الآية ٢١٤)

اللہ کے رسول ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھ کر آواز دینے لگے، (یاصباحاہُ ، یاصباحاہُ)۔

(اس زمانے میں کوئی خاص پیغام دینا ہوتو اس طرح کی ندادی جاتی تھی)

پھر رسول اللہ ﷺ نے ندادی یابنی عبد مناف یابنی عبد المطلب اور اسی طرح یابنی فلاں یابنی فلاں۔اور جب لوگوں کو پتہ چلا کہ منادی کرنے والے محمد (ﷺ) ہیں تو قریش اور آس پاس والے تمام لوگ جمع ہو گئے۔

ان میں ابولہب بھی شامل تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے یہ کہوں کہ پہاڑی کے اس پار شہسواروں کی ایک جماعت ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو کیا تم اس بات کو سچ مانو گے؟ لوگوں نے جواب دیا ہم یقین کریں گے، کیونکہ ہم نے آپ (ﷺ) کو ہمیشہ صادق (یعنی سچا) اور امین (یعنی امانت دار) پایا ہے۔ہم نے آپ (ﷺ) کو آزمایا ہے آپ (ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ شہادت قریش مکہ نے دی اگر وہ صرف اتنا ہی کہہ دیتے کہ ہم آپ کو سچا مانتے ہیں تو یہی کافی تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اگر چہ ان میں تیتالیس (۴۳) سال گزارے اور اس تمام عرصے میں وہ محمد ﷺ کو صادق اور امین مانتے تھے۔اس بات کی گواہی دیتے تھے۔مگر وہ تکبر اور بڑائی کی وجہ سے حق کو ماننے میں پس وپیش ہوتے رہے۔

کفارِ مکہ نے اس طرح کی گواہی دی : " ماجربنا عليك كذبا " (١)

ترجمہ: ہم نے آپ (ﷺ) میں کبھی جھوٹ نہیں پایا۔

قال" فإني نذير لكم بين يدي عذاب شديد" (٢)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں تمہیں ایک سخت عذاب سے پہلے، خبردار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

---

(١) (٢) الرواي: عبدالله بن عباس ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 4971

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت اس طرح ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چچا ابولہب نے کہا کہ ہمارا سارا دن غارت ہوا، کیا اسی بات کیلئے تم نے ہم سب کو جمع کیا تھا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ اتاری اور اپنے رسول ﷺ کی تائید فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿١﴾ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾ وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿٤﴾ فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴿٥﴾

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔ اور اس کی بیوی بھی (جائے گی،) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اسکی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔ (سورۃ تبّت الآیۃ ۱-۵)

دعوت جہری ﷺ

ابن اسحاق بیان فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم فرمایا: کہ اس دعوت حق کو اب کھول کھول کر بیان فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کفار قریش سے چھپ کر نماز پڑھتے تھے، اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مسلمان نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ کفار چھپ کر وہاں پر پہنچے اور مسلمانوں کو تنگ کرنے لگے، ان کا مذاق اڑانے لگے۔

وہاں پر جھگڑا ہوا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی ہڈی اُٹھائی اور ایک مشرک کو دے ماری وہ وہیں مر گیا۔

اس طرح یہ اسلام کے لئے پہلا خون کیا گیا۔

دعوت حق کو قبول کرنے والے اصحاب

دعوت رسالت کا کام جاری تھا، لوگ متواتر اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ سب سے پہلے اسلام لانے والے اصحاب

ابوبکر، علی، زید، بلال، خدیجہ، عمار بن یاسر، عثمان، زبیر بن عوف، سعد بن وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، ابو عبیدہ، ابو سلمہ بن عبد الاسد، ارقم، عثمان بن مظعون، سعید بن زید، خباب بن الارت، عبداللہ بن مسعود، اور فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہ تمام افراد اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اور یہ تمام قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے بہت سے افراد بھی جماعت در جماعت اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ تعداد کے بارے میں، اہل سیرت کا کچھ اختلاف ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دعوت جہری کے ذریعے رسالت کا پیغام

غریب اور کمزور مسلمانوں کو، اسلام لانے کے بعد کن کن تکلیفوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا،

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں غلام تھا عاص بن وائل کا، اپنا قرض مانگنے کیلئے گیا عاص بن وائل کے پاس۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں تجھے نہیں دونگا، جب تک کہ تو دین محمد (ﷺ) سے نہیں پھر جائیگا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم اگر تو مر جائے اور پھر زندہ ہو جائے پھر بھی میں کفر نہیں کروں گا۔ عاص بن وائل نے کہا اگر میں مر جاؤں اور پھر زندہ ہو جاؤں اور میرے پاس مال اور دولت ہو پھر بھی میں تیرا قرض واپس نہیں کروں گا۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، ایک غریب مزدور، لوہار تھے۔

کافر جس کا نام عاص بن وائل ہے کہتا ہے کہ اسلام سے منکر ہو جاؤ تو مزدوری ملے گی، حق کے ماننے والوں کو اس طرح کی اذیتیں دیجاتی اور اُن کا مذاق اُڑایا جاتا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انکے بارے میں اس طرح فرماتا ہے:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالاً وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

ترجمہ: کیا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہا کہ مجھے تو مال واولا د ضرور ہی دی جائے گی۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہے یا اللہ کا کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ہرگز نہیں، یہ جو بھی کہہ رہا ہے ہم اسے ضرور لکھ لیں گے، اور اس کے لیے عذاب بڑھائے چلے جائیں گے۔ یہ جن چیزوں کو کہہ رہا ہے اسے ہم اس کے بعد لے لیں گے۔ اور یہ تو بالکل اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔ (سورة مريم، آية: ۷۷-۸۰)

دعوت کو پہنچانے کا کام خفیہ طریقے سے ہوتا رہا۔ یہ کام تین (۳) سال تک اسی طرح انجام پاتا رہا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں: بہت سے مرد اور عورتیں اسلام قبول کر رہے تھے مگر یہ سب ابھی اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کر رہے تھے اللہ کے رسول ﷺ بھی تبلیغ کا کام چھپ کر کر رہے تھے۔ مکہ مکرمہ میں ہر طرف اور ہر کسی کی زبان پر اسلام کا ذکر چل رہا تھا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات کے بعد وحی کی آمد پورے تسلسل سے اور متواتر جاری رکھی، موقع اور حالات کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی آیات نازل فرمائیں۔ ان آیتوں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حوصلہ وہمت اور صبر کی تلقین کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی دوران تبلیغ کے اثر سے اس تین (۳) سال کی مدت میں اللہ کے فضل وکرم سے حق ماننے والوں کی تعداد میں اچھا خاصا اضافہ ہوا اور ایک جماعت لا إلـه إلا الله کہنے والوں کی تیار ہوگئی۔ جوکہ پوری مستعدی سے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا کام انجام دے رہی تھی۔

ابو طالب کے پاس شکایت

قریش مکہ کے معزز اور بڑے بڑے سردار رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس شکایت لے کر آئے اور کہنے لگے یا أبا طالب تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں ہماری عقلوں کو حماقت زدہ کہا۔ ہمارے باپ دادا کے دین کو گمراہ کہا اور ہمارے باپ دادا کو برا بھلا کہا۔ جبکہ آپ انکی حمایت اور مدد کرتے ہیں۔ یا تو آپ ان کو سمجھا دیں کہ وہ ایسا نہ کریں یا پھر آپ ان کا ساتھ نہ دیں اور نہ ان کی حمایت کریں ہم ان سے نمٹ لیں گے۔ ابو طالب نے پہلے کی طرح انکو مدبرانہ طریقہ سے سمجھا منا کر لوٹا دیا وہ سب چلے گئے۔ اسکے بعد رسول اللہ ﷺ سے آپ کے چچا نے کہا کہ تمہاری قوم تم سے بہت ناراض ہے لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ رسالت حق کی دعوت برابر دیتے رہے۔

دعوت حق کو روکنے کیلیے ولید بن مغیرہ کا مشورہ

حج کا موسم قریب آ چکا تھا۔ عرب کے وفود کی آمد شروع ہوگئی۔ مشرکین قریش رسالت کے کام کو روکنے کے لیے ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے تاکہ ان سے مشورہ کریں۔ وہ ان کے شاعر اور بہتر سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ تبلیغ کے کام کو روکا جا سکے۔ یہ سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا ہم سب کو سوچ سمجھ کر کوئی ایسی بات کہنی چاہئے جس کی وجہ سے اہل عرب کے دلوں پر رسول اللہ ﷺ کی بات اور پیغام کا کوئی اثر نہ ہو ولید نے مشورہ دیا کہ تم سب لوگ ایک رائے اختیار کرو، کوئی محمد (ﷺ) کو کاہن کہتا ہے اور کوئی پاگل، شاعر اور کوئی جادوگر کہتا ہے، تمہارے باہمی اختلاف سے ہی تم کو جھٹلا دیا جاتا ہے۔ ہر ایک کی بات دوسرے کی بات کو کاٹتی ہے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ بتائیں کہ کیا کہنا چاہیے۔ ولید نے کہا تم لوگ کہو اور میں سنوں گا۔ اس پر چند لوگوں نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ وہ کاہن ہے۔

ولید نے کہا میرے معبودوں کی قسم وہ کاہن نہیں ہے۔ ہم نے بہت سے کاہنوں کو دیکھا ہے ان میں کاہنوں جیسی گنگناہٹ نہیں ہے نہ وہ قافیہ گوئی اور نہ تک بندی کرتے ہیں۔ اس پر لوگوں نے کہا پھر کیا کہیں پھر وہ کہنے لگے ہم پاگل کہیں گے۔ ولید نے کہا وہ پاگل بھی نہیں ہے ہم نے پاگل بھی دیکھے ہیں اور پاگلوں کی کیفیت کو بھی دیکھا ہے اس شخص کے اندر پاگلوں جیسی دم گھٹنے کی سی کیفیت الٹی سیدھی حرکتیں اور بہکی بہکی باتیں نہیں ہیں پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہم شاعر کہیں گے ولید نے کہا کہ وہ شاعر بھی نہیں ہے ہمیں تو شاعری کے اوصاف معلوم ہیں۔ رجز ہجز، قریض، مبسوط، ان کی باتیں شاعری نہیں ہیں۔ لوگوں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہا تب ہم کہیں گے کہ وہ جادوگر ہے ولید نے کہا یہ شخص جادوگر بھی نہیں ہے۔ہم نے بہت سے جادوگر اور ان کا جادو دیکھا ہے۔یہ شخص نہ تو جھاڑ پھونک کرتا ہے نہ ہی گرہ لگاتا ہے۔لوگوں نے کہا تب ہم کیا کہیں؟ ولید نے کہا میرے معبودوں کی قسم ان کی بات بڑی میٹھی ہے، ان کی جڑیں پائیدار ہیں اور اسکی شاخ پھل دار ہے۔

تم جو بھی بات کہو گے لوگ اسے باطل کہیں گے۔البتہ اسکے بارے میں سب سے مناسب بات یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ شخص جادوگر ہے۔اس نے ایسا کلام پیش کیا ہے جو کہ جادو ہے۔اس کلام سے، باپ بیٹے میں، اور بھائی بھائی میں، شوہر بیوی میں کنبے اور قبیلوں میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔اس تجویز پر تمام افراد نے اتفاق کیا اور سب چلے گئے۔

ولید بن مغیرہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حق کی حمایت اس طرح کی:

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾
وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾
سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ
﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا
سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: مجھے اور اسے چھوڑ دے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔اور اسے بہت سا مال دے رکھا ہے۔اور پاس رہنے والے بیٹے۔اور میں نے اسے بہت کچھ کشادگی دے رکھی ہے۔پھر بھی اس کی چاہت ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔نہیں نہیں، وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے۔عنقریب میں اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔اس نے غور کر کے تجویز کی۔اسے ہلاکت ہو کیسی (تجویز) سوچی؟ وہ پھر غارت ہو کس طرح اندازہ کیا۔اس نے پھر دیکھا۔پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔پھر پیچھے ہٹ گیا اور غرور کیا۔اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔میں عنقریب اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ (سورۃ المدثر، آیۃ: ١١-٢٦)

جس نے برادری کو خوش کرنے کی غرض سے قرآن سے پیٹھ پھیری اور محمد (ﷺ) کو جادوگر بتایا، میں عنقریب اس کو آگ میں ڈال کر عناد و تکبر کا مزہ چکھادونگا وہ ایسی آگ ہے کہ دوزخیوں کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دے گی۔جو جلنے سے بچ جائے پھر اصلی حالت پر لوٹادی جائے گی اور پھر سے جلائی جائیگی یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ (العیاذ باللہ)

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ اس مناسب موقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے جولوگ حج کے لئے آتے تھے۔انکے سرداروں اور قبیلوں کے وفود پر اسلام کی دعوت دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار اس طرح تھا کہ اگر کسی قبیلے کے سردار کو اسلام کی دعوت دی گئی اور وہ اسلام لاتا تو اس کی وجہ سے سارا قبیلہ اسلام لے آتا تھا۔کفار قریش رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر جھوٹے الزام لگاتے بدزبانی اور گالی گلوچ کرتے تھے۔یہ سب باتیں جسمانی اذیتوں اور قتل سے پہلے کی ہیں۔ ہر طرف کفار جماعتوں کی شکل میں اسلام اور اس دین کے ماننے والوں کا مذاق اڑاتے اور ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے تمام مسلمانوں کو حقارت اور کراہیت سے دیکھتے تھے وہ چاہتے کہ ان کو سب کی نظروں سے گرادیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٦﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن اُتارا گیا ہے یقیناً تُو تو کوئی دیوانہ ہے۔ (سورة الحجر الآية ٦)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہے:

وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ؗ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾

ترجمہ: اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے۔ (سورة ص، الآية ٤)

اہل علم اس طرح فرماتے ہیں:

صرف اتنا کہنے اور مذاق اڑانے کے بعد وہ خاموش نہیں ہوئے۔وہ مسلمانوں کی ہنسی اڑانا ان کو جھٹلانا، بری تہمتیں اور بیہودہ گالیاں یہ سب اس لئے کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اور کے اصحاب کے حوصلے توڑ دیئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾

ترجمہ: اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔ (سورة قلم، الآية - ٥١)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: گنہگار لوگ ایمان داروں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اوران کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ کے اشارے کرتے تھے۔ اور جب اپنے والوں کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے۔ اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ (بے راہ) ہیں۔ یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ (سورة المطففين، الآية ٢٩-٣٣)

اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم فرمادیا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾

ترجمہ: پس آپ اس حکم کو جو آپ کو کیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجئے! اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ (سورة الحجر، الآية ٩٤)

اہل علم اس طرح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا: اس قول کے بعد اپنے رسول ﷺ کو مشرکین کی برائیاں اور انکے خلاف شر اور گمراہی کے کاموں کو کھول کھول کر بتلا دیجئے۔

اس حکم کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے پتھروں کے بتوں کی حقیقت بتلائی جسکو وہ پوجتے تھے اور اسکی عبادت کرتے اپنا حاجت روا سمجھتے اپنا رب مانتے یا اسطرح سمجھتے کے وہ رب سے ملانے والے ہیں۔

جو کہ نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ ہی وہ تمہاری حاجت روائی کرسکتا ہے۔ کھل کر رسول ﷺ نے اس حقیقت کو ظاہر کردیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کفار اس طرح اپنی جہالت سے اعتراض کرتے تھے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾

ترجمہ: اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سرتا سر جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں بس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔ (سورة الفرقان، الآية: ٤-٥)

وہ اپنی جہالت سے قرآن کریم پر اعتراض کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ﴿٩﴾

ترجمہ: وہ تو چاہتے ہیں کہ تو ذرا ڈھیلا ہو تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔ (سورة القلم، الآية ٩)

رسول اللہ ﷺ کسی جگہ بیٹھ کر لوگوں کو قرآن کریم سناتے اور اللہ کی گرفت سے لوگوں کو ڈراتے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک شخص نضر بن حارث وہاں پہنچ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کی قسم (محمد ﷺ) کی باتیں مجھ سے بہتر نہیں۔ اسکے بعد وہ فارس کے بادشاہوں اور رستم کے قصے سناتا اور پھر کہتا آخر کس بناء پر (محمد ﷺ) کی بات مجھ سے بہتر ہے۔

مزید اذیتوں کا بیان ابولہب اور اسکی بیوی سے

ابولہب جو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے۔ پہلی اذیت جو کہ ابولہب سے پہنچتی ہے۔ اسکے دو لڑکے تھے جن کے نام عتیبہ اور عتبہ تھے۔ نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیاں (رقیہ) اور (ام کلثوم) ان کی شادیاں نبوت سے پہلے کی گئی تھیں۔ اور جب نبی مبعوث فرمائے گئے۔ آپ رسالت حق کی دعوت دینے لگے اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دو اور ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی۔

ابولہب کی بیوی (ام جمیل اروی بنت حرب) بھی نبی کریم ﷺ کی عداوت میں اپنے شوہر سے پیچھے نہ تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے راستے میں اور دروازے پر رات کو کانٹے ڈال دیا کرتی تھی، وہ خاصی بدزبان فسادی اور فتنہ پرور، جھگڑالو عورت تھی۔ اس لئے قرآن کریم نے اس کو (حَمَّالَةَ الْحَطَب) یعنی لکڑی اٹھانے والی کہا گیا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ اس کے شوہر کی مذمت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرتی ہوئی آئی۔ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں کعبہ کے پاس تشریف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرماتھے۔آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔وہ مٹھی میں پتھر لئے ہوئی تھی اور سامنے کھڑی ہوگئی اللہ نے اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔وہ صرف ابوبکر صدیق رضی للہ عنہ کو ہی دیکھ رہی تھی اور کہنے لگی ابوبکر تمہارے ساتھی کہاں ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ساتھ ہی بیٹھے تھے۔اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ میری ہجو گوئی کرتا ہے اگر مجھے وہ مل جائے تو اس کے منہ پر یہ پتھر دے ماروں۔اللہ کی قسم میں بھی شاعرہ ہوں اس نے یہ شعر سنایا۔

مُذَمَّماً عَصَيْنَا وأَمْرَهُ أَبَيْنَا وَدِيْنَه قَلَيْنَا (۱)

ترجمہ: ہم نے مذمم کی نافرمانی کی اسکے امر کو تسلیم نہ کیا اور اسکے دین کو نفرت وحقارت سے چھوڑ دیا۔

اسکے بعد وہ واپس چلی گئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے مجھے نہیں دیکھا، اللہ نے اس کی نگاہ پکڑ لی تھی''۔ (۲)

یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے کہ اللہ نے اس کی آنکھوں سے اپنے رسول ﷺ کو اوجھل کر دیا۔

ابوجہل کی زیادتیاں رسول اللہ ﷺ پر

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ابوجہل اور اسکے ساتھی بھی ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔وہ آپس میں کہنے لگے کون ہے، جو اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد (ﷺ) سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔کفار قریش کا بدبخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اوجھڑی لا کر انتظار کرنے لگا۔

جب اللہ کے رسول ﷺ سجدے میں گئے تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان اوجھڑی ڈال دی۔

عبداللہ بن مسعود یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔مگر وہ قریش سے نہیں تھے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ایسا کرنے کے بعد وہ سب ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ سجدے ہی میں پڑے رہے، سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آئیں اور آپ کی پیٹھ سے اوجھڑی ہٹا کر پھینکی تب آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور پھر اس طرح فرمایا؛ "اللهم عليك بقريش ثلاث مرات" (۳) ترجمہ: اے اللہ! تو قریش کو پکڑ لے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔

(۱) مشرکین جل کر محمد ﷺ کو محمد کے بجائے مذمم کہتے تھے۔ مذمم: وہ شخص جس کی مذمت اور برائی کی جائے۔

(۲) ابن ہشام :1/335 - 36

(۳) الراوي: عبدالله بن مسعود ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 240

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب آپ ﷺ نے بددعا کی تو ان پر بہت گراں گزرا کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے نام لے لے کر بددعا کی اے اللہ ابو جہل کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے ساتویں کا نام بھی لیا لیکن راوی کو یاد نہیں رہا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے نام رسول اللہ ﷺ نے گن گن کر لئے تھے سب کے سب بدر کے کنویں میں مقتول پڑے ہوئے تھے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کا بددعا دینا اُن پر بہت گراں گزرا کیونکہ وہ جانتے تھے، کہ بددعا دینے والے نبی برحق ہیں اور اس شہر میں دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود وہ اپنی انا بڑائی اور تکبر اور اپنی پرانی جہالت اور گمراہی سے باز نہیں آتے تھے۔ چنانچہ معرکہ بدر میں یہ سب قتل کر دیئے گئے۔

ابو جہل جو اپنی قوم کے عقل و فراست رکھنے والوں میں شمار کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اس کو (أبا الحكم) کہتے تھے۔ یہ اسکی کنیت تھی دعوت حق کو روکنے کیلئے اس بدبخت نے مسلمانوں اور نبی کریم ﷺ کو بہت اذیت پہنچائی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ تمام کفار قریش سے کہنے لگا محمد (ﷺ) تم سب کے سامنے سجدہ کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ ابو جہل نے کہا مجھے لات اور عزیٰ کی قسم اگر میں نے اسے اس حالت میں دیکھ لیا تو (نعوذ باللہ) اس کی گردن روند دونگا۔ اس کا چہرہ مٹی میں رگڑ دونگا۔ اسکے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اسی زعم میں چلا گیا کہ آپکی گردن روند دے گا۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے تو وہ قریب گیا تاکہ اپنا پیر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر رکھے۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ وہ ایڑیوں کے بل پلٹ پڑا۔ اپنے ہاتھ سے بچاؤ کر رہا تھا۔ لوگوں نے کہا (أبا الحكم) تمہیں کیا ہوا ہے۔ (اس نے کہا میرے اور اس کے درمیان آگ کی ایک خندق اور ہولناکیاں ہیں)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

" لو دنا مني لا ختطفته الملائكة عضوا عضوا! " (۲)

ترجمہ: اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اچک لیتے۔

---

(۱) الراوي: أبو هريرة، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: مسلم، المصدر: المسند الصحيح، الصفحة أو الرقم 2797

(۲) صحيح البخاري كتاب الوضو باب اذا القى على المصلى قذر اَو جِيفَة 37/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن ہشام سے مروی ہے۔ابوجہل جب کسی معزز اور طاقتور آدمی کے مسلمان ہونے کی خبر سنتا تو اسے برا بھلا کہتا، سخت ذلیل کرتا اور مال و دولت کو سخت خسارے سے دوچار کرنے کی دھمکیاں دیتا۔ اگر کوئی کمزور آدمی مسلمان ہوتا تو اسے مارتا، جسمانی تکلیف پہنچاتا، ایسا کرنے پر دوسروں کو بھی ابھارتا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ماں کو ان کے اسلام لانے کا علم ہوا تو ان کا دانہ پانی بند کر دیا اور انہیں گھر سے نکال دیا۔ یہ بڑے ناز و نعم میں پلے تھے۔ قریش کے خاندان میں اچھا کھاتے پیتے تھے اور خوشحال تھے۔ غرض تمام مسلمان مشرکین مکہ کی زیادتیوں اور ظلم کا شکار ہونے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر ظلم وجور

یہ جور و ستم کی کاروائیاں جاری رہیں جو مسلمان کمزور تھے، ان پر کفار نے ایسے ایسے ظلم ڈھائے جن کو سن کر مضبوط انسان کا دل بھی بے چینی سے تڑپنے لگتا ہے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیا جاتا تھا۔ بلال بن رباح کو اُمیہ بن خلف دوپہر کی سخت گرمی میں (وادی بطحہ) مکہ کے پتھروں پر لٹا دیتا تھا۔ لوگوں سے ان کے سینے پر بڑا وزنی پتھر رکھواتا اور کہتا کہ محمد (ﷺ) سے کفر کرو، لات وعزیٰ کی عبادت کرو تو تم کو چھوڑ دیں گے ورنہ اسی طرح مر جاؤ گے۔ یہ سنکر بلال رضی اللہ عنہ کہتے (اَحَدُ اَحَد)۔ بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف سے جو جسمانی اذیت مل رہی تھی۔ اس سے زیادہ تکلیف امیہ بن خلف کو اس وقت ہوتی جب بلال رضی اللہ عنہ (اَحَدُ اَحَد) کہتے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا تو ان کو خرید لیا۔

ایک اور روایت اس طرح سے ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خریدنا چاہا، تو معلوم کیا کتنے میں بیچو گے۔ امیہ نے کہا آپ ہی بتلائیں کتنے میں خریدے گے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ (۵۰۰) سو میں بیچوں گے؟ امیہ نے کہا میں نے تمہیں دیا تم نے بہت زیادہ قیمت لگائی اگر کم بھی لگاتے تو میں دے دیتا یہ اتنے کا نہیں ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بلال کی قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ہے تمہیں پتہ نہیں۔ اگر تم اس سے زیادہ قیمت بھی مانگتے تو میں ادا کرتا۔

عمار بن یاسرؓ بنو مخزوم کے غلام تھے۔ انہوں نے اور ان کے والدین نے اسلام قبول کیا تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ مشرکین جن میں ابوجہل پیش پیش تھا سخت دھوپ کے وقت انہیں پتھریلی زمین پر لے جا کر اس کی تپش سے سزا دیتا۔ ایک مرتبہ انہیں اسی طرح سزا دی جارہی تھیں، رسول اللہ ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"صبرا آل ياسر ، فإن موعدكم الجنة" (۱)

ترجمہ: الِ یاسر! صبر کرو، عنقریب جنت کا وعدہ پورا ہوگا۔

(۱) الراوي: جابر بن عبدالله ، خلاصة الدرجة: حسن صحيح ، المحدث: الألباني ، المصدر: فقه السيرة ، الصفحة أو الرقم : 103

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمار رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی عمار رضی اللہ عنہ پر وزنی پتھر رکھ دیا جاتا، کبھی پانی میں ڈبو یا جاتا مشرکین ان سے کہتے۔ جب تک تم محمد (ﷺ) کو (نعوذ باللہ) گالی نہ دو گے اور لات و عزیٰ کے بارے میں کلمہ خیر نہ کہو گے اس وقت تک ہم تم کو نہ چھوڑیں گے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے مجبوراً ان کی بات مان لی اور پھر روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پھر نبی کریم ﷺ سے معذرت کی کہ مجھ سے مجبوراً ایسا ہوا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾

ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان ہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ (سورۃ النحل، الآیۃ:١٠٦)

اسی طرح کفار قریش کی زیادتیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ مسلمانوں پر ان تکالیف اور پریشانیوں کو دیکھ کر خباب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں اپنی چادر اوڑھے ٹیک لگائے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ مشرکین سے مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیف پہنچ رہی ہے کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔

فقال: " قد كان من قبلكم ، يؤخذ الرجل فيحفر له في الأرض ، فيجعل فيها ، فيجاء بالمنشار فيوضع على رأسه فيجعل نصفين ، ويمشط بأمشاط الحديد ما دون لحمه وعظمه ، فما يصده ذلك عن دينه ، والله ليتمن هذا الأمر ، حتى يسير الراكب من صنعاء إلى حضر موت ، لا يخاف إلا الله ، والذئب على غنمه ، ولكنكم تستعجلون " (١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے (جو مسلمان تھے) ان کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، پھر ان کو اس میں گاڑ دیا جاتا، پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر چلایا جاتا اور انہیں دو ٹکڑے میں پھاڑ دیا جاتا۔ نیز لوہے کی کنگھیاں ان کی ہڈی اور پٹھوں تک کی جاتی، مگر اس طرح کی سخت آزمائش بھی انہیں اپنے دین سے نہیں پھیرتی تھیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضرور ایک نہ ایک دن غالب کر کے رہے گا، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے (جو یمن کا پائے تخت ہے) حضر موت تک کا سفر کرے گا، اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا، یا اور کوئی ڈر ہوگا تو وہ یہ کہ اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا، مگر تم لوگ جلدی مچا رہے ہو۔

(١) الراوي: خباب بن الأرت ، خلاصة الدرجة : صحيح ،المحدث :البخاري، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 6943

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دار الارقم بن اَبی ارقم کے گھر میں دعوتِ رسالت

کفار قریش مسلمانوں کو اظہار اسلام سے روک رہے تھے۔ عام صحابہ کرام اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ مصلحت کے پیش نظر وہ ایک علیحدہ گھر جو ارقم بن ابی ارقم مخزومی کا تھا (صفہ پہاڑی پر) وہ ان کافروں کی بیٹھک سے دور تھا اسی گھر میں تبلیغ کا کام کیا جارہا تھا۔ مسلمان وہی عبادت کیا کرتے تھے۔

دعوت رسالت سرّی (یعنی خاموشی) سے کی جارہی تھی۔ اور یہ نبوت کا چوتھا (۴) سال تھا۔

البتہ اللہ کے رسول ﷺ ان تمام تر تکالیف کے باوجود تبلیغ رسالت کا کام کھلم کھلا انجام دے رہے تھے۔ کوئی چیز بھی رسول اللہ ﷺ کو تبلیغ رسالت سے نہیں روک سکتی تھی۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ، رسول ﷺ اور مومنین کا حامی و ناصر تھا۔

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت

دعوت رسالت کے پانچویں (۵) سال ان تمام زیادتیوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمام مسلمان اپنی سلامتی اور دین کی حفاظت کیلئے حبشہ کی طرف ہجرت کریں۔

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

قُلْ يَاعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَّاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے۔ صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

(سورة لزمر، الآية ۱۰)

حبشہ کا حکمران، نجاشی جسکا نام (اَصْحَمَہ) تھا وہ ایک عادل بادشاہ تھا اور وہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے وہاں ہجرت کا حکم دیا اس ہجرت میں بارہ (۱۲) افراد تھے جن میں چار (۴) عورتیں بھی تھیں۔

انکے (امیر) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

یہ تمام افراد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ (حبشہ پہنچ کر آرام وسکون کا سانس لیا)

اسی سال رمضان کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ حرم کی طرف جانے کیلئے نکلے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو وہاں قریش کا ایک بہت بڑا مجمع تھا۔ ان کے سردار اور بڑے بڑے لوگ جمع تھے۔ رسول اللہ ﷺ اچانک کھڑے ہوئے اور (سورۃ نجم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی تلاوت شروع کردی۔ یہ قرآن کریم جو کلام الٰہی ہے، ان کے کانوں نے سنا تو ان کو کچھ ہوش نہ رہا، سب تلاوت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ قرآن کی آیات کے الفاظ جو پڑھے جا رہے تھے ان لوگوں نے یہ باتیں سنی ہی نہیں تھیں۔ اسکو پڑھنے والے برحق رسول اللہ ﷺ تھے، الفاظ کی صحیح ادائیگی اور رسول اللہ ﷺ کی قرأت، قرآن کے اثر سے وہ تمام مسحور و محو ہو گئے۔

سجدہ

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾

جب اللہ کے رسول ﷺ اس آیت پر پہنچے۔

ترجمہ: اب اللہ کے سامنے سجدے کرو اور (اسی) کی عبادت کرو۔ (سورة النجم، الآية ٦٢)

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے ساتھ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے سجدہ فرمایا:

تو کسی کو اپنے اوپر قابو نہ رہا اور سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ حق سبحانہٗ کی بڑائی اور جلال نے ان تمام متکبرین اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کا پردہ چاک کر دیا۔ اس کے بعد یہ خبر جب حبشہ کے مسلمانوں کو پہنچی کہ مکہ مکرمہ والوں نے بھی سجدہ کیا وہ تمام لوگوں نے جو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے ان لوگوں نے سمجھا کہ مکہ مکرمہ والے بھی مسلمان ہو گئے۔ اسی سال شوال کے مہینے میں وہ واپس آ گئے۔ واپس آنے کے بعد ان کو پتہ چلا کہ وہ اسلام نہیں لائے مگر یہ سجدہ ان کا اعتراف اور اقرار تھا۔

(وہ تمام قرآن کریم کے اثر سے خود بخود سجدہ میں گر پڑے تھے)۔

قصہ الغرانیق کا بیان

بہت سی کتابوں میں اس قصہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ غیر ارادی سجدہ کر لینے کے بعد غیر موجود مشرکین کی طرف سے ان پر ہر طرف سے عتاب اور ملامت کی بوچھاڑ ہونے لگی اور انہوں نے اپنی جان چھڑانے کیلئے رسول اللہ ﷺ پر یہ جھوٹ گھڑا کہ آپ نے ان کے بتوں کی عزت و احترام کرتے ہوئے ایسے الفاظ سے ان کی تعریف کی۔

" تلك الغرانيق العلى ، وإن شفاعتهن لترجى " (١)

ترجمہ: یہ بلند پایہ دیویاں ہیں، اور ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

اہل علم اور محققین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ صریح جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔ کلام کو منسوب کیا جا رہا تھا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح فرمایا: ان سے جو سجدہ کرنے کی غلطی سرزد ہو چکی تھی اس کے لئے عذر اور بہانے بنائے جا رہے تھے۔ کفار قرآن کو جھٹلاتے تھے نبی برحق کو نہیں مانتے تھے۔ دعوت رسالت کو نہ ماننے والوں نے اپنا دامن بچانے کیلئے اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ گھڑ دیا۔ ان کے سجدہ کرنے کی یہ اطلاع حبشہ کے مہاجرین کو بھی معلوم ہوئی۔ یہ بات معلوم ہو جانے کے بعد وہ بھی مکہ مکرمہ آ گئے۔ آنے کے بعد انہیں اصل حقیقت کا علم ہوا کہ کفار مکہ مکرمہ نے اسلام قبول نہیں کیا اور یہ غلط افواہ تھی۔

(١) الراوي :سعيد بن جبير ،خلاصة الدرجة:اسناده صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : نصب المجانيق ، الصفحة أو الرقم 10

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت

اس واقعہ کے بعد مہاجرین اور خصوصاً مسلمانوں پر کفارِ قریش کا ظلم وتشدد اور بھی بڑھ گیا۔ مسلمانوں کو اُن ہی کے اپنے خاندان والوں نے تکلیفیں دی، وہ صرف اس لیے کے انہوں نے اسلام قبول کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو پھر سے ہجرت کا مشورہ دیا۔ مسلمانوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔ پہلے جو گئے تھے ان میں سے کچھ رک گئے اور کچھ دوبارہ واپس چلے گئے۔ جیسے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پھر سے ہجرت نہیں کی۔

اس ہجرت میں سفر کرنے والے افراد (۸۳) اصحاب رسول ﷺ تھے جن میں (۱۸) یا (۱۹) عورتیں بھی شامل تھیں۔

اس بیان کو اُم المومنین اُم سلمہ اس طرح بیان کرتی ہیں۔

جب ہم حبشہ کی زمین میں اترے ہمیں بہت اچھے پڑوسی ملے وہاں کا عادل بادشاہ نجاشی تھا۔ ہمیں اپنے دین کی آزادی ملی کہ اللہ کی عبادت کر سکیں اور جب قریش کو اطلاع ملی کہ مسلمان اپنا دین بچا کر ایک پُر امن جگہ بھاگ گئے لہذا انھیں وہاں سے واپس لانے کے لیے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ یہ دونوں بہتر سوجھ بوجھ کے مالک تھے۔ ابھی تک اپنے باپ دادا کے دین پر قائم تھے قریش مکہ نے ان دونوں کو نجاشی اور بطریقوں کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہترین تحفے دیئے اور ان کو حبشہ روانہ کیا۔ ان دونوں نے پہلے حبشہ پہنچ کر بطریقوں کو تحائف پیش کئے پھر انہیں اپنے ان دلائل سے آگاہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکالنا چاہتے ہے۔ جب تمام بطریق ان کی بات سے حمایت کرنے لگے کہ وہ مسلمانوں کو یہاں سے نکال دینگے پھر یہ دونوں نجاشی کے پاس جا کر تحفے پیش کئے اور اس طرح کہا۔

اے بادشاہ آپ کے ملک میں ہمارے کچھ ناسمجھ نوجوان بھاگ آئے ہیں اور انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور نہ ہی وہ آپ کے دین پر ہے اور ایک نیا دین ایجاد کر لیا ہم آپ کے پاس ان کے ماں باپ چچاؤں اور ان کے قبیلے کے سرداروں کی طرف سے آئے ہیں کہ آپ انہیں ہمیں لوٹا دیں۔ یہ سن کر تمام بطریقوں نے بھی کہا اے بادشاہ یہ ٹھیک کہتے ہیں ان نوجوانوں کو ان کے حوالے کر دیں۔ یہ سن کر نجاشی غصہ ہوا اور اس طرح کہتا ہے۔

لا ها اللہ. لا أسلمهم إليهما نہیں اللہ کی قسم میں ان کو انہیں نہیں دونگا۔

جب تک ان سے معلوم نہ کر لوں پھر نجاشی نے اصحابِ رسول ﷺ کو بلوایا۔ جب وہ آئے دریافت کرتا ہے میں یہ کیا سن رہا ہوں تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا اور نہ تم ان کے دین پر ہو اور نہ میرے دین میں داخل ہوئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاصد رسول اللہ ﷺ جعفر بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ: بیان کرتے ہیں اے بادشاہ، كُنَّا قوماً أَهْلَ جاهلية، نعبدُ الأصنام، ونأكلُ الميتة، ونأتي الفواحشَ، ونقطعُ الأرحام، ونسيءُ الجوار، ويأكلُ القوي منّا الضَّعيف........

ترجمہ: اے بادشاہ ہم ایسی قوم جو جاہلیت میں مبتلا تھی اور ہم بوتوں کو پوجتے تھے اور مردار کھاتے تھے اور بدکاریاں کرتے تھے قرابت داروں سے تعلق توڑتے تھے ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا رہا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے۔ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا وہ عالی نسب سچے امانت دار اور پاک دامن تھے۔

اس نے ہمیں صرف ایک اللہ کو ماننے اور اسی کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ اس کے سوا جن پتھروں بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ سچ بولنے امانت میں خیانت نہ کریں۔ قرابت داری جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری خون ریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اور فواحش میں ملوث ہونے جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہمیں نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ کا حکم دیا اور ہم نے اللہ کے رسول کو سچ مانا ایمان لائے ان کی اتباع کی جو کچھ لائے اللہ کی طرف سے۔

اس پر ہماری قوم ہم سے بگڑ گئی اس نے ہم پر ظلم اور ستم کیا ہمیں ہمارے دین سے پھیرنے کے لیے فتنہ برپا کیے ہمیں سزاؤں سے دوچار ہونا پڑا وہ چاہتے تھے ہم پھر سے پتھروں کی پوجا کریں ہم نے آپ کے ملک کی راہ لی اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دی اور آپ کی پناہ میں رہنا پسند کیا اور یہ امید کی آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا یہ سن کر نجاشی کہتا ہے۔

هل معك ممّا جاء به عن الله من شيء؟ ! کیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے جو آیا ہے مجھے سناؤ۔

جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائی ﴿كهيعص﴾ (مریم) یہ سن کر نجاشی اتنا رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ اور نجاشی کے تمام (أساقفته) بھی تلاوت سن کر اس قدر روئے کہ ان کے صحیفے تر ہو گئے یہ سن کر نجاشی کہتا ہے یہ کلام اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے دونوں ایک ہی (مشكاة) یعنی ایک ہی شمع دان سے نکلے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد نجاشی نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہاں ان کے خلاف کوئی چال چلی جا سکتی ہے اس حکم پر دونوں وہاں سے نکل گئے۔

عمرو بن عاص نے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا اللہ کی قسم کل ان کے متعلق ایسی بات لاؤں گا ان کے ہوش اُڑ جائیں گے یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کو عَبْد (اللہ کا بندہ) کہتے ہیں۔ دوسرے دن جا کر پھر کہتے ہیں اے بادشاہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ پھر سے مسلمانوں کو بلایا گیا نجاشی دریافت کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمان کیا کہتے ہیں جعفر رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا: ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نبی علیہ السلام لے کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آئے ہیں۔ (ھو عبداللہ ورسولہ، وروحہ، وکلمتہ القاھا إلی مریم العذراء البتول)
ترجمہ:اللہ کے بندے اس کے رسول۔اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہے جسے اللہ نے کنواری پاک دامن مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا تھا۔

یہ سن کر نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور زمین سے ایک تنکہ (چھوٹی سی لکڑی) اٹھائی کہتا ہے اللہ کی قسم؟ جو کچھ تم نے کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تم لوگ میری فرمان روائی میں امن اور امان سے ہو جو تمہیں گالی دے گا۔اس پر جرمانہ ہوگا مجھے گوارا نہیں تم میں سے کسی آدمی کو کوئی ستائے اس کے بدلے مجھے سونے کا پہاڑ مل جائے۔اس کے بعد اپنے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ان دونوں کے ہدیہ واپس کر دو قریش کے مرسل ذلیل وخوار ہو کر چلے گئے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: وأقمنا عندہ بخیرِ دار، مع خیر جار [۱]

اور ہم نجاشی کے پاس ایک اچھے ملک میں ایک اچھے پڑوسی کے لیے زیر سایہ مقیم رہے۔

ابوطالب کوقریش کی دھمکی

اللہ کے رسول ﷺ کی تبلیغ کو بہ زورِ طاقت روکنے کیلئے تمام کفار مکہ مکرمہ ابو طالب کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ آپ ہم میں عمر رسیدہ سردار ہیں اور شرف واعزاز کے مالک ہیں۔ہم نے آپ سے پہلے بھی آپ کے بھتیجے کو روکنے کیلئے کہا تھا لیکن آپ نے نہیں روکا۔آپ یاد رکھیں کہ اب ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے سامنے قرآن پڑھے اور ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دے ہماری عقل وفہم کو حماقت زدہ قرار دے، ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہے آپ ان کو روک دیجئے۔

ورنہ ہم آپ سے اور ان سے ایسی جنگ چھیڑیں گے کہ کسی ایک فریق کا خاتمہ ہو جائے گا۔ابو طالب کو یہ بہت بڑی دھمکی دی گئی تھی۔اس وجہ سے آپ پریشان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو بلا کر کہنے لگے۔میرے بھتیجے تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے اور اس طرح کی باتیں کرنے لگے۔اب مجھ پر اور اپنے آپ پر رحم کرو، اس معاملے میں مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے سمجھا کہ اب آپ کے چچا بھی ساتھ چھوڑ دیں گے وہ بھی مدد کرنے سے کمزور پڑ گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چچا جان اللہ کی قسم! میں اس کام کو حد تک پہنچائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔یا اللہ اسے غالب کر دے یا میں اس کی راہ میں فنا ہو جاؤں۔

---

(۱) انظر السیرۃ النبویۃ لا بن ھشام (334-338)

(۲) مختصر السیرہ شیخ محمد بن عبدالوھاب ص 68

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ رو پڑے اور وہاں سے اٹھ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس ہونے لگے تو ابو طالب نے پکارا رسول اللہ ﷺ سامنے واپس آئے تو کہا، اے میرے بھتیجے جاؤ اور جو چاہے کرو میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے بعد یہ اشعار پڑھے: واللّٰہ لن یصلوا الیك بجمعهم حتیٰ أوسد فی التراب دفینًا

فاصدع بأمرك ماعلیك غضاضة وابشر وقر بذاك منك عیونًا (۲)

''اللہ کی قسم! وہ لوگ اپنی جمعیت سمیت بھی تم تک نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ میں مٹی میں دفن کر دیا جاؤں۔ تم اپنی بات کھلم کھلا کہو۔ تم پر کوئی قدغن نہیں، تم خوش ہو جاؤ اور تمہاری آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہو جائیں۔''

قریش پھر ایک بار ابوطالب کے پاس

کفارِ مکہ کی پچھلی کوششوں، دھمکیوں اور تمام ترحربوں کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا کام کیے جا رہے ہیں تو اس بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ابو طالب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ نہیں سکتے بلکہ وہ قریش سے جدا ہونے اور ان کی عداوت مول لینے کو تیار ہیں۔ ان لوگوں نے بہت سوچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ولید بن مغیرہ کے لڑکے (عمارہ) کو لے کر ابو طالب کے پاس جائیں اور ان سے یوں کہیں: اے ابو طالب! عمارہ قریش کا خوبصورت اور بانکا نوجوان ہے آپ اس کو رکھ لیں اور اس کی دیت اور نصرت کے آپ حقدار ہوں گے۔ آپ اس کو اپنا لڑکا بنا لیں یہ آپ کا ہوگا۔ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں۔ جس نے آپ کے باپ دادا کے دین کی مخالفت کی ہے۔ آپ کی قوم کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے اور ہمارے باپ دادا کی عقلوں کو حماقت زدہ بتلایا ہے اور ہم اُسے لے جا کر قتل کریں گے۔ بس یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔ ابو طالب نے کہا: ''اللہ کی قسم! کتنا برا سودا ہے جو تم لوگ مجھ سے کر رہے ہو۔ تم اپنا بیٹا مجھے دو گے۔ میں اس کو کھلا پلا کر پالوں پوسوں گا، بڑا کروں گا اور مجھ سے میرا بیٹا لے کر اس کو قتل کر دو گے اللہ کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا۔''

ابوجہل کا رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ

ابوجہل نے پہلے دن رسول اللہ ﷺ کو مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دیکھتے ہی بولا ''اے محمد (ﷺ) کیا میں نے تم کو اس سے منع نہیں کیا تھا ساتھ ہی دھمکی بھی دی''۔ رسول اللہ ﷺ نے سختی سے جواب دیا اس پر وہ کہنے لگا: اے محمد! (ﷺ) مجھے کیوں دھمکی دے رہے ہو؟ دیکھو اللہ کی قسم! اس وادی میں سب سے بڑی محفل میری ہے۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ﴿١٧﴾

ترجمہ: یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔ (سورۃ العلق، الآیۃ ۱۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو جہل نے اپنی قوم سے کہا: ''تم سب دیکھ رہے ہو محمد (ﷺ) ہمارے دین کو گمراہ بتلاتا ہے اور باپ دادا کی عقل وفہم کو حماقت زدہ بتاتا ہے۔ ہمارے معبودوں کی تذلیل سے باز نہیں آتا۔ اس لئے میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ ایک بہت بڑا پتھر لے کر اس کا سر کچل دوں۔ اس کے بعد بنو عبد مناف میرے ساتھ جو چاہیں کریں۔ لوگوں نے کہا: واللہ ہم تمہیں کسی معاملے میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے جو تم کرنا چاہتے ہو ویسا ہی کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔''

دوسرے دن ابو جہل ایک بڑا پتھر لے کر رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ حسبِ معمول تشریف لائے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ قریش بھی اپنی اپنی مجلسوں میں آ چکے تھے اور ابو جہل کی کاروائی دیکھنے کے منتظر تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدے میں گئے، تو ابو جہل نے پتھر اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا۔ جب قریب پہنچا تو شکست خوردہ حالت میں واپس بھاگا۔ اس کا رنگ فق ہو گیا اور اس قدر مرعوب تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ پتھر پر چپک کر رہ گئے۔ وہ بمشکل پتھر پھینک سکا۔ قریش کے کچھ لوگ اُٹھ کر اس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''ابا الحکم! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میں نے رات جو بات کی تھی، اس کو پورا کرنے جا رہا تھا، لیکن جب میں ان کے قریب پہنچا تو ایک اونٹ آڑے آ گیا اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی اونٹ کی ویسی کھوپڑی نہیں دیکھی، نہ ویسی گردن اور نہ ویسے دانت۔ وہ مجھے کھا جانا چاہتا تھا۔''

ابنِ اسحاق سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اگر ابو جہل قریب آتا تو دھر لیتے۔ (۱)

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سخت ترین بدسلوکی کی تھی؟ مجھے اس کی تفصیل بتایئے۔'' انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آ گیا۔ اس نے آتے ہی اپنا کپڑا رسول اللہ ﷺ کی گردن میں ڈال کر نہایت سختی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور انہوں نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر دھکا دیا اور نبی کریم ﷺ سے دور کیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا:

"أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله ، وقد جاء كم بالبينات من ربكم" (۲)

ترجمہ: ''تم اُس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔
وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی نشانیاں لایا ہے۔''

---

(۱) ابن هشام 298/1-299

(۲) الراوي: عبدالله بن عمرو بن لعاص ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 3678

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لاتے ہیں۔ یہ واقعہ سنة ٦ نبوی کے آخری دنوں کا ہے۔

ایک روز ابو جہل (کوہِ صفا) کے قریب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی اور بدکلامی کرنے لگا۔ اللہ کے رسول ﷺ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔ اس بدبخت نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر ایک پتھر دے مارا جس سے ایسی چوٹ آئی کہ خون بہہ نکلا۔ پھر وہ قریش کی مجلس میں جا بیٹھا، عبداللہ بن جدعان کی ایک (لونڈی) اپنے مکان کے اوپر سے یہ دیکھ رہی تھی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی تیر کمان کے ساتھ شکار سے واپس آ رہے تھے۔ اس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو ابو جہل کی ساری حرکت کہہ سنائی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ بھڑک اُٹھے حمزہ رضی اللہ عنہ قریش کے نوجوانوں میں بہت طاقتور اور مضبوط نوجوان تھے۔ یہ سن کر حمزہ رضی اللہ عنہ ابو جہل کو اس حرکت کی سزا دینے کے لئے رُکے بغیر دوڑتے ہوئے مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ سیدھے اس کے سر پر جا کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے:

''اے بزدل تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔'' اس کے بعد کمان اس زور سے ماری کہ اس کے سر پر بدترین قسم کا زخم ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی ابو جہل کے قبیلے (بنو مخزوم) کے لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوسری طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو ہاشم کے لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کے خلاف بھڑک اُٹھے۔

لیکن ابو جہل نے یہ کہہ کر ان سب کو خاموش کر دیا کہ (ابو عمارہ) کو جانے دو میں نے واقعی ان کے بھتیجے کو بری گالی دی تھی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلنے کے بعد سوچنے لگے کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا میں نے تو ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا یہ کس طرح ہو گیا۔ (اللہ نے ان کے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیا)۔ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ میرے بھائی کے بچے! میں نے اس طرح کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

مسلمانوں پر ظلم و زیادتیاں کی جا رہی تھی، نبی ﷺ کے قتل کی کوشش کی جا رہی تھی۔ دعوت حق رسالت کے اس کام کو روک دینا چاہتے تھے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے دینِ حق اور مسلمانوں کو حمایت اور طاقت حاصل ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ سنة ٦ نبوی کا ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عرب کے بہادر اور جنگجو نوجوانوں میں سے تھے۔ آپ اپنی تندمزاجی اور سخت خوئی کے لئے مشہور تھے۔ اسلام سے پہلے وہ آباؤ اجداد کی ایجاد کردہ رسم و رواج کا بھی بہت احترام کرتے تھے۔

طبیعت کے بہت گرم تھے۔ جب کوئی بات ان کی سمجھ میں آجاتی تو فوراً نرم پڑ جاتے تھے۔ مسلمانوں نے طویل عرصہ تک ان کے ہاتھوں سے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلی تھیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی:

" اللهم أعز الإسلام بأحب هذين الرجلين اليك بأبي جهل أو بعمر بن الخطاب" [١]

ترجمہ: اے اللہ! اسلام کو قوت عطا فرما، ان دو شخصوں میں سے ابوجہل یا عمر بن خطاب (جو شخص تیرے نزدیک محبوب ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔

عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ مستند اہلِ سیرت اور اہلِ علم اس روایت سے اتفاق کرتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ اپنے گھر سے باہر رات گزارنا پڑی۔ وہ حرم میں گئے اور کعبہ کے غلاف کے پردہ میں گھس گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور (سورة الحاقه) کی تلاوت فرما رہے تھے۔

عمر رضی اللہ عنہ قرآن سننے لگے اور آپ قرآن کی اس تالیف پر حیرت زدہ رہ گئے۔ قرآن پاک کے الفاظ اور بیان کے انداز پر غور کرتے ہوئے سن رہے تھے۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دل میں کہا: اللہ کی قسم! یہ تو شاعر ہے، جیسا قریش کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾

ترجمہ: کہ بیشک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے۔ یہ کسی شاعر کا قول نہیں (افسوس) تمہیں بہت کم یقین ہے۔

(سورة الحاقه، الآية ٤٠-٤١)

(١) الراوي: عبدالله بن عمر ، خلاصة الدرجة: صححه ابن حبان ، المحدث: السخاوي ، المصدر: المقاصد الحسنة ، الصفحة أو الرقم: 113

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٤٣﴾

ترجمہ: اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، (افسوس) بہت کم نصیحت لے رہے ہو۔ (یہ تو) رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے۔

(سورۃ الحاقہ، الآیۃ ٤٢-٤٣)

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ سننے کے بعد میرے دل میں اسلام نے جگہ بنالی۔ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ایک شخص آیا جس کو (جمیل بن معمر) کہا جاتا تھا۔ اس شخص کو کوئی راز کی بات بتائی جاتی تھی تو وہ اس کو راز نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں رک سکتی تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کہا: ''میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں مگر تم کسی کو نہیں بتلاؤ گے''۔

اس شخص نے کہا: ''بتلاؤ کیا بات ہے؟'' عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ اس کو جو بتایا جائے وہ چھپا نہیں سکتا اور اسی کے ذریعے اس بات کا چرچا ہو جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسلام قبول کیا اور میں مسلمان ہو گیا یہ سنتے ہی وہ اٹھا اور چیختے دوڑتے ہوئے پکارنے لگا: '' عمر بن خطاب بے دین ہو گیا عمر بن خطاب بے دین ہو گیا''۔

عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے یہ کہنے لگے: ''یہ جھوٹ بولتا ہے میں اسلام لایا ہوں''۔ اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ (بعض روایتوں میں ہے کہ آپ بے ہوش ہو گئے تھے)۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے ہم کعبہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم کعبہ کے پاس نماز پڑھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور اللہ کے فضل و کرم سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے جس سے اسلام کو تقویت حاصل ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ بہت ہی طاقتور اور جری بہادر تھے۔ کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے مقابلے کی جرأت کرے۔ ان کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو بڑی عزت اور وقعت حاصل ہوئی اور دوسری طرف مشرکین میں کہرام مچ گیا اور ان کو ذلت اور رسوائی محسوس ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ابو طالب کو دھمکیاں دی گئیں مسلمانوں کے اوپر ظلم و جبر کیا گیا گالی گلوچ، جسمانی اذیتیں، یہ تمام کوششیں جاری تھیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عتبہ بن ربیع کی پیش کش

عتبہ بن ربیع قریش کے سرداروں میں سے اور اچھی سوجھ بوجھ کے مالک تھے قبیلہ قریش کے عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ حسبِ معمول کفارِ قریش اپنی بیٹھک اور مجلسوں میں مصروف تھے۔عتبہ نے کہا: ''یا معشر قریش میرے پاس کچھ باتیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں یہ باتیں اور یہ مشورے تم محمد ﷺ پر پیش کرو ہوسکتا ہے کہ وہ ان میں سے کچھ مان لیں اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں ہم انہیں دے دیں۔اس طرح ہمارا اور ان کا معاملہ طے ہوجائے اور جس طرح تم جانتے ہو کہ حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔'' قریش نے کہا: ''ٹھیک ہے تم ہی جا کر بات کرو۔''

اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

عتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہے اور قریب بیٹھ کر کہنے لگے: ''اے میرے بھائی کے بیٹے! تم جانتے ہو تم ہم میں سے ہی ہو رشتہ داری اور قرابت میں تمہارا بڑا مقام ہے۔آپ جو رسالت کا پیغام لائے ہو یہ بہت عظیم ہے۔اس کی وجہ سے ہم آپس میں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے ہیں۔اور اس کی وجہ یہ ہے کو تم ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہو۔اور باپ دادا کے دین کو بھی گمراہ کہتے ہو۔میں تم پر کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں ،تم ان باتوں میں سے کچھ مان لو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں'' ابا ولید کہو میں ضرور سنوں گا۔'' عتبہ نے کہا:''اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ یہ جو پیغام لائے ہو اس سے اگر باز آجاؤ۔

(تو ہم سب مل کر تمہارے لئے اتنا مال و دولت جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں مال دار اور دولت مند ہو جاؤ گے)۔

اگر تم بڑائی اور سرداری چاہتے ہو تو ہمیں بتاؤ۔ (ہم تم کو اپنا سب سے بڑا سردار بنا دیں گے)۔

اگر ملک چاہتے ہو تو ہم (تمہیں یہ ملک دینے کو تیار ہیں)۔یہ چیز جو تم لائے ہو،اگر یہ کوئی بیماری ہے جو اثر کر گئی ہے تو ہم کو بتلاؤ۔ (ہم تمہارے لئے حکیم بلواتے ہیں)اور ہم اپنا مال و دولت خرچ کر کے اس بیماری کا علاج کرواتے ہیں۔

اگر تم کو کوئی جن وآسیب ہو گیا ہے تو بتلاؤ۔(اس کو اُتارنے اور ختم کروانے کا انتظام کرتے ہیں)۔

جو کچھ تم چاہتے ہو،ہمیں بتلاؤ۔'' یہ اسی طرح بولتے رہے اور رسول اللہ ﷺ خاموشی سے سنتے رہے۔(۱) جب یہ خاموش ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جو کچھ بولنا چاہتے تھے بول چکے؟'' عتبہ نے کہا: ''ہاں میں نے اپنی بات پوری کر لی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب آپ میری بات سنیے۔''

(۱) نبی کریم ﷺ سے جب بھی کوئی بات کرتا آپ ﷺ اس کی بات ختم ہونے تک اطمینان سے سنتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٤﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿٥﴾

ترجمہ: حٰم ۔ اُتاری ہوئی ہے بڑے مہربان بہت رحم والے کی طرف سے (ایسی) کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے۔ (اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے اس قوم کے لیے جو جانتی ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے، پھر بھی ان کی اکثریت نے منہ پھیرلیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ تو جس طرف ہمیں بلا رہا ہے۔ ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں۔ اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے، اچھا تو اب اپنا کام کیے جا ہم بھی یقیناً کام کرنے والے ہیں۔ (سورة حٰم السجدة، الآية ١-٥)

سجدے کے مقام پر پہنچ کر سجدہ کرتے ہیں سجدے سے سر اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی میرے پاس ہے اور یہ کلام جو کہ تمام انسانوں کے رب کا کلام ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾

ترجمہ: اب بھی یہ روگرداں ہوں تو کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں اس کڑک (عذاب آسمانی) سے ڈراتا ہوں جو مثل عادیوں اور ثمودیوں کی کڑک کے ہوگی۔ (سورة حٰم السجده، الآية ١٣)

روایت اس طرح ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اس آیت پر پہنچے یہ سنتے ہی عتبہ اُٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگے: ''آپ کو اللہ کا واسطہ اس طرح بددعا نہ کریں'' رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا:

''تم نے سنا یہی ہے میرے پاس تم جانو اور تمہارا کام'' اس کے بعد عتبہ واپس اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور کہنے لگے: ''میں نے جو سنا اس سے اچھا کلام کوئی نہیں ہے'' ان کے ساتھی کہنے لگے: ''ان کا جادو تم پر بھی چل گیا ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنی ہاشم اور بنی مطلب سے مکمل طور پر قطع تعلق

اس مختصر عرصے میں حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ مشرکین قریش نبی کریم ﷺ کے قتل کے منصوبے میں ناکام ہو چکے تھے۔

کفار مکہ نے ظلم وستم کی ایک اور راہ تجویز کی جو ان کی اب تک کی تمام ظالمانہ کاروائیوں سے زیادہ سنگین تھی۔

مشرکین مکہ جمع ہوئے۔ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف یہ عہد و پیاں کیا گیا۔ جس کو لکھ کر رسالہ کی شکل دی گئی اور قسمیں کھائیں کہ ہم نے جو لکھا اور کہا اس طرح کریں گے (اس معاہدہ کی شرائط اس طرح سے تھیں)۔

جو کہ ذیل میں بیان کی جارہی ہیں۔

بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ اس طرح یہ عہد و پیان کیا گیا۔

(۱) ہم ان دو قبیلوں کے ساتھ شادیاں نہیں کریں گے۔ (بنی ہاشم اور بنی مطلب)

(۲) ان کے ساتھ خرید و فروخت بھی نہیں کریں گے۔

(۳) نہ ہی ان کے ساتھ اُٹھیں بیٹھیں گے اور نہ میل جول رکھیں گے۔

(۴) نہ ہی ان کے گھروں میں جائیں گے اور نہ بات چیت کریں گے۔

جب تک کہ وہ نبی (ﷺ) کو قتل کرنے کے لئے مشرکین کے حوالے نہ کر دیں۔ (نعوذ باللہ)

(۵) قبیلہ بنی ہاشم کی طرف سے کبھی بھی کسی صلح کی پیش کش قبول نہ کریں گے۔

(۶) نہ ہی ان کے ساتھ کسی قسم کی مروت برتیں گے۔

اس کے بعد اس صحیفہ کو کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ اس رسالہ کے نتیجہ میں بنی ہاشم اور بنی مطلب کے تمام افراد مسلمان اور غیر مسلم سب سمٹ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں محبوس (یعنی باقی تمام افراد سے قطع تعلق) ہو گئے۔

عربوں میں قومی حمیت

اہل علم فرماتے ہیں: حیرت اور تعجب کی بات یہ تھی کہ کفار بنی ہاشم اور کفار بنی مطلب یہ سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئے۔ بنی ہاشم سے ابولہب جو کہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا۔ اُس نے اور بنی مطلب سے تین (۳) یا چار (۴) افراد جنہوں نے نبی ﷺ کا ساتھ نہ دیا بلکہ اس ظالم معاہدے اور اس کو نافذ کرنے والوں کا ساتھ دیا۔ بنی ہاشم اور بنی مطلب کی قریبی رشتہ داری اور قرابت بہت زیادہ تھی۔ عربی قومی حمیت کی وجہ سے ان قبیلوں کے کفار نے بھی نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔

18689

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''وانما نحن وهم شئي واحد''[1]

ترجمہ: ہم اور وہ ایک ہی چیز ہیں۔

اس معاہدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ یہاں تک کہ لوگ چمڑے اور درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہوگئے۔

نبی ﷺ سے ابو طالب کی الفت و محبت

یہ ظالمانہ محاصرہ تین (۳) برس تک جاری رہا اور ابو طالب ان تین برسوں میں نبی ﷺ کیلئے مسلسل ڈرے ہوئے اور پریشان رہتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سونے کا ارادہ کرتے تھے ابو طالب کہتے جاؤ اپنے بستر پر سو جاؤ۔ لوگ یہ سمجھتے کہ رسول اللہ ﷺ بستر پر ہی ہیں اور جب سب لوگ سو جاتے تو ابو طالب رسول اللہ ﷺ کی جگہ بدل دیتے۔

اپنے بیٹے یا بھائیوں کو رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر لٹا دیتے۔ یہ احتیاط اس لئے تھی کہ کوئی رسول اللہ ﷺ کو قتل نہ کر دے۔

رسالہ کو کس طرح ختم کیا گیا

اس مقاطع کی وجہ سے حالات نہایت سنگین ہوگئے۔ غلے سامان اور کھانے پینے کی آمد بند ہوگئی اس لئے محصورین کی حالت ابتر ہوگئی تھی بھوک اور فاقہ کشی کی حالت ہوگئی تھی۔ انہیں درختوں کے پتے اور چمڑے کھانے پڑے۔ بھوک سے بلکتے ہوئے بچے اور عورتوں کی آواز گھاٹی کے باہر سنائی دیتی تھی۔ ان کے پاس بمشکل کھانے کی کوئی چیز پہنچ پاتی تھی۔

ھشام بن عمرو، قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھے۔ یہ شخص رات کے وقت شعب ابی طالب کے پاس جاتے تھے۔ جو کچھ ان سے ہوسکتا تھا کھانا وغیرہ پہنچاتے تھے۔ ھشام بن عمرو، زُہَیر بن امیہ کے پاس جاتے ہیں۔

(زُہَیر کی ماں عاتکہ بنت عبد المطلب تھیں اور یہ ابو طالب کی بہن تھیں اور رسول اللہ کی پھوپی تھیں) ھشام بن عمرو نے زُہَیر بن امیہ سے کہا کہ کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ تم مزے سے کھاؤ پیو اور تمہارے ماموں کس حال میں ہے جو تم جانتے ہو۔ زُہَیر نے کہا افسوس میں اکیلا کیا کرسکتا ہوں۔ ہاں اگر میرے ساتھ کوئی اور آدمی ہوتا تو میں اس صحیفہ کو پھاڑنے کیلئے اُٹھ پڑتا ھشام نے کہا اچھا تو ایک آدمی موجود ہے۔ زُہَیر نے پوچھا وہ کون ہے ھشام بن عمرو نے کہا وہ میں ہوں۔ زُہَیر نے کہا تو پھر تیسرا شخص بھی تلاش کرو۔ ھشام بن عمرو، مطعم بن عدی کے پاس جاتے ہیں یہ بنی مطلب سے تعلق رکھتے تھے۔

---

(۱) ہم اور وہ ایک ہی چیز ہیں۔ (یعنی ایک ہی قبیلہ اور خاندان کے افراد ہیں۔ وہ بھی عرب ہیں اور ہم بھی عرب ہیں)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے ان سے بنو ہاشم اور انکی قرابت کا ذکر کیا اور بنی مطلب کی رشتہ داری اور نسبی تعلق کا ذکر کر کے اسکو ملامت کی کہ اس نے اس ظلم پر قریش کا ساتھ دیا یہ مطعم بن عبد مناف ہی کی نسل سے تھے۔ مطعم نے کہا افسوس میں تن تنہا کیا کر سکتا ہوں ہشام نے کہا ایک آدمی اور بھی موجود ہے مطعم نے پوچھا کون ہے۔ ہشام نے کہا میں ہوں اس نے کہا اچھا تو پھر ایک تیسرا آدمی بھی تلاش کرو ہشام نے کہا یہ بھی کر چکا ہوں۔ اس نے پوچھا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا۔ زُہَیر بن ابی امیہ۔

مطعم نے کہا تو اب چوتھا آدمی تلاش کرو اس طرح وہ چوتھا آدمی تلاش کرنے کیلئے روانہ ہوئے۔

ہشام بن عمرو، ابو البختری بن ھشام کے پاس جاتے ہیں اور اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ جس طرح مطعم بن عدی سے کہا تھا۔ ابو البختری نے کہا ہماری تائید میں کوئی اور ساتھ ہیں۔ ہشام نے کہا کہ ہمارے ساتھ زُہَیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور ہشام بن عمرو اور تم، ابو البختری نے کہا کہ اب ہمیں ایک اور پانچواں شخص تلاش کرنا ہوگا۔

چنانچہ ہشام بن عمرو، زمعہ ابی اسود بن مطلب کے پاس جاتے ہیں اور اسی طرح سے بات کرتے ہیں رشتہ داری اور قرابت داری یاد کرواتے ہیں۔ نبی ﷺ اور انکے ساتھیوں کی پریشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارا کیا حق بنتا ہے؟ زمعہ نے کہا اس بات کیلئے ہمارے ساتھ اور کون ہے؟ ہشام بن عمرو نے کہا ہمارے ساتھ زُہَیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی، ابو البختری، ابن ہشام اور میں ہوں۔ یہ سن کر زمعہ نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ ان سب نے مل کر سوچا اور یہ فیصلہ کیا کہ یہ ظالم معاہدہ ختم ہونا چاہئے۔ اس رسالہ کو نکال دینا چاہئے ابو البختری نے کہا مگر ایسا ہوگا کس طرح؟۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام لوگوں کو یہ معاہدہ پسند نہیں تھا۔ مگر مجبوری یہ تھی کہ فیصلہ کرنے والے لوگ قوم کے بڑے بڑے سردار تھے۔ جن میں ابو جہل، عتبہ، ابوسفیان، ابولہب، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، عتبہ بن ابی معیط اور دوسرے کئی افراد شامل تھے۔ باقی تمام لوگوں کو اس فیصلے کو بلا چون و چرا ماننا پڑا۔ ان پانچ (۵) افراد نے سوچا کہ ابتداء کس طرح کی جائے۔ زُہَیر نے کہا اس کام کی پہل میں کروں گا سب سے پہلے میں بات کروں گا۔ دوسرے دن صبح کو جب تمام لوگ جمع ہو گئے اور اپنی مجلسوں اور بیٹھکوں میں پہنچ گئے، زبیر بن ابی امیہ نے کعبہ کا طواف کیا۔ سات (۷) چکر لگائے اور ان لوگوں کے سامنے آ کر کہنے لگے: ''یا اہل مکہ! ہم کھاتے پیتے ہیں اور کپڑے پہنتے ہیں۔ بنی ہاشم بھوک سے نڈھال ہیں نہ وہ ہم سے کچھ خرید سکتے ہیں اور نہ ہی بیچ سکتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت تک خاموش نہیں بیٹھوں گا، جب تک کہ رسالہ پھاڑ نہ دیا جائے اس ظالم معاہدے کو ختم نہ کر دیا جائے''۔ ابو جہل اُٹھا اور کہنے لگا، تو جھوٹ کہتا ہے، یہ کبھی بھی نہیں پھاڑا جائے گا اسکے بعد زمعہ بن اسود اُٹھے اور کہنے لگے، ابو جہل تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم اس معاہدے اور جو کچھ اس میں لکھا گیا اس پر راضی ہی نہیں تھے۔

پھر مطعم بن عدی اٹھے اور کہنے لگے، تم سب نے سچ کہا اور جو بھی اس کے علاوہ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے ہم سب اللہ کی طرف سے بری ہیں جو کچھ اس رسالہ میں تحریر ہے۔ ہشام بن عمرو اُٹھے اور کہنے لگے، تم سب نے سچ کہا اس کے علاوہ جو کوئی بھی کہتا ہے وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جھوٹا ہے اور ہم سب بری ہیں۔ اس طرح ان پانچوں نے اس بات کی تائید کی۔ ابو جہل اٹھا اور کہنے لگا، یہ بات اس طرح نہیں کہی جا رہی یہ تو سب کسی اور جگہ طے کر کے اس لب و لہجے میں کہہ رہے ہیں۔ ابو جہل خاموش ہو گیا اور وہاں پر سب لوگ خاموش ہو گئے اُبو طالب بھی وہاں پر موجود تھے۔ اُبو طالب نے کہا:

''اللہ نے محمد (ﷺ) کو خبر دی اور میرے بھتیجے نے مجھے بتلایا، اللہ نے کاغذ وغیرہ کھانے والے کیڑوں کو بھیجا اور ان کیڑوں نے جو کچھ کاغذ میں لکھا گیا تھا ظلم و زیادتی سب کو کھا لیا صرف جو حق تھا وہی بچا ہے۔ اگر میرا بھتیجا سچ کہتا ہے تو یہ معاہدہ ختم کر دو اور اگر وہ جھوٹا ہے تو تم لوگ جیسا چاہے کرو ہم دخل نہیں دیں گے۔ سب نے اس بات پر اتفاق کیا مطعم بن عدی اس رسالہ کے پاس گئے اور دیکھا کہ کیڑوں نے سب کچھ کھا لیا تھا صرف یہ لفظ (باسمك اللهم) بچا جیسا کہ وہ پہلے لکھتے تھے۔ اس کے بعد نبی ﷺ اور جو بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے شعب ابی طالب سے مکہ واپس آ گئے۔

(واپس آنے کے بعد نبی ﷺ نے صبر نہیں کیا بلکہ پھر سے رسالت حق کی دعوت کا کام شروع کر دیا)۔

کفار مکہ پھر سے ابو طالب کے پاس

کفار جمع ہو کر ابو طالب کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ اپنے بھتیجے کو منع کرو کہ تبلیغ کا کام بند کر دے۔

رسالہ اور معاہدہ تو ختم ہو چکا ہے پہلے کی طرح واپس آ چکے ہو اب کیا چاہتے ہو یہ دعوت دینا چھوڑ دو ابو طالب اور قریش کے لوگ نبی ﷺ سے بات کرتے ہیں اور کہتے کہ آپ ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں تم سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں، اگر تم مجھے صرف وہ ایک کلمہ کہہ دو گے، تو جزیرہ عرب کے مالک ہو جاؤ گے سب تمہاری ملکیت ہو گی۔ (روم اور فارس تمہارے سامنے سرنگوں ہونگے)۔ صرف میری ایک بات مان لو۔

ابو جہل اٹھا اور کہنے لگا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہم سو کلمے کہنے اور ماننے کو تیار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سو نہیں صرف ایک بار اس کلمے کو کہہ دو، وہ کلمہ یہ ہے۔

[لا إلـٰه إلا الله محمد رسول الله] ابو جہل اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا، کہ ہم یہ کلمہ نہیں کہہ سکتے۔ یہ کلمہ پڑھوا کر تم ہم سے صرف ایک رب کی عبادت کروانا چاہتے ہو۔ اے محمد (ﷺ)! ہمارے اتنے سارے رب ہیں۔ ہم ان سب کو چھوڑ کر صرف ایک رب کی عبادت کیسے کر سکتے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿٢﴾ کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ﴿٤﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِکُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾

ترجمہ: ص! اس نصیحت والے قرآن کی قسم۔ بلکہ کفار غرور ومخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کر ڈالا انہوں نے ہر چند چیخ و پکار کی لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا۔ اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے۔ کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔ ان کے سردار یہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو جی اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، یقیناً اس بات میں تو کوئی غرض ہے۔ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں بھی نہیں سنی، کچھ نہیں یہ تو صرف گھڑنت ہے۔

(سورة صٓ الآیة ١-٧)

رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات

سنة ١٠ نبوی میں ابوطالب انتقال فرما گئے۔ شعب ابی طالب کی محصوری کے خاتمے کے چھ (٦) ماہ بعد آپ کا انتقال ہوا۔

المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔

وہاں پر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا سے فرماتے ہیں (یا عم قل لا إلٰہ إلا اللہ) اے چچا کہہ دیجئے "اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں" تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کی حجت پیش کر سکوں۔

ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا: ابوطالب! کیا (عبدالمطلب کی ملت سے رخ پھیر لو گے؟)

رسول اللہ ﷺ تکرار کرتے رہے کہ اس کلمہ کو پڑھ لو اور وہ بھی برابر کہتے رہے کہ کیا عبدالمطلب کی ملت سے رخ پھیر لو گے۔

یہاں تک کہ آخری بات جو لوگوں نے ابوطالب سے سنی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر فوت ہوتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جب تک آپ سے روک نہ دیا جاؤں آپ کیلئے دعائے مغفرت کروں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس پر یہ آیت اتری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔ (سورة التوبه، الآية ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔(سورة القصص، الآية ٥٦)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنا چاہا اور خواہش کی کہ ابوطالب اس کلمہ کو پڑھ لیں مگر انہیں بھی انا و بڑائی اور فخر و تکبر نے یہ کہنے سے روکے رکھا وہ اپنے باپ داداؤں کی ملت پر قائم رہے۔

یہودی لڑکے کا اسلام لانے کا واقعہ: (بخاری اور دوسری کتب میں یہ ثابت ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک یہودی لڑکے کے پاس سے ہوا وہ اس وقت موت کے قریب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے سے کہا کہ کہہ (لا إله إلا الله) یہ سن کر لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا اس کے باپ نے کہا کہ ابوالقاسم کی اطاعت کر چنانچہ اس لڑکے نے حق کی شہادت دی لا إله إلا الله محمد رسول الله، اللہ ایک ہے محمد اللہ کے رسول ہے۔ نبی کریم ﷺ وہاں سے نکلے اور فرمایا: اگر ابوطالب بھی یہی کلمہ کہتے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی آگ سے بچا لیتا مگر افسوس ابوطالب نے یہ کلمہ نہ کہا۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابوطالب نے نبی ﷺ کو مشرکین کی اذیتوں سے روکے رکھا نبی ﷺ اور آپکے اصحاب کی حمایت اور مدد فرمائی۔ ان سب کے باوجود مقدر میں ایمان لانا نہ لکھا تھا (اس ایک کلمے کو زبان سے کہہ کر یقین دل سے ماننا چاہیئے تھا)۔

مگر ایسا نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کیلئے استغفار کرنے سے منع نہ فرماتا تو ہم ابوطالب کے لئے استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ سے رحم طلب کرتے (اس طرح ابوطالب کی حیات پوری ہوئی)۔

عبداللہ بن امیہ (ام المومنین ام سلمہ کے بھائی ہیں) جنہوں نے ابوطالب کو ایمان لانے سے منع کیا تھا وہ عام الفتح میں اسلام لائے اور معرکہ حنین میں شہادت پائی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا آپ اپنے چچا کے کیا کام آسکے وہ آپ ﷺ کی حفاظت کرتے تھے آپ ﷺ کے لئے دوسروں پر بگڑتے تھے اوران سے لڑائی مول لیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"هو في ضحضاح من نار، ولو لا أنا لكانَ فِي الدرْكِ الأسفل من النار" (١)

ترجمہ: وہ جہنم کی کم گہری جگہ آگ میں ہیں اوراگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے گہرے گڑھے کی آگ میں ہوتے۔

اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئیں

ابوطالب کی وفات کے کچھ ہی ماہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔اس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر پینسٹھ (٦٥) برس تھی اوررسول اللہ ﷺ اس وقت پچاس (٥٠) برس کے تھے۔وہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی بیوی ہیں۔رسول اللہ ﷺ سے آپ کو بے انتہا محبت تھی۔رسول اللہ ﷺ کے دکھ سکھ کی ساتھی تھیں اوراپنے مال سے اسلام کی مدد فرمائی۔

اللہ کے رسول ﷺ اس طرح فرماتے ہیں: جس وقت لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا وہ مجھ پر ایمان لائیں جس وقت لوگوں نے مجھے جھٹلایا انہوں نے میری تصدیق کی جس وقت لوگوں نے مجھے محروم کیا انہوں نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا اور اللہ نے ان سے مجھے اولاد دی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أتى جبْريل النبي ﷺ فقال: "يا رسول الله، هذه خديجة قد أتت، معها إناء فيه إدام أوطعام' أو شراب، فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها ومني، وبشرها ببيت في الجنة من قصب، لا صخب فيه، ولا نصب" (٢)

ترجمہ: جبریل علیہ السلام نبی (ﷺ) کے پاس تشریف لائے اورفرمایا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لارہی ہیں۔ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں کھانا یا کوئی سالن یا مشروب ہے۔جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ انہیں ان کے رب کا اور میرا سلام کہیں اورانہیں بشارت دیں جنت میں گھر ہوگا۔جس میں نہ تو شوروغل ہوگا اور نہ ہی درماندگی اورتھکاوٹ ہوگی۔

(١) الراوي: عبدالله بن الحارث، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم 3883 (٢) الراوي: أبو هريرة، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم 3820

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہم تمام مسلمانوں کی ماں رسول اللہ ﷺ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے بچوں کی ماں ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی دکھ سکھ کی ساتھی ہیں اور انہوں نے اپنا سارا مال و دولت رسول کریم ﷺ کے حوالے کر دیا اس وفادار اور جاں نثار بیوی کا یہ تمام مال اور دولت دین اسلام کی نشر واشاعت کیلئے استعمال ہوا اس سے بڑا اور کیا مقام ہوسکتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں: (اُن کے رب کا سلام اور میرا سلام کہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کا سفر طائف

رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں دس (۱۰) سال تک اسلام کی تبلیغ کا کام کرتے رہے آپ ﷺ نے بہتر سمجھا کہ مکہ مکرمہ سے باہر تبلیغ کی جائے اور آپ ﷺ نے سب سے پہلے مناسب سمجھا کہ طائف کی طرف جائیں طائف مکہ سے تقریباً ساٹھ میل دور ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ سفر پیدل طے کیا آپکے ساتھ آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خدمت گار تھے نبوت سے پہلے آپ ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔لوگ انہیں زید بن محمد کہتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس طرح کہنے سے منع فرمایا: پھر سب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارنے لگے رسول ﷺ جب طائف پہنچے قبیلہ ثقیف کے تین (۳) سرداروں کے پاس تشریف لے گئے یہ آپس میں تین بھائی تھے۔

(ان کے نام، عبد یالیل، مسعود اور حبیب تھے۔ان تینوں کے والد کا نام، عمرو بن عمیر ثقفی تھا)۔

یہ سرداران طائف تھے رسول اللہ ﷺ انکے پاس گئے انہیں اطاعت اور اسلام کی دعوت دی۔

ان میں سے ایک نے اس طرح سے کہا: ''میں کعبے کا پردہ پھاڑ دونگا''۔ اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا۔

دوسرے نے اس طرح سے کہا: ''کیا اللہ کو تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں ملا''

تیسرے نے اس طرح کہا: ''میں تم سے ہرگز بات نہیں کروں گا، اگر تم واقعی رسول ہو تو تمہاری بات رد کرنا میرے لئے انتہائی خطرناک ہے اور اگر تم نے اللہ پر جھوٹ گھڑا تو مجھے تم سے بات کرنا ہی نہیں چاہیے''۔

اس طرح کے جوابات سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش اٹھ کھڑے ہوئے۔صرف اتنا فرمایا: ''تم لوگوں نے جو کچھ کیا بہر حال اس کو پس پردہ ہی رکھنا''۔رسول اللہ ﷺ طائف میں دس (۱۰) دن قیام کے دوران طائف کے کئی سردار کے پاس تشریف لے گئے۔ ہر ایک کو دعوت اسلام دی مگر سب کا ایک ہی جواب تھا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ بلکہ انہوں نے اپنے اپنے اوباشوں کو پیچھے لگا دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب واپسی کا ارادہ فرمایا: وہاں کے اوباش رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تالیاں بجاتے ہوئے اور بدکلامی کرتے شور مچاتے ہوئے پیچھے لگ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اتنے لوگ جمع ہوگئے کہ راستے کے دونوں جانب لائن لگ گئی اور شوروغل مچاتے ہوئے بدزبانی کے ساتھ پتھر بھی مارنے لگے۔جس سے رسول اللہ ﷺ کی ایڑیاں زخمی ہوگئیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اتنے زخم آئے کہ دونوں جوتے خون میں تر بتر ہو گئے۔ ادھر زید بن حارثہ ڈھال بن کر چلتے ہوئے پتھروں کو روک رہے تھے جس سے ان کے سر میں کئی جگہ چوٹ آئی۔ بدمعاشوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ یہ باغ عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹوں کا تھا اور یہ باغ طائف سے تین (۳) میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں پناہ لی تو وہ لوگ چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر ایک انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے رسالت حق کو پہنچانے کیلئے اور لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کیلئے جسمانی اذیتیں اٹھائیں، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں جھٹلایا اور بدسلوکی سے دوچار ہوئے، اس تمام کوشش اور مشقت کے بعد ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے احساسات پر غم اور افسوس کا غلبہ چھا گیا۔ طائف والوں کی بدسلوکی سے رسول اللہ ﷺ کس قدر غمگین ہوئے اور پھر ذرا اطمینان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح یہ دعا کی اس دعا کے ایک ایک فقرے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کس قدر آپ ﷺ کو دکھ اور ملال ہوا (اور یہ دعا مستضعفین) کے نام سے مشہور ہے۔ (دعا المستضعفين)

" اللهم إليك أشكو ضعف قوتي ' وقلة حيلتي ' وهو اني على الناس.. أنت أرحم الراحمين ' أنت رب المستضعفين ' وأنت ربي.. إلى من تكلني. إلى بعيد يتجهمني، أم إلى عدو ملكته أمري. إن لم يكن بك غضب علي فلا أبالي ' غير أن عافيتك هي أوسع لي.!! أعوذ بنور وجهك الذي أشرقت له الظلمات ' وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة ، أن يحل علي غضبك ' أو أن ينزل بي سخطلك . لك العتبى حتى ترضى ، ولا حول ولا قوة إلا بك " [(۱)]

ترجمہ: یاالٰہی میں تجھی سے اپنی کمزوری و بے بسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یاارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے۔ اور تو ہی میرا بھی رب ہے تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے۔ کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ تندی سے پیش آئے یا کسی دشمن کے جسکو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا؟ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے، تو مجھے کوئی پروا نہیں لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں روشن ہو گئیں اور جس پر دنیا و آخرت کے معاملات درست ہوئے کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل کرے یا تیرا عتاب مجھ پر وارد ہو۔ تیری ہی رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں۔

(۱) الراوي : محمد بن كعب القرظي ، خلاصة الدرجة : ضعيف ، المحدث : الألباني ، المصدر : فقه السيرة ، الصفحة أو الرقم 126

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عداس النصرانی کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کو ربیعہ کے بیٹے عتبہ وشیبہ، نے اس حال میں دیکھا وہ بھی مکہ مکرمہ کے رہنے والے اور قریشی تھے۔ان کے دل میں جذبہ قرابت جاگا اور انہوں نے اپنے عیسائی غلام جس کا نام (عداس) تھا بلا کر کہا۔اس انگور سے ایک گچھا لو اور اس شخص کو دے آؤ۔ (عداس) نے انگور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کیا۔ (عداس) نے کہا یہ جملہ تو اس علاقے کے لوگ نہیں کہتے۔رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ (اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور (نینویٰ) کا باشندہ ہوں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اچھا تم مرد صالح یونس بن متیٰ کی بستی کے رہنے والے ہو۔اس نے کہا، کہ آپ یونس بن متیٰ کو کیسے جانتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے بھائی تھے اور نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔یہ سن کر (عداس) رسول اللہ ﷺ پر جھک کر رسول اللہ ﷺ کے سر اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔یہ دیکھ کر ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے آپس میں کہا، اب اس شخص نے ہمارے غلام کو بھی بگاڑ دیا۔اس کے بعد جب (عداس) واپس آیا تو دونوں نے اس سے کہا یہ کیا معاملہ تھا۔ (عداس) نے کہا، میرے آقا اس روئے زمین پر ان سے مبارک اور بہتر شخص کوئی نہیں ہے۔انہوں نے مجھے ایک ایسی بات بتائی جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ان دونوں نے کہا، دیکھو (عداس) یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے نہ پھیر دے، کیونکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ کو اہل طائف سے جو اذیت اور مشقت اٹھانی پڑی

عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا:

(هل أتى عليك يوم كان أشد من يوم أحد؟)

ترجمہ: کیا آپ ﷺ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سنگین رہا ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے سنگین مصیبت وہ تھی جس سے میں گھاٹی کے دن دوچار رہا، جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے لڑکوں پر پیش کیا گیا۔مگر اس نے میری بات نہ مانی تو میں غم والم سے نڈھال چلا جا رہا تھا اور مجھے (قرن ثعالب) پہنچ کر ہی افاقہ ہوا۔وہاں میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔میں نے بغور دیکھا اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے پکار کر کہا: (آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ سے جو بات کہی اللہ نے اسے سن لی) اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اسے حکم دیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد پہاڑ کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور سلام کرنے کے بعد کہا، یا محمد(ذلك فيما شئت، إن شئت أن أطبق عليهم الأخشبين؟) [١] یا محمد (ﷺ) بات یہی ہے اب آپ جو چاہیں اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(بل أرجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله وحده، لا يشرك به شيئا) [٢]

(نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ عزّ وجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا، جو صرف اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔ صلوات الله و سلامه عليه

رسول اللہ ﷺ اس بات پر غمگین تھے کہ تمام تر کوششوں کے باوجود مکے والوں پر تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا، طائف والوں نے اتنی محنت اور کوشش کے بعد جو صلہ دیا وہ جسمانی اذیتوں اور تکالیف کی صورت میں تھا۔

اللہ رب اللعالمین نے رسول اللہ ﷺ کے غم اور پریشانی کو کم کرنے کیلئے جنّوں کے گروہ، کے گروہ بھیجے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنّوں کو پیدا کیا ہے۔ جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مکلّف ہے اسی طرح (جن) بھی مکلّف ہیں۔ وہ بھی اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں اور ان کیلئے بھی جزاء وسزا ہے۔

---

(١) الأخشبين مکہ مکرمہ کے دو مشہور پہاڑ ابو قبیس اور قعیقعان

(٢) الراوي: عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 3231

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنّوں کی آمد اور قبولِ اسلام کا واقعہ

اللہ کے رسول ﷺ مکہ کی طرف چلتے ہوئے ایک مقام پر پہنچے جس کو وادی نخلہ کہتے ہیں۔ یہاں پر آپ نے کچھ دن قیام کیا اسی دوران اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جنوں کی ایک جماعت بھیجی جس کا ذکر قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے:

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا۔

(سورة الاحقاف، الآية ۲۹-۳۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿۲﴾

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔ (سورة الجن، الآية ۱-۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهِ اَوْلِيَاءُ ۚ اُولٰئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا، نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (سورۃ الاحقاف، الآیۃ ٣٢)

وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ﴿١٢﴾

ترجمہ: اور ہم نے سمجھ لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ہم بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔

(سورۃ الجن، الآیۃ : ١٢)

یہ آیتیں اِن واقعات کے بیان کے سلسلے میں نازل ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس جنوں کی یہ پہلی بار آمد ہوئی۔ احادیث کی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے بعد ان کی آمد و رفت ہوتی رہی، رسول اللہ ﷺ نے ان کو سیدھی راہ بتلائی اور ایک دردناک عذاب سے خبردار کیا، جس نے انہیں پیدا کیا صرف اسی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (اس کے بعد جنوں کی آمد اور ان کی جماعتوں کا اسلام لانا،)

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دوسری مدد ہے جو اس کے غیب کے خزانوں سے کی گئی۔ اس لشکر کے ذریعے جس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور اس کے بعد بھی آپ کو نصرت کی بشارتیں دی گئیں۔

آپ پر جو مایوسی اور رنج والم تھا ان خوشخبریوں سے غم و مایوسی کے وہ بادل چھٹ گئے۔ کوئی بھی طاقت اس دعوت کی کامیابی کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ واپسی

ان تمام خوشخبریوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عزم فرمایا، کہ اب مکہ مکرمہ جا کر دعوتِ اسلام رسالت کے کام کو گرم جوشی سے کرنا ہے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''ہم مکہ مکرمہ کیسے جائیں گے جبکہ وہاں کے مشرکین قریش نے آپ ﷺ کو نکال دیا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے زید! اللہ تعالیٰ کشادگی اور نجات کی کوئی راہ ضرور بنائے گا'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام جسکو (حراق) کہا جاتا تھا۔

وہاں پر قیام فرمایا: مکہ مکرمہ جو آپ ﷺ کا وطن اور مقامِ پیدائش تھا۔ وہاں جانے کے لئے اب آپ ﷺ کو کسی کی پناہ کی ضرورت ہے اور آپ کے شفیق چاچا بھی نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی کے ذریعے اخنس بن شریق کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو پناہ دے۔ مگر اخنس نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ میں حلیف ہوں اور حلیف پناہ نہیں دے سکتے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کے پاس یہی پیغام بھیجا مگر اس نے بھی معذرت کر لی کہ میں نے بنی عامر کو پناہ دی ہوئی ہے۔ میں بنی کعب کو پناہ نہیں دیں سکتا، (یعنی مکہ والوں کو) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا۔ مطعم بن عدی نے کہا: ہاں میں پناہ دوں گا۔ اس نے ہتھیار پہنے اور اپنی قوم اور اپنے بیٹوں کو بلوایا اور سب سے کہا: ''ہتھیار باندھ کر خانہ کعبہ کے گوشوں پر جمع ہو جاؤ۔ میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دے دی ہے'' اس کے بعد مطعم بن عدی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ مکہ مکرمہ کے اندر آ جائیں۔ پیغام ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ مطعم بن عدی نے اپنی سواری پر کھڑے ہو کر اعلان کیا:

''قریش کے لوگو! میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے، اب انہیں کوئی نہ چھیڑے'' (یہ میری پناہ میں ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ سیدھے حجرِ اسود کے پاس پہنچے، اسے چوما پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے گھر کو لوٹ آئے۔ اس دوران مطعم بن عدی اور ان کے لڑکوں نے ہتھیار باندھ کر رسول اللہ ﷺ کے گرد حلقہ باندھے رکھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تشریف لے گئے کہا جاتا ہے۔ کہ اس موقع پر ابو جہل نے مطعم سے پوچھا کہ تم نے پناہ دی یا مسلمان ہو گئے ہو۔ مطعم بن عدی نے جواب دیا: ''میں نے پناہ دی ہے'' اس جواب کو سن کر ابو جہل نے کہا:

''جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔'' (۱)

(۱) ابن ھشام 1/419-422 زادالمعاد 2/46-47

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عربوں میں اچھی صفات اور اچھی خصلتیں

اہلِ علم اس طرح فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسالت و نبوت عطا فرمائی: رسول اللہ ﷺ عربی ہیں۔

عرب جھوٹ کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ وہ دور جاہلیت میں بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

ابوسفیان اور ہرقل کے سوالات ''ہرقل نے ابوسفیان اور ان کے عرب ساتھیوں کو بلوایا اپنے پاس کہ دریافت کرے وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اس شخص کا نسب کیا ہے۔ کیا وہ دھوکا اور فریب کرتے ہیں اور کیا وہ سچے اور امانت دار ہیں اور وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے سوالات کیے''۔

ابوسفیان عرب ہے یہ واقعہ ان کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے۔ ہرقل ابوسفیان کو اپنے سامنے بٹھاتا ہے اور ان کے ساتھیوں کو ان کے پیچھے تاکہ اگر ابوسفیان غلط بیان کرتے ہیں تو مجھے اشارہ کرنا، یہ دیکھ کر ابوسفیان کہتے ہیں، اللہ کی قسم! میں روم اور ہرقل سے ڈر کر جھوٹ نہیں بولوں گا مجھے جھوٹ بولنے سے شرم آتی ہے۔

عربوں میں امانت اور وعدہ کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ اس کے لئے وہ جان کی بھی پروا نہیں کرتے۔

عربوں میں کرم بہت زیادہ ہے، جس کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ عربوں میں شجاعت اور بہادری بے مثال ہے۔

عرب اگر کسی کو پناہ دیتے ہیں، تو اس کے لئے اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے، ایسی کئی نادر مثالیں ہیں۔

مطعم بن عدی کفر پر تھے۔ وہ اپنی قوم اور باپ داداؤں کے دین پر سختی سے قائم تھے۔ قریش نے جب (قطع تعلق) کیا تو وہ بھی اس میں شامل تھے۔ مشرکین قریش نے (صحیفہ قطع تعلق) کا لکھا تھا اس کو ختم کرنے کی کوشش کرنے والے بھی مطعم بن عدی تھے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے پناہ مانگی تو آپ ﷺ کو پناہ و حفاظت دینے والے مطعم بن عدی ہی تھے۔ ابوجہل کافروں کا سردار مطعم بن عدی سے پوچھتا ہے: کیا تم نے پناہ دی؟ جب پتہ چلا کہ مطعم بن عدی کی پناہ میں ہیں تو وہ بھی کہتا ہے کہ میں نے بھی پناہ دی۔ ان تمام مثالوں کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں اور اچھائیاں خاص طور پر عربوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، کہ اس نے عربوں کو منتخب فرمایا اور ہمارے رسول اللہ ﷺ عربی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مطعم بن عدی کے اس حسنِ سلوک کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ معرکہ بدر میں جب کفارِ مکہ کی ایک بہت بڑی تعداد قید ہو کر آئی۔ جبیر بن مطعم نے بعض قیدیوں کی رہائی کے لئے رسول اللہ ﷺ سے گذارش کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح فرمایا:

" لو كان مطعم بن عدي حيا ثم كلمني في هؤلاء النتنى لأطلقتهم له " (۱)

ترجمہ: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پھر وہ مجھ سے کہتا، ان بدبودار لوگوں کی (رہائی کے بارے میں) تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا۔

اللہ کے رسول ﷺ طائف سے اپنے وطن واپس آ گئے اس جگہ جس کو مکہ مکرمہ کہا جاتا ہے۔ اس عظیم مقام پر جہاں آج (بیت الحرام) ہے۔ اس مقام پر جہاں ابتدائی دعوتِ اسلام دی گئی اور رسالت کے نور کی کرنوں سے سارے جہاں کو روشن کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کو عطا کی اس کو پوری طرح ادا کرنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس امانت کو كما حقه (جیسے ادا کرنے کا حق تھا) پورا فرمایا۔ صلوات الله و سلامه عليه

یثرب کے خوش نصیب افراد

رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس مکہ مکرمہ آ گئے تھے۔ حج کا موسم شروع ہو چکا تھا، سنة گیارہ (۱۱) نبوی میں رسول اللہ ﷺ منیٰ کے مقام سے گزر رہے تھے۔ آپ کو کچھ لوگوں کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ مکہ مکرمہ سے باہر کے حجاج تھے۔ یہ چھ (۶) افراد یثرب کے رہنے والے مدینہ منورہ کے لوگ تھے۔ ان کا تعلق (قبیلہ خزرج) سے تھا اور ان کے نام یہ ہیں۔

ابن اسحاق نے اس طرح فرمایا: (۲)

- سعد بن زراره
- عوف بن حارث
- رافع بن مالك
- قطبه بن عامر
- عقبه بن عامر
- جابر بن عبد الله بن رئاب

ان کی خوش نصیبی تھی، کہ وہ اپنے حلیف یہودیوں سے سنتے آ رہے تھے۔ یہ وقت نبی کے ظہور کا ہے اور یہودی کہتے تھے۔ نبی کے ظاہر ہوتے ہی ہم تم کو بری طرح قتل کریں گے۔ یہودیوں کا خیال تھا نبی جو ظاہر ہوگا، وہ بنی اسرائیل سے اور یہودیوں سے ہوگا، اس لئے وہ ڈراتے رہتے تھے۔ نبی ظاہر ہونگے اس کا علم ان کو اپنی کتاب سے تھا۔

(۱) الراوي: جبير بن مطعم ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث: الألباني ، المصدر: صحيح أبي داود ، الصفحة أو الرقم: 2689

(۲) رواه الطبراني ورجاله ثقات ، السيرة النبوية: 81/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے دریافت فرمایا: ''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم قبیلہ خزرج سے ہیں'' رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم وہی لوگ ہو جن کا معاہدہ یہودیوں کے ساتھ ہے اور یہودی تمہارے حلیف ہیں؟ میں تم لوگوں سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، کہیں تم بیٹھ کر میری بات سنو گے'' ان لوگوں نے کہا: ''ہم ضرور سنیں گے'' وہ لوگ بیٹھ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو قرآن کی کچھ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

یہ باتیں سن کر وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''یہ تو وہی نبی ہے، جن کا ذکر یہودی ہم سے کرتے تھے۔ یہ ہمیں مل گئے ہیں اور اگر یہودیوں کو پتہ چل جائے، تو وہ ہم سے پہلے اس نبی کو پالیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے۔ فوراً ان کی بات مان لو، ان کی پیروی کرو اسلام قبول کرلو'' اس کے بعد انہوں نے حق کی شہادت دی، وہ تمام مشرف بہ اسلام ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کی۔ یہ دین قبول کرتے ہیں ان ہی سے مدینہ کے گھر گھر رسول ﷺ کا چرچہ ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ کا یثرب کے ان افراد پر فضل وکرم تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

سنۃ ١١ نبوی میں رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ (٦) سال تھی۔ پھر ہجرت کے پہلے سال شوال ہی کے مہینے میں مدینہ منورہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔

رخصتی کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو (٩) برس تھی۔ (١)

عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

سودہ رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ ﷺ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہوئی یا بعد میں اس بارے میں اہلِ سیرت کا کچھ اختلاف ہے۔ (واللہ اعلم)

(١) صحيح البخاري: 550/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الإسراء والمعراج کا بیان

اس واقعہ کی تاریخ اور سن کے بارے میں اہلِ سیرت کے مختلف اقوال ہیں۔اس سیرت میں ہم اہلِ علم اور اہلِ سیرت کے اس قول کو درج کرتے ہیں۔

اسراء ومعراج کا واقعہ نبی کریم ﷺ کی ہجرت سے پہلے کا ہے۔ قاضی عیاض نے اس طرح بیان فرمایا: (۱)

یہ واقعہ مکی زندگی کے بالکل آخری دور کا ہے۔ (سیرۃ شیخ عبداللہ) میں بھی اس طرح بیان کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ اس واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں :

مکہ مکرمہ میں بیت الحرام میں رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی آپ ﷺ حطیم میں آرام فرما رہے تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نینداور جاگ کی سی کیفیت میں تھے۔رسول اللہ ﷺ نے سنا کوئی اس طرح کہہ رہا تھا:

"۔أحد الثلا ثه بين الرجلين" (۲) (ان تین افراد سے درمیان والے)

رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کی شکل انسانوں میں (دحية بن خليفه) سے ملتی جلتی تھی۔

مجھے اٹھا کر زم زم کے کنویں پر لے گئے مجھے لٹا دیا گیا اور وہ مجھ سے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔

وہاں پر جبرائیل علیہ السلام نے میرے سینے کو کھول دیا (یعنی سینہ شق کیا) سینہ کو اندر سے خالی کر دیا گیا اور جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زم زم کے پانی سے دھویا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دل کو باہر نکال کر زم زم کے پانی سے دھویا گیا''۔ پھر ایک سونے کا تھال لایا گیا جس میں سونے کا ایک پیالہ تھا۔اس پیالہ میں ایمان وحکمت بھری ہوئی تھی جو کہ میرے سینے میں ڈال دی گئی پھر سینے کو بند کر دیا گیا۔

اس کے بعد براق لایا گیا۔یہ ایک جانور ہے جو سفید رنگ کا تھا گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا اُسی طرح ملتا جلتا تھا۔ اس براق کی رفتار بہت تیز تھی۔''ہماری نظر جہاں تک دیکھ سکتی اس براق کا ایک قدم وہاں تک ہوتا تھا'' مجھے اس براق پر سوار کیا گیا۔ وہ مجھے لے کر بیت المقدس پہنچا براق کو میں نے مسجد کے دروازے کے حلقے سے باندھ دیا اسی حلقہ سے تمام انبیاء بھی باندھا کرتے تھے۔

---

(۱) الشفا بحقوق المصطفى: 108/1

(۲) الراوي : مالك بن صعصعة الأنصاري ، خلاصة الدرجة : صحيح ـ المحدث : مسلم ، المصدر : المسند الصحيح ، الصفحة أو الرقم: 164

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں مسجد میں داخل ہوا میں نے دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمانی دنیا پر لے گئے۔ وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکا دیا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے خازنِ سماء سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ خازنِ سماء نے پوچھا کون ہے؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے جواب دیا: میں جبرائیل (علیہ السلام) ہوں۔ خازنِ سماء نے پوچھا:

تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے جواب دیا: میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا کیا ان کو بھیجا گیا ہے؟

جبرائیل (علیہ السلام) نے جواب دیا ہاں بلوایا گیا ہے۔ خازنِ سماء نے پوچھا، کیا یہ مبعوث فرمائے گئے ہیں؟

جبرائیل (علیہ السلام) نے جواب دیا: ہاں ان کی بعثت ہو چکی ہے۔ خازنِ سماء نے مرحبا کہا اور رسول اللہ ﷺ کے آنے کی مبارک باد دی۔ (دنیا میں کیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیا کرنا چاہتا ہے، آسمان والوں کو خبر نہیں ہوتی جب تک بتلایا نہیں جاتا)۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ہمارے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہم پہلے آسمان پر تھے۔ وہاں پر آدم علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سیدھی طرف ایک جماعت تھی اور الٹی طرف ایک جماعت تھی۔

وہ سیدھی طرف دیکھ کر ہنستے تھے اور جب الٹے طرف دیکھتے تو آپ رونے لگتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا یہ تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) ہے ان کے سیدھی طرف اور الٹی طرف جو جماعتیں ہیں۔ یہ آدم علیہ السلام کی اولاد کی روحیں ہیں سیدھے طرف والے اہل جنت ہے، الٹی طرف والے بدبخت اور اہلِ نار کی روحیں ہے۔ وہ سیدھی طرف دیکھ کر ہنستے تھے اور جب الٹے طرف دیکھتے تو آپ رونے لگتے تھے۔

انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا مجھے سلام کا جواب ملا اور اس طرح کہا:

مرحبا نیک بیٹے، نبی صالح پھر مجھے خیر کے ساتھ دعا دی گئی۔

اس کے بعد مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ وہاں پر بھی دروازے پر دستک دی گئی۔ خازنِ سماء نے پوچھا: کون ہے؟ پہلے کی طرح سوال و جواب ہوئے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ یہاں پر یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کریں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ دونوں نے سلام کا جواب دیا اور اس طرح کہا: مرحبا نیک بھائی، نبی صالح اور انہوں نے مجھے خیر کے ساتھ دعا دی۔

پھر ہم وہاں سے تیسرے آسمان پر پہنچے۔ دروازے پر کھٹکا دیا۔ خازنِ سماء سے پھر اسی طرح کے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہمارے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔

جنہیں اللہ تعالیٰ نے (دنیا کا آدھا حسن و جمال عطا کیا)۔ یوسف علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ: اس طرح فرماتا ہے۔

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: ان عورتوں نے جب اسے دیکھا تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے، اور زبان سے نکل گیا کہ حَاشَ لِلّٰهِ!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ انسان تو ہرگز نہیں، یہ تو یقیناً کوئی بہت ہی بزرگ فرشتہ ہے۔ (سورة يوسف، الآية: ۳۱)

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ جواب ملا: یہ یوسف (علیہ السلام) ہیں ان کو سلام کریں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔

مجھے سلام کا جواب ملا اور اس طرح کہا: *مرحبا نیک بھائی اور نبی صالح۔ پھر مجھے خیر کے ساتھ دعا دی گئی۔*

پھر ہم اوپر چوتھے آسمان کی طرف چلتے ہیں۔ خازنِ سماء کے ساتھ اسی طرح سوال و جواب کے بعد دروازہ کھول دیا جاتا ہے وہاں ادریس علیہ السلام تھے۔ ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

ترجمہ: ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔ (سورة مريم، الآية: ۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ جواب ملا۔ یہ ادریس (علیہ السلام) ہے۔ انہیں سلام کریں۔ میں نے سلام کیا۔

جواب ملا اور اس طرح کہا: *مرحبا نیک بھائی، نبی صالح اور مجھے خیر کے ساتھ دعا دی گئی۔*

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے اوراوپر لے جایا گیا، یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر پہنچ گئے۔

خازنِ سماء نے دروازے پر اسی طرح کے سوال اور جواب کیے۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا، وہاں ہارون علیہ السلام تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہے؟ جواب ملا، یہ ہارون (علیہ السلام) ہے ان کو سلام کریں۔ میں نے سلام کیا۔

مجھے جواب ملا اور اس طرح کہا۔ *مرحبا نیک بھائی، نبی صالح اور مجھے خیر کے ساتھ دعا دی گئی۔*

اس کے بعد مجھے اوراوپر لے جایا گیا۔ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، دروازے پر خازنِ سماء سے اسی طرح سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں پر موسیٰ علیہ السلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہے؟

جواب ملا یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہے انہیں سلام کریں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مجھے جواب ملا اور اس طرح کہا۔

مرحبا نیک بھائی، نبی صالح اور مجھے خیر کے ساتھ دعا دی گئی۔

اور میں وہاں سے چلنے لگا، موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ میں نے دریافت کیا، موسیٰ علیہ السلام کیوں رو رہے ہیں؟

موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح کہا:

رب ! هذا غلام بعثته بعدي . يدخل من أمته الجنة أكثر مما يدخل من أمتي." [1]

ترجمہ: الٰہی ! یہ نوجوان جو میرے بعد مبعوث ہوئے اور اُن کی امت کثرت سے جنت میں جائے گی، میری امت سے۔

---

(۱) الراوي : مالك بن صعصعة الأنصاري ، خلاصة الدرجة صحيح ، المحدث : مسلم ، المصدر : المسندالصحيح ، الصفحة أو الرقم : 164

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ جن کو اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا وہ اپنی امت کے لئے کتنے کوشاں اور حریص تھے۔

اس طرح تمام انبیاء علیہ السلام ہر کوئی اپنی اپنی امت کے لئے حریص تھے کہ کاش ان کی امت بھی ہدایت پا جاتی۔

اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر پہنچے۔ خازنِ سماء سے پہلے کی طرح سوال و جواب ہوئے اور دروازہ کھول دیا گیا۔

وہاں پر ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ آپ بارعب اور دبدبے والے بزرگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہے انہیں سلام کریں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مجھے جواب ملا اور اس طرح کہا:

مرحبا اے نیک بیٹے، نبی صالح اور مجھے خیر کے ساتھ دعا دی گئی۔

بَیت اَلمَعمُور (الضراُح)

اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان پر (بیت المعمور) دکھلایا گیا۔ جس کو (الضراُح) کہا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں (کعبہ) کا طواف کیا جاتا ہے اور اس گھر (بیت اللہ) کی تعظیم تکریم کی جاتی ہے۔ ٹھیک اُسی طرح ساتویں آسمان پر (بیت المعمور) ہے اس گھر کا طواف کیا جاتا ہے اور اس گھر کی عظمت بھی کعبہ کی طرح ہے۔ (بیت المعمور) کا طواف ہر روز ستر (۷۰) ہزار فرشتے کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں اللہ کی حمد وثناء بیان کرتے ہیں۔ یہاں سے جانے کے بعد پھر ان کی باری نہیں آتی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو نہ جائے۔

اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے فرشتوں کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اللہ علیم القدیر

زمین پر سب سے بہتر مقدس مقام (ام القریٰ) مکہ مکرمہ ہے۔ تمام مسلمانوں کا قبلہ (کعبہ مشرفہ) جس کا طواف کیا جاتا ہے۔

ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے۔ بیت المعمور کے ٹھیک نیچے کعبہ مشرفہ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سدرة المنتهى کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے (سدرة المنتهى) دکھایا گیا۔ ساتویں آسمان پر میں نے دیکھا وہاں کے درخت پھل اور نہریں۔

" نبقها مثل قلال هجر ، و ورقها مثل آذان الفيلة ، يخرج من ساقها نهران ظاهران و نهران باطنان ، فقلت : يا جبريل ما هذان : ؟ قال : أما الباطنان ففي الجنة ، و أما الظاهران فالنيل و الفرات "(۱)

ترجمہ: وہاں کے پھل پانی کے مٹکوں کی طرح بڑے تھے۔ درخت کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے بڑے بڑے تھے۔
اسی درخت کے نیچے سے دو نہریں ظاہر ہیں اور دو نہریں باطن ہیں۔
میں نے دریافت کیا، یا جبرائیل (علیہ السلام) یہ کیا ہے، کہا گیا باطن میں جو دو نہریں ہیں، وہ جنت میں ہیں اور دو نہریں جو ظاہر ہیں، وہ نیل اور فرات ہیں

آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

" إن في الجنة لشجرة ، يسير الراكب الجواد المضمر السريع مائة عام ما يقطعها "(۲)

ترجمہ: جنت میں درخت ہے، (زین سے کسے ہوئے) گھوڑے پر سوار تیزی سے چلتا ہوا، اس مسافت کو سَو (۱۰۰) سال میں بھی پورا نہیں کر پاتا۔

محمد ﷺ کے لیے ایک دودھ کا پیالہ، دوسرا شہد کا پیالہ اور تیسرا شراب کا پیالہ پیش کیا گیا۔ میں نے دودھ کا پیالہ پسند کیا۔

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: " أصبت الفطرة أنت وأمتك "(۳)

آپ نے فطرت کو پسند فرمایا: "آپ فطرتِ الٰہی پر ہیں اور آپ کی امت بھی اسی پر ہوگی"۔ (یعنی دینِ اسلام)

---

(۱) الراوي: أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة : اسناده صحيح على شرط الشيخين ، المحدث: الألبانى ، المصدر: السلسلة الصحيحة، الصفحة أو الرقم: 112

(۲) الراوي: سهل بن سعد الساعدي ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم: 6552

(۳) الراوي: أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة :صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم:5610

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(سدرة المنتهى) ساتویں آسمان پر ہے۔ اسی مقام سے زمین پر جو کچھ بھیجا جاتا ہے وہ یہی مقام ہے زمین سے اُوپر کی بلندیاں وہیں پر ختم ہو جاتی ہے۔

جنت کا بیان

"أدخلت الجنة، فإذا فيها حبايل اللؤلؤ، وإذا ترابها المسك" [1]

ترجمہ: میں جنت میں داخل ہوا، وہاں پر موتیوں سے بنی ہوئی گنبدیں ہیں، وہاں کی مٹی مشک جیسی ہے۔

جنت میں میرے برابر کچھ آواز آ رہی تھی آہستہ آہستہ جس کو (وجسا) کہا جاتا ہے۔ [2] میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: بلال (رضی اللہ عنہ) ہیں، جو اہل جنت ہیں۔

کچھ اور آگے چلنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ہلکی ہلکی حرکت کی آواز آنے لگی جس کو (حشفة) کہا جاتا ہے۔ [3]

جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جواب ملا: یہ (رميصاء بنت ملحان) اُبی طلحہ کی بیوی ہیں۔ جو اہل جنت سے ہیں۔ ہم وہاں سے چلتے ہوئے جنت میں ایک مقام پر گئے جس کو (هوية) کہتے ہیں۔

"دخلت الجنة، فإذا أنا بقصر من ذهب، فقلت: لمن هذا القصر؟ قالوا: لشاب من قريش، فظننت أني أنا هو، فقلت: ومن هو؟ فقالوا: لعمر بن الخطاب،" [4]

ترجمہ: ہم جنت میں داخل ہوئے، وہاں پر میں نے (سونے کا محل دیکھا)۔ دریافت کیا: جبرائیل (علیہ السلام) یہ محل کس کا ہے؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا: یہ محل ایک قریشی نوجوان کا ہے۔ میں نے دل میں سوچا شاید یہ میرے لیے ہو، میں نے دریافت کیا وہ کون ہے؟۔ جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا: یہ محل، عمر بن خطاب کا ہے۔

---

(١) الراوي : أبوذر الغفاري ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر: 1

(٢) الراوي: عبدالله بن عباس، خلاصة الدرجة : اسناده صحيح ،المحدث :ابن كثير، المصدر: تفسير القرآن ، الصفحة أو الرقم : 5/25

(٣) الراوي: جابر بن عبدالله ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر:الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 3679

(٤) الراوي : أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة: اسناده صحيح ، المحدث: الألباني ، المصدر: السلسلة الصحيحة ، الصفحة أو الرقم :1423

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر آگے چلے اور میں نے ایک نہر دیکھی جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ اس نہر کے کناروں پر گنبدیں بنی ہوئی تھی جو (الدر المجوف) یعنی موتیوں اور زبرجد سے جڑی ہوئی تھی۔

میں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

" هذا الكوثر الذي أعده ربك ، فإذا طينه مسك أذفر " (١)

ترجمہ: یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے، وہاں کی مٹی (مشک أذفر) یعنی اچھی خوشبو والی مشک۔
میں نے پانی میں ہاتھ مارا، اس میں پتھر (لؤلؤ) کے تھے۔

---

(١) أخرجه البخاري في الرقاق باب في الحوض رقم: 6581 فتح الباري:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جھولے میں صرف تین بچوں نے بات کی ہے۔

ان بچوں کا ذکر جن کے بولنے کی عمر نہیں تھی

ان بچوں نے اللہ کے حکم سے بات کی یہاں پر تین (۳) بچوں کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

۱۔ عیسیٰ، علیہ الصلاۃ والسلام۔

۲۔ صاحب جریج: اس کا واقعہ یہ ہے کہ جریج کی والدہ نے انہیں بد دعا دی تھی جس کی وجہ سے ایک بدکارہ عورت نے جریج پر الزام لگایا کہ میرے ہاں پیدا ہونے والا بچہ جریج کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بچے نے جریج کی براءت کے حق میں گواہی دی اور کہا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے

۳۔ وہ بچہ جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ ماں نے ایک دنیادار صاحب جاہ وجلال شخص کو دیکھا تو دعا کی کہ اللہ خیر سے بچے کو اس کی طرح بنا دے۔ فوراً بچے نے کہا (اللھم لا تجعلنی مثلہ) الحدیث ''اللہ تعالیٰ مجھے اس کی طرح نہ بنانا۔''

ان کے علاوہ کسی بچے کا بچپن میں بات کرنا قابل اعتماد سند سے ثابت نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جہنم کا بیان

اللہ کے رسول ﷺ کو جہنم دکھائی گئی۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی قوم کو دیکھا جو، (یأکلون الجیف) [1] مردار کھا رہے تھے۔ لیکن پھر بھی بھوکے تھے۔

میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔

پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو (أحمر، أزرق، جعداً، شعثا) [2] لال، نیلے اور گھنے بکھرے ہوئے بال تھے۔

جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہے؟ یہ صالح علیہ السلام کی قوم سے (عاقر ناقہ) ہے۔

مجھے ایک قوم دکھائی گئی انکے ہونٹ اور زبان کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا میں نے معلوم کیا۔ ''جبرائیل (علیہ السلام) سے یہ کون ہیں؟'' *یہ تمہاری امت کے خطیب ہیں۔ جو وہ کہتے ہیں مگر وہ خود اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔*

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہیں:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود یہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں۔ (سورة البقرة، الآية ٤٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ تمام حالات بتلائے اور دکھائے۔

اس کے بعد میں اور جبرائیل (علیہ السلام) ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے۔ ان کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے ہی ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا:

''*یہ وہ لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھاتے۔ یعنی (دوسروں کی عزت پر ہاتھ ڈالتے تھے)*۔''

(١) (٢) الراوي : عبدالله بن عباس ، خلاصة الدرجة : اسناده صحيح ، المحدث :أحمد شاكر، المصدر :مسند أحمد، الصفحة أو الرقم :4/93

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے جنت اور اسکی خوشخبریاں بشارتیں دیکھی۔ آپ نے جہنم کی آگ اور اسکے دردناک عذاب اور اس کی ہولناکیاں دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو کچھ دینے اور کرنے کا وعدہ فرمایا: سب کچھ بتلایا گیا اور دکھایا گیا۔

مجھے اوپر لے جایا گیا۔ (مجھے وہاں پر قلموں کے لکھنے کی آوازیں سنائی دی)۔

پھر میرا گزر (ملأالأعلیٰ) سدرة المنتهیٰ کے پاس ہوا، یہ وہی جگہ جہاں پر (جنة المأوىٰ) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ﴿١٦﴾

ترجمہ: جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی، وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔ (سورة النجم الآية ١٦)

(سدرة المنتهیٰ) کی اس کیفیت کا بیان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہاں کا فرش سونے کا ہے اور فرش پر یاقوت اور زمرد جڑیں ہیں اسی طرح کی چیزیں ہیں وہاں پر جو رنگوں کی خوشنمائی اور آمیزش ہے۔ سونے کے پروانے اس کے گرد منڈلا رہے تھے۔ فرشتوں کا عکس اس پر پڑ رہا تھا۔ رب کی تجلیات کا مظہر بھی وہی تھا۔ (١)

فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ جیسے سندس اور استبرق سے ڈھانپ دیا گیا ہو رب العالمین کی بنائی ہوئی چیزیں اور وہاں کی خوبصورتی حسن و جمال کے دل فریب منظر کی کیفیت کو بیان کرنا انسانوں کے وہم و گمان سے باہر ہیں۔

''اسی مقام پر نبی ﷺ کو تین چیزوں سے نوازا گیا۔ پانچ وقت کی نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوگا''۔ (٢)

(١) ابن کثیرو غیرہ

(٢) أخرجه مسلم في كتاب الإيمان باب في ذكر سدرة المنتهى حديث رقم: 173

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمازیں فرض کی جاتی ہیں

پھر اللہ جَلّ جَلالہُ کے دربار میں پہنچایا گیا اور آپ ﷺ اللہ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی جو کچھ کرنی تھی“۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: اس کے بعد پچاس (۵۰) نمازیں ایک دن میں فرض کی گئیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور میں نے ان کو سدرۃ المنتھیٰ کے پاس حقیقی شکل وصورت اور قد وقامت میں دیکھا، جیسا کہ رب العالمین نے انہیں بنایا۔

جبرائیل علیہ السلام کے چھ سَو (۶۰۰) پر تھے۔(۱) اور ہر ایک پر جیسے پروں کا ہار ہو اور انکے پروں نے پورے آسمان کو گھیرا ہوا تھا انکے پروں میں چمکتے ہوئے یاقوت اور نگینے تھے اللہ تعالیٰ کو بہتر علم ہے وہی (علیم وخبیر) ہے۔ (سبحان الخالق)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا میرا نام آسمان میں لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (ﷺ) پھر ساتویں آسمان سے نیچے جاتے وقت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور فرمایا: یا محمد! (ﷺ) اللہ نے تمھیں کیا حکم دیا ہے؟ مجھے پچاس (۵۰) نمازوں کا حکم دیا گیا دن اور رات میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تم سے پہلے بنی اسرائیل کے ساتھ بہت کوشش کی ہے مگر کامیابی نہیں ہوئی (اور تمہاری امت پچاس (۵۰) نمازوں کو پوری نہیں کر پائے گی)۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا، (فارجع إلى ربك فاساله التخفيف لأ متك)(۲)

واپس اپنے رب کے پاس جایئے، اپنی اُمت کے لیے (نمازیں) کم کرانے کی کوشش کریں۔

نبی ﷺ مڑ کر جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھنے لگے جیسے آپ پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں جاؤں یا نہیں، جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا، اگر ایسا چاہتے ہیں تو جائیں، جبرائیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس لے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ آپ ﷺ نیچے لائے گئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذر ہوا تو انہیں خبر دی دس (۱۰) نمازیں کم کر دی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر سے اسی طرح کہا کہ تمہاری امت اس کو بھی پورا نہیں کر پائے گی۔ جائیں اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیجئے۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام اور اللہ عزّ وجل کے درمیان آپ ﷺ کی آمد ورفت برابر جاری رہی یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانچ (۵) نمازوں کا حکم فرمادیا۔

---

(۱) أخرجه البخاري في التفسير، تفسير سورة النجم باب قوله تعالىٰ فاوحى الى عبده ما أوحى، رقم: 4856

(۲) الروي: مالك بن صعصعة الأنصارى۔ خلاصة الدرجة: صحيح۔ المحدث: البخاري:الجامع الصحيح: رقم،3887

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، موسی علیہ السلام نے پوچھا، آپ کو کیا حکم ملا؟

"مجھے ایک دن میں پانچ (۵) نمازوں کا حکم دیا گیا"۔ موسی علیہ السلام نے فرمایا: یا محمد (ﷺ) تمہاری امت ان پانچ (۵) نمازوں کو بھی پورا نہیں کر پائے گی آپ مزید اپنی امت کے لیے تخفیف طلب کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سألت ربي حتى استحييت ، ولكن أرضى وأسلم)(۱)

میں نے اپنے رب سے کئی بار سوال کیا اب مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے اور میں اسی پر راضی ہوں۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ مزید کچھ دور تشریف لے گئے۔ تو ندا آئی " أن قد أمضيت فريضتي ، وخففت عن عبادي ، وأجزي بالحسنة عشر امثالها" (۲)

ترجمہ: میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی، اور ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر ہوگا۔

"یہ پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کا ہے۔ اس طرح پچاس نمازوں کا ثواب ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾

ترجمہ: میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں۔ (سورة ق، الآية ٢٩)

اہل علم اس طرح فرماتے ہیں:

اگر یہ نمازیں پچاس (۵۰) ہوتیں یہ امت اس کو کس طرح پوری کر پاتی، موسیٰ علیہ السلام حکیم تھے۔ آپ نے کم کروانے کا مشورہ دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے وسیع علم میں تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کم کروانے کا مشورہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے یہ پانچ (۵) نمازیں ہیں اور اسکا ثواب پچاس (۵۰) نمازوں کا ہے۔ یہ عمل کرنے میں پانچ (۵) ہیں مگر اسکا اجر اسی طرح باقی رکھا۔ پچاس (۵۰) نمازوں کا یہ کرم الٰہی ہے اُمتِ محمد یہ پر۔

---

(۱) الروي: مالك بن صعصعة الأنصارى۔ خلاصة الدرجة: صحيح۔ المحدث: البخاري:الجامع الصحيح: رقم،3887

(۲) الراوي: مالك بن صعصعة الأنصاري ،خلاصة الدرجة:صحيح،المحدث:الألباني ، المصدر : صحيح النسائي ، الصفحة أو الرقم 447

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد آسمان سے نیچے اترنے کے لئے براق لایا گیا (جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے) اور براق سجا ہوا تھا، اس پر بیٹھنے کے لئے سرج رکھا ہوا تھا۔ یہ براق جسکو پہلے بھی انبیاء علیہ السلام کے لئے مخصوص کیا گیا تھا، جب میں اس پر بیٹھنا چاہا وہ براق اٹکھیلیاں کرنے لگا۔

یہ دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا ایسا کس لئے کر رہا ہے۔ یہ محمد (ﷺ) ہیں۔ اللہ کی قسم تجھ پر کوئی ایسا سوار نہیں ہوا جیسا اللہ عزوجل کا کرم محمد (ﷺ) پر ہے۔ یہ سنتے ہی براق پسینہ، پسینہ، ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر سوار ہو کر ہم زمین پر ایک جگہ پہنچے جہاں پر نخلستان تھا۔ وہاں پہنچنے پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا،

اتریں اور یہاں نماز پڑھیں، ''میں نے وہاں نماز پڑھی'' اور پھر سوار ہو گئے، براق پر چلنے لگے، جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا پتہ ہے، آپ نے کہاں نماز پڑھی۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں: اللہ جانتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے یثرب میں نماز پڑھی، یہ (طیبہ) ہے جہاں آپ ہجرت کرینگے۔ ہم براق پر سوار ہو کر چلنے لگے، ایک جگہ پہنچے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہاں اتریں اور نماز پڑھیں، ''میں نے نماز پڑھی'' براق پر سوار ہو کر چلنے لگے۔

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: پتہ ہے کہاں نماز پڑھی، نبی ﷺ فرماتے ہیں، اللہ جانتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے ''موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے پاس، جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بات کی تھی'' براق پر سوار ہو کر چلنے لگے براق اپنی برق رفتاری سے چلا جا رہا تھا، براق کا ایک قدم وہاں ہوتا تھا۔ جہاں تک نظر کام کرتی تھی۔

پھر ایک جگہ براق کو روک کر مجھے اترنے کے لئے کہا گیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہاں نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی، براق پر سوار ہو کر چلنے لگے، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: پتہ ہے کہاں نماز پڑھی، نبی ﷺ فرماتے ہیں: اللہ جانتا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا، '' آپ نے (بیت اللحم) میں نماز پڑھی ہے۔ جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے'' براق پر سوار ہو کر چلنے لگے، یہاں تک ہم (بیت المقدس) پہنچ گئے۔ وہاں، جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے پتھر میں سوراخ کیا اور (براق) کو اسی حلقہ سے باندھا جس سے تمام انبیاء علیہ السلام باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا، جہاں پر تمام انبیاء علیہ السلام اپنا قدم رکھتے تھے (بیت المقدس) میں۔ میں نے وہاں ایک جماعت انبیاء علیہ السلام کی دیکھی جن میں ''موسیٰ بن عمران علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے'' اور وہ بہت لمبے تھے آپ کی رنگت سانولی تھی اور آپ کے سر پر بہت زیادہ بال تھے۔ اور آپ صحت مند تھے جیسے (قبیلہ شنوءۃ) کے لوگ ہوتے ہیں۔ (یہ ایک عربی قبیلہ ہے)

میں نے ''عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے'' آپ نہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے تھے، متوسط قد و قامت تھی، آپ کا رنگ سفید اور سرخی مائل تھا، آپ کے بال چمکتے تھے، جیسے نہا کر ابھی باہر آئے ہیں۔

آپ کی شکل و شباہت (عروۃ بن مسعود ثقفیؓ) سے ملتی جلتی تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نے دیکھا، ''ابراہیم علیہ السلام کو وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے'' کہنے والے نے کہا تمہارے صاحب سے ملتی جلتی شکل وشباہت ہے، ابراہیم علیہ السلام ، اور رسول اللہ ﷺ کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ''یا محمد، اپنی امت کو میرا سلام دو اوران کو بتلاؤ، جنت کی مٹی بہت اچھی ہے، پانی میٹھا ہے، زمین بہت کشادہ اور زرخیز ہے''۔اس میں یہ پودے لگاؤ: (اس طرح سے)

من قال: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، (غرس الله بكل واحدة منهم شجرة في الجنة) (١)

ترجمہ: پاک ہے اللہ، اورسب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، اورنہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ (اس طرح ایک دفعہ پڑھنے سے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے)

نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ (بیت المقدس میں)

اس متبرک مقام پر تمام انبیاء علیہ السلام جمع ہوئے۔ نبی ﷺ کے ساتھ وہ کیسے اورکس طرح وہاں پر جمع ہوئے۔

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ العزیز القدیر کے لئے، کوئی ناممکن اورمشکل کام نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کا وقت ہوا،مؤذن نے اذان دی، میں امامت کے لیے قبلہ کی طرف گیا، دو رکعت نماز ادا کی مسجد میں۔ *(نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کی امامت کی)۔*

نماز کے بعد میں نے پلٹ کر دیکھا تمام، انبیاء (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہے: نماز سے فارغ ہو کر میں نے دیکھا، بیت المقدس کی مشرقی دیوار کی سمت (جہنم کو) جہنم اپنی تمام تر ہولنا کیوں کے ساتھ دہک رہی تھی۔ میں نے فرشتہ کو دیکھا جو آگ کے شعلوں کو روئی کے گالوں کی طرح الٹ پلٹ کر رہا تھا۔

جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: یا محمد! (ﷺ) یہ جہنم کا فرشتہ، مالک ہے میں نے مُڑ کر دیکھا، انکے چہرے سے غصہ اور غضب ظاہر ہو رہا تھا، مجھے مالک نے سلام کیا، میں نے جواب دیا،

(١) عبدالله بن عباس، خلاصة الدرجة: ذكر له شواهد، المحدث: الألباني، المصدر: السلسلة الصحيحة، الصفحة أو الرقم: 2880

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خازن نار مالک اور دجال کو دکھلایا گیا،

میں نے دجال کو دیکھا اسکی اپنی اصلی شکل صورت میں۔ دجال کا جسم اور حجم بہت بڑا تھا اور رنگ سفید تھا۔ ایک آنکھ اُبھری ہوئی اور ایسی روشن جیسے کوئی روشن ستارہ ہو اور سر پر بال کھڑے ہوئے جیسے درخت کی ڈالیاں ہوں۔

یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیاں تھیں جو مجھے دکھلائی گئی۔ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا یہ سب میری آنکھوں نے دیکھا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک عمود (ستون) کو دیکھا جو بالکل (لؤلؤ) کی طرح سفید تھا۔

اس ستون کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ فرشتے کیا اُٹھائے ہوئے ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

(عمود الاسلام) یہ اسلام کا ستون ہے۔ ان فرشتوں کو حکم دیا گیا ہے۔ اس کو شام میں نصب کریں۔ ہم مسجد سے نکلے اور کچھ آگے چلے، جبرائیل علیہ السلام نے میرے سامنے دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک پیالہ میں دودھ تھا اور دوسرے پیالہ میں شہد تھا۔ میں نے ان پیالوں سے دودھ کا پیالہ پسند کیا، اس پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: (أصبت الفطرة)[1]

آپ نے فطرت کو اختیار کیا جس فطرت پر اللہ نے آپ کو ہدایت عطا فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: وہاں سے نکل کر ہم براق پر چلتے ہوئے کسی مقام پر قریش کے ایک قافلہ کے پاس سے گزرے وہ لوگ چونک گئے۔ براق کی رفتار کی وجہ سے انہیں صرف ہوا کا ایک تیز جھونکا محسوس ہوا۔ اس قافلے کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس گمشدہ اونٹ کی نشاندہی فرمائی اور وہ لوگ اس اونٹ کو بتلائی ہوئی جگہ سے لے آئے۔

اَسراء اور معراج کے بارے میں اہل علم کی رائے

اسراء ---- اس کا مطلب جو سفر رات کے وقت چلتے ہوئے طے پایا۔

معراج ---- اس کا مطلب سیدھے اُوپر چڑھنا آسمانوں کی طرف۔ بیت المقدس سے اُوپر ساتویں آسمان تک جانے کا نام ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے لے جایا گیا۔

---

(١) الراوي: عبدالله بن عباس ،خلاصة الدرجة: اسناده صحيح ، المحدث: أحمد شاكر ، المصدر: مسند أحمد، الصفحة أو الرقم:4/93

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کا سفر جو براق کے ذریعے لمحوں میں طے پایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت الٰہی کے ذریعہ۔ اللہ کے رسول ﷺ صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ فکرمند اور پریشان تھے یہ واقعہ کس طرح بیان کرے اور کس کو بتلائیں اس واقعہ کو کون سچ مانے گا اور یقین کرے گا۔ آپ نے اسراء اور معراج کا یہ واقعہ ان اشخاص کے سامنے بیان کیا جو ایمان لا چکے تھے۔ اس واقعہ کی خبر پھیل گئی اور جن لوگوں کو یقین نہیں تھا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں۔

صدیق الاکبر کی زبان سے معراج کے واقعہ کی تصدیق

وہ تمام لوگ جن کو یقین نہیں تھا جا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں۔ یہ تمہارے ساتھی اور صاحب کہتے ہیں کہ رات ہی رات میں وہ بیت المقدس گئے اور واپس آ گئے ان لوگوں نے صرف اسراء کا ہی ذکر کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر اس طرح فرماتے ہیں: اگر انہوں نے ایسا کہا تو وہ غلط نہیں کہہ رہے ہیں۔ اگر وہ اس سے زیادہ بھی کچھ کہتے غلط نہیں ہے، وہ سچ کہتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے آپ بھی سچ مانتے ہیں، رات میں گئے اور صبح ہونے سے پہلے پہنچ گئے۔ ہاں میں اگر کوئی بات اس سے بھی زیادہ ہو، اگر وہ آسمانوں کی کچھ خبریں دیتے تو بھی میں ان کی تمام باتوں کو سچ مانتا۔ رسول اللہ ﷺ اُداس، غمگین اور خاموش علیحدہ بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ابوجہل آیا اور بیٹھ گیا پوچھنے لگا کیا بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں رات کو بیت المقدس گیا اور صبح میں یہاں آ گیا''۔ ابوجہل نے کہا، اگر میں تمہاری قوم کو جمع کروں تو کیا تم ان کے سامنے بھی اسی طرح کہو گے جیسے مجھے سنا رہے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں ضرور میں ایسا ہی کہونگا۔ اسکے بعد ابوجہل اُونچی آواز سے پکارنے لگا۔ یا معشر بنی کعب بن لوی، آؤ جمع ہو جاؤ وہ سب آ کر جمع ہو گئے، ابوجہل اور نبی ﷺ کے پاس ابوجہل کہنے لگا، اپنی قوم کو بتلاؤ جو مجھے بتلایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں رات کو بیت المقدس گیا تھا اور صبح میں یہاں آ گیا''۔

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی بیت المقدس کو پیش کیا

وہ تمام یہ بات سن کر اس کو سب سے بڑا جھوٹ سمجھ کر تالیاں بجانے اور اپنے سر پیٹنے لگے ان سے کچھ لوگ جو بیت المقدس جا کر آئے تھے وہ امتحان لینا چاہتے تھے وہاں کی چیزوں، نشانیوں اور بیت المقدس کے متعلق معلوم کرنے لگے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بتلاتے تھے۔ مگر کچھ باریک چیزیں جس پر آپ نے دھیان نہیں دیا تھا اسکے متعلق بھی سوالات کیے جا رہے تھے۔ جن چیزوں پر آپ نے دھیان نہیں دیا تھا ان سوالات کے جواب میں آپ کو خاموش ہونا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ مجھے اس بات سے اتنا زیادہ دکھ اور غم کبھی اس سے پہلے نہیں ہوا میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور رب العالمین سے دعا کی میرے سامنے بیت المقدس کو پیش کیا جائے اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے بیت المقدس کو پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تھا اور میں اپنے سامنے بیت المقدس کو بالکل قریب دیکھ رہا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جو کچھ مجھ سے پوچھتے جاتے میں ان کے سوالات کے جواب دے رہا تھا، میرے جواب سے وہ تمام مطمئن ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں تمہیں اپنی سچائی کی ایک اور نشانی بتلاتا ہوں۔ میرے آتے وقت ایک قافلے کے پاس سے گزر ہوا ان کا اونٹ گم ہو چکا تھا میں نے اس گمشدہ اونٹ کا پتہ دیا وہ قافلہ فلاں جگہ پر تھا اور وہ قافلہ تمہارے پاس اتنے دن میں آئے گا اس اونٹ پر ایک کالی چادر تھی اس کے دونوں طرف کالی پٹی تھی جس پر جھالر لگے ہوئے تھے۔

وہ تمام لوگ جو اس واقعہ سے مطمئن نہیں تھے قافلہ کا انتظار کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح بتلایا وہ قافلہ اُسی دن دوپہر کے وقت پہنچ گیا وہ تمام لوگ وہاں جا کر قافلے کو دیکھتے ہیں اور اس اونٹ کو بھی دیکھا یہ سب معلوم کرنے اور دیکھنے کے بعد وہ کفار کہنے لگے ہم محمد (ﷺ) کی بات کو سچ نہیں مانتے اور کفر کرنے لگے۔ یہ تمام کفار قریش ابوجہل اور اُس کا ساتھ دینے والے ساتھی معرکہ بدر میں قتل کر دیئے گئے۔

اسراء میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمتیں تھیں

اسراء اور معراج کے بارے میں اہل علم کی رائے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ تمام چیزیں دکھلائیں اپنی نشانیاں بتلائیں کہ اللہ عزوجل کی بشارتوں اور اللہ کی قدرت اور حکمت پر یقین اور زیادہ ہو۔ تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم کی آپس میں قربت اور ان تمام کا ایک ہی پیغام ایک اللہ کو مانا جائے۔ اس کے علاوہ اور کسی کے آگے سر نہ جھکایا جائے جس نے پیدا کیا ہے، اسکی ہی عبادت کی جائے، ایک ہی دین اور ان تمام کا ایک ہی پیغام تھا۔ صلوات اللہ و سلامه عليهم أجمعين

اِنشقاق القمر

اس واقعہ کو بھی کتب سیرت میں متواتر بیان کیا گیا ہے۔ اسراء اور معراج کے بعد یہ واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ قریش نے نبی ﷺ سے مطالبہ کیا، آپ ہمیں واضح دلیل، صاف اور ظاہر نشانی دیں، تاکہ ہم اسے دیکھ کر آپ کو سچا تسلیم کر لیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ (اگر تمہارے اللہ نے چاند کو آدھا کر دیا تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے)۔

اگر آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کروا دیا تو ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور اللہ القدیر والعلیم نے یہ نشانی ظاہر کی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ دونوں ٹکڑوں کے درمیان (جبل ابوقبیس) صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ سب یہ دیکھ کر کہنے لگے یہ تو جادو ہے اور ان میں سے کہنے والوں نے کہا، اگر یہ جادو ہے تو یہ تم پر کیا گیا ہے۔ مگر جادو کا اثر باہر والوں پر نہیں ہو سکتا ہے۔ صبر کرو جب تک تمہارے پاس باہر کے مسافر آ نہ جائیں اور باہر سے آنے والے مسافروں سے معلوم کیا گیا، ان لوگوں نے بھی یہی اطلاع دی۔ ہم نے بھی فلانی رات کو دیکھا چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا، یہ سب سننے کے بعد بھی وہ تمام کہنے لگے، یہ تو بہت بڑا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور عظیم جادوگر ہے، جس نے سب پر جادو کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾

ترجمہ: قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔ (سورۃ القمر الآیۃ:۱-۲) (۱)

اقوال اہل علم

صحیح متواتر احادیث سے ثابت ہے، اس پر اہل علم وسیرت کا اتفاق ہے۔ چاند کا پھٹ جانا، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوا اور یہ بڑا معجزہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا ان میں سے مشرق کو آیا اور ایک مغرب کو جب تک خوب اچھی طرح دیکھ لیا گیا پھر آپس میں مل گیا یہ قیامت کی نشانی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قریب آ پہنچی مگر لوگ ابھی دنیا ہی کی حرص میں بڑھتے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دوری اور غفلت کر رہے ہیں، یہ ایک بہت بڑا اور سبق آموز معجزہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت حق کی شہادت دیتے اس عظیم معجزہ کو بھی دیکھ کر وہ ایمان نہیں لائے۔ اس کے برعکس کہتے ہیں یہ تو بہت عظیم جادوگر ہے۔

(۱) صحیح متواتر: أخرجه البخاري في المناقب رقم 3627 وفي مناقب الأنصار 3868 وفي التفسير ومسلم 2159/4

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلی بیعة العقبہ انصار کے ساتھ

(اس کو بیعت اولیٰ بھی کہا جاتا ہے)

اگلے سال جب موسم حج آیا سنة بارہ (۱۲) نبوی میں، بارہ (۱۲) افراد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں جابر بن عبداللہ بن رئاب موجود نہیں تھے۔ باقی پانچ (۵) افراد وہی تھے، جو پچھلے سال آچکے تھے اور ان کے علاوہ سات (۷) افراد نئے تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

❁	معاذ بن الحارث	قبیلہ بنی النجار	(خزرج)
❁	ذکوان بن عبدالقیس	قبیلہ بنی زُرَیق	(خزرج)
❁	عبادہ بن صامت	قبیلہ بنی غنم	(خزرج)
❁	یزید بن ثعلبہ	قبیلہ بنی غنم کے حلیف	(خزرج)
❁	عباس بن عبادہ	قبیلہ بنی سالم	(خزرج)
❁	ابو الہیثم بن تیہان	قبیلہ بنی عبدالاشہل	(اوس)
❁	عویم بن ساعدہ	قبیلہ بنی عمرو بن عوف	(اوس)

یہ لوگ منٰی میں عقبہ کے پاس جمع ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان باتوں پر ان سے بیعت لی اور اس بیعت کی تفصیل عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آؤ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے نہ زنا کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان سے گھڑ کر کوئی بہتان نہ لاؤ گے اور میں جو کچھ شرعی حکم دیتا ہوں، اسکی خلاف ورزی نہ کرو گے، جو شخص یہ ساری باتیں پوری کرے گا، اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھے گا، پھر اسے دنیا ہی میں اس کی سزا دے دی جائے گی۔ تو یہ اس کا کفارہ ہوگی۔ جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھے گا اللہ اس پر پردہ ڈال دے گا، تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے چاہے گا، تو سزا دے گا، اور چاہے گا، تو معاف کردے گا۔ [1]

(۱) صحیح بخاری، باب بعد باب حلاوة الایمان 7/1 باب وفود الانصار 551,550/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے فتح مکہ کے وقت بیعت لی اس کو (بیعت النساء) بھی کہا جاتا ہے۔

اس بیعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْـًٔا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَـٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَـٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

ترجمہ: اے نبی! ﷺ جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی۔ جو خود اپنے ہاتھوں، پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری نافرمانی نہ کریں گی، تو آپ ان سے بیعت کر لیا کریں۔ اوران کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ بخشنے والا ہے اور معاف کرنے والا ہے۔

(سورة الممتحنه، الآيه۔۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا پہلا قاصد یثرب میں

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا سب سے پہلا قاصد بنا کر مدینہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے یثرب میں جوش وخروش سے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا وہاں پر آپ کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے ان کے ہاتھ پر کئی اشخاص نے اسلام قبول کیا جس سے اس دین اسلام کو بہت زیادہ تقویت حاصل ہوئی۔ دوران تبلیغ یہ واقعہ اس طرح پیش آیا۔ دو بڑے سردار اسلام لاتے ہیں ان کے اسلام لانے سے ان کی تمام قوم اسلام لے آتی ہیں۔

ایک روز اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو لیکر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے محلے میں تشریف لے گئے۔ وہاں پر بنی ظفر کے باغ میں کنواں تھا اس کا نام (مرق) تھا وہاں پر بیٹھ گئے۔ ان کے پاس کچھ اور مسلمان بھی جمع ہو گئے۔ اس وقت قبیلہ بنی اشہل کے دونوں سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر وہاں موجود تھے۔ یہ دونوں ابھی تک شرک پر ہی تھے۔ جب ان کو خبر ہوئی کہ مصعب بن عمیر اور کچھ مسلمان آئے ہیں۔ سعد نے اُسید سے کہا کہ جا کر ان دونوں کو دیکھو جو ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بنانے آئے ہیں۔ ان کو ڈانٹو کہ وہ ہمارے محلے میں نہ آئیں۔ میں تمہیں اس لئے بھیج رہا ہوں سعد بن زرارہ میری خالہ کا لڑکا ہے رشتہ داری ہے، جھگڑا ہو جائے گا۔ ورنہ میں خود یہ کام سرانجام دیتا۔ اُسید نے اپنا ہتھیار اٹھایا اوران دونوں کے پاس پہنچے، انہیں آتا دیکھ کر سعد بن زرارہ نے مصعب سے کہا، (یہ اپنی قوم کا سردار تمہارے پاس آرہا ہے)۔ اس کے بارے میں اللہ سے سچائی اختیار کرنا مصعب نے کہا اگر یہ بیٹھتا ہے تو اس سے بات کروں گا اُسید آکر کھڑے ہو کر سختی سے کہنے لگا۔ تم دونوں ہمارے کمزور لوگوں کو بیوقوف بنانے کیوں آئے ہو۔ یاد رکھو! اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو ہم سے الگ رہو، مصعب نے کہا آپ بیٹھ جائیں اور ہم سے کچھ باتیں سنیں اگر کوئی بات پسند آجائے تو قبول کر لیں اگر پسند نہ ہو تو چھوڑ دیں۔

اُسید نے کہا: تمہاری بات تو منصفانہ ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا ہتھیار زمین میں گاڑ کر بیٹھ گیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی بات شروع کی اور قرآن کی تلاوت فرمائی ان کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم ہم نے اُسید کے بولنے سے پہلے ہی ان کے چہرے کی چمک دمک سے ان کے اسلام لانے کا پتہ لگا لیا۔ اس کے بعد انہوں نے زبان کھولی تو فرمایا: ''یہ تو بڑی عمدہ اور خوب تر باتیں ہیں تم لوگ کسی کو اس دین میں داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''آپ غسل کر لیں، کپڑے پاک کر لیں پھر حق کی شہادت دیں، دو رکعت نماز پڑھیں۔'' اُسید اُٹھے غسل کیا اور کپڑے پاک کیے اور کلمہ حق ادا کیا اور پھر دو رکعت نماز پڑھی اور کہنے لگے، میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر وہ تمہارے دین کا پیروکار ہو جائے اگر اسلام لے آئے تو اس کی ساری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قوم بھی اسلام لائے گی۔ میں ابھی سعد بن معاذ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعد اُسید نے اپنا ہتھیار اٹھایا اور پلٹ کر سعد کے پاس پہنچے، وہ اپنی قوم کے ساتھ محفل میں بیٹھے ہوئے تھے، (اُسید کو دیکھ کر بولے)۔ ''اللہ کی قسم یہ شخص جو چہرہ لے کر آ رہا ہے یہ وہ چہرہ نہیں ہے جسے لیکر گیا تھا'' ۔ پھر جب اُسید سعد کے پاس واپس گئے سعد نے معلوم کیا کہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا میں نے ان دونوں سے بات کی اللہ کی قسم مجھے کوئی حرج نظر نہیں آیا ویسے میں نے انہیں منع کر دیا ہے ان لوگوں نے کہا، ہم وہی کریں گے جیسا آپ چاہتے ہو مجھے معلوم ہوا کہ بنی حارثہ کے لوگ اُسعد بن زرارہ کو قتل کرنے گئے ہیں۔

اس کی وجہ وہ جانتے ہیں۔ اسعد آپ کی خالہ کا لڑکا ہے۔ لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ آپ کا عہد توڑ دیں۔ یہ سنکر سعد غصے سے بھڑک اٹھا اور اپنا ہتھیار سنبھال کر سیدھے ان دونوں کے پاس پہنچے اور دیکھا یہ دونوں تو اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ وہ سمجھ گئے اُسید یہی چاہتا تھا کہ میں بھی ان کی باتیں سنو۔ یہ ان کے پاس پہنچے تو کھڑے ہو کر سختی سے کہنے لگے۔ اسعد بن زرارہ کو مخاطب کر کے بولے۔ ''اللہ کی قسم اے (ابوامامہ) اگر میرے اور تیرے درمیان قرابت کا معاملہ نہ ہوتا تو تم مجھ سے اس کی امید نہ رکھتے۔ ہمارے محلے میں آ کر ایسی حرکتیں کرتے ہو جو ہمیں گوارا نہیں ہیں۔

ادھر سعد بن زرارہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم کو اُسید نے پہلے ہی سے کہا کہ تمہارے پاس ایک ایسا سردار آ رہا ہے جس کے پیچھے اس کی ساری قوم ہے اگر اس نے تمہاری بات مان لی تو پھر ان میں سے کوئی بھی نہ بچھڑے گا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بیٹھیں اگر کوئی بات پسند آ گئی تو قبول کر لیں اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کی ناپسندیدہ بات کو آپ سے دور ہی رکھیں گے۔ سعد نے کہا: ''انصاف کی بات کہتے ہو'' اس کے بعد وہ اپنا ہتھیار زمین میں گاڑ کر نیچے بیٹھ گئے۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور ہم ان کے بولنے سے پہلے جان گئے، ان کے چہرے کی چمک دمک سے ان کے اسلام کا پتہ لگ گیا، اس کے بعد انہوں نے کہا ''تم لوگ اسلام لاتے ہو؟'' تو کیا کرتے ہو ہم نے کہا، ''آپ غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کر لیں پھر حق کی شہادت دیں اور دو رکعت نماز پڑھیں'' سعد نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اپنا ہتھیار اٹھایا اور اپنی قوم کی محفل میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے دیکھتے ہی کہا، ''اللہ کی قسم سعد جو چہرہ لے گئے تھے اس کے بجائے دوسرا ہی چہرہ لیکر پلٹے ہیں'' اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے اہل مجلس سے کہا، ''اے بنی عبدالاشہل! تم لوگ اپنے اندر میرا معاملہ کیا جانتے ہو؟'' ان لوگوں نے کہا، آپ ہمارے سردار ہیں سب سے اچھی سمجھ بوجھ کے مالک ہیں۔

سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے تمام لوگوں سے اِس طرح کہا، کہ تم سب مرد اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک تم سب اللہ کو ایک مان نہ لو اللہ کے رسول محمد ﷺ پر ایمان نہ لاؤ۔

انکی اس بات کا یہ اثر ہوا کہ شام ہوتے ہوتے اس قبیلے کا کوئی مرد اور کوئی بھی عورت ایسے نہ رہے جو مسلمان نہ ہو گئے ہوں۔ صرف ایک آدمی جسکا نام (اُصَیـرم) تھا۔ اس نے اس وقت اسلام قبول نہ کیا، معرکہ اُحد کے بعد یہ بھی اسلام لے آتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، (اَبی زرارہ) کے گھر والوں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ تمام انصار کے گھر والے مسلمان ہو گئے۔ قاصد رسول ﷺ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی کوشش اور جد و جہد سے یہ دو بڑے سردار ایمان لاتے ہیں اور ان کی ساری قوم ایمان لاتی ہیں۔

دوسری بیعۃ عقبہ

نبوت کے تیرھویں (۱۳) سال موسم حج میں یثرب کے ستّر (۷۰) سے زیادہ مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ آتے ہیں۔ یہ اپنی قوم کے مشرک حاجیوں میں شامل ہو کر آئے تھے اور ابھی یثرب میں ہی تھے یا مکہ کے راستے میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو یوں ہی مکہ کے پہاڑوں میں چکر کاٹتے، ٹھوکریں کھاتے اور خوف زدہ کر کے رکھیں گے؟ جب مسلمان مکہ پہنچ گئے تو انہوں نے در پردہ نبی ﷺ کے ساتھ رابطہ کیا اور اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ دونوں فریق ایام تشریق کے درمیانی دن ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس گھاٹی ہے، اسی میں جمع ہونگے اور یہ اجتماع رات کی تاریکی میں بالکل خفیہ طریقے پر ہوگا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ''ہم لوگ حج کے لئے نکلے رسول اللہ ﷺ سے ایام تشریق کے درمیانی دنوں عقبہ میں ملاقات طے پائی اور بالآخر وہ رات آ گئی جس میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات طے تھی ہمارے ساتھ ہمارے ایک معزز سردار عبداللہ بن حرام بھی تھے (جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے) ہم نے ان کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ اس لئے کے ہمارے ساتھ ہماری قوم کے مشرکین بھی تھے۔ ان سے ہم اپنا سارا معاملہ خفیہ رکھتے تھے۔ ہم نے عبداللہ بن حرام سے بات چیت کی اور کہا اے ابو جابر! آپ ہمارے ایک معزز اور شریف سربراہ ہیں اور ہم آپ کو آپ کی موجودہ حالت سے نکالنا چاہتے ہیں تا کہ آپ اس حالت میں آگ کا ایندھن نہ بن جائیں۔ اسکے بعد ہم نے اسلام کی دعوت دی اور بتلایا کہ آج عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات طے ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور ہمارے ساتھ اس بیعت عقبہ میں شریک ہوئے اور نقیب بھی مقرر ہوئے''۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حسبِ دستور اس رات اپنے ڈیروں میں سوئے جب رات تہائی گزر گئی تو اپنے ڈیروں سے نکل کر طے شدہ مقام پر نکلے۔ (ہم چپکے چپکے نکلے تھے جیسے چڑیاں گھونسلے سے سکڑ کر نکلتی ہے) یہاں تک کہ ہم سب عقبہ میں جمع ہو گئے۔ ہماری کل تعداد پچھتّر (۷۵) افراد تھی جس میں تہتّر (۷۳) مرد اور دو (۲) عورتیں تھیں۔

ایک ام عمارہ نسیبہ بنت کعب تھیں جو قبیلہ بنو مازن بن نجار سے تعلق رکھتی تھیں اور دوسری اِم منیع اسماء بنت عمرو جن کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا۔ ہم سب گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے۔ وہ ابھی تک اپنی قوم کے دین پر ہی تھے مگر چاہتے تھے اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھائی کے بیٹے کے معاملے میں موجود رہیں اور اطمینان حاصل کرلیں کہ بھائی کے بیٹے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس بات چیت کا آغاز رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے ہی کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب صراحتاً واضح کر دینا چاہتے تھے یہ جو عہد و پیمان کر رہے ہو، اس کے نتیجے میں کیا کیا ذمہ داریاں ان پر آئیں گی۔ وہ سب سے مخاطب ہوئے، خزرج کے لوگو! اوس کے لوگو! تم تمام کو معلوم ہے ہمارے اندر محمد (ﷺ) کی جو حیثیت ہے اور ہماری قوم کے لوگ دینی نقطۂ نظر سے ہمارے جیسی رائے رکھتے ہیں ہم نے محمد (ﷺ) کو ان سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ اپنی قوم میں ہیں اور اپنے شہر میں قوت عزت اور طاقت وحفاظت کے اندر ہیں مگر اب وہ تمہارے پاس جانے کے لئے مُصر ہیں، تمہارا کیا خیال ہے کہ تم انہیں جس چیز کی طرف بلا رہے ہو اسے نبھالو گے اور ان کو ان کے مخالفین سے بچالو گے تو ٹھیک ہے۔ (تم نے جو ذمہ داری اٹھائی اسے تم جانو)۔ اگر تمہارا یہ اندازہ ہے کہ تم انہیں اپنے پاس لے جانے کے بعد ان کا ساتھ چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاؤ گے تو پھر انہیں یہیں رہنے دو کیونکہ وہ اپنے شہر اور اپنی قوم میں بہر حال عزت اور حفاظت سے ہیں۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے عباس بن عبدالمطلب کی بات سن لی۔ اب اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی اپنے لئے کچھ فرمائیں اور اپنے رب سے جو عہد و پیمان کئے ہیں پسند کر لیجئے۔ (۱)

اس جواب سے پتہ چلتا ہے کہ انصار کی شجاعت عزم، ایمان اور جوش و اخلاص کتنا پر عزم اور محکم تھا۔

بیعت اس طرح کی گئی

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے گفتگو فرمائی:

پہلے رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی: اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ اس کے بعد بیعت ہوئی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ سے کس بات پر بیعت کریں؟

"قال: أبا يعكم على أن تمنعوني مما تمنعون منه نساء كم وأبناء كم" (۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان باتوں پر بیعت کریں۔ میری حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی عورتوں اور بچوں کی کرتے ہو۔

---

(۱) ابن هشام 441/1 , 442: (۲) الراوي : كعب بن مالك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : فقه السيرة ، الصفحة أو الرقم 149:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان باتوں پر بیعت کی گئی۔

- چستی اور سستی ہر حال میں سنو گے اور مانو گے۔
- تنگی اور خوشحالی، ہر حال میں مال خرچ کرو گے۔
- بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔
- اللہ کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پروانہ کرو گے۔
- اور جب میں تمہارے پاس آ جاؤں گا تو میری مدد کرو گے اور جس طرح تم اپنی جان اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو، اسی طرح میری بھی حفاظت کرو گے۔ ''اور تمہارے لئے جنت ہے''

دوسری روایت میں ابنِ اسحٰق رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا:

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دینے کے بعد کہا: ''میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری حفاظت اس طرح کرو گے جس طرح اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو''۔

یہ سن کر براء بن معرور نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یقیناً اس چیز سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے جس طرح اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یقیناً اس چیز سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے۔ ہم سے بیعت لے لیجئے۔ (اللہ کی قسم ہم جنگ کے بیٹے ہیں ہتھیار ہمارا کھلونا ہے) یہ سلسلہ ہمارے باپ دادا سے چلا آ رہا ہے۔

براء رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہے تھے کہ ابو الهيثم بن تيهان رضی اللہ عنہ بات کاٹتے ہوئے کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے اور کچھ یہودیوں کے درمیان عہد و پیمان کی رسیاں ہیں، اب ہم ان رسیوں کو کاٹنے والے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں ہوگا، ہم ایسا کر ڈالیں پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ وظہور عطا فرمائے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف پلٹ آئیں''۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''(نہیں) بلکہ آپ لوگوں کا خون میرا خون اور آپ لوگوں کی بربادی میری بربادی ہے۔ میں آپ سے ہوں اور آپ مجھ سے ہیں۔ جس سے آپ جنگ کریں گے اس سے میں جنگ کروں گا اور جس سے آپ صلح کریں گے اس سے میں صلح کروں گا''۔

ابنِ اسحٰق بیان کرتے ہیں: جب تمام لوگ بیعت کرنے کے لئے جمع ہوئے تو عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم لوگ جانتے ہو کہ ان سے (اشارہ نبی ﷺ کی طرف تھا) کس بات پر بیعت کر رہے ہو؟'' سب نے کہا: ہاں ہم جانتے ہیں۔ اس پر عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تم ان سے سرخ و سیاہ لوگوں سے جنگ کرنے پر بیعت کر رہے ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ جب تمہارے اموال کا صفایا کر دیا جائے گا اور تمہارے اشراف قتل کر دیئے جائیں گے، تو تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے، تو انہیں ابھی سے چھوڑ دو، کیونکہ اگر تم نے انہیں لے جانے کے بعد چھوڑ دیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کے باوجود وہ عہد کو نبھاؤ گے جس کی طرف تم نے انہیں بلایا ہے تو پھر بے شک تم انہیں لے جاؤ اللہ کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے"۔ اس پر سب نے بیک وقت کہا! ہم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کا خطرہ مول لے کر انہیں قبول کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! (ہم نے یہ عہد پورا کیا تو ہمیں اس کے عوض کیا ملے گا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لکم الجنة) تمہارے لیے جنت ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا: (رضينا) ہم سب اس پر راضی ہیں، آپ ﷺ اپنا ہاتھ پھیلائیں! رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور لوگوں نے بیعت کی" (۱)

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بیعت کرنے اٹھے تو سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جو ان ستر (۷۰) آدمیوں میں سب سے عمر میں کم تھے وہ کہنے لگے: "اہلِ یثرب ذرا ٹھہر جاؤ! ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اونٹوں کے کلیجے مار کر (یعنی لمبا چوڑا سفر کر کے) اس یقین کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہاں سے لے جانے کا مطلب ہے سارے عرب سے دشمنی مول لینا تمہارے منتخب سرداروں کا قتل تلواروں کی مار اگر یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہو تو انہیں لے چلو تمہارا اجر اللہ پر ہے۔ اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو انہیں ابھی سے یہیں چھوڑ دو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ معقول عذر ہوگا"۔ (۲)

اس طرح تمام باتوں کو اچھی طرح سوچنے کے بعد اس بیعت کی تکمیل کی جاتی ہے۔
ابو امامہ سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کے لئے ہاتھ پھیلایا اس کے بعد بیعت عام ہوئی۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم میں سے ایک ایک آدمی اٹھ کر جاتا اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بیعت کے عوض ہمیں جنت کی بشارت دی۔ (۳)

دو عورتیں بھی اس موقع پر موجود تھیں ان کی بیعت زبانی ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی اجنبی عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔ (۴)

---

(۱) أخرجه أبو يعلى برقم: 3772 و أخرجه الحاكم في المستدرك: 234/4

(۲) (۳) مسند احمد

(٤) صحيح مسلم باب كيفية بيعة النساء 131/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی تجویز: بارہ نقیب مقرر کیے جائیں

بیعت کے مکمل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ تجویز رکھی کہ بارہ (۱۲) سربراہ منتخب کر لیے جائیں جو اپنی اپنی قوم کے نقیب ہوں۔ اسی بیعت پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی ذمہ داری کے وہ مکلّف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق انہی کے اندر سے بارہ (۱۲) نقیب منتخب کیے گئے تاکہ وہی لوگ اپنی اپنی قوم کے معاملات کے ذمہ دار ہوں۔ (۱)

نقباء: بارہ (۱۲) افراد

ان تمام کے نام یہ ہیں:

قبیلہ خزرج کے نقباء جو نو (۹) افراد پر مشتمل تھے۔

- اسعد بن زرارہ بن عدس رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
- براء بن معرور بن صخر رضی اللہ عنہ
- عبادہ بن صامت بن قیس رضی اللہ عنہ
- منذر بن عمرو بن خُنیس رضی اللہ عنہ
- سعد بن ربیع بن عمرو رضی اللہ عنہ
- رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ
- سعد بن عبادہ بن دلیم رضی اللہ عنہ

قبیلہ اوس کے نقباء جو تین (۳) افراد پر مشتمل تھے۔

- اسید بن حضیر بن سماک رضی اللہ عنہ
- رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر رضی اللہ عنہ
- سعد بن خیثمہ بن حارث رضی اللہ عنہ

جب ان نقباء کا انتخاب ہو چکا تو ان سرداروں اور ذمہ دار افراد سے اللہ کے رسول ﷺ ان کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ایک اور عہد لیا اور فرمایا: *(آپ لوگ اپنی قوم کے جملہ معاملات کے کفیل ہوئے ہیں)* ۔ جیسے (حواری) عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے کفیل ہوئے تھے اور میں اپنی قوم یعنی مسلمانوں کا کفیل ہوں"۔ ان سب نے کہا: جی ہاں! (۲)

---

(۱) صحیح مسلم

(۲) ابن ہشام: 446 ، 444 ، 443/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس گھاٹی کا شیطان

معاہدہ مکمل ہو چکا تھا اور اب لوگ بکھرنے لگے تھے کیونکہ معاہدہ خاموشی اور رازداری سے ہو رہا تھا۔ اتنا وقت نہ تھا کہ یہ خبر چپکے سے قریش کو پہنچا دی جائے اور وہ اچانک اس اجتماع کے شرکاء پر ٹوٹ پڑیں انہیں گھاٹی ہی میں پکڑ لیں اس لئے شیطان نے جھٹ ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے جو شاید کبھی سنائی نہیں دی گئی ہوگی اس نے یہ پکار لگائی:

خیمے والو محمد (ﷺ) کو دیکھو! ''اس وقت بے دین ہمارے ساتھ تم سے لڑنے کے لئے جمع ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس گھاٹی کا شیطان ہے۔ او! اللہ کے دشمن! اب میں تیرے لئے جلد ہی فارغ ہو رہا ہوں''۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: کہ وہ اپنے اپنے ڈیروں پر چلے جائیں۔ [(۱)]

اس شیطان کی آواز سن کر عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس نے رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم کل ہی اہلِ منیٰ پر اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے پس آپ لوگ اپنے ڈیروں پر چلے جائیں''۔

اس کے بعد لوگ واپس جا کر سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ [(۲)]

رؤساء یثرب سے قریش کا احتجاج

یہ خبر قریش کے کانوں تک پہنچی تو غم والم کی شدت سے ان کے اندر کہرام مچ گیا اس بیعت کے جو نتائج ان کی جان و مال پر مرتب ہو سکتے تھے اس کا انہیں اچھی طرح اندازہ تھا صبح ہوتے ہی ان کے رؤساء اور اکابر نے مجرمین کی ایک بھاری جماعت لے کر اس معاہدہ کے خلاف سخت احتجاج کے لئے اہلِ یثرب کے خیموں کا رخ کیا وہ لوگ کہنے لگے: ''خزرج کے لوگو! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ ہمارے اس صاحب کو درمیان سے لے جانے کے لئے آئے ہیں اور ہم سے جنگ کرنے کے لئے آئے ہو اور تم ان باتوں پر بیعت کر رہے ہو حالانکہ کوئی بھی عرب قبیلہ ایسا نہیں جس سے جنگ کرنا ہمارے لئے اتنا زیادہ ناگوار ہو جتنا آپ لوگوں سے ہے''۔ (مشرکین خزرج کو اس بیعت کے بارے میں کچھ علم ہی نہیں تھا)۔ اس لئے کہ یہ بیعت رازداری اور رات کی تاریکی میں زیرِ عمل آئی تھی اس لئے ان مشرکین نے اللہ کی قسم کھا کھا کر یقین دلایا کہ ایسا کچھ ہوا ہی نہیں ہے، ہم اس طرح کی کوئی بات سرے سے جانتے ہی نہیں۔ اس کے بعد یہ وفد عبداللہ بن اُبی ابن سلول کے پاس جاتا ہے وہ بھی کہنے لگا: ''یہ باطل ہے۔ ایسا نہیں ہوا ہے، اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ میری قوم مجھے چھوڑ کر اس طرح کا کام کر ڈالے اگر میں یثرب میں ہوتا تو مجھ سے مشورہ کیے بغیر میری قوم ایسا نہ کرتی''۔

---

(۱) زاد المعاد 51/2 (۲) ابن ہشام 448/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باقی مسلمانوں نے ایک دوسرے کو کن انکھیوں سے دیکھا اور سب خاموش ہی رہے ان میں سے کسی نے ہاں یا نہیں کے ساتھ زبان ہی نہیں کھولی آخر کار رؤسائے قریش کا یہ رجحان رہا کہ مشرکین کی بات شاید سچ ہی ہوگی اس لئے وہ نامراد واپس چلے جاتے ہیں۔

بیعت کرنے والوں کا تعاقب کیا جاتا ہے

رؤساء مکہ تقریباً اس یقین کے ساتھ پلٹ تو گئے تھے کہ یہ خبر غلط ہے اس کے باوجود وہ مطمئن نہیں تھے اور ٹوہ میں لگے ہوئے تھے۔ ان کو پتہ چل گیا مگر اس وقت جب حُجاج اپنے اپنے وطن روانہ ہو چکے تھے ان کے سواروں نے تیز رفتاری سے اہلِ یثرب کے قافلوں کا پیچھا کیا لیکن وہ نکل چکے تھے، ان کے ہاتھ نہیں لگے مگر کچھ افراد ان کے ہاتھوں پکڑے گئے ان کی تفصیل اس طرح نقل کی جارہی ہے کہ ان لوگوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہم کو دیکھ لیا اور ان کا پیچھا کیا۔ منذر رضی اللہ عنہ تیز رفتاری سے نکل گئے اور ان کے ہاتھ نہیں لگے، مگر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پکڑے گئے۔ ان لوگوں نے ان کے ہاتھ گردن کے پیچھے باندھے پھر انہیں مارتے پیٹتے اور ان کے بال نوچتے اور گھسیٹتے ہوئے مکہ لے آئے لیکن وہاں پر مطعم بن عدی اور حارث بن حرب بن امیہ نے آکر چھڑا دیا، کیونکہ ان دونوں کے جو قافلے مدینہ سے گزرتے تھے۔

وہ سعد رضی اللہ عنہ کی پناہ میں گزرتے تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے بعد انصار باہم مشورہ کر رہے تھے کہ کیوں نہ حملہ کر دیا جائے۔ مگر اتنے میں سعد رضی اللہ عنہ دکھائی دیئے اور اس کے بعد وہ تمام لوگ خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔ (۱)

اقوالِ اہلِ علم

عقبہ کی دوسری بیعت جس کو بیعت عقبہ کبریٰ کہا جاتا ہے اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کی جاں نثاری کو کبھی نہیں بھول پائے گی۔ مکہ مکرمہ کے کمزور اور مظلوم مسلمان، مشرکین کے ظلم و زیادتیاں برداشت کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں دینِ حق کو پھیلانے کے لئے کتنی زیادتیاں برداشت کرتے تھے کہ لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے لگیں۔ رسول ﷺ سب کو گمراہی اور جہالت کے اندھیروں سے نکالنے کے لئے دن رات کوشاں تھے۔ اہلِ یثرب کے مومنین جن کا ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل تھا اور جب ان کے دلوں میں ایمان کی بشاشت نے گھر بنالیا تو وہ اسلام دشمن اور ظالموں کی بڑی سے بڑی طاقت اور قوت سے ٹکرانے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کو یقین کامل تھا کہ حق ان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار رہے۔ ان لوگوں نے یہ ذمہ داری اٹھائی جس کو اسلامی تاریخ کبھی بھی بھلا نہ پائے گی، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

(۱) زاد المعاد 52,51/2 ابن ہشام450,448/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس بیعت کے ہو جانے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو اجازت فرمائی کہ وہ اپنے نئے وطن کی طرف ہجرت کر جائیں۔ ہجرت کے معنی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سارے مفادات کو چھوڑ کر مال کی قربانی دے کر محض اپنی جان اُور دین کو بچایا جائے۔ مسلمانوں نے یہ سب جانتے ہوئے ہجرت کر کے دین کو بچالیا، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ

ابنِ اسحٰق فرماتے ہیں:

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ کبریٰ سے ایک (۱) سال پہلے ہجرت کی تھی۔ جب آپ روانہ ہو رہے تھے تو آپ کے ساتھ آپ کی بیوی اور بچے بھی تھے سسرال والوں نے کہا: ”یہ آپ کی بیوی ہمارے گھر کی لڑکی ہے آپ اس کو چھوڑ جائیں آپ اسے شہر شہر گھماتے رہیں گے“ انہوں نے ان کی بیوی کو جانے نہ دیا۔ اس بات پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو غصہ آیا۔ انہوں نے کہا: جب تم لوگوں نے اس عورت کو ہمارے آدمی سے چھین لیا ہے تو ہم اپنا بیٹا اس عورت کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ ان لوگوں نے اپنا بچہ چھین لیا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے تنہا مدینہ کا سفر کیا اس کے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے شوہر کی روانگی اور اپنے بچے سے محرومی کے بعد روزانہ صبح کو بطحہ کے مقام پر اسی جگہ جہاں پر ان کا بیٹا اور شوہر بچھڑ گئے تھے جاتیں اور شام تک روتی رہتی تھیں۔ اسی حالت میں ایک سال گزر گیا۔ بالآخران کے خاندان کے کسی آدمی کو ترس آ گیا اور اس نے بات چیت کی کہ اس بے چاری کو جانے کیوں نہیں دیتے۔ (اسے خواہ مخواہ اس کے شوہر اور اس کے بیٹے سے جدا کر رکھا ہے)۔ اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے گھر والوں نے کہا: ”اگر تم چاہو تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ“۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو بھی اس کے ددھیال والوں سے واپس لیا اور مدینہ چل پڑیں۔ مکہ سے مدینہ تک امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اکیلے سفر کیا۔ وہ چلتے ہوئے آگے ایک مقام (تنعیم) پر پہنچیں وہاں پر عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ ملے۔ انہیں اس عورت کی مظلومیت کی تفصیل معلوم ہوئی۔ آپ نے اپنے ساتھ انہیں لیا اور ان کو پہنچانے مدینہ گئے۔ مدینہ کے قریب جب قباء کی آبادی نظر آئی تو بولے: تمہارا شوہر اسی بستی میں ہے۔ اس میں چلی جاؤ۔ اللہ تمہیں برکت دے۔ اس کے بعد عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ واپس مکہ روانہ ہوئے۔

ام سلمہ نے اس طرح کہا: (وما رأيت صاحبا قط كان أكرم من عثمان بن طلحة) (۱)

ترجمہ: میں نے کسی کو نہیں دیکھا، جتنا کرم عثمان بن طلحہ میں تھا۔

---

(۱) ابن هشام في السيرة:1/469, 470 من طريق ابن اسحاق ، فالحديث صحيح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین اپنے دین کو بچانے کے لئے ہجرت کرتے تھے۔اس کے لئے ان کو مال ودولت، شوہر، بچے اور خاندان سے بچھڑنا پڑتا تھا۔مقام اور وطن کو چھوڑنا پڑتا تھا۔

صہیب بن سینان رومی ابو یحیٰ رضی اللہ عنہ

صہیب الرومی رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا۔ان سے کفار قریش نے کہا: تم ہمارے پاس آئے تو اس وقت حقیر اور فقیر تھے۔لیکن یہاں آکر تمہارا مال بہت زیادہ ہوگیا اور تم آگے پہنچ گئے۔اب چاہتے ہو کہ اپنی جان اور مال دونوں کو لے کر چل دو۔واللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔صہیب الرومی رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا یہ بتاؤ اگر میں اپنا مال چھوڑ دوں تو کیا تم میری راہ چھوڑ دو گے؟ قریش نے کہا: ہاں اگر ایسا کرو گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔صہیب الرومی رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے میرا مال تمہارے حوالے۔رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' ربح البیع ، ربح البیع '' [1]

ترجمہ: اس سودے سے (نفع اٹھایا) ، اس سودے سے (نفع اٹھایا)۔

اقوالِ اہلِ علم

صہیب الرومی رضی اللہ عنہ نے اپنی محنت اور کوشش سے تجارت میں، جو مال ودولت اکٹھا کیا تھا، وہ تمام مال ودولت کو قربان کردیا اور اپنے دین کو بچالیا۔

بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی یہ آیت صہیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾

ترجمہ: اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ (سورہ البقرہ، ۲۰۷)

---

(۱) ابن ھشام: 477/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ

صفر کے مہینے میں سنۃ چودہ (۱۴) نبوی رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبہ کے لئے اہلِ مکہ جمع ہوئے اور بہت بڑا اجتماع کیا گیا جو اس سے پہلے اس طرح کبھی نہیں ہوا تھا یہ اجتماع دارالندوہ میں کیا گیا۔ قتل کس طرح کیا جائے سب نے اپنا اپنا مشورہ دیا اور جس کے مشورہ پر اتفاق کیا گیا وہ ابوجہل کا مشورہ تھا۔ ابوجہل مکہ کے سرداروں میں ایک بڑا سردار تھا اس نے کہا میرا مشورہ یہ ہے سب نے کہا اَبا الحکم بتائیں اس نے کہا ہر ایک قبیلے سے ایک نوجوان جولڑاکا اور بہادر ہو انتخاب کیا جائے اس طرح کئی قبیلوں سے ایک ایک نوجوان کو ایک ایک تیز دھاری تلوار دی جائے اور وہ تمام محمد (ﷺ) کے پاس جا کر ایک ساتھ تلواریں ماریں اور قتل کردیں اس طرح اگر قتل کروگے تو ہم سب کو سکون اور آرام ہو جائے گا۔ اس طرح قتل کرنے سے ان کا خون تمام قبیلوں پر ہوگا اور اس قتل کا بدلہ بنوعبدمناف ان سب سے نہیں لے سکتے کیونکہ قتل کا الزام کئی قبیلوں پر ہوگا، وہ ان تمام سے لڑائی اور جنگ نہیں کرسکتے اگر وہ (دیت) خون بہا مانگتے ہیں تو دے دیا جائے گا اس اجتماع میں ان تمام باتوں پر اتفاق کیا گیا اس طرح اس سب سے خطرناک منصوبہ پر اجتماع کے تمام شرکاء نے اتفاق کیا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تیاری فرمائی

ہجرت کرنے والوں کے ساتھ مشرکین نے جو زیادتیاں کیں ان واقعات کو درج کیا گیا ہے۔ ان سب کے باوجود لوگ آگے پیچھے پے در پے نکلتے ہی رہے بیعت عقبہ کبریٰ کے دو (۲) ماہ اور کچھ دنوں میں مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ کچھ ایسے ہی مسلمان جن کو مشرکین نے زبردستی روک رکھا تھا ان لوگوں نے ہجرت کی تیاری کی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنا ساز وسامان تیار کر رکھا تھا اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی سفر کی تیاری مکمل کر چکے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: ''مجھے تمہارا مقام ہجرت دکھلایا گیا ہے یہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک نخلستانی علاقہ ہے''۔ اس کے بعد لوگوں نے مدینے کی جانب ہجرت کی اور بہت سے مہاجر جنہوں نے حبشہ ہجرت کی تھی ان میں سے بھی کچھ مدینہ آ گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جانے کے لئے سامان تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا ذرا رُکے رہو کیونکہ توقع ہے کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملنے والا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا آپ ﷺ کو اس کی امید ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رکے رہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرسکیں۔ ان کے پاس دو اونٹنیاں تھیں ان کو بھی خوب کھلایا پلایا اور پھر آپ دونوں سفر کی تیاری کرکے اللہ کے حکم کا انتظار فرما رہے تھے۔ (۱)

---

(۱) صحیح البخاری، باب ہجرۃ النبی ﷺ واصحابہ 553/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ جبرائیل علیہ السلام اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا ہے'' ۔ رسول اللہ ﷺ دوپہر سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لے گئے اور انہیں ہجرت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگاہ فرمایا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم سب دوپہر کے وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ رسول للہ ﷺ تشریف لائے کسی نے کہا: رسول اللہ ﷺ آرہے ہیں۔ عام طور پر آپ اس وقت نہیں آیا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ ''ان پر میرے ماں باپ فدا ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ آرہے ہیں ضرور کوئی اہم بات ہوگی'' ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اجازت دے دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے مجھے بات کرنی ہے۔ تمہارے پاس جو کوئی بھی موجود ہے انہیں ہٹادو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس صرف آپ کی اہلیہ ہیں اور کوئی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت دی گئی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر فدا! (فالصحبة) میں بھی آپ کی صحبت چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نعم) ہاں! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ میں نے دوسواریاں تیار کی ہیں۔ میرے باپ آپ پر فدا! آپ ﷺ اس سے جو پسند فرمائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: (بالثمن) ''میں اس کی قیمت ادا کرونگا'' ۔ اس کے بعد ہجرت کے متعلق بات چیت طے کر کے رسول اللہ ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لے گئے اور رات کا انتظار کرنے لگے۔ (۱)

(۱) الراوي: عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم: 5807

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی طرف ہجرت کا بیان

کفارِ مکہ اپنے منصوبہ کے مطابق تمام نوجوان ہتھیار لے کر رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تیار کھڑے ہوئے پہرہ دے رہے تھے کہ جیسے ہی رسول اللہ ﷺ باہر نکلیں ان کو قتل کردیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے حق میں یہ آیت بیان فرمائی:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے! جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں، یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کردیں۔ اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔ (سورۃ الانفال، الآیۃ ۳۰)

کافروں نے نبی کریم ﷺ کے قتل کا یہ منصوبہ بنایا کہ کئی قبیلوں سے بہادر اور طاقتور نوجوان لیے جائیں تاکہ اگر قتل کا الزام آئے تو تمام قبائل پر آئے کسی ایک کو نہ پکڑا جاسکے ان کا مکر اس طرح تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اس طرح تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: البتہ کافر داؤ گھات میں ہیں۔ اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔ تو کافروں کو مہلت دے، انہیں تھوڑے دنوں چھوڑ دے۔ (سورہ الطارق، ۱۵-۱۷)

رسول اللہ ﷺ کا گھر سے باہر نکلنے کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری ہی چادر اُوڑھ لو تمہیں کچھ نہیں ہوگا یہ تسلی رسول اللہ ﷺ نے دی۔ پھر رات کے وقت ہجرت کے لئے رسول اللہ ﷺ باہر نکلے دروازے کے سامنے مشرکین کے نوجوان ہتھیار سے لیس کھڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ صفوں سے گزرتے ہوئے مٹھی بھر پتھریلی مٹی اٹھائی اور ان کے سروں پر ڈال دی، اس موقع پر کوئی بھی مشرک اس مٹی سے نہ بچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہیں پکڑ لی وہ آپ ﷺ کو دیکھ نہ سکے مشرکوں پر نیند کو غالب کردیا اور وہ تمام سو گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہلِ علم کا قول

کفارِ مکہ رسول اللہ ﷺ کو جھوٹا کہتے تھے، جادوگر، شاعراور دیوانہ کہتے تھے۔ بہت سے بہتان اور الزام لگاتے تھے۔ کیا یہ سوچنے کی بات نہ تھی کہ کیا کوئی شخص اپنی امانتیں اور قیمتی اشیاء کسی شاعر، دیوانے اور جادوگر یا جھوٹے شخص کے پاس رکھ سکتا ہے کہ نہیں بالکل نہیں وہ تمام لوگ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جھوٹ نہیں بولتے امانت میں خیانت نہیں کرتے اور رسول اللہ ﷺ صادق اور امین ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس طرح فرمایا ہے:

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ ۳۳)

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی اُس مٹی سے کوئی مشرک باقی نہ بچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہیں پکڑ لیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ سکے۔ اُس وقت رسول اللہ ﷺ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾

ترجمہ: اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔ (سورۃ یٰسٓ، الآیۃ ۹)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور پھر ان کے مکان کے ایک چھوٹے دروازے سے جس کو (خوخہ) کہتے ہیں باہر آئے۔ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر رات ہی رات میں یمن کی طرف جانے والے راستہ کا تعین کیا اور جبلِ ثور کی طرف جس میں ایک غار تھا اس میں قیام کیا جو کہ غارِ ثور کے نام سے مشہور ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کو جب یہ معلوم ہوگا کہ میں مکہ سے نکل آیا ہوں تو وہ میری تلاش میں سب سے پہلے اس راستہ پر نکلیں گے جو کہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے برعکس یمن جانے والے راستہ کو اختیار فرمایا اور اس راستہ پر کوئی پانچ (۵) میل کا سفر طے فرمایا اس پہاڑ کے دامن میں پہنچے، یہ بلند اور کٹھن چڑھائی والا پہاڑ تھا اور وہاں پر پتھر بھی بکثرت تھے۔ (جن سے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے)۔ رسول اللہ ﷺ غارِ ثور کے پاس پہنچ گئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اللہ کے لئے پہلے اس غار میں داخل نہ ہوں پہلے میں اندر جا کر دیکھ لیتا ہوں، اگر کوئی چیز ہوئی تو آپ کی بجائے مجھے پیش آئے چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا۔ ایک جانب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چند سوراخ تھے جنہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تہ بند پھاڑ کر بند کیے۔ پھر بھی دو سوراخ باقی تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں پاؤں ان سوراخوں پر لگا دیئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اندر تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیر کو کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے آپ ہلے بھی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ جاگ جائیں۔ لیکن ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ٹپک گئے اور رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (*میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے*)۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور اس جگہ پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور تکلیف فوراً ختم ہوگئی۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)

اہلِ علم فرماتے ہیں:

زہریلی چیز کے ڈسنے سے آپ کو اتنی تکلیف ہوئی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل پڑے۔ لیکن اس کے باوجود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کوئی حرکت نہیں کی کہ کہیں اس کی حرکت سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیند میں خلل نہ آئے۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ سے پیار اور محبت، ایثار و خلوص اور جاں نثاری کا بے مثال نمونہ ہے۔ لیکن جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاگ آئی تو آپ ﷺ دعا کی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر اپنا لعاب دہن لگایا تو فوری طور پر اللہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو شفا دی۔ (سبحان اللہ)

قریش کے جوان جو گھیرا ڈالے کھڑے تھے

محاصرین جو قتل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر کھڑے تھے، ان کے پاس ایک غیر متعلق شخص آیا اور انہیں کھڑے دیکھ کر کہنے لگا: کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا: تم لوگ نامراد ہوئے۔ اللہ کی قسم! (*وہ تو تمہارے پاس سے گزرتے ہوئے اور تمہارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے اپنا کام کر گئے*)۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے انہیں نہیں دیکھا۔ اس کے بعد اپنے سروں پر سے مٹی جھاڑتے ہوئے اُٹھ گئے اور ان لوگوں نے اندر جھانک کر دیکھا۔ اندر بستر پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! یہ محمد (ﷺ) سوئے ہوئے ہیں۔ ان کے اُوپر چادر موجود ہے چنانچہ یہ لوگ صبح ہونے تک وہیں ڈٹے رہے۔ صبح ہوئی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بستر سے اُٹھے تو مشرکین نے جب دیکھا وہ حیران و پریشان ہوئے یہ کیا ہوگیا؟ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم اور تمام قریش کو علم ہو گیا کہ ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے اور محمد (ﷺ) ان کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں ان تمام پر جنون کی کیفیت طاری ہوگئی۔ انہوں نے اپنا غصہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اتارا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گھسیٹ کر خانہ کعبہ تک لے گئے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک گھڑی حراست میں بھی رکھا۔ جب کچھ معلوم نہ ہو سکا تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے دروازہ کھٹکھٹایا۔

اسماء بنت ابوبکر باہر آئیں۔ ان سے پوچھا: تمہارے باپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم اس پر ابوجہل نے ہاتھ اٹھا کر ان کے رخسار پر ایک زور کا تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی گر گئی۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں ہی تین راتیں قیام فرمایا: جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن ابوبکر جو گہری سوجھ بوجھ کے مالک تھے اور صحت مند نوجوان تھے۔ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد کے پاس چلے جاتے تھے صبح ہونے سے پہلے قریش کے ساتھ ہوتے جیسے آپ یہیں تھے۔ پھر آپ کفارِ قریش کی باتیں اور وہ جو کچھ سازشیں اور ترکیبیں رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈنے کی بناتے وہ سب سن کر رات کو انہیں حالات سے آگاہ فرماتے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام جن کا نام (عامر بن فهيره) تھا جو بکریاں چراتے تھے۔ رات کے وقت اپنی بکریاں لے کر اس غار پر چلے جاتے تھے اور دودھ نکال کر آپ دونوں کو پلاتے تھے۔ پھر صبح ہونے سے پہلے اپنی بکریوں کو لے کر جس راستہ پر عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے اور جاتے تھے ان کے قدموں کو مٹاتے ہوئے واپس چلے جاتے تھے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کی تلاش پر بہت بڑا انعام رکھا گیا

اس کے بعد تمام کفارِ قریش پھر سے جمع ہوئے کہ ان کے تمام منصوبے ناکام ہو گئے اور اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ کافی سوچ اور فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام راستوں پر کڑا پہرہ بٹھا دیا جائے وہ راستہ خواہ کسی بھی سمت کا کیوں نہ ہو۔ جو کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کو زندہ یا مردہ لے کر آئے گا اس کو سو (۱۰۰) اونٹ انعام دیا جائے گا یہ بہت بڑا انعام تھا۔ اس اعلان کے لالچ کی وجہ سے سوار اور پیادے، نشانات کے ماہر کھوجی، سرگرمی سے تلاش میں لگ گئے۔ پہاڑوں، وادیوں، نشیب و فراز میں ہر طرف جوش و خروش سے تلاش شروع ہو گئی۔ ان تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا، میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے پاؤں نظر آ رہے ہیں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ان میں سے اگر کوئی اپنی نگاہ نیچی کر لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! خاموش رہو ہم دو ہیں جن کا نگہبان اللہ تعالیٰ ہے“۔

---

(۱) ابن هشام 487/1

(۲) الراوي: عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم: 5807

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت اس طرح بھی ہے:

"ماظنك يا أبا بكر باثنين الله ثالثهما" (١)

ترجمہ: تمہارا کیا خیال ہے أبو بکر! اِن دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور دشمنانِ رسول ﷺ کے مابین صرف چند قدم کا فاصلہ تھا یہ ایک معجزہ تھا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ شرف عطا فرمایا ان دونوں کا محافظ رب العالمین تھا۔ تلاش کرنے والے اسی وقت واپس چلے گئے۔

مدینہ منورہ کی طرف روانگی

جب قریش ناامید اور مایوس ہو چکے تین دن کی تلاش اور دوڑ دھوپ کے باوجود کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ان کا جوش و خروش ماند پڑ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص جو صحرائی راستہ جانتا تھا۔ جس کا نام عبد الله بن اریقط لیثی تھا، اس کو پہلے ہی سے اجرت پر لیا ہوا تھا کہ مدینہ پہنچائے۔ یہ شخص ابھی تک قریش کے دین پر ہی تھا مگر قابلِ اعتماد تھا اور اس سے طے ہو چکا تھا۔ تین راتیں گزر جانے کے بعد جو سواریاں دی گئی تھی اس کو لے کر غارِ ثور پر آئے۔ عبدالله بن اريقط وعدہ کے مطابق سواریاں لے کر پہنچ گیا۔

اقوالِ اہلِ علم

رسول اللہ ﷺ نے عبدا لله بن اريقط کو راستہ بتلانے کے لئے لیا تھا اور وہ شخص کفر پر تھا۔ اس کے باوجود اعانت حاصل کی گئی۔ کافر سے بھی ضرورت کے وقت مدد لی جاسکتی ہے۔

اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے سفر کے لئے کھانا تیار کیا اور لے کر آئیں اور اس کو سواری کے ساتھ باندھنے کا بندھن بھول گئیں اور روانگی کا وقت آیا۔ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اپنا کمر بند کھولا اور دو حصوں میں چاک کر کے ایک حصہ سے توشہ لٹکایا اور دوسرا کمر پر باندھ لیا اسی وجہ سے آپ کو (ذات النطاقين) کا لقب دیا گیا۔ (٢)

---

(١) الراوي: أبو بكر الصديق، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم 3653

(٢) الراوي: عائشة، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم: 5807

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کے اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور راستہ بتانے کے لئے عبد اللہ بن اریقط تھے اور عامر بن فہیرہ بھی ساتھ تھے۔ غار سے روانہ ہو کر پہلے یمن کی طرف رخ کیا اور کافی دور جانے کے بعد دوسری سمت ایک ایسے راستہ پر چلنے لگے جس سے عام لوگ واقف نہیں تھے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ہم لوگ غار سے نکل کر رات تمام اور دن میں دوپہر تک چلتے رہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا راستہ بالکل خالی تھا اور کوئی گزرنے والا نہ رہا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی جس کے سائے پر دھوپ نہیں آ رہی تھی ہم وہیں رُک گئے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اس جگہ کو آرام کرنے کیلئے برابر کیا اور میرے پاس جو کھال تھی وہاں پر بچھادی میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ یہاں پر سو جائیں اور میں گرد و پیش کی دیکھ بھال کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ اس پر سو گئے۔ میں آس پاس دیکھ رہا تھا کہ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا بکریوں کے ساتھ اسی طرف آ رہا ہے وہ بھی سائے کی تلاش میں تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: تم کس شخص کے چرواہے ہو؟ اس چرواہے نے مکہ یا مدینہ کے کسی شخص کا ذکر کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں دودھ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہمیں کچھ دودھ دو گے؟ اس نے کہا: ہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: بکری کے تھنوں سے مٹی اور بال صاف کرو پھر دودھ نکالو پھر اس نے ایک برتن میں تھوڑا سا دودھ دوہا اور میرے پاس ایک چمڑے کا لوٹا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے پانی پینے اور وضوء کے لئے ساتھ لایا تھا اس میں دودھ لیکر میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا۔ رسول اللہ ﷺ سو رہے تھے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کو جگاؤں۔

جب رسول اللہ ﷺ جاگے تو میں دودھ لے کر گیا اور دودھ پر پانی ڈالا کہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو جائے اور دودھ بھی ٹھنڈا ہو جائے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! دودھ پی لیجئے رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا: ہاں کیوں نہیں پھر ہم چل پڑے۔ [1]

سفر میں ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بڑے اور عمر رسیدہ تھے۔ جب کسی انجان آدمی سے واسطہ پڑتا تو وہ پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتا اور دریافت کرتا کہ آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب بڑا لطیف ہوا کرتا تھا کہ یہ مجھے راستہ بتلاتے ہیں۔ (خیر کا راستہ بتانے والے) [2]

---

(۱) صحیح البخاری 510/1

(۲) صحیح البخاری عن انس رضی اللہ عنہ 556/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سراقہ بن مالک بن جعشم انعام کے لالچ میں پکڑنے چلا

اس واقعہ کو سراقہ بن مالک بن جعشم اس طرح بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی آ کر ہمارے پاس کھڑا ہوا اور ہم سب بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، اے سراقہ میں نے ابھی ساحل کے پاس چند افراد دیکھے ہیں میرا خیال ہے یہ محمد (ﷺ) اور انکے ساتھی ہیں۔ سراقہ سمجھ گیا یہ وہی ہیں اس آدمی کے سامنے کہنے لگا نہیں وہ لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ تم نے فلاں اور فلاں کو دیکھا ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے سے گزرے ہیں پھر وہ کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اٹھ کر اندر گیا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ گھوڑا لے کر ٹیلے کے پیچھے رک کر میرا انتظار کرے۔ پھر میں نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کے پیچھے کی طرف سے باہر نکلا اور چھپتے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا اور اس پر سوار ہو گیا۔ گھوڑا حسب معمول مجھے لیکر دوڑ رہا تھا یہاں تک میں ساحل کے قریب آ گیا اور اچانک گھوڑا مجھ سمیت پھسلا اور گر گیا۔ میں اٹھا اور ترکش سے تیر نکال کر فال نکالنے لگا، وہی تیر نکلا جو مجھے پسند نہیں تھا (اس کے باوجود میں نے تیر کی نافرمانی کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے لگا اور گھوڑے کو دوڑانے لگا) یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قرأت سن رہا تھا۔ آپ پلٹ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت پھر میرے گھوڑے کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے۔ یہاں تک کہ میں گھٹنوں تک جا پہنچا اور میں گر گیا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا کہ وہ اپنے پاؤں بمشکل نکال پایا اور کھڑا ہو گیا۔ اس کے پاؤں کے نشان سے آسمان کی طرف دھویں جیسا غبار اڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے پھر سے پانسہ کے تیر نکالے کہ قسمت معلوم کروں، پھر وہی تیر نکلا جو مجھے ناپسند تھا۔ اس کے بعد میں نے امان کے لیے ان کو پکارا تو وہ لوگ رک گئے اور میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا جب میں نے امان چاہی میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ (ﷺ) کا معاملہ ہی غالب ہو کر رہے گا۔ میں نے کہا محمد (ﷺ) آپ کی قوم نے انعام رکھا ہے ان لوگوں کے عزائم بھی بتلائے۔ میرے پاس توشہ اور سامان تھا میں نے دینا چاہا انہوں نے کچھ نہیں لیا اور نہ مجھ سے کوئی سوال کیا۔ صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری برتنا۔ اس کے بعد میں نے گذارش کی آپ مجھے ایک پروانہ امن لکھ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر میرے حوالے کر دیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے چل پڑے۔ (۱)

سراقہ واپس ہوا تو دیکھتا ہے لوگ اسی طرف تلاش کر رہے ہیں۔ وہ ان سے کہنے لگا میں اس طرف دیکھ چکا ہوں۔ اس طرح وہ ان لوگوں کو واپس کر دیتا ہے (صبح کو وہ قتل اور انعام کے لالچ میں رسول ﷺ کو تلاش کرنے نکلتا ہے) اور جب شام ہوتی ہے تو کہتا ہے اس طرف تلاش مت کرو میں نے اس طرف دیکھا ہے وہاں پر کوئی نہیں۔ (یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اپنے برحق رسول کریم ﷺ پر تھا)۔

(۱) صحیح البخاری 554/1 زادالمعاد 53/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُمِ مَعبد کا خیمہ اور معجزہ رسول اللہ ﷺ

ہم چلتے ہوئے ایک خیمہ کے پاس پہنچے جس میں ایک عورت تھی جسکا نام اُمِ مَعبد تھا۔رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا۔تمہارے پاس کچھ کھانے پینے کیلئے ہے اس نے کہا، میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سال بہت زیادہ خشک سالی کا ہے اور گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے خیمہ کے ایک کونے میں ایک بکری دیکھی دریافت فرمایا: یہ بکری کیسی ہے۔اس نے کہا یہ بکری بہت کمزور اور لاغر ہے۔ یہ بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ بھی نہیں چل سکتی اور اس میں دودھ بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کیا میں اس بکری سے دودھ نکال سکتا ہوں) اُمِ مَعبد نے کہا، ہاں اگر اس میں دودھ ہے تو نکال لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کا نام لیا اور دعا فرمائی اس بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ ﷺ نے ایک برتن لیا اور اس میں دودھ دوہا یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔ پھر آپ نے عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن اریقط، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ سب نے دودھ سیر ہو کر پیا۔ پھر دوسری دفعہ بھی آپ ﷺ نے دودھ دوہا اور اس دودھ کے بھرے ہوئے برتن کو اُمِ مَعبد کو دے دیا پھر آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے۔

اُمِ مَعبد کے پاس انکے شوہر اپنی لاغر بکریوں کو لیکر آتے ہیں جن میں بالکل دودھ ہی نہیں تھا اپنے خیمہ میں دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھتے ہیں ان کو بہت تعجب ہوتا ہے پوچھتے ہیں یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ اُمِ مَعبد کہتی ہیں اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے ایک مبارک شخص کا گزر ہوا اس کے بعد سارا ماجرا کہہ سناتی ہیں۔

ان کے شوہر کہتے ہیں مجھے لگتا ہے یہ قریش کے وہی صاحب ہیں جن کو وہ سب ڈھونڈ رہے ہیں۔اُمِ مَعبد ان کے بارے میں مجھے بتلاؤ (اُمِ مَعبد نے جو کچھ دیکھا وہ سب بیان کیا اُن کے شوہر نے کہا یہ تو وہی ہیں جن کو مکہ والے تلاش کر رہے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری مقام قباء میں

پیر کے دن ربیع الاول کے مہینہ میں سنہ ۱۴ نبوی کو رسول اللہ ﷺ مقام قباء پہنچتے ہیں۔ مسلمان جو مدینہ منورہ میں تھے ان کو اطلاع تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ مکہ مکرمہ سے نکل چکے ہیں۔ مگر ان کو یہ علم نہیں تھا آپ ﷺ کب پہنچیں گے اس لیے یہ لوگ روزانہ صبح کو باہر نکل کر آپ ﷺ کی راہ تکتے تھے۔ایک روز طویل انتظار کے بعد جب دوپہر کی گرمی زیادہ ہوئی وہ سب واپس چلے گئے۔ایک یہودی جو ٹیلے پر تھا وہ دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔

وہ بے خود ہو کر نہایت بلند آواز سے کہنے لگا، یا معشر عرب! جس کا تمہیں انتظار تھا وہ آ رہے ہیں یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں کو اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف دوڑ پڑے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

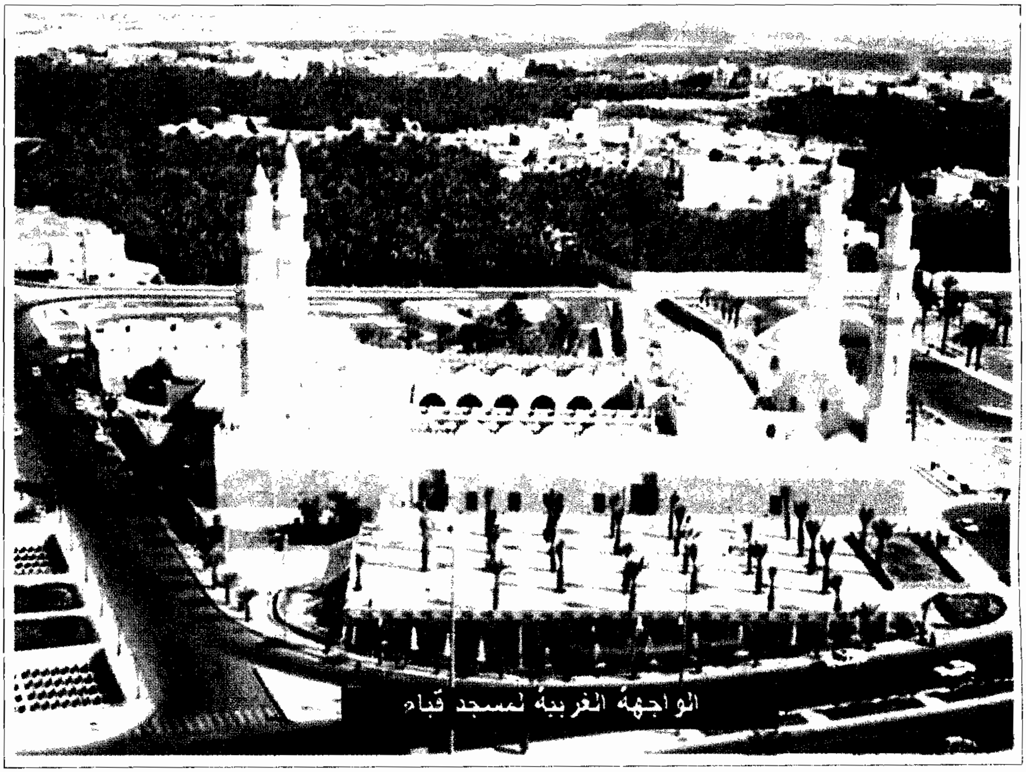

مسجد قباء: مغربی سمت کا منظر

مسجد قباء

اس مسجد کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ ہر ہفتے پیدل یا سوار (مسجد قباء) میں تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری، حدیث:۱۱۹۳، صحیح مسلم، حدیث: ۱۳۹۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ خَرَجَ حَتّٰی یَاْتِیَ هٰذَا الْمَسْجِدَ یَعْنِیْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَیُصَلِّیْ فِیْهِ کَانَ کَعَدْلِ عُمْرَةٍ)

ترجمہ: ''جو شخص گھر سے نکل کر اس مسجد، یعنی مسجد قباء میں آئے اور یہاں دو رکعتیں پڑھے، اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔''

(المستدرك للحاكم: ۱۲/۳ و سنده صحيح)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عروہ بن زبیر کا بیان ہے: مدینہ منورہ کے مسلمان ہتھیاروں سے سج دھج کر امڈ پڑے۔ (۱)

ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قباء کے رہنے والوں میں شور بلند ہوا وہ تکبیر کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے (آپ ﷺ کی آمد سے وہ سب بہت خوش تھے وہ تمام تحیہ نبوت پیش کر رہے تھے)۔

رسول اللہ ﷺ پر سکونت چھائی ہوئی تھی اور یہ وحی نازل ہوئی۔

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾

ترجمہ: اس کا کارساز اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک ایمان دار اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں۔

(سوره التحريم الآية ٤)

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے اور ملنے کے لئے سارا مدینہ منورہ اُمڈ پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سیدھے طرف کا راستہ اختیار فرمایا، آپ ﷺ چلتے ہوئے عمرو بن عوف کے پاس تشریف لائے۔ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا (رسول اللہ ﷺ وہاں پر اُترے اور بیٹھ گئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنے والے لوگوں کے استقبال کے لئے کھڑے تھے)۔

نبی کریم ﷺ چپ چاپ بیٹھے تھے۔ مدینہ منورہ کے انصار جو ملنے کے لئے آتے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہ تھا۔ وہ سیدھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے۔ یہاں تک رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آپ ﷺ پر سایہ کیا تب لوگوں نے پہچانا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (۲)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں تین (۳) دن رہے اور تمام امانتیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں سب کو لوٹا دیں۔ اس کے بعد آپ پیدل ہی چلتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ آ کر رسول اللہ ﷺ سے مدینہ منورہ میں ملے۔

مخلص انصار اور انکا خلوص

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ انصار کے مرد اور عورتیں سب کہنے لگے۔ آپ ﷺ سے گذارش کرتے آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہم اپنی جان و مال اور تعداد سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے۔ ہر کوئی آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل کو پکڑ لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: دعوا الناقة فإنها مأمورة ،، (۳)

ترجمہ: اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو، یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (مامور جہاں کا حکم اللہ نے دیا)

(۱) (۲) صحيح البخاری 555/1

(۳) الراوي : أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة : غريب من هذا الوجه ، المحدث: ابن كثير ، المصدر : البداية ، الصفحة أو الرقم:3/197

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق اونٹنی رکتی ہے

اس اونٹنی کو مت روکو اس کو حکم الٰہی ہے وہ وہیں پر رُکے گی جہاں کا حکم ہے۔ آپ ﷺ کی سواری چلتی رہی وہ اس مقام پر پہنچ کر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبوی ہے۔ لیکن آپ ﷺ سواری سے نہیں اترے وہ اٹھی اور کچھ آگے جا کر پھر پلٹ آئی اور واپس آ کر اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں پر پہلے بیٹھی تھی (اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نیچے اترے یہ آپ کے ننھیال بنو نجار کا محلّہ تھا)۔

رسول اللہ ﷺ اپنے (ارحام) یعنی جن سے رشتہ داری تھی اُن کے پاس اترے، یہ ان کی عزت افزائی تھی یہ سب توفیق الٰہی تھا۔

تمام بنو نجار کے لوگ نبی ﷺ کو اپنے اپنے گھر لیجانے کی خواہش کر رہے تھے۔ اسی دوران ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے لپک کر کجاوہ اُٹھالیا اور اپنے گھر کے اندر لے گئے۔ (کجاوہ اونٹ پر سواری کا محمل)

رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر اس طرح فرمایا: " المرء مع رحله " (۱)

" سواری اپنے کجاوے کے ساتھ ہے"۔

جب سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا، اُبو ایوب رضی اللہ عنہ کجاوہ اٹھا کر لے گئے۔ وہ اٹھے اور کہا میں اس اونٹنی کو لیجا رہا ہوں۔ یہ میرے پاس ہے اور میں اس کو کھلاؤں گا پلاؤ نگا اور اس کی خدمت کرونگا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو سعد بن زرارہ اپنے گھر لے گئے۔ (۲)

پھر کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مسلمانوں کی ماں سودۃ رضی اللہ عنہا اور انکے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں فاطمہ، کلثوم رضی اللہ عنہا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے افراد ان تمام کو عبد اللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ لیکر مدینہ تشریف لائے۔ زینب بنت رسول ﷺ اور اُن کے شوہر ابی عاص بن ربیع انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ ابی عاص بن ربیع (جو ابھی تک اپنی قوم کے دین پر تھے)۔

(۱) خلاصة الدرجة : لایسند ، المحدث : ابن حزم ، المصدر : المحلى الصفحة أو الرقم 8/60

(۲) صحیح بخاری 556/1 زادالمعاد 55/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلی مسجد جو تقویٰ پر بنائی گئی

مشہور روایت اس طرح ہے۔رسول اللہ ﷺ کا قیام مقام (قباء) میں چار (۴) دن رہا۔ پیر، منگل، بدھ، جمعرات رسول اللہ ﷺ نے جمعرات کے دن مسجد قباء کی بنیاد ڈالی۔ (وہاں پر مسجد بنائی اور اس مسجد میں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی)۔ تقویٰ پر جو مسجد بنائی گئی وہ مسجد قباء ہے۔اس کے بعد پانچواں (۵) دن جمعہ کا تھا۔آپ ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور آپ ﷺ نے بنی نجار کی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔عبدالمطلب کے رشتہ دار جو بنی نجار ہیں۔رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے طرف چلتے ہوئے ایک مقام بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہنچے جمعہ کا وقت ہوگیا تو نبی کریم ﷺ نے بطن وادی میں اس مقام پر جمعہ کی نماز ادا فرمائی نماز پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ (۱)

تعمیر مسجد نبوی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو اپنا مستقر بنالیا اور وہیں مستقل سکونت اختیار فرمائی، آپ ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی اسی مقام پر جہاں پر آپکی اونٹنی بیٹھی تھی۔وہ جگہ دو یتیم لڑکوں کی ملکیت تھی اس زمین کو رسول اللہ ﷺ نے خرید لیا پھر تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کی تعمیر اپنے مبارک ہاتھوں سے کی۔انصار مہاجرین اور تمام مسلمانوں نے حصہ لیا۔مسلمان مسجد بناتے وقت اس طرح کہتے تھے۔"لئن قعدنا والنبی یعمل لذاك منا العمل المضلل" (۲)

ترجمہ: اگر ہم بیٹھے رہے اور نبی (ﷺ) کام کریں، یہ کام گمراہی کا ہے۔

رسول اللہ ﷺ تعمیر کے وقت اس طرح فرمار ہے تھے۔

"لا عیش الا عیش الآخرة اللهم ارحم المهاجرین والأنصار" (۳)

ترجمہ: زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔الٰہی! رحم فرما مہاجرین اور انصار پر۔

جہاں پر مسجد بنائی جارہی تھی اس جگہ پر مشرکین کا قبرستان تھا اور وہ جگہ کھنڈر تھی وہاں پر کھجور کے درخت تھے۔رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو توڑنے کا حکم فرمایا، کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا اور تمام کھنڈر ہٹا دیا گیا۔یہ سب اٹھا کر قبلہ کی سمت پھینک دیا گیا۔ اس وقت قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا۔مسجد کو بنانے کے بعد آپ ﷺ نے مسجد کے برابر ہی گھر بنوائے اس وقت انکی شکل کمروں کی طرح تھی۔اپنی ازواج مطہرات کے لیے ان کو بنانے کے بعد رسول اللہ ﷺ ان میں منتقل ہوگئے۔

---

(۱) صحیح بخاری 555/1، 560 زادالمعاد 55/2 (۲) (۳) الراوي : محمد بن اسحاق ، خلاصة الدرجة : منقطع من هذا الوجه بل هو معضل ، المحدث : ابن كثير ، المصدر : البداية والنهاية ، الصفحة أو الرقم 3/215

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انصار اور مہاجرین میں بھائی چارگی اور وراثت کی گئی

انصار اور مہاجرین یہ جملہ نوے (۹۰) افراد تھے۔ جن سے آدھے مہاجرین اور آدھے انصار تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر یہ بھائی چارگی کی گئی اور اس طرح سے وصیت فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وراثت آپس میں مرنے کے بعد بھی قائم رہے گی اور اس وراثت میں (ذوالأرحام) یعنی قرابت دار اور رشتہ دار کا کوئی حق نہ ہوگا۔ (بھائی چارگی اور وراثت کا یہ حکم جنگِ بدر تک قائم رہا)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

(سورة الأنفال، الآية ۷۵)

اہل علم فرماتے ہیں:

اس آیت کے بعد سے انصار و مہاجرین میں باہمی وراثت کا حکم ختم کر دیا گیا۔ لیکن بھائی چارے کا حق باقی رہا۔

مدینہ والوں کا ایثار و خلوص

امام بخاریؒ سے روایت ہے:

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچتے ہے۔ مدینہ منورہ کے مقیم سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اس طرح فرمایا۔

میرے پاس مال اور دولت بہت ہے اور میں اس مال اور دولت سے آدھا حصہ تمہیں دیتا ہوں۔ میری دو بیویاں ہیں ان سے ایک پسند کر لو اور مجھے بتلاؤ میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور عدت ختم ہونے کے بعد تم اس سے شادی کر لینا،

سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار اور خلوص تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

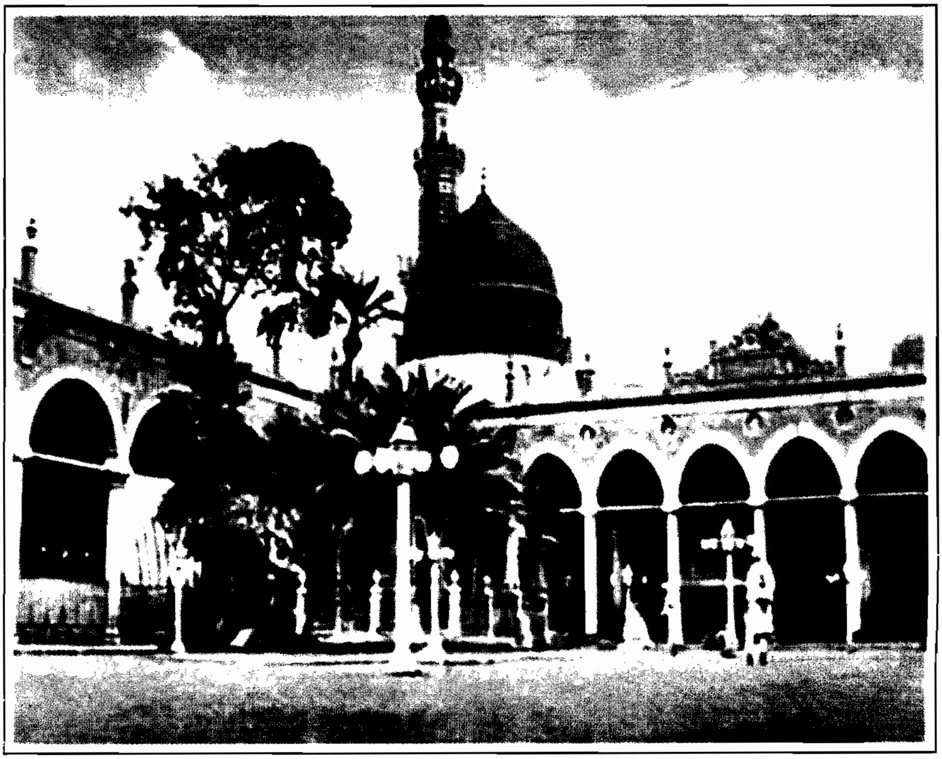

مسجد نبوی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلیٰ ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَمَسْجِدُ الرَّسُوْلِ ﷺ وَمَسْجِدُ الْاَقْصٰی)

ترجمہ: ''تین مساجد کے سوا کسی مقام کو متبرک سمجھ کر اس کی طرف لمبا سفر نہیں کیا جا سکتا: مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

(صحیح بخاری، حدیث: ۱۱۸۹، صحیح مسلم، حدیث: ۱۳۹۷)

مسجد احرام: یعنی کعبہ مشرفہ۔ مسجد نبوی: یعنی مدینہ منورہ۔ مسجد اقصیٰ: یعنی بیت المقدس، فلسطین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" بارك الله لك في أهلك ومالك "

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں اور تمہاری اولاد میں برکت عطا فرمائے۔

آپ مجھے صرف یہ بتلائیں آپ لوگوں کا بازار کس طرف ہے؟ اوران کو مدینہ منورہ کا بازار جسکا نام (بنی قینقاع) تھا۔ دکھا دیا گیا اور آپ کے پاس گھی اور پنیر تھا آپ بازار جاتے اور اسکو فروخت کرتے تھے اس طرح آپ تجارت کرتے رہے۔ ایک دن آپ آئے آپ کے ساتھ دستر خوان تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے شادی کر لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کتنا مہر دیا ہے۔ (جواب دیا میں نے سونے کے کچھ سکے دیئے ہیں)۔ (۱)

انصار کی سخاوت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انصار نے نبی ﷺ سے اس طرح کہا: یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے کھجور کے باغات ہیں آپ ان کی تقسیم فرما دیجئے۔ ہمارے اور ہمارے مہاجرین بھائیوں کے درمیان۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں، پھر انصار نے دوبارہ التجا کی۔ یا رسول اللہ ﷺ اس کی فصل میں ان کا حصہ مقرر فرما دیں، رسول اللہ ﷺ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ انصار کہنے لگے، ہم نے سنا اور انشاء اللہ اطاعت کریں گے۔ (۲)

---

(۱) صحیح البخاری: باب اخاء النبی ﷺ بین المھاجرین والانصار 553/1

(۲) صحیح البخاری باب ازا قال اکفنی موٴ نۃ النخل 312/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انصار کی سخاوت کے بارے میں اللہ تعالی اس طرح فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّئُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾

ترجمہ: اور (ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔ (سورة الحشر، الآية ۹)

اقوال اہل علم

ان واقعات کو مختصر بیان کیا گیا۔ انصار کا ایثار اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ ان کی الفت و محبت، انصار اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے اپنے باغوں سے آدھا حصہ دینا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فصل میں حصہ مقرر فرمایا۔ مہاجرین نے بھی اپنے ان انصار بھائیوں سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اُٹھایا۔

(انصار کے ایثار و قربانی کے یہ واقعات جن کو اسلامی تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی)۔

یہودیوں کے ساتھ معاہدہ

وہ یہودی جو ابھی تک مدینہ منورہ ہی میں مقیم تھے اور وہ اپنے ہی دین پر قائم تھے۔ اس کے باوجود نبی ﷺ نے ان کے ساتھ کوئی سختی اور زیادتی نہیں کی۔ ان کے ساتھ معاہدہ کیا گیا اور ان کو ان کے دینی امور میں آزادی دی گئی۔ ان کے مال وملکیت پر انکا اپنا تصرف دیا گیا ان کو مکمل آزادی دی گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریش کے قاصد مدینہ منورہ میں

ادھر قریش کا بہت بُرا حال تھا ان کی تمام کوششیں نا کام ہوئی قتل کا منصوبہ بیکار گیا۔ سو(۱۰۰) اونٹ بھی انعام میں رکھے گئے اس سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا، ان کی زیادتیوں ، مار پیٹ، ظلم اور قتل ان سب کے باوجود مکہ والے دین کی خاطر اپنا مال و دولت اہل و عیال چھوڑ کر ہجرت کر گئے ۔ قریش مکہ نے اپنے آدمی بھیجے کہ مدینہ منورہ جا کر ان سے کہو، کیا تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو ہمارے ہاتھ سے نکل گئے اور یثرب چلے گئے ہو، ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں ۔ وہاں آ کر ہم تمہارا حساب لینگے۔

یہ محض دھمکی نہیں تھی ۔ رسول اللہ ﷺ کو مشرکین قریش کی ان دھمکیوں اور اُن کے یہ خطرناک عزائم کا علم ہو چکا تھا۔

(اس لیے رسول اللہ ﷺ اکثر رات جاگ کر گزارتے تھے ۔ یا اصحاب رضی اللہ عنہ کے پہرے میں سوتے تھے)۔

امام مسلم اس طرح فرماتے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے : مدینہ منورہ آنے کے بعد رسول ﷺ اکثر رات بھر جاگتے تھے اور حفاظت فرماتے تھے ۔ پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے، کاش کوئی مخلص اور مناسب آدمی ہوتا رات کو پہرہ دینے کے لیے اور ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ ہمیں کچھ آواز آنے لگی ۔ (خشخشہ) یعنی ہتھیار کی آواز ۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کون ہے؟

جواب ملا میں سعد بن ابی وقاص ۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: تم کس لئے آئے ہو،'' کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں خوف آیا آپ ﷺ کو خطرہ ہے میں اس لئے آپ ﷺ کی حفاظت کرنے آیا ہوں'' ۔ نبی ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی اور رسول اللہ ﷺ سو گئے ۔ (یہ توفیق الٰہی تھی ۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راتوں کو جاگتے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے تھے)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا۔ (سورة المائدہ، الآیة ٦٧)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے اترنے کے بعد، رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر باہر نکال کر اس طرح فرمایا:

" یا أیها الناس انصرفوا فقد عصمني الله " (۱)

ترجمہ: اے لوگو! چلے جاؤ (میرے پاس سے) اب میری حفاظت اللہ تعالیٰ کرے گا۔

(یہ آپ کا یقین کامل تھا اللہ تعالیٰ پر کے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں اور اب لوگوں کو پہرا دینے اور حفاظت کی ضرورت نہیں ہے)۔

اِس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت فرمادی، لیکن اسے فرض قرار نہیں دیا۔

ارشاد نازل ہوا وہ اس طرح سے تھا۔

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾

ترجمہ: جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کررہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔

بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔(سورۃ الحج، الآیة ۳۹)

(۱) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة : روي ، مرسلاً ، المحدث : الزيلعي ، المصدر : تخريج الكشاف ، الصفحة أو الرقم 1/414

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سرية نخلة

سریہ نخلہ کا یہ واقعہ ہجرت نبوی کے دوسرے (۲) سال رجب کے مہینے میں پیش آیا۔ اس مہم کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے بارہ (۱۲) افراد کو منتخب فرمایا جو کہ مہاجرین سے تھے۔ اس سریہ کی قیادت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں ایک دستہ روانہ فرمایا اس وقت تنگی و غربت کی وجہ سے ہر دو آدمی کیلئے صرف ایک ہی اونٹ تھا جس پر وہ باری باری سواری کرتے تھے۔

(اس دستہ کے امیر کو رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر لکھ کر دی اور ہدایت فرمائی کہ دو (۲) دن سفر کرنے کے بعد ہی تحریر کو پڑھو گے)۔

وہ لوگ دو (۲) دن چلتے رہے۔ اس کے بعد تحریر دیکھی اس میں لکھا تھا آگے چلتے رہو یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک نخلستان (کھجور کے درختوں) کو پاؤ گے۔ اس جگہ تمہیں قریش کا ایک قافلہ ملے گا جس پر سامان لدا ہوا ہے۔ اس قافلہ کو دیکھو ہمیں خبر دو کہ اس قافلہ میں کتنے آدمی ہیں کیا سامان ہے۔ اس تحریر کو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے پڑھا اور اپنے آپ سے اس طرح کہتے ہیں (السمع والطاعة) ہم نے سنا اور اسی طرح کریں گے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے تم میں سے جس کو شہادت کی تمنا ہو وہ اٹھے اور تیار ہو جائے۔ (جو کوئی موت سے ڈرتا ہو وہ واپس چلا جائے)۔

یہ سننے کے بعد وہ تمام افراد تیار ہوئے کہنے لگے ہم تمہارے ساتھ ہیں وہ لوگ آگے جا رہے تھے راستہ میں دو (۲) افراد کا اونٹ گم ہو جاتا ہے۔ اسعد بن وقاص، عتبہ بن غزوان اونٹ گم ہونے کی وجہ سے یہ دونوں پیچھے رہ گئے تھے، اونٹ ڈھونڈ رہے تھے، اس لئے سریہ کے ساتھ نہیں تھے۔

اس تحریر کے مطابق عبداللہ بن جحش اور انکے ساتھی کھجوروں کے درختوں کے پاس پہنچے اور وہ قافلہ بھی ان کے سامنے آ گیا۔

سب سے پہلا قتل عمرو بن حضرمی کا

اس قافلے کے سامان میں کشمش، کھالیں اور تجارتی سامان تھا۔ اس قافلے کے ساتھ عمرو بن حضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ کے دو بیٹے عثمان اور نوفل اور ان کے ساتھ حکیم بن کیسان تھے۔ مسلمانوں نے قافلہ کو اپنے سامنے پایا، آپس میں مشورہ کرنے لگے، آخر کیا کریں آج رجب کا آخری دن ہے اور رجب کا مہینہ (شہر الاحرام) ہے۔ اگر لڑائی کرتے ہیں تو اس مہینہ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ اگر رات بھر جاگتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں تو یہ قافلے والے حدود حرم میں داخل ہو جائیں گے۔ وہاں پر بھی قتال نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد سب نے فیصلہ کیا کہ حملہ کر دینا چاہیے۔ چنانچہ ایک شخص نے عمرو بن حضرمی کو تیر مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ باقی لوگوں نے عثمان اور حکیم کو گرفتار کر لیا۔ ایک شخص نوفل وہاں سے بھاگ نکلا اور اس کے بعد یہ لوگ ان دو قیدیوں اور قافلہ کے سامان کو لئے ہوئے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرمت والے مہینے ان کے نام

تین مہینے جو کہ ایک ساتھ ہیں: (ذوالقعدہ) (ذو الحجہ) (محرّم) اور ایک مہینہ علیحدہ (رجب)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا بنائی اور آج تک یہ مہینے حرمت والے ہیں۔ جس طرح مکہ مکرمہ میں پہلے ہی سے قتال حرام ہے۔ نبی ﷺ کی ہجرت کے بعد سے مدینہ منورہ میں قتال حرام ہے۔ مسلمانوں کے دو حرمین ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ جن میں قتال حرام ہے۔

اگر مسلمان اس قافلہ کو چھوڑ دیتے وہ مکہ مکرمہ چلے جاتے وہاں پر قتال حرام تھا۔ یہ قتل ان سے ہوا جب رجب کا آخری دن تھا اور یہ شہر الحرام تھا۔ ماہ رجب حرمت کا مہینہ تھا۔ اس طرح کے موقف کی وجہ سے مسلمانوں نے لڑائی کا فیصلہ کیا تھا اور یہ سب سے پہلا مال غنیمت تھا۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے پاس اور سب سے پہلے اس مال غنیمت سے پانچواں حصہ نکالا گیا۔

یہ دو قیدی جو پکڑے گئے سب سے پہلے قیدی تھے۔ سب سے پہلا قتل عمرو بن حضرمی کا ہوا۔ یہ لوگ آتے ہی رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہیں اور جو کچھ ہوا یہ تمام واقعہ بتلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو حرمت والے مہینے میں لڑائی کیلئے نہیں کہا تھا، صرف اس قافلہ کی خبر لانے کیلئے بھیجا تھا۔

(رسول اللہ ﷺ نے ان دو قیدیوں اور مال غنیمت کی تقسیم نہیں کی اس لئے کہ مسلمانوں سے غلطی ہو چکی تھی)۔

اس حادثہ کے بعد مشرکین کو موقع ملا کہ اس بات کا چرچا کریں۔ مسلمانوں نے اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے میں قتل کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ جو اللہ کے احکام کو نافذ کرنے آئے اور یہی مسلمان ان مہینوں کی حرمت کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کے بارے میں الزام تراشی اور ان کو بدنام کرنے لگے۔

ان کی کوشش تھی اسلام کو اور رسول اللہ ﷺ کو بدنام کریں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اس طرح فرمایا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴿٢١٧﴾

ترجمہ: لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان میں لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے، لیکن اللہ کی راہ سے روکنا، اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا، اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے یہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ (سورۃ البقرہ، الآیۃ ٢١٧)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قتل کی اجازت

اس وحی کے بعد اللہ تعالیٰ نے صراحت سے بیان فرمادیا۔مشرکین قریش نے اسلام کے خلاف لڑائی میں مسلمانوں پر کتنا ظلم وستم کیا، کتنے قتل کئے اور ان مظلوم مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑ نا پڑا، اور انکا مال ومتاع عورتوں اور بچوں کو چھین لیا گیا۔ اور وہ مجبور ہو کر ہجرت کر گئے ،اللہ کے رسول ﷺ کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔قریش جب یہ سب کچھ کر رہے تھے۔کیا اس وقت یہ بلد حرام نہیں تھا۔یہی وجوہات تھیں مہاجرین اپنا حق لینا چاہتے تھے۔اس کے لئے خواہ انہیں مشرکین اور کافروں کو قتل ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں صریحاً اجازت دے دی۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴿٢١٧﴾

ترجمہ: یہ فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ (سورۃ البقرہ، الآیۃ ٢١٧)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دلوں کو اطمینان حاصل ہوا۔اللہ کے رسول ﷺ نے ان دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کے ورثاء کو ان کی دیت ادا فرمائی۔ (١)

یہ تمام غزوات اور سرایا معرکۂ بدر سے پہلے کے ہے۔جن کا مختصر بیان اور اہم واقعات درج کیے گئے ہیں۔سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے بعد مشرکین میں خوف وہراس چھا گیا۔ان کی تجارتی نقل وحرکت خطرے میں پڑ چکی تھی۔ اگر مسلمان چاہتے تو کافی لمبا راستہ کاٹ کر بھی ان پر حملہ کر سکتے تھے۔ان کی تجارت جو ملک شام سے تھی۔وہ بھی خطرہ میں پڑ چکی تھی۔اب مدینہ کی قیادت انتہائی، بیدار مغز اور مدبرانہ طور پر کی جارہی تھی، جس کو چلانے والے قائد نبی کریم ﷺ تھے۔

(١) زاد المعاد 2/83-85 ابن هشام 1/591-605

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تحویل قبلہ (قبلہ کا تبدیل ہونا)

بیت المقدس سے مکہ مکرمہ کی طرف

انہی دنوں میں شعبان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۚ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٤﴾

ترجمہ: ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔ اہل کتاب کو اس بات کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے اور اللہ تعالیٰ ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (سورة البقرہ، الآية ١٤٤)

براء بن معرور پہلے شخص، تحویل قبلہ سے پہلے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے

یہ واقعہ ہجرت سے پہلے اور تحویل قبلہ سے پہلے کا ہے۔ بیعت عقبہ الثانیہ کے بعد براء بن معرور، یہ مکہ کی طرف جا رہے تھے۔ مکہ پہنچنے سے پہلے نماز کا وقت ہوا یہ لوگ نماز پڑھنا چاہتے تھے۔ پہلے یہ سب اپنا منہ بیت المقدس کی طرف ہی کرتے تھے۔ براء بن معرور نے سوچا اگر میں منہ بیت المقدس کی طرف کرتا ہوں تو میری پیٹھ کعبہ کی طرف ہوتی ہے اور یہ مناسب نہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا منہ کعبہ کی طرف کر کے نماز پڑھائی اور پیٹھ بیت المقدس کی طرف کی۔ جب نماز ختم کر چکے تو لوگوں نے کہا، تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ نبی ﷺ بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں میں نے یہ اچھا کیا یا نہیں۔ (میں پیٹھ کعبہ کی طرف کرو یہ ٹھیک نہیں سمجھا)

جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور آپ نے اس طرح فرمایا:

''اگر کچھ صبر کر لیتے تو اسی طرف قبلہ کی اجازت دی جاتی''۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

رسول اللہ ﷺ کی یہ تمنا تھی وہ بھی اپنا رخ کعبہ مشرفہ کی طرف کر کے نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت فرما دی۔

تب سے تمام مسلمان کعبہ کی طرف ہی منہ کرتے ہیں۔ (مسلمانوں کا قبلہ کعبہ مشرفہ ہے)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

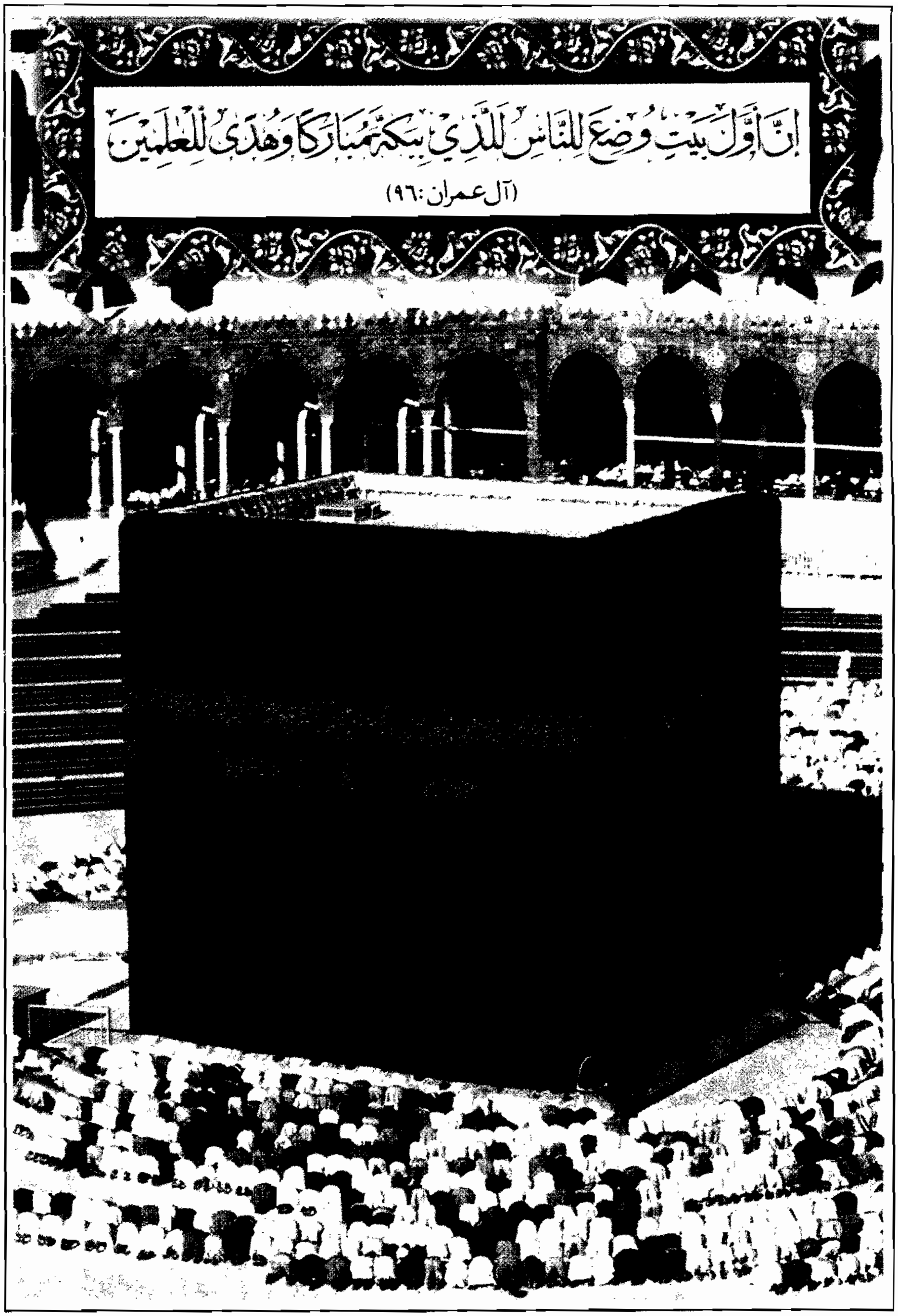

کعبہ مشرفہ

اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکّہ (مکرمہ) میں ہے جو تمام دنیا کے لیے برکت و ہدایت والا ہے۔ (سورۃ آل عمران: ۹۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قتال کی فرضیت

سنۃ دو(۲) ہجری شعبان کے مہینہ میں سریہ نخلہ جو کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تھا، اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر قتال فرض کر دیا اور اس سلسلہ میں کئی واضح آیت نازل فرمائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ اس طرح ہے:

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹۳﴾

ترجمہ: اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے آگے نہ بڑھو یقیناً اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے تم بھی انہیں نکال دو اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔ اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو، یہاں تک کہ وہ تم سے مسجد حرام میں قتال کریں۔ تو تم وہاں بھی انہیں قتل کرو کافروں کی جزا ایسی ہی ہے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔ اور ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے پس اگر وہ باز آجائیں تو تم بھی رک جاؤ زیادتی تو صرف ظالموں پر۔

(سورة البقرة، الآية: ۱۹۰-۱۹۳)

اس آیت کے بعد ہی دوسری آیت نازل ہوئی۔ جن میں جنگ کا طریقہ بتا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ہرگز رائیگاں نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرمائے گا اور ان کا حال درست کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کرے گا، جس سے ان کو واقف کرا چکا ہے۔ اے اہل ایمان اگر تم نے اللہ کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم ثابت رکھے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کافروں سے ٹکراؤ اور ان کی گردنیں مارو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ڔ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝

ترجمہ: تو جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو گردنوں پر وار مارو۔ جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو، (پھر اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر تا وقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔ یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (خود) ہی ان سے بدلہ لے لیتا، لیکن (اس کا منشا یہ ہے) کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعہ سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا۔ اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے انہیں شناسا کر دیا ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ (سورة محمد الاية ٤-٧)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی

جن کے دل جنگ کا حکم سن کر کانپنے اور دھڑ کنے لگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝

ترجمہ: پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت نازل کی جاتی ہے اور اس میں قتال کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اس شخص کی نظر ہوتی ہے جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو، پس بہت بہتر تھا ان کے لیے۔ (سورة محمد، الآیہ ٢٠)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ بدر کبریٰ (رمضان المبارک سنۃ ۲ ہجری)

قریش کا ایک بہت بڑا قافلہ تجارتی سامان سے لدا ہوا شام سے آ رہا تھا۔ اس قافلہ کی قیادت ابوسفیان کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی۔ آپ ﷺ نے دو (۲) اشخاص کو معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا جن کے نام یہ ہیں۔

طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم۔ یہ دونوں (حوراء) کے مقام تک گئے۔ اس مقام پر قافلے کو پایا۔ یہ دونوں فوراً واپس مدینہ منورہ آئے اور نبی ﷺ کو خبر دی کہ یہ قافلہ (حوراء) کے مقام پر ہے۔ اس قافلہ کی قیادت ابوسفیان کر رہا ہے ان کی تعداد اتنی ہے اور اس قافلے کے ساتھ تجارتی سامان بہت زیادہ ہے اور اس کی حفاظت کے لیے صرف چالیس (۴۰) آدمی ہیں یہ سنکر اللہ کے رسول ﷺ نے اعلان کروایا چلو تیار ہو جاؤ (یہ قریش کا قافلہ ہے اور یہ انکا سامان مال اور دولت ہے)۔ اگر اللہ نے چاہا تو یہ اموال تمہیں عطا فرمائے گا آپ نے اعلان کیا جو چلنا چاہے چلے اور جو نہ چاہے ضروری نہیں کہ وہ ساتھ چلے۔

رسول اللہ ﷺ نے تیاری کی اور آپ کے ساتھ تین سو (۳۰۰) سے کچھ زیادہ افراد تیار ہوئے جو کہ اصحاب رسول تھے۔[1]

اس پورے لشکر میں صرف دو (۲) گھوڑے اور ستر (۷۰) اونٹ تھے ہر ایک اونٹ پر دو (۲) یا تین (۳) افراد باری باری سوار ہوتے تھے اور جو گھوڑے والے اصحاب تھے۔ ایک زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ دوسرے مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اونٹ تھا۔

جس پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور مرثد ابی مرثد رضی اللہ عنہ سب باری باری سواری کرتے اور اس لشکر کے غزوہ کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا اور نہ مکمل تیاری کی تھی۔ اس وقت ان تمام کے حالات بھی غربت کی وجہ سے خستہ تھے، اونٹوں اور گھوڑوں کی بھی کمی تھی۔ (اس لشکر میں مہاجرین اور انصار بھی تھے قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے افراد بھی تھے)۔

اسلامی لشکر کی تنظیم اس طرح کی گئی

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی لشکر کی ترتیب اس طرح فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کی قیادت اور جھنڈا دیا یہ قریشی تھے۔ مہاجروں کا ایک دستہ بنایا گیا انکی قیادت اور جھنڈا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ انصار کا ایک دستہ بنایا گیا انکی قیادت اور جھنڈا اسعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا میمنہ سنبھالنے کی ذمے داری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور میسرہ کو سنبھالنے کی ذمہ داری مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ ان تمام قیادتوں اور اسلامی لشکر کی قیادت رسول کریم محمد بن عبد اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔

---

(۱) أخرجه أبو داود في كتاب الجهاد باب في نقل السرية رقم:2747 والحاكم: 145/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قافلہ قریش ابوسفیان کی قیادت میں

ابوسفیان قریش کے سرداروں میں تھے اور یہ واقعہ ان کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے اس قافلہ کی قیادت وہی کر رہے تھے۔ ابوسفیان اور قافلے والوں کو ڈر و خوف تھا کہ مسلمان اور نبی ﷺ اس قافلے کے تعاقب کے لیے نکل چکے ہیں۔ ابوسفیان بہت محتاط اور ہوشیار شخص تھا وہ مسلسل آتے جاتے ہوئے آدمیوں سے قافلوں کی نقل وحرکت کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا۔ اس کو جب مکمل یقین ہو چکا کہ قافلہ پر حملہ ہونے والا ہے تو ابوسفیان نے ایک شخص کو اجرت دے کر مکہ بھیجا اس شخص کا نام ضمضم بن عمرو غفاری تھا کہا کہ وہ فوراً مکہ مکرمہ جائے قافلے کی حفاظت کے لیے عام ندا لگائے، ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ آیا اور اس نے ندا لگائی یا معاشر القریش مدد ، مدد، تمہارا مال جو ابوسفیان کے ہمراہ ہے اس پر محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا ہے فوراً اُن کی مدد کو پہنچو۔ (اس وقت ضروری اور فوراً اعلان کرنا ہوتا تو اس طرح کرتے تھے۔ عرب دستور کے مطابق اعلان کرنے والا اپنے کپڑے الٹے پہنتے، کپڑے پھاڑے جاتے اور اپنے اونٹ کا ہونٹ پھاڑ دیا جاتا اور وہ اس طرح ندا لگاتے تھے)۔

جنگ کے لئے اہل مکہ کی تیاری

یہ آواز سنتے ہی لوگ ہر طرف دوڑ پڑے اور سب کہنے لگے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی سمجھتے ہیں یہ قافلہ بھی ابن حضرمی کا قافلہ ہے، نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم انہیں بتائیں گے اور ان کو پتہ چل جائے گا، ہمارا معاملہ کچھ اور ہے۔ سب جنگ کے لئے ہتھیار اور سواریوں سے لیس ہو کر نکلتے ہیں۔ قریش کے تمام بڑے بڑے سردار تیار ہو گئے اور ان کے ساتھ ان کے تمام آدمی جنگ کے لئے نکلے، صرف ابولہب جو نبی ﷺ کا چچا تھا اس نے ایک شخص کو بلوایا، جس پر انکا قرض تھا اور اس سے کہا جو کچھ قرض ہے معاف کر دیتا ہوں۔ (اگر تو میرے بجائے جا کر محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے قتال کرے) تو اس طرح ان کے بجائے یہ شخص چلا جاتا ہے اور تمام وادیوں کے قبائل بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے، صرف قبیلہ بنو عدی ان کے ساتھ شریک نہیں ہوا کفار قریش کے لشکر کی قیادت ابوجہل بن ہشام کے ہاتھ میں تھی اور وہ مکمل تیاری کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا تھا۔ اس جنگ کے مقاصد یہ تھے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے وہ عرب ان ہی کے بھائی رشتہ دار تھے اور اُن ہی کے اپنے قبیلہ قریش سے تھے اور انکا قصور صرف یہ تھا کہ وہ اسلام لائے اور ایک اللہ کو ماننے لگے تھے۔

مکی لشکر کی تعداد

ابتدا میں مکی لشکر کی تعداد تیرہ (۱۳۰۰) سو تھی ان کے پاس چھ (۶۰۰) سو گھوڑے اور چھ (۶۰۰) سو زرہ بکتر اور بہت زیادہ اونٹ تھے جن کی تعداد کا صحیح علم نہیں تھا۔ اس لشکر کا سپہ سالار ابوجہل بن ہشام تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کا قافلہ بچ نکلتا ہے

ابوسفیان اپنے قافلہ کے ساتھ عام راستہ جو ملک شام کی طرف جاتا ہے اس سے ہٹ کر مکہ مکرمہ کی طرف جانے والے راستہ پر چل پڑتے ہیں۔ جب انہیں پتہ چلا کہ حملہ کیا جائے گا تو اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے معلومات کی اور نکل پڑے۔

جب بدر کے مقام پر پہنچتے ہیں وہاں پر مجدی بن عمرو سے ملاقات کی اور لشکر مدینہ منورہ کے بارے میں دریافت کیا۔ مجدی نے کہا، "میں نے کوئی لشکر وغیرہ نہیں دیکھا البتہ دو سوار دیکھے تھے جنہوں نے ٹیلے کے پاس اپنے جانور بٹھائے۔ پھر اپنے مشکیزے میں پانی بھر کر چلے گئے"۔ ابوسفیان فوراً اس جگہ جاتا ہے اور اونٹ کی میگنیاں اُٹھا کر توڑیں تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں نکلیں۔ (یہ دیکھتے ہی ابوسفیان نے کہا، اللہ کی قسم! یہ یثرب کا چارہ ہے) وہ تیزی سے واپس آ کر قافلہ کو مغرب کی طرف موڑ کر اسکا رُخ ساحل کی طرف کر دیتا ہے اس طرح وہ قافلے کو مدنی لشکر سے بچا لیتا ہے۔ مکی لشکر کے بچ نکلنے کی اطلاع دیتے ہوئے اس آنے والے مکہ کے لشکر کو واپس چلے جانے کا پیغام بھجواتا ہے۔ ہمارا قافلہ بچ گیا ہے اور اب آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں کی تعداد اور کفار قریش کی تعداد

رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ قافلہ کو پکڑنے اس پر حملہ کرنے نکلے تھے۔ ان مسلمانوں نے سب کو ساتھ نہیں لیا اور نامکمل تیاری ہی کی تھی مسلمانوں کے پاس صرف دو گھوڑے تھے۔ جملہ افراد جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ تین (۳۰۰) سو کے اُوپر تھے۔ اونٹوں کی تعداد صرف ستّر (۷۰) تھی ہر تین آدمیوں لئے صرف ایک اونٹ تھا۔

مسلمانوں کے پاس	کفار قریش کے پاس
جملہ افراد تین (۳۰۰) سو سے زیادہ۔	جملہ افراد تیرہ (۱۳۰۰) سو سے زیادہ تھے۔
گھوڑے صرف دو (۲) اور دو (۲) سوار۔	گھوڑے ان کے ساتھ چھ (۶۰۰) سو تھے۔
اونٹ صرف ستّر (۷۰)۔	اونٹ ان کے افراد سے زیادہ تھے۔
قافلہ کو پکڑنے چلتے ہیں۔	مشرکین ہتھیار سے لیس جنگ کرنے نکلتے ہیں۔

کفار قریش تعداد میں بہت زیادہ تھے۔

کفار قریش سواریوں اور ہتھیاروں سے لیس تھے۔

کفار قریش مکمل طور پر تیار ہو کر جنگ اور لڑائی کے لئے نکلتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾

ترجمہ: ان لوگوں جیسے نہ بنو اتراتے ہوئے اور لوگوں میں خودنمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے، جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے گھیر لینے والا ہے۔ (سورة الانفال، الآية ٤٧)

تبصرہ: اہل علم کا قول:

اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح فرماتا ہے مومنین سے۔ کافروں سے مقابلہ کے وقت میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے اور صبر کرنے کی تاکید فرمائی اور آپس کے تنازع اور اختلاف سے منع فرمایا۔ اور نامردی بزدلی، ڈرپوکی سے روکا۔
اللہ پر بھروسہ کرنے کا حکم دیا۔ یہی شجاعت اور اطاعت رسول ﷺ تھی اور ان مومنین کا صبر واستقلال تھا جس کے باعث اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان مومنین کی اور اپنے برحق رسول کریم ﷺ کی مدد فرمائی۔

ابوجہل کا غرور

مکہ والوں کو یہ اطلاع ملی ان کا قافلہ بچ نکلا۔ قریش کا ظالم وجابر سردار ابوجہل یہ سنکر کہتا ہے اللہ کی قسم! ہم واپس نہیں جائیں گے، ہم سب بدر کے مقام پر جائیں گے وہاں پر تین (۳) دن قیام کریں گے اور وہاں پر اونٹ کاٹیں گے، کھانا کھائیں گے اور خوب شراب پئیں گے، ناچنے والیوں سے ناچ کروائیں گے کہ وہ ہمیں خوش کرینگی۔

(ہمارے اس کارنامہ اور ہماری اس بڑی تعداد کا عرب جزیرہ میں چرچا ہوگا)۔

مشرکین قریش میں سے ایک شخص جسکا نام اخنس بن شریق تھا اٹھا اور کہنے لگا اب لڑائی باقی نہیں۔ ہمارا مال صحیح سالم مل گیا اب ہمارا واپس چلے جانا ہی بہتر ہے مگر اس کی بات کسی نے نہ مانی۔ اس نے کہا میں تو واپس چلا جاتا ہوں اور اس کے ساتھ بنی زہرہ کے قبیلے والے بھی واپس چلے گئے۔ واپس جانے والے تقریباً تین سو (۳۰۰) افراد تھے۔ پہلے وہ تمام تیرہ سو (۱۳۰۰) افراد تھے اب کفار مکہ کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) رہ گئی۔

رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے مشورہ فرماتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے حالات کی اس اچانک تبدیلی کے پیش نظر اپنے تمام اصحاب کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا۔
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے دی فرمایا: یارسول اللہ ﷺ آپ جس طرح کرنا چاہیں وہی بہتر ہے آپ اُسی طرح کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ نے بھی فرمایا: یارسول اللہ ﷺ آپ جس طرح چاہیں وہی بہتر ہے ویسا ہی کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ ان کے بعد مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آپ جس طرح چاہتے ہیں کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو بہتر چاہتا ہے اسی طرح کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے، بنی اسرائیل نے کہا تھا۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾

ترجمہ: تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ (سورة المائده، الآية ٢٤)

"بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ اور پروردگار چلیں اور لڑیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ لڑیں گے" اور اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہم کو (بـرك غمـاد) تک لے چلیں تو ہم راستے والوں سے لڑتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ وہاں پر بھی چلیں گے۔ (برك غماد) جزیرہ عرب میں ایک جگہ کا نام ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ یہ سنکر خوش ہوئے ان کے حق میں خیر کے کلمات ارشاد فرماتے ہیں اور ان کو دعا دی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ یہ باتیں سنکر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر خوشی اور مسرت دیکھی میں بھی تمنا کرنے لگا کاش میں بھی کچھ اس طرح کہتا جسے سنکر رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے اور میرے لیے بھی خیر کے کلمات اور دعا فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب اور مقداد، رضی اللہ عنہم کی رائے معلوم کی یہ تمام مہاجر تھے اور تعداد میں بہت کم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ انصار کی رائے بھی معلوم کی جائے کیونکہ وہی اکثریت رکھتے تھے اور اس معرکہ کا تمام بوجھ انہی کی شانوں پر پڑنے والا تھا اور بیعت عقبہ کی رو سے ان پر لازم نہیں تھا کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر جنگ کریں۔

آپ ﷺ نے ان تینوں افراد کی باتیں سننے کے بعد اس طرح فرمایا۔

"أشيروا علي أيها الناس" (١)

ترجمہ: "لوگوں! مجھے مشورہ دو"۔ اس سے *(مقصود انصار تھے)*

یہ سن کر انصار کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو علمبردار بھی تھے انہوں نے بھانپ لیا کہ اللہ کے رسول ﷺ انصار کی رائے اور مشورہ جاننا چاہتے ہیں (کیونکہ رسول اللہ ﷺ تینوں اصحاب کی بات سنی اور اس کے باوجود کہتے ہیں مجھے مشورہ دو)۔

---

(١) الراوي : محمد بن اسحاق ، خلاصة الدرجة : له شواهد ، المحدث : ابن كثير ، المصدر : البداية والنهاية ، الصفحة أو الرقم 3/261

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعد بن معاذ کے قول کو سن کر نبی ﷺ کا دل خوش ہو جاتا ہے

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم سے بھی کچھ سننا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں تم لوگوں سے بھی سننا چاہتا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم ایمان لائے آپ ﷺ کو سچا جانا اور ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ جو کچھ لیکر آئے ہیں وہ حق ہے اور ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی کہ آپ ﷺ کی بات سنیں گے اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے احکام کی پیروی کریں گے اور آپ ﷺ کی اطاعت کریں گے آپ ﷺ جیسا چاہیں کریں اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اگر آپ ﷺ سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ (آپ ﷺ ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکرا جائیں ہم جنگ میں پامردلڑنے میں جواں مرد ہیں) اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دکھائے گا جس سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی آپ ﷺ کا جو ارادہ ہے اس کے لیے پیش قدمی فرمائیں اللہ برکت دے۔

ایک اور روایت میں اس طرح بھی ہے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یا رسول اللہ ﷺ شاید آپ ﷺ سوچ رہے ہیں ہمارا حق یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی مدد و نصرت اپنے ملک میں ہی کریں گے۔ میں تمام انصار کی طرف سے یہ کہہ رہا ہوں اور انکی طرف سے جواب دے رہا ہوں، آپ جیسا کرنا چاہتے ہیں کر دیں (آپ ﷺ جس کی رسّی کو کاٹنا چاہیں کاٹیں اور جس کو ڈھیل دینا چاہیں ڈھیل دے دیں) ہمارے مال سے جو چاہیں لے لیں اور جو چاہیں ہمیں دے دیں جو کچھ آپ ﷺ ہم سے لیں ہم اس میں خوش ہیں۔ جو کچھ بھی آپ ﷺ ہمیں دیں اس میں ہم خوش ہیں اور آپ ﷺ جو کچھ بھی فرمادیں گے وہ آپکا حکم ہوگا اسکی تعمیل ہوگی۔ اللہ کی قسم! اگر آپ ﷺ پیش قدمی کرتے ہوئے (بَرك غِماد) تک جائیں ہم بھی آپ ﷺ کا ساتھ دینگے۔ یہ سنکر رسول اللہ ﷺ پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آپ ﷺ پر نشاط طاری ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سيروا وأبشروا فإن الله قد وعدني إحدى الطائفتين والله لكأني الآن أنظر إلي مصارع القوم" (۱)

ترجمہ: چلو اور خوشی خوشی چلو، "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دو گرہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے"۔ واللہ اس وقت گویا میں اس قوم کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔

(۱) الراوي : محمد بن اسحاق ، خلاصةالدرجة : له شواهد ، المحدث : ابن كثير ، المصدر : البداية والنهاية، الصفحة أو الرقم 3/261

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اسلامی لشکر چلتا ہوا بدر کے مقام کے قریب پہنچا اور وہاں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے قیام کیا۔

مکی لشکر کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں

رسول اللہ ﷺ نے اسی روز شام کے وقت دشمن کے بارے میں حالات کا پتہ لگانے کے لئے مہاجرین کے تین (۳) قائدین کو بھیجا ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) علی بن أبي طالب رضی الله عنه (۲) زبیر بن عوام رضی الله عنه (۳) سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه

یہ تینوں اشخاص کو ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا یہ لوگ سیدھے بدر کے چشمے پر پہنچے وہاں پر دو غلام مکی لشکر کے لئے پانی بھر رہے تھے۔ (ان غلاموں کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لیکر آئے اس وقت آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے)۔ صحابہ نے ان دونوں غلاموں سے چھان بین شروع کی۔ تم کون ہو؟ تو وہ کہنے لگے ہم قریش کے جانوروں کو پانی پلانے والے ہیں۔ مسلمان کہنے لگے نہیں تم ابوسفیان کے آدمی ہو، ان دونوں نے کہا نہیں، ہم قریش مکہ کے آدمی ہیں۔ مسلمانوں نے مار پیٹ کی، پھر پوچھا، سچ سچ بتلاؤ اور جب مار دوبارہ پڑنے لگی، تو ان دونوں نے کہا ہم، ابوسفیان کے آدمی ہیں۔

یہ اعتراف کرتے ہی انہوں نے ہاتھ روک لیا۔

رسول اللہ ﷺ نماز ہی میں مشغول تھے جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے سچ بولا تم لوگوں نے ان کو مارا جب انہوں نے جھوٹ بولا ان کو چھوڑ دیا وہ آدمی قریش مکہ کے ہی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ غیب نہیں جانتے تھے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی تھی اللہ نے آپ ﷺ کو بتلا دیا۔ صلوات الله و سلامه علیه

رسول اللہ ﷺ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: قریش کے بارے میں بتلاؤ وہ کہاں پر ہیں؟۔ اُن دونوں نے کہا اُس ٹیلے کے پیچھے کی طرف ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اُن کی تعداد کتنی ہے؟ وہ بہت زیادہ ہیں۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اُن کے ساتھ کس طرح کا ہتھیار ہے؟ ہمیں معلوم نہیں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ہر روز وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟۔ کسی دن دس (۱۰) اونٹ اور کسی دن نو (۹) اونٹ ذبح کیے جاتے ہیں۔

یہ سنکر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اُس لشکر میں نوسو (۹۰۰) اور ایک ہزار (۱۰۰۰) کے درمیان افراد ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے دریافت فرمایا:

اس لشکر میں اشراف قریش سے کون کون ہیں ان لوگوں نے بتلایا عُتبَہ، شَیبَہ بن ربیعه، ابو البختری بن هشام، حکیم بن حزام، نَوفَل بن خُوَیلد، حارث بن عامر، طُعَیمه بن عَدِی، نضر بن حارث، زَمعَه بن اسود، ابوجهل بن هشام، اُمَیه بن خلف اور ان دونوں نے مکہ کے بہت سے سرداروں اور اشرافِ قریش کے نام بتلائے۔

یہ سنکر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، مکہ نے اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو انڈیل دیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ

اے اللہ کے رسول ﷺ کیوں نہ ہم آپ ﷺ کے لئے اس ٹیلے کے اُوپر ایک (عریش) بنائیں (عریش کھجور کے درخت کی ڈالیوں سے بنایا جاتا ہے) ۔آپ ﷺ اس عریش میں تشریف فرمائیں آپکے ساتھ آپکی سواری بھی مہیا رکھیں گے اور اس کے بعد ہم دشمن سے لڑیں گے اگر اللہ نے ہمیں عزت بخشی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو یہ وہ چیز ہوگی جو ہمیں پسند ہے۔

اگر دوسری صورت پیش آ گئی تو آپ ﷺ سواری پر سوار ہو کر ہماری قوم کے ان لوگوں کے پاس جائیں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔

درحقیقت آپ ﷺ کے پیچھے "اے اللہ کے نبی ﷺ ایسے لوگ رہ گئے ہیں کہ ہم آپ کی محبت میں ان سے بڑھ کر نہیں ہیں"۔

اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ جنگ سے دوچار ہوں گے تو وہ ہرگز پیچھے نہ رہتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا وہ آپ ﷺ کے خیر خواہ ہونگے اور آپ ﷺ کے ہمراہ جہاد کریں گے۔ یہ سنکر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور مسلمانوں نے ایک اونچے ٹیلے پر عریش بنائی جہاں سے پورا میدان جنگ دکھائی پڑتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ میدان جنگ میں تشریف لے گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی ترتیب فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے جاتے تھے۔"انشاء اللہ یہ کل فلاں کی قتل گاہ ہے اور یہ فلاں کی قتل گاہ ہے" اسی طرح آپ نے کئی اشخاص کا نام لیکر فرمایا نبی ﷺ صحابہ کرام اپنے لشکر سمیت قریب ترین چشمہ پر قیام تھا پھر صحابہ کرام نے پانی کا حوض بنایا باقی تمام چشموں کو بند کر دیا گیا اور لشکر نے وہیں پر رات گزاری اور اسی رات وہاں پر بارش ہوئی مسلمانوں کو سکون قلب وراحت واطمینان حاصل ہوا ان کے دل پُر اعتماد ہو گئے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔

مسلمانوں کے لئے رب کی بشارتیں

اللہ تبارک تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔ (سورة الانفال، الآية ١١)

رسول اللہ ﷺ اور تمام اسلامی لشکر نے جہاں پر پڑاؤ ڈالا تھا وہاں کی زمین خشک اور سخت تھی۔ اس رات کی بارش سے وہاں کی زمین نرم ہوگئی اور کھڑے رہنے کے قابل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک کر دیا اور شیطان کی گندگی ان سے دور فرما دی، دل مضبوط کر دیئے اور قدم جما دیئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرکین جس زمین پر تھے پہلے ہی سے نرم تھی اور بارش کی وجہ سے وہ زمین کیچڑ میں لت پت ہوگئی جسکی وجہ سے اس پر کھڑا ہونا دشوار ہوگیا۔

قریش مدنی لشکر کی قوت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں

یہ واقعہ جمعہ کے دن سترہ (۱۷) رمضان سنۃ ۲ ہجری کا ہے جب قریش مطمئن ہو چکے تو انہوں نے مدنی لشکر کی تعداد اور انکی قوت کا اندازہ لگانے کے لئے (عمیر بن وھب جمحی) کو روانہ کیا عمیر نے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کا چکر لگایا۔ پھر واپس جا کر بتایا کہ وہ لوگ تقریباً تین (۳۰۰) سو سے کم یا زیادہ ہیں ذرا ٹھہرو میں اور آگے جا کر دیکھ لوں ان کی کوئی کمیں گاہ یا پیچھے کوئی کمک تو نہیں ہے؟ اس کے بعد گھوڑا دوڑاتا ہوا وادی میں بہت دور تک نکل گیا لیکن اُسے کچھ دکھائی نہ دیا، وہ واپس آ کر کہتا ہے۔ میں نے کچھ نہیں پایا پھر کہنے لگا اے قریش کے لوگو! جو کچھ میں نے دیکھا وہ بلائیں ہیں جو موت کو لادے ہوئے ہیں۔
یثرب کے اونٹ اپنے اوپر خالص موت کو سوار کیے ہوئے ہیں جن کی حفاظت کو انکی تلواریں ہیں اور کوئی چیز نہیں اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی آدمی تمہارے آدمی کو قتل کئے بغیر نہ جائے گا اور اگر تمہارے خاص خاص افراد کو انہوں نے مار لیا تو اس کے بعد جینے کا مزہ ہی کیا ہے! اس لئے ذرا اچھی طرح سوچ سمجھ لو (عمیر بن وھب جمحی) کی بات کسی نے نہ مانی۔ ابو جہل اٹھا اور سب کو لڑنے کا حکم دیا۔ وہ تمام ابو جہل کے فیصلہ کو مان لیتے ہیں اور (عمیر بن وھب جمحی) کا مشورہ ان کو پسند نہیں آیا یہ ان کا تکبر اور غرور تھا ہم تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور گھوڑوں اور ہتھیار سے لیس ہیں۔

دونوں طرف کے لشکر آمنے سامنے

جب مشرکین کا لشکر سامنے نمودار ہوا اور دونوں لشکر ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگیں تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ یہ قریش ہیں جو اپنے پورے غرور و تکبر کے ساتھ تیری مخالفت کرتے ہوئے اور تیرے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہوئے آگئے ہیں۔ (اے اللہ میری مدد و نصرت فرما جس کا تو نے وعدہ کیا ہے) ۔اے اللہ آج انہیں نیست و نابود کر دے''۔
اسلامی لشکر بھی صفیں درست کرنے لگے اور اللہ کے رسول ﷺ صفیں درست کروا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس کے ذریعے آپ صف سیدھی فرما رہے تھے۔ ایک شخص جن کا نام سواد بن غزیہ تھا۔ وہ صف سے آگے نکلے ہوئے تھے۔ رسول ﷺ نے تیر کا دباؤ ڈالتے ہوئے فرمایا، سواد! برابر ہو جاؤ۔ سواد نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، مجھے بدلہ چاہیے۔ رسول ﷺ نے اپنا پیٹ کھول دیا اور فرمایا، بدلہ لے لو۔ سواد آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور پیٹ کا بوسہ لینے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سواد اس حرکت پر تمہیں کس بات نے امادہ کیا؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو کچھ درپیش ہے آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ میں نے چاہا ایسے موقعے پر آپ ﷺ سے آخری معاملہ یہ ہو کہ میری جلد آپ ﷺ کے جسم مبارک سے چھو جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے اپنی صفوں کو درست کرلیا اور دوسری طرف کفار قریش نے بھی اپنی صفوں کو درست کیا۔

مبارزت

عرب عادات اور روایات کے مطابق باقاعدہ لڑائی سے پہلے طرفین کے کچھ بہادر جنگجو سامنے آتے اور آپس میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے، اس کو مبارزت کہتے ہیں۔

مشرکین کی طرف سے تین نامور بہادر نکلے جو سب ایک ہی خاندان کے افراد تھے، جن کے نام یہ ہیں۔

عتبہ اور شیبہ ، ربیعہ کے بیٹے تھے۔ اور تیسرا ولید جو عُتبہ کا بیٹا تھا۔

یہ اپنی صفوں سے باہر آئے اور سامنے آ کر مبارزت اور مقابلے کی دعوت دی۔

مسلمانوں کے لشکر سے تین اشخاص مقابلے کے لئے نکلے جو انصار سے تھے۔

عَوف اور مُعوِذ رضی اللہ عنہم۔ یہ دونوں حارث کے بیٹے تھے اور تیسرے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

قریشیوں نے دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا، ہم انصار کی ایک جماعت سے ہیں۔ قریشیوں نے کہا، آپ لوگ شریف مدمقابل ہیں لیکن ہمیں آپ سے سروکار نہیں۔ ہم تو اپنے چچیرے بھائیوں کو چاہتے ہیں)۔ پھر ان کے منادی کرنے والے نے آواز لگائی۔

محمد (ﷺ)....! ہمارے پاس ہماری قوم کے ہمسروں کو بھیجو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ عبیدہ بن حارث ! اٹھو (رضی اللہ عنہ) (رسول ﷺ کے چچا کے لڑکے ہیں)

۲۔ حمزہ ! اٹھو (رضی اللہ عنہ) (رسول ﷺ کے چچا ہیں)

۳۔ علی بن ابی طالب! اٹھو (رضی اللہ عنہ) (رسول ﷺ کے چچیرے بھائی اور آپ کے داماد ہیں)

(یہ تمام رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہیں)۔

یہ تینوں صفوں سے باہر آئے مشرکین نے پوچھا تم کون ہو؟ ان کو بتلایا گیا۔ ان کے نام، قریشیوں نے کہا۔ آپ لوگ شریف مدمقابل ہیں۔ اس کے بعد معرکہ آرائی ہوئی۔

عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ جو عمر رسیدہ تھے انکا مقابلہ عتبہ بن ربیعہ سے ہوا، حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید بن عتبہ سے ہوا۔

حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ان دونوں نے اپنے مدمقابل کو قتل کر دیا۔

عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مدمقابل کے درمیان ایک ایک وار کا تبادلہ ہوا دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو گہرا زخم لگایا اتنے میں حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے اپنے شکار سے فارغ ہو کر آ گئے، آتے ہی عتبہ پر ٹوٹ پڑے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کا کام بھی تمام کر دیا۔عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اٹھالائے۔ان کا پاؤں کٹ گیا تھا اور اس چوٹ کے اثر سے ہی آپ تین (۳) دن کے بعد انتقال فرما گئے۔ یہ مبارزہ ختم ہوا، کفار قریش کے تین (۳) بہت بڑے بہادر قتل کر دیئے گئے۔ یہ دیکھ کر مشرکین غضب ناک ہو گئے اور وہ بے قابو ہو کر سب ملکر ایک ساتھ حملہ آور ہوئے۔ دوسری طرف مسلمان اپنے رب سے نصرت اور مدد کی دعا کرنے کے بعد اپنی اپنی جگہوں پر جمے اور دفاعی موقف اختیار کیا، مشرکین کے تابڑ توڑ حملوں کو روک رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا کی

آپ ﷺ کی دعا یہ تھی: " اللهم ! أنجز لي ما وعدتني . اللهم! ت ما وعدتني . اللهم ' ن تهلك هذه العصابه من أهل الاسلام لا تعبد في الأرض" (۱)

ترجمہ: اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمادے۔الٰہی التجا کرتا ہوں تیرے عہد اور وعدہ کا۔اے اللہ! اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت اور تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت کبھی نہ کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ بہت گڑگڑائے، خوب تضرّع کے ساتھ دعا کی اور دعا کرتے وقت آپ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے تھے، یہاں تک کہ دونوں کندھوں سے چادر گر گئی۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر درست کی اور فرمایا۔
"اے اللہ کے رسول ﷺ بس کیجئے اللہ آپ کی ضرور مدد فرمائیگا"۔اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی کی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے پاس وحی بھیجی۔

أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾

ترجمہ: میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگا تار چلے آئیں گے۔ (سورة الانفال، الآية ٩)

---

(۱) الراوي : عمر بن الخطاب ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : مسلم ، المصدر : المسند الصحيح ، الصفحة أو الرقم 1763

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ﴿١٢﴾

ترجمہ: میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔

(سورة الانفال، آية ١٢)

فرشتوں کا نزول

ابن اسحاق کی روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) خوش ہو جاؤ، تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے فرشتوں کے آگے آگے چلتے ہوئے آ رہے ہیں۔ گرد و غبار میں اٹے ہوئے اور اس کے بعد آپ عریش کے باہر آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے زرہ پہن رکھی تھی رسول اللہ ﷺ جوش و خروش سے آگے بڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ فرماتے جا رہے تھے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ: عنقریب یہ جماعت شکست دی جائے گی اور پیٹھ دے کر بھاگے گی۔ (سورة القمر، آية ٤٥)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مُٹھی مٹی لی اور قریش کی جانب رُخ کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: (شاهت الوجوه) چہرے بگڑ جائیں۔ اور ساتھ ہی مٹی ان کے چہروں کی طرف پھینک دی پھر مشرکین میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کی دونوں آنکھیں، منہ اور ناک میں اس مُٹھی بھر مٹی میں سے کچھ نہ کچھ گیا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ﴿١٧﴾

ترجمہ: اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ (سورة الانفال، آية ١٧)

مسلمانوں کا جوابی حملہ

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے لشکر کو جوابی حملے کا حکم دیا: اور آپ ﷺ نے ان کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: "(شدوا) چڑھ دوڑو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، ان سے جو آدمی بھی ڈٹ کر ثواب سمجھ کر آگے بڑھ کر اور پیچھے نہ ہٹ کر لڑے گا اور مارا جائے۔ اللہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا"۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قتال پر ابھارتے ہوئے اس طرح بھی فرمایا: ”اس جنت کی طرف اُٹھو جس کی پہنائیاں آسمانوں اور زمین کے برابر ہیں“۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر عمیر بن حمام نے کہا (بخ ۔ بخ) اس کا کیا مطلب۔ یارسول اللہ ﷺ اسکا مطلب ٹھیک ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم اسی جنت کے اہل سے ہونا چاہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو بشارت دی تم اہل جنت سے ہی ہو۔ اس کے بعد عمیر بن حمام اپنے توشہ دان سے کچھ کھجوریں نکال کر کھانے لگے۔ پھر بولے، اگر میں اتنی دیر تک زندہ رہا کہ اپنی کھجوریں کھالوں تو یہ تو لمبی زندگی ہو جائے گی۔ چنانچہ ان کے پاس جو کھجوریں تھیں انہیں پھینک دی۔ پھر مشرکین سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ [1]

[illegible]

جس وقت رسول اللہ ﷺ نے جوابی حملے کا حکم صادر فرمایا: دشمن کے حملوں کی تیزی ختم ہو چکی تھی اور ان کا جوش وخروش سرد پڑ چکا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جوش شہادت شباب پر تھا۔ انہوں نے نہایت سخت تند حملہ کیا، صفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے اور دشمن کی گردنیں کاٹتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس زرہ پہنے تیز تیز چلتے ہوئے تشریف لا رہے تھے اور آپ ﷺ پورے یقین وصراحت کے ساتھ فرما رہے تھے: ”عنقریب یہ جتھہ شکست کھا جائے گا، اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا“۔ یہ سن کر مسلمانوں کے جوش میں مزید تیزی آ گئی۔ مسلمانوں نے پُر جوش لڑائی لڑی۔

فرشتوں نے ان کی مدد فرمائی

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مسلمان ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا کہ اچانک اس مشرک پر کوڑے پڑنے کی آواز آئی اور ایک شہسوار کی آواز سنائی پڑی جو کہہ رہا تھا (اقدم حیزوم)! یعنی فرشتہ، چند قدم آگے بڑھو۔ مسلمان نے مشرک کو اپنے آگے دیکھا کہ وہ چت گرا ہوا ہے۔ آگے جا کر دیکھتا ہے اس کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا چہرہ پھٹا ہوا تھا جیسے کوڑے سے مارا گیا ہو۔ اس انصاری مسلمان نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سچ کہتے ہو، یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی“۔ [2]

ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں: میں ایک مشرک کو مارنے کے لئے دوڑ رہا تھا کہ اچانک اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے پہلے ہی کٹ کر گر گیا۔ میں سمجھا کہ میرے بجائے کسی اور نے قتل کیا ہے۔

---

(۱) مسلم: 139/2 مشکوۃ 331/2

(۲) مسلم 93/2 وغیرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک انصاری عباس بن عبدالمطلب کو قید کر کے لائے عباس بن عبدالمطلب کہنے لگے،''واللہ! مجھے اس نے قید نہیں کیا ہے، مجھے تو ایک بے بال کے سر والے آدمی نے قید کیا ہے جو نہایت خوبرو تھا اور ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا۔ اب میں اسے لوگوں میں دیکھ نہیں رہا ہوں''۔ انصاری نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ انہیں میں نے قید کیا ہے''۔

رسول ﷺ نے فرمایا: خاموش رہو۔ اللہ نے ایک بزرگ فرشتے سے تمہاری مدد فرمائی ہے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اس دن آدمی کا سر کٹ کر گرتا اور یہ پتہ نہ چلتا کس نے کاٹا اور آدمی کا ہاتھ کٹ کر گرتا مگر پتہ نہ چلتا اس کو کس نے کاٹا اس کو کس نے مار دیا۔

ابوجہل کے قتل کا واقعہ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جنگ بدر کے روز صف کے اندر تھا اچانک مڑا تو کیا دیکھتا ہوں میرے دائیں اور بائیں دو نوعمر جوان ہیں۔ ان کی موجودگی سے میں حیران ہوا، اتنے میں ایک نے اپنے ساتھی سے چھپا کر مجھ سے پوچھا: ''چچا جان! مجھے ابوجہل کے متعلق بتلائیں وہ کہاں ہے''۔ میں نے کہا بھتیجے تم اسے کیا کرو گے؟ اُس نے کہا:

''مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا وجود اس کے وجود سے الگ نہ ہو گا یہاں تک کہ ہم میں جس کی موت پہلے لکھی ہے وہ مر جائے''۔

اس بات پر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بہت تعجب ہوا، اتنے میں دوسرے شخص نے مجھے اشارے سے متوجہ کر کے یہی بات اسی طرح دھرائی اور میں نے چند ہی لمحوں بعد دیکھا ابوجہل لوگوں کے درمیان چکر کاٹ رہا ہے۔ میں نے کہا: ''ارے دیکھتے نہیں! یہ رہا ابوجہل تم دونوں کا شکار جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے''۔ ان کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی وہ دونوں اپنی تلواریں لئے جھپٹ پڑے اور ابوجہل کو تلواریں مار کر قتل کر دیا۔ پھر پلٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کس نے قتل کیا ہے؟'' دونوں نے کہا: میں نے قتل کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنی تلواریں صاف کر چکے ہو؟ اِن دونوں نے کہا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا: تم دونوں نے قتل کیا ہے۔(۱)

---

(۱) صحیح البخاري 444/1, 568/2 مشکوۃ 352/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کو شکست ہوئی

تھوڑی دیر بعد مشرکین کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور صفیں درہم برہم ہوگئیں ۔ مشرکین کے جتھے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگے۔ مسلمانوں نے ان کو مارتے کاٹتے اور پکڑتے باندھتے ان کا پیچھا کیا اور یہ معرکہ اپنے انجام کو پہنچا۔ کفار قریش کا (طاغوت اکبر) سب سے بڑا سرکش شیطان ابوجہل اپنے کیف کردار کو پہنچا یہاں تک کہ کفار کو بھرپور شکست ہوگئی۔

ابوجہل کا سر کاٹ دیا گیا

جب معرکہ ختم ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل کا انجام کیا ہوا''؟ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اس کی تلاش میں بکھر گئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے اس حالت میں پایا کہ ابھی سانس آ جا رہی تھی۔ انہوں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا اور سر کاٹنے کے لئے داڑھی پکڑی اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! آخر اللہ نے تجھے رسوا کیا نا؟ اس نے کہا: ''مجھے کاہے کو رسوا کیا؟ کیا جس شخص کو تم لوگوں نے قتل کیا ہے اس سے بھی بلند پایہ کوئی آدمی ہے''؟ ''یا جس کو تم لوگوں نے قتل کیا اس سے بھی اوپر اور کوئی آدمی ہے''؟ پھر بولا: ''کاش! مجھے کسانوں کے بجائے کسی اور نے قتل کیا ہوتا''۔ اس کے بعد کہنے لگا: ''مجھے بتاؤ آج فتح کس کی ہوئی''؟ ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس کی گردن پر پاؤں رکھ چکے تھے ....وہ کہنے لگا: او بکری کے چرواہے! تو بڑی اونچی اور مشکل جگہ چڑھ گیا ہے۔ (واضح رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکے میں بکریاں چرایا کرتے تھے)۔

اس بات چیت کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر حاضر کرتے ہوئے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ رہا اللہ اور اُسکے رسول محمد ﷺ کے دشمن ابوجہل کا سر'' اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا اور آپ نے فرمایا: ''یہ اس امت کا فرعون ہے''۔

معرکہ بدر کے اہم واقعات

عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ بنو ہاشم وغیرہ کے کچھ لوگ زبردستی میدان جنگ میں لائے گئے ہیں۔ انہیں ہماری جنگ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ لہٰذا بنو ہاشم کا کوئی آدمی کسی کی زد میں آ جائے تو وہ اسے قتل نہ کرے۔

اور اگر (ابو البختری بن هشام) کسی کی زد میں آ جائے تو وہ اُسے قتل نہ کرے۔ عباس بن عبدالمطلب کسی کی زد میں آ جائیں تو وہ بھی انہیں قتل نہ کرے وہ بالجبر لائے گئے ہیں''۔ عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔

اور (ابو البختری بن هشام) کو قتل کرنے سے اس لئے منع کیا گیا یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو ایذا رسائی سے اپنا ہاتھ روکے ہوئے تھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے بائیکاٹ کا صحیفہ چاک کیا تھا۔ نہ اس شخص کی طرف سے کوئی ناگوار بات سننے میں آئی لیکن ان سب کے باوجود (ابو البختری) کو قتل کر دیا گیا۔

اس معرکہ میں قدم قدم پر ایسے مناظر پیش آئے جن سے مسلمانوں کے عقیدے کی قوت وہ اسلام لانے کے بعد ان کا مقابلہ اپنے ہی قریبی رشتہ داروں سے ہوا جو کفر پر تھے۔ اس معرکہ میں باپ کے مدمقابل بیٹا تھا اور بھائی کے مقابلہ میں بھائی تھا، وہ لوگ جو اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے۔ اور ان کے دلوں میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت رچ بس گئی۔ انکے عقیدے درست ہو گئے، (یہ معرکہ حق و باطل کے درمیان تھا، اسلام اور کفر کے مابین تھا)۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مکے میں دور جاہلیت کے وقت سے ہی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اُمَیّہ بن خلف میں باہم دوستی تھی۔ جنگ بدر کے روز اُمَیّہ اپنے لڑکے علی کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا کہ اتنے میں ادھر سے عبدالرحمٰن بن عوف کا گزر ہوا۔ وہ دشمنوں سے کچھ زرہیں چھین کر لادکے لے جا رہے تھے۔ امیہ نے انہیں دیکھ کر کہا: ''کیا تمہیں میری ضرورت ہے؟ میں تمہاری ان زرہوں سے بہتر ہوں آج جیسا منظر تو میں نے دیکھا ہی نہیں۔ کیا تمہیں دودھ کی حاجت نہیں''؟

مطلب یہ تھا جو مجھے قید کرے گا میں اُسے فدیے میں خوب دودھ دینے والی اونٹنیاں دوں گا۔

یہ سنکر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے زرہیں پھینک دیں اور دونوں کو گرفتار کر کے آگے بڑھے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُمَیّہ اور اس کے بیٹے کے درمیان چل رہا تھا اُمَیّہ نے پوچھا، آپ لوگوں میں وہ کونسا آدمی تھا جو اپنے سینے پر شتر مرغ کا پَر لگائے ہوئے تھا؟ میں نے کہا: وہ حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اُمَیّہ نے کہا، یہی شخص ہے جس نے ہمارے اندر تباہی مچا رکھی تھی۔

میں ان دونوں کو لیکر چلا جا رہا تھا اچانک بلال رضی اللہ عنہ نے اُمَیّہ کو میرے ساتھ دیکھ لیا۔ اُمَیّہ بن خلف اسلام کا دشمن تھا۔ اس نے ہی مکہ مکرمہ میں بلال رضی اللہ عنہ کو اذیتیں دیں اور بہت ستایا تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی کہا، او کافروں کے سرغنہ اُمَیّہ بن خلف! اب یا تو میں بچوں گا یا تو بچے گا۔ میں نے کہا، اے بلال (رضی اللہ عنہ)! یہ میرا قیدی ہے۔ انہوں نے کہا، اب یا تو میں رہوں گا یا یہ رہے گا۔ پھر نہایت بلند آواز سے پکارا: ''اے اللہ کے انصارو! یہ رہا کافروں کا سرغنہ اُمَیّہ بن خلف اب یا تو میں رہوں گا یا یہ رہے گا''۔

اتنے میں لوگوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا میں ان کا بچاؤ کر رہا تھا مگر ایک آدمی نے تلوار سونت کر اس کے بیٹے کے پاؤں پر ضرب لگائی اور وہ نیچے گر گیا اور اُمَیّہ نے اتنے زور کی چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ کبھی نہیں سنی۔ میں نے سوچا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فوراً ان کو لے کر نکل بھاگوں مگر آج بھاگنے کی گنجائش نہیں، اللہ کی قسم! میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا اور اسی دوران لوگوں نے اپنی تلواروں سے ان دونوں کو کاٹ کر ان کا کام تمام کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ بلال رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدی کے بارے میں مجھے تڑپا دیا''۔

یہ معرکہ مشرکین کی شکست فاش اور مسلمانوں کی فتح مبین پر ختم ہوا۔ اس معرکہ میں چودہ (۱۴) مسلمان شہید ہوئے۔ چھ (۶) افراد مہاجرین سے تھے اور آٹھ (۸) افراد انصار سے تھے لیکن مشرکین کو بہت بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کے ستر (۷۰) افراد مارے گئے اور اسی طرح ستر (۷۰) افراد قید کیے گئے اور ان میں سب بڑے بڑے سردار اور نامور اشخاص تھے۔

خاتمہ جنگ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مقتولین کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: ''تم لوگ اپنے نبی کے لئے کتنا بڑا کنبہ اور قبیلہ تھے۔ مگر تم نے مجھے جھٹلایا جبکہ اوروں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے بے یار و مددگار چھوڑا جبکہ اوروں نے میری تائید کی تم نے مجھے نکال دیا جبکہ اوروں نے مجھے پناہ دی'' اس کے بعد آپ کے حکم پر انہیں گھسیٹ کر بدر کے ایک کنویں میں ڈال دیا گیا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے بدر کے روز قریش کے چوبیس (۲۴) بڑے بڑے سرداروں کی لاشیں بدر کے ایک گندے خبیث کنویں میں پھینک دی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ آپ جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے تو تین دن میدان جنگ میں قیام فرماتے۔ چنانچہ جب بدر میں تیسرا دن آیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق آپ کی سواری تیار کی گئی، اس کے بعد آپ ﷺ پیدل چلے اور آپ کے پیچھے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ (پھر انہیں ان کا اور ان کے باپ کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا)۔ اے فلاں بن فلاں اور اسی طرح اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات اچھی لگی، کاش تم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی؟ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے برحق پایا، تو کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے تم نے برحق پایا؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسے جسموں سے باتیں کر رہے ہیں جن میں روح ہی نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔

ایک روایت میں اس طرح ہے، (تم لوگ ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن یہ لوگ جواب نہیں دے سکتے)۔ [1]

(۱) منفق علیہ ۔ مشکوۃ 345/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اقوال اہل علم

مرے ہوئے لوگ سنتے نہیں ہیں۔ مگر یہ رب العالمین کا فضل و کرم تھا اپنے رسول ﷺ پر بدر کے کنویں پر جب اللہ کے رسول ﷺ نے باتیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے انکی روحوں کو جسم میں لوٹا دیا تھا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

مکہ میں شکست کی خبر

مشرکین میدان بدر سے تتر بتر ہو کر گھبراہٹ کے عالم میں مکے کا رُخ کرتے ہیں۔ شرم وندامت کے سبب ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح مکے میں داخل ہوں۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو شخص قریش کی شکست کی خبر لے کر مکے پہنچا وہ حَیسمان بن عبداللہ خزاعی تھا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ پیچھے کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام (یعنی ابو جہل)، اُمیّہ بن خلف..... اور مزید کچھ سرداروں کا نام لیتے ہوئے کہا کہ یہ سب قتل کر دیئے گئے۔

صفوان بن اُمیہ نے جو حطیم میں بیٹھا تھا کہا، اللہ کی قسم! (اگر یہ ہوش میں ہے تو اس سے میرے متعلق پوچھو)۔ لوگوں نے پوچھا صفوان بن اُمیہ کا کیا ہوا؟ اس نے کہا، وہ تو حطیم میں بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ کی قسم اس کے باپ اور اس کے بھائی کو قتل ہوتے ہوئے میں نے خود دیکھا ہے۔

مدینہ منورہ میں فتح کی خوشخبری

غزوۂ بدر کی فتح و نصرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو جلد از جلد خوشخبری دینے کے لئے دو قاصد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، اس دوران مدینہ میں یہودیوں اور منافقین نے جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلا کر ہل چل مچا رکھی تھی۔ یہاں تک یہ خبر بھی اُڑا دی گئی کہ نبی ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں اور جب ایک منافق نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر سوار آتے دیکھا تو بول پڑا: "واقعی محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے ہیں دیکھو! یہ تو اونٹنی (قصواء) تمہارے محمد (ﷺ) کی ہے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یہ شکست کھا کر بھاگ آیا ہے"۔ جب دونوں قاصد پہنچے تو مسلمانوں نے انہیں گھیر لیا اور ان سے تفصیلات سننے لگے حتیٰ کہ انہیں یقین آ گیا کہ مسلمان فتح یاب ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ہر طرف سے مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی اور مدینے کے در و دیوار تہلیل و تکبیر کے نعروں سے گونج اُٹھے۔

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ہمارے پاس فتح کی خبر اس وقت پہنچی جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رُقیہ رضی اللہ عنہا جو عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے ان کو دفن کر کے قبر پر مٹی برابر کر چکے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ ہی میں چھوڑ دیا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مالِ غنیمت کا مسئلہ

غزوۃ بدر کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے معرکہ ختم ہونے کے بعد تین (۳) دن بدر میں قیام فرمایا، ابھی آپ ﷺ نے میدانِ جنگ سے کوچ نہیں فرمایا تھا کہ مالِ غنیمت کے بارے میں لشکر کے اندر اختلاف پڑ گیا اور جب یہ اختلاف شدت اختیار کر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لا کر آپ ﷺ کے حوالے کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس مسئلے کا حل نازل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے! کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں، سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر ایمان والے ہو۔

(سورۃ الانفال، الآیۃ: ۱)

قیدیوں کا مسئلہ

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! یہ لوگ چچیرے بھائی اور کنبے قبیلے کے لوگ ہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ ﷺ ان سے فدیہ لے لیں۔ اس طرح جو کچھ ہم لیں گے وہ کفار کے خلاف ہماری قوت کا ذریعہ ہوگا۔ اور یہ بھی توقع ہے اگر اللہ چاہے تو انہیں ہدایت دے دے اور وہ اسلام لے آئیں دین اسلام کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ابنِ خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "واللہ میری رائے وہ نہیں ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ فلاں کو (جو میرا قریبی رشتہ دار ہے) میرے حوالے کریں میں اس کی گردن ماردوں۔ عقیل بن ابی طالب کو علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کریں وہ اس کی گردن ماریں اور فلاں کو جو حمزۃ رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے، حمزۃ رضی اللہ عنہ کے حوالے کریں وہ اس کی گردن ماردیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرم گوشہ نہیں ہے اور یہ مشرکین کے قائدین اور سردار ہیں"۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات کو پسند فرمایا اور میری بات پسند نہیں فرمائی، چنانچہ قیدیوں سے فدیہ لینا طے کر لیا اس کے دوسرے دن میں صبح ہی صبح رسول ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ دونوں رو رہے تھے۔ میں نے کہا ''اللہ کے رسول ﷺ! مجھے بتائیں آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے بھی رونے کی وجہ ملی تو میں بھی روں گا اور اگر مجھے وجہ نہ بھی ملی تو آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے روں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے تمہارے اصحاب پر جو چیز پیش کی گئی ہے۔ اسی کی وجہ سے رو رہا ہوں''۔ آپ ﷺ نے ایک قریبی درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: مجھ پر ان کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾

ترجمہ: نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہیں جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔ تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور با حکمت ہے اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوئی۔ (سورة الأنفال، الآية: ٦٧. ٦٨)

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً ﴿٤﴾

ترجمہ: احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لو۔ (سورة محمد: الآيه ٤)

یعنی ''مشرکین کو جنگ میں قید کرنے کے بعد یا تو احسان کر دو یا فدیہ لے لو''۔

چونکہ اس نوشتے میں قیدیوں سے فدیہ لینے کی اجازت دی گئی اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فدیہ قبول کر لینے پر سزا نہیں دی گئی بلکہ سرزنش کی گئی وہ بھی اس لئے کہ انہوں نے کافروں کو اچھی طرح کچلنے سے پہلے قیدی بنا لیا تھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق معاملہ طے ہو چکا تھا اس لئے مشرکین سے فدیہ لیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی قیدیوں پر احسان بھی فرمایا اور انہیں فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داماد ابوالعاص کو بھی اس شرط پر بلا فدیہ چھوڑ دیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کی راہ نہ روکیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص کے فدیے میں کچھ مال بھیجا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا جس میں ایک ہار خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ جب انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو ابوالعاص کے پاس رخصت کیا تھا تو انہیں یہ ہار دے دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس ہار کو دیکھا تو آپ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجازت چاہی کہ ابوالعاص کو چھوڑ دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے بصر و چشم قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کو اس شرط پر چھوڑ دیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کی راہ چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ ابوالعاص نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔ رسول ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی کو بھیج دیا کہ وہ مقررہ مقام پر جا کر انہیں لے کر آئیں۔ یہ دونوں وہاں پر گئے، زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ واپس آئے۔

(قرآن کریم میں اس غزوہ کے بارے میں، سورۂ انفال نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبصرہ ہے)۔

اہل علم بیان فرماتے ہیں:

غزوۂ بدر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمایت اور غیبی مدد شامل تھی، جو کہ رب العالمین نے فرشتوں کے ذریعے فرمائی۔ ان تمام مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی، جو کہ اس معرکہ میں فتح و نصرت کا سبب بنتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی پہلی عید الفطر (رمضان المبارک سنۃ ۲ ہجری)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ
وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ ۚ وَأَن تَصُومُوا۟
خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ
وَبَيِّنَـٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴿١٨٥﴾

ترجمہ: اے ایمان والوں! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لیے بہتر ہے۔ لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو۔ ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اسر جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ (سورہ البقرہ، من الآیۃ: ۱۸۳۔ ۱۸۵)

تمام مسلمانوں نے نمازِ عید ادا فرمائی۔ مسلمانوں کے دل اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے ان تمام کی پیشانیاں جھکی ہوئی تھیں۔ رب کی رحمت ورضوان کے شوق سے ان کے دل لبریز تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا ذکر اس آیت میں فرمایا:

وَٱذْكُرُوٓا۟ إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى ٱلْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ ٱلنَّاسُ
فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَـٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: اور اس حالت کو یاد کرو! جب کہ تم زمین میں قلیل تھے، کمزور شمار کئے جاتے تھے۔ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں، سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائی تاکہ تم شکر کرو۔ (سورۃ الانفال۔ الآیۃ ۲۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل علم فرماتے ہیں:

بدر کا معرکہ جس میں مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی اور سارے جزیرہ عرب نے اس کا مشاہدہ کیا۔ مشرکین کو نقصانِ عظیم برداشت کرنا پڑا تھا۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کے غلبہ وسر بلندی کو اپنے مذہبی اور اقتصادی وجود کے لئے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ وہ یہودی اور مشرکین تھے جو مسلمانوں کے خلاف غم وغصہ رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ﴿٨٢﴾

ترجمہ: یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے۔(سورة المائدة ا،لآية ٨٢)

مدینہ میں کچھ لوگ ان دونوں گروہوں کے ہمراز تھے۔ وہ منافقین کا گروہ تھا جو بظاہر اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ ان منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ساتھی تھے۔ اور ان کے علاوہ ایک چوتھا گروہ بھی تھا۔ وہ بدو جو مدینے کے گردو پیش میں بودوباش رکھتے تھے۔ انہیں کفر یا اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ یہ لٹیرے اور رہزن تھے۔انہیں ڈر تھا کہ مدینے میں ایک طاقتور جماعت قائم ہوگئی تو ان کی لوٹ کھسوٹ کا راستہ بند ہو جائے گا، اس لئے یہ بھی مسلم دشمن ہو گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے قتل کی سازشیں

معرکہِ بدر کے کچھ ہی دنوں کے بعد یہ واقعہ پیش آتا ہے:

عمیر بن وهب جمحی جو قریش کے شیطانوں میں سے تھا اور مکہ مکرمہ میں رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اور اب اس کا بیٹا وہب بن عمیر جنگِ بدر میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کی قید میں تھا۔ اس عمیر نے ایک دن صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حطیم میں بیٹھ کر بدر کے کنویں میں پھینکے جانے والے مقتولوں کا ذکر کیا۔ اس پر صفوان نے کہا: ''اللہ کی قسم اب ہمارے جینے میں کوئی لطف نہیں''۔ جواب میں عمیر نے کہا: ''اللہ کی قسم تم سچ کہتے ہو۔ اللہ کی قسم اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کے لئے میرے پاس کچھ نہیں اور اہل وعیال نہ ہوتے، جن کے بارے میں اندیشہ ہے کہ میرے بعد ضائع ہو جائیں گے، تو میں سوار ہو کر محمد (ﷺ) کے پاس جاتا اور انہیں قتل کر ڈالتا، کیونکہ میرے پاس وہاں جانے کی ایک وجہ موجود ہے۔ میرا بیٹا اُن کے پاس قید ہے''۔

صفوان نے اس صورتحال کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا: ''اچھا چلو! تمہارا قرض میرے ذمے ہے میں تمہاری طرف سے ادا کروں گا تمہارے اہل وعیال میرے اہل وعیال ہیں جب تک وہ موجود رہیں گے میں ان کی دیکھ بھال کرتا رہوں گا، ایسا نہیں ہوسکتا کہ میرے پاس کوئی چیز موجود ہو اور ان کو نہ ملے''۔ عمیر نے کہا: ''اچھا تو میرے اور اپنے اس معاملے کو راز میں رکھنا صفوان نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد عمیر نے اپنی تلوار پر سان لگائی اور اس کو زہر آلود کرایا، پھر روانہ ہوا اور مدینہ پہنچا، لیکن ابھی وہ مسجد کے دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھا ہی رہا تھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑ گئی وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا: ''یہ اللہ کا دشمن عمیر کسی برے ہی ارادے سے آیا ہے''۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ ! *یہ اللہ کا دشمن عمیر اپنی تلوار حمائل کیے آیا ہے۔*

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر کو اس کی تلوار کے ساتھ اس کی بانہوں سے پکڑ لیا اور انصار کے چند افراد سے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور اس خبیث کے خطرے سے چوکنا رہو، اس کے بعد وہ عمیر کو اندر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: *''عمر (رضی اللہ عنہ) اسے چھوڑ دو اور عمیر تم قریب آ جاؤ''* اس نے قریب آ کر کہا آپ لوگوں کو، صبح بخیر ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسے تحیہ اسلام سے مشرف کیا ہے، (1) جو تمہارے اس تحیہ سے بہتر ہے۔

---

(1) اہل جنت آپس میں اس طرح کہیں گے السلام علیکم۔ سلام ہو تم پر ۔ اسلام کا تحیہ السلام علیکم ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو کہ اہلِ جنت کا تحیہ ہے السلام علیکم اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمیر! تم کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا: یہ قیدی جو آپ لوگوں کے درمیان میں ہے اس لئے آیا ہوں کہ آپ لوگ اس کے بارے میں احسان فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ تلوار تمہاری گردن میں کیوں ہے؟ اُس نے کہا، اللہ ان تلواروں کا برا کرے۔ یہ ہمارے کچھ کام نہ آسکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ سچ بتاؤ کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا، بس صرف اسی قیدی کے لئے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم اور صفوان بن امیہ حطیم میں بیٹھے اور قریش کے جو مقتولین کنوئیں میں پھینکے گئے ہیں، ان کا تذکرہ کیا پھر تم نے کہا، اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے اہل وعیال نہ ہوتے تو میں یہاں سے جاتا اور محمد (ﷺ) کو قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرض اور اہل وعیال کی ذمّے داری لی بشرطیکہ تم مجھے قتل کر دو۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ تمہارے اور میرے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر فوراً عمیر نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ہمارے پاس آسمان کی جو خبریں لاتے تھے اور آپ پر جو وحی نازل ہوتی، اسے ہم جھٹلا دیا کرتے تھے، لیکن یہ تو ایسا معاملہ ہے جس میں میرے اور صفوان کے سوا کوئی موجود ہی نہ تھا (اس لئے واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ بات اللہ کے سوا کسی اور نے آپ تک نہیں پہنچائی)۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم اور احسان ہے جس نے مجھے اس کام کی ہدایت دی اور اس مقام تک ہانک کر یوں پہنچایا''۔ اس کے بعد عمیر نے اللہ کے ایک ہونے۔ اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔ [أشهد أن لا اله الا الله و اشهد أن محمد رسول الله] رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ، قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو آزاد کر دو''۔

مکہ میں صفوان لوگوں سے کہتا پھر رہا تھا، عنقریب ایک خوشخبری سنو گے جو بدر کے مصائب کو بھلا دے گی۔ ساتھ ہی وہ آنے جانے والوں سے عمیر کی بابت پوچھتا بھی رہتا تھا۔ بالآخر اسے ایک سوار نے بتایا کہ عمیر مسلمان ہو چکا ہے۔ یہ سن کر صفوان نے قسم کھائی کہ اس سے کبھی بات نہ کرے گا۔ نہ کبھی اسے نفع پہنچائے گا۔ ادھر عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی تعلیمات حاصل کر کے مکہ کی راہ لی۔ اور وہیں مقیم ہو کر اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ مکہ سے چلے تھے تلوار تیز کر کے، رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی۔ واپس آ کر اسلام کے داعی بنے اور ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہ راست پر ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز اور رہنما پا سکیں۔ (سورة الكهف الآية: ١٧)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوہ بنی قینقاع (۱۵ شوال ۲ ہجری)

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ آ چکے تھے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ یہودیوں کے ساتھ جو معاہدہ طے پایا ہے وہ اُسی طرح برقرار رہے مگر یہودی ہمیشہ کی طرح غدر وخیانت اور عہد شکنی سے باز نہیں آتے ہے۔انہوں نے مسلمانوں کی صفوں کے اندر سازشیں کرنے، لڑانے، بھڑانے اور ہنگامے برپا کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے میدانِ بدر میں مسلمانوں کی زبردست مدد فرما کر انہیں عزت وشوکت سے سرفراز فرمایا۔یہویوں کی عداوت وحسد کی ہانڈی پھٹ پڑی اور وہ کھلم کھلا عداوت اور ایذا رسانی پر اُتر آئے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے مشرکینِ قریش کو بدر کے دن شکست دی، آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنو قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''اے جماعتِ یہود! اسلام قبول کرلو اس سے پہلے تم پر بھی ویسی مار پڑے جیسی مشرکینِ قریش پر پڑ چکی ہے''۔انہوں نے کہا: ''اے محمد (ﷺ)! تمھیں اس بنا پر خود فریبی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔تمہاری مڈبھیڑ تو قریش کے اناڑی اور ناآشنائے جنگ لوگوں سے ہوئی اور تم نے انہیں مار لیا۔اگر تمہاری لڑائی ہم سے ہوگئی تو پتہ چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں اور ہمارے جیسے لوگوں سے تمہیں پالا نہ پڑا تھا''۔ (۱)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے بارے میں اُتاری۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: کافروں سے کہہ دیجئے! کہ تم عنقریب مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ یقیناً تمہارے لئے عبرت کی نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو گتھ گئی تھیں، ایک جماعت تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا وہ انہیں اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا دیکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مدد سے قوی کرتا ہے یقیناً اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ (سورة آل عمران، الآية ١٢ ـ١٣)

---

(١) أخرجه أبو داود اليهود من المدينة رقم: 3001

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنوقینقاع کے اس جواب کے بعد اس کا مطلب صاف صاف اعلانِ جنگ تھا، یہ جواب کے سننے کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے اپنا غصہ پی لیا اور صبر کیا اور آنے والے حالات کا انتظار کرنے لگے۔

مسلمان عورت کی بے حرمتی

ابنِ ہشام نے روایت کی ہے:

ایک عرب عورت بنوقینقاع کے بازار میں کچھ سامان بیچنے کے لئے لے کر آئی اور ایک سنار کے پاس جو یہودی تھا بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے اس کا چہرہ کھلوانا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس پر سنار نے چپکے سے اس کے کپڑے کا نچلا کنارا پچھلی طرف باندھ دیا۔ *(اس عورت کو کچھ خبر نہ ہوئی جب وہ اٹھی تو بے پردہ ہوگئی تو یہودیوں نے قہقہہ لگایا)*۔ اس پر عورت نے چیخ پکار مچائی جسے سن کر ایک مسلمان نے اس سنار پر حملہ کیا اور اُسے مار ڈالا۔ جواباً یہودیوں نے حملہ کر کے اس مسلمان کو مار ڈالا۔ اس کے بعد مقتول مسلمان کے گھر والوں نے شور مچایا اور یہودیوں کے خلاف مسلمانوں سے فریاد کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اور بنی قینقاع کے یہودیوں کے درمیان بلوہ ہوگیا۔ (۱)

بنو قینقاع کی فتح

سنۃ دو (۲) ہجری شوال کی پندرہ (۱۵) تاریخ جمعہ کے دن اس واقعے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا انتظام ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مسلمانوں کے لشکر کا جھنڈا دیا اور لشکر کے ہمراہ بنوقینقاع کا رخ کیا۔ یہودیوں نے اسلامی لشکر اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو فوراً گڑھیوں میں قلعہ بند ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا سختی سے محاصرہ کر لیا۔

پندرہ (۱۵) روز تک یہ محاصرہ جاری رہا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ کسی قوم کو شکست و ہزیمت سے دوچار کرنا چاہتا ہے تو ان کے دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیتا ہے۔

---

(۱) ابن هشام :47/2 , 48

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنوقینقاع کے یہودیوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جان و مال، آل و اولاد اور عورتوں کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہوگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان سب کو باندھ دیا گیا۔

عبداللہ بن اُبَی جس کے اظہارِ اسلام پر ابھی کوئی ایک مہینہ گذرا تھا اور بنوقینقاع کے یہودی قبیلہ خزرج کے حلیف تھے اور یہی موقع تھا جب اس منافق نے اپنا کردار ادا کیا۔

اس نے رسول اللہ ﷺ سے سخت اصرار کیا کہ آپ ان قیدیوں کے بارے میں معافی کا حکم دیں اور انہیں معاف کر دیں۔ وہ اصرار کرتا رہا۔ اے! محمد (ﷺ) میرے معاہدین کے بارے میں احسان کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تاخیر کی اس پر پھر اس نے اپنی بات دہرائی اور اس شخص نے گریباں پر ہاتھ ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو! اور غضب ناک ہوئے تمام لوگوں نے غصے کی پرچھائی رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر دیکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان یہودیوں کے لئے اس طرح فیصلہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ سے نکل جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں نہ رہیں۔ چنانچہ یہ سب اس مراعات سے شام کی طرف چلے گئے اور تھوڑے ہی دنوں بعد وہاں پر اکثر کی موت واقع ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے اموال ضبط کر لئے جن میں تین (۳) کمانیں، دو (۲) زرہیں اور تین (۳) تلواریں، تین (۳) نیزے اپنے لئے منتخب فرمائے اور تمام مالِ غنیمت میں سے خمس نکالا گیا غنائم جمع کرنے کا کام محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے انجام دیا۔ (۱)

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم

یہودیوں میں یہ وہ شخص تھا جو اسلام اور اہلِ اسلام کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف کھلم کھلا جنگ کی دعوت دیتا پھرتا تھا۔ وہ مالدار اور سرمایہ دار تھا۔ اس کے حسن و جمال کا شہرہ تھا اور یہ ایک معروف شاعر بھی تھا۔ اس کا قلعہ مدینے کے جنوب میں بنونضیر کی آبادی کے پیچھے واقع تھا۔

جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور سردارانِ قریش کے قتل کی خبر ملی تو یہ بے ساختہ بول اٹھا: ''کیا واقعی ایسا ہوا ہے؟ یہ تو عرب کے اشراف اور سردار تھے۔ اگر محمد (ﷺ) زندہ ہیں تو روئے زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے''۔ وہ مسلمانوں اور اللہ کے رسول کی ہجو کرنے لگا اور دشمنانِ اسلام کی مدح سرائی پر اتر آیا۔ کافروں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگا۔ اس سے بھی اس کے جذبات آسودہ نہ ہوئے تو وہ تلوار لے کر مکہ کی طرف قریش کے پاس گیا۔ اور انہیں بھڑکانے اور انتقام پر آمادہ کرنے کے لئے وہ اشعار کہہ کر سردارانِ قریش کا نوحہ و ماتم شروع کر دیا جنہیں میدانِ بدر میں قتل کیے جانے کے بعد کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ مکے میں اس کی موجودگی کے دوران ابوسفیان اور مشرکین نے اس سے دریافت کیا کہ ہمارا دین تمہارے دین سے

(۱) زادالمعاد :71/2 , 91 ، ابن ہشام :47/2 , 48 , 49

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ بہتر ہے یا محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا؟ اور دونوں میں سے کونسا فریق زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟

کعب بن اشرف نے کہا: ''تم لوگ ان سے زیادہ ہدایت یافتہ اور افضل ہو''۔ یہ کہہ کر وہ ان کے بتوں کے آگے سر بہ سجود ہو گیا۔

کعب بن اشرف یہودی ہونے کے باوجود جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا، اس طرح کی حرکتیں کرتا رہتا تھا۔

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾

ترجمہ: کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے؟ جو بت کا اور باطل معبود کا اعتقاد رکھتے ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔ (سورۃ النساء، الآیۃ ۵۱)

کعب بن اشرف یہ سب فتنہ کر کے مدینہ منورہ واپس آیا۔ یہاں آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں کے بارے میں واہیات اشعار کہنے شروع کئے اور زبان درازی اور بدگوئی کے ذریعے سخت اذیت پہنچائی۔

یہی حالات تھے جن سے تنگ آ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کر دے؟۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اذیت پہنچائی ہے''۔ اس کے جواب میں محمد بن مسلمہ، عباد بن بشر اور ابو نائلہ رضی اللہ عنہم نے جا کر کعب بن اشرف اسلام کے دشمن کو قتل کر دیا، جس کی تفصیل بہت طویل ہے، اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔

ادھر یہودیوں کو جب اپنے طاغوت، یعنی سرکش شیطان، کعب بن اشرف کے قتل کی خبر ہوئی تو، ان کے ہٹ دھرمی اور ضدی فطرت کے باوجود دلوں میں رعب کی لہر دوڑ گئی۔ ان کی سمجھ میں آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ طاقت کے استعمال سے گریز نہیں کریں گے۔ (اس لئے وہ تمام یہودی اپنے اس طاغوت کے قتل کے بعد ایک دم سادھے پڑے رہے)۔

اس طرح ایک مدت تک کے لئے رسول اللہ ﷺ بیرون مدینہ سے پیش آنے والے متوقع خطرات کا سامنا کرنے کے لئے فراغت حاصل ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ اُحد (۱۵ شوال سنہ ۳ ہجری)

سنۃ ۲ ہجری کفار قریش ایک بھرپور جنگ لڑ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔

اہل مکہ کو معرکہ بدر میں شکست اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل کا جو صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد کعب بن اشرف کا قتل جو فتنہ وفساد کی جڑ تھا، ان تمام واقعات کے بعد مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب سے کھول رہے تھے۔ وہ ایک بھرپور جنگ لڑ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔ اسی سال سنۃ ۲ ہجری میں ان سب نے متفقہ فیصلہ کیا۔

چنانچہ سال پورا ہوتے ہی قریش کی تیاری مکمل ہوگئی۔ ان کے اپنے افراد کے علاوہ جو ان کے حلیف احابیش تھے ان تمام کو اپنے ساتھ جمع کیا۔ احابیش جو کہ مکہ کے آس پاس کے باشندے تھے یہ مکہ کے مقیم نہیں تھے۔

اس طرح ان لوگوں نے لڑاکا نوجوانوں کی تین ہزار (۳۰۰۰) افراد کی ایک فوج تیار کر لی اور قائدین قریش کی رائے ہوئی کہ وہ اپنے ساتھ عورتیں بھی لے چلیں تاکہ حرمت وناموس کی حفاظت کا خیال کچھ زیادہ ہی رہے۔ جاں نثاری سے لڑنے کا سبب بنے اس لشکر میں ان کی عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ لشکر کی سپہ سالاری ابوسفیان بن حرب کو دے دی گئی اور گھڑسوار رسالہ کی کمان خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل کے سپرد کی گئی اس بھرپور تیاری کے بعد اس لشکر نے مدینے کا رخ کیا۔ مسلمانوں کے خلاف غم وغصہ اور انتقام کا جذبہ ان کے دلوں میں شعلہ بن کر بھڑک رہا تھا۔ جو پیش آنے والی جنگ کی خونریزی کا پتہ دے رہا تھا۔

مکی لشکر کی روانگی اور مدینہ منورہ میں اطلاع

عباس رضی اللہ عنہ قریش کی اس ساری نقل وحرکت اور ان کی جنگی تیاری کا بڑی چابکدستی سے مطالعہ کر رہے تھے، چنانچہ جوں ہی یہ لشکر حرکت میں آیا، عباس رضی اللہ عنہ نے فوراً یہ اطلاع اللہ کے رسول ﷺ کو پہنچادی ''اور رسول اللہ ﷺ نے تمام انصار ومہاجرین اور تمام قائدین کو بلا کر صلاح ومشورہ کیا''۔

(رسول اللہ ﷺ نے اپنا دیکھا ہوا ایک خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلایا: واللہ میں نے ایک بھلی چیز دیکھی ہے)۔

خواب	تعبیر
میں نے دیکھا ہے کہ گائیں ذبح کی جارہی ہیں۔	کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہادت پائیں گے۔
میں نے دیکھا کہ میری تلوار کے سرے پر کچھ شکستگی ہے۔	رسول اللہ ﷺ کے گھر کا کوئی آدمی شہید ہوگا۔
میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک محفوظ زِرہ میں داخل کیا ہے۔	زِرہ کی یہ تعبیر بتلائی کہ اس سے مراد شہر مدینہ منورہ۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی رائے پیش کی کہ ہم مدینہ شہر کے اندر ہی مقابلہ کریں۔ اور اگر مشرکین اپنے خیموں میں مقیم رہتے ہیں تو یہ ان کے لئے برا قیام ہوگا اور اگر وہ مدینے میں داخل ہوتے ہیں تو مسلمان گلی کوچے کے ناکوں پر ان سے جنگ کریں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

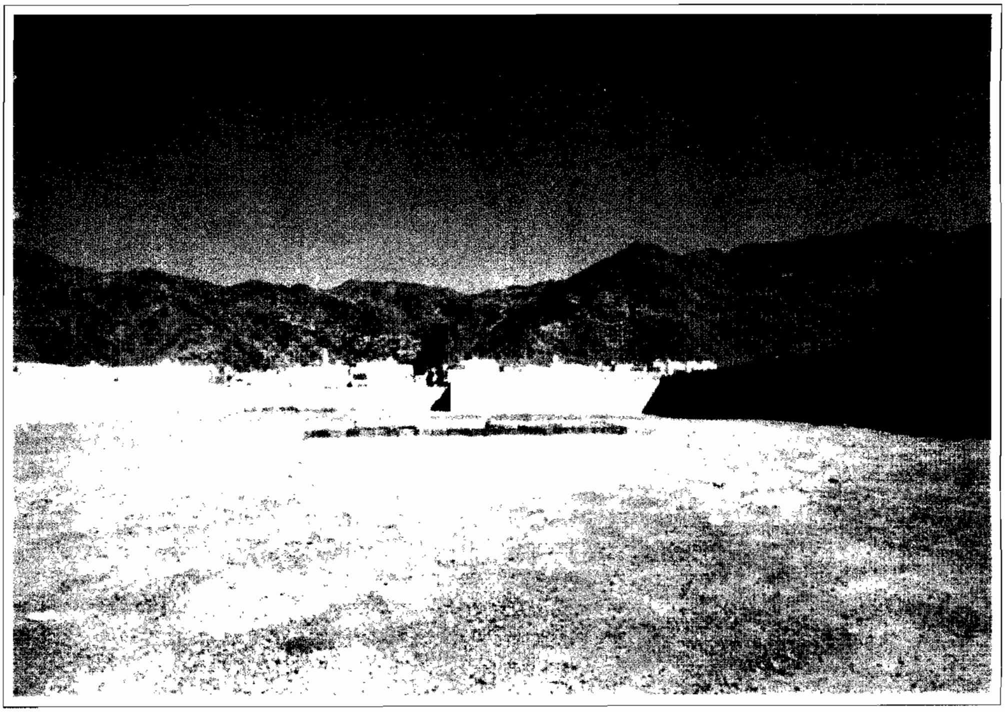

جبل أحد

اللہ کے رسول ﷺ نے اس پہاڑ یعنی (جبل اُحد) کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

(هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)

''یہ ایسا پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

(صحيح بخاری، حديث:٢٨٨٩، صحيح مسلم، حديث: ١٣٦٥)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں۔

نبی کریم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے، آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، پہاڑ ہلنے لگا۔

آپ نے فرمایا:

''اُحد ! پرسکون ہو جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔'' (صحيح بخاری، حديث:٣٦٧٥)

ایک نبی سے مراد: محمد ﷺ

ایک صدیق سے مراد: ابوبکر صدیق (صدیق الاکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔

دو شہید سے مراد: عمر بن خطاب ، عثمان بن عفان ، رضی اللہ عنہم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عورتیں چھتوں کے اُوپر سے ان کے اُوپر پتھر پھینکیں گی۔ اِس رائے سے بڑے بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا کہ یہ بہتر ہے۔(عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول منافقین کا سردار اس نے بھی نبی کریم ﷺ کی رائے پر اتفاق کیا)۔ یہ شخص جو کہ قبیلہ خزرج کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ جنگ سے دور بھی رہے اور کسی کو اس کا احساس بھی نہ ہو یہ اُس منافق کا مکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح چاہا کہ یہ شخص اپنے رفقاء سمیت سرِ عام رسوا ہو جائے اور ان کے کفر ونفاق پر جو پردہ پڑا ہوا ہے وہ دور ہو جائے اور مسلمانوں کو اپنے مشکل ترین وقت میں معلوم ہو جائے کہ اُن کی آستین میں کتنے سانپ ہیں۔

مدینہ منورہ کے نوجوان افراد اور کچھ افراد جو کہ معرکہ بدر میں شریک نہیں تھے ان تمام افراد نے رسول اللہ ﷺ کو مشورہ دیا کہ میدان میں تشریف لے چلیں۔''اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم تو اس دن کی تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔اب اللہ تعالیٰ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے۔کفارِ قریش یہ نہ سمجھیں کہ ہم ڈر گئے ہیں''۔

نوجوان افراد نے اپنی رائے پر سخت اصرار کیا۔رسول اللہ ﷺ نے اکثریت کی رائے کے سامنے اپنی رائے ترک کر دی اور آخری فیصلہ یہ ہوا کہ مدینے سے باہر نکل کر کھلے میدان میں معرکہ آرائی کی جائے۔ نبی ﷺ نے جمعہ کی نماز پڑھائی، وعظ ونصیحت کی اور بتلایا کہ صبر اور ثابت قدمی سے ہی غلبہ حاصل ہو سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں یہ سن کر لوگوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی۔اس وقت تک لوگ جمع ہو چکے تھے۔آس پاس کے باشندے بھی آ چکے تھے۔(نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے)۔اُبو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔انہوں نے آپ ﷺ کے سر پر عمامہ باندھا۔رسول اللہ ﷺ نے ہتھیار پہنا، جنگی لباس پہنے اوپر دو (۲) زرہیں پہنیں، تلوار حمائل کی ہتھیار سے آراستہ ہو کر لوگوں کے سامنے تشریف لائے۔

تمام لوگ رسول اللہ ﷺ کی آمد کے منتظر تو تھے ہی اور اس دوران سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو میدان میں نکلنے پر زبردستی آمادہ کیا ہے لہٰذا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے حوالے ہی کر دیجئے۔ یہ سن کر سب لوگوں نے ندامت محسوس کی اور جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ !ہمیں آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے تھی۔آپ ﷺ کو جو پسند ہو وہی کیجئے اگر آپ ﷺ کو یہ پسند ہے کہ مدینہ منورہ میں رہیں تو آپ ﷺ ایسا ہی کیجئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نبی جب اپنا ہتھیار پہن لے تو مناسب نہیں کہ اُسے اتارے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ فرمادے''۔(۱)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی ترتیب فرمائی اور اپنے لشکر کو تین (۳) حصوں میں تقسیم فرمایا:

- مہاجرین کا دستہ: اس کا پرچم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔
- قبیلہ اوس (انصار) کا دستہ: اس کا پرچم اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔
- قبیلہ خزرج (انصار) کا دستہ: اس کا پرچم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

مقابلے کی تیاری

تمام لوگ کسی بھی اچانک صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہمہ وقت تیار اور ہتھیار بند رہنے لگے۔ حتٰی کہ نماز میں بھی ہتھیار جدا نہیں کیا جاتا تھا۔ (انصار کا ایک مختصر سا دستہ جس میں سعد بن معاذ، اُسید بن حضیر، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے)

یہ لوگ ہتھیار پہن کر ساری ساری رات رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور پہرہ دیتے تھے۔ مسلمانوں کا پورا لشکر ایک ہزار (۱۰۰۰) افراد پر مشتمل تھا۔ لشکر نکل پڑا، مدینہ منورہ اور اُحد کے درمیان شب گزاری اور آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور وہیں پر رات گزارنے کا فیصلہ فرمایا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کی سرکشی

طلوعِ فجر سے پہلے ہی آپ لشکر کے ساتھ آگے چل پڑے۔ آگے جا کر فجر کی نماز پڑھی۔ جبلِ اُحد پر پہنچنے سے پہلے عبداللہ بن ابی بن سلول منافق نے بغاوت کردی اور وہ یہ کہہ کر واپس ہوا کہ وہاں پر کوئی لڑائی وغیرہ ہے ہی نہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں خوامخواہ اپنی جان دیں۔ اس بات پر بھی احتجاج کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات نہیں مانی کہ مدینہ منورہ میں ہی مقیم ہو کر مقابلہ کرینگے اور دوسروں کی بات مان لی۔

وہ اس نازک موڑ پر الگ ہو کر اسلامی لشکر میں ایسے وقت اضطراب اور کھلبلی مچانا چاہتا تھا، تاکہ اس وجہ سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہوجائیں۔

مزید دو جماعتوں کے قدم بھی اکھڑ چکے تھے اور وہ بھی واپسی کا سوچ رہی تھیں۔ یہ قبیلہ اوس کی شاخ بنو حارثہ اور قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ تھیں، یہ دونوں جماعتیں اضطراب اور ارادہ واپسی کے لئے جم گئیں۔

---

(۱) مسند احمد، نسائی، حاکم، ابن اسحاق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾

ترجمہ: جب تمہاری دو جماعتیں پست ہمتی کا ارادہ کر چکی تھیں، اللہ تعالیٰ ان کا ولی اور مددگار ہے اور اسی کی پاک ذات پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔ (سورة آل عمران، آية ١٢٢)

منافقین نے واپسی کا فیصلہ کرلیا تو اس نازک ترین موقعے پر جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کا فرض یاد دلایا اور ان کو ڈانٹتے ہوئے واپسی کی ترغیب دیتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے گئے کہ آؤ۔ اللہ کی راہ میں لڑو یا دفاع کرو۔ ان کا جواب تھا کہ اگر واقعی آپ لوگ لڑائی لڑنے چل رہے ہوتے تو ہم بھی ساتھ دیتے اور ہم واپس نہ ہوتے۔

منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿١٦٧﴾

ترجمہ: اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یا کافروں کو ہٹاؤ، تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے، وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر سے بہت قریب تھے، اپنے منہ سے وہ باتیں بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔ (سورة آل عمران، الآية: ١٦٧)

اسلامی لشکر دامنِ اُحد میں

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ سے چلے اسلامی لشکر کی تعداد ایک ہزار (١٠٠٠) افراد تھی۔ اس منافق کی وجہ سے تین (٣٠٠) سو افراد واپس ہوئے۔ جن کا ایمان کمزور تھا، ان سب نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ دو جماعتوں نے بھی واپسی کا ارادہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس جانے سے روکا اور وہ ثابت قدم رہے۔ اب اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صرف سات (٧٠٠) سو افراد تھے۔ اس باقی ماندہ لشکر کو لے کر آگے بڑھے (وادی کے آخری سرے پر واقع اُحد پہاڑ کی گھاٹی میں نزول فرمایا اور اپنے لشکر کے خیمے لگوائے) سامنے کی طرف مدینہ منورہ تھا اور پیچھے کی طرف اُحد کا بلند و بالا پہاڑ تھا۔ اس طرح دشمن کا لشکر مسلمانوں اور مدینے کے درمیان حدِ فاصل بن گیا اور یہ مقام میدان جنگ کا سب سے بہتر مقام تھا۔ اس مقام پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی ترتیب و تنظیم قائم کی اور مسلمانوں کی صفیں بنوائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی فوجی حکمتِ عملی اور ترتیب

رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی پہاڑی جس کو اب (جبلِ رماۃ) کہا جاتا ہے اس جگہ پر تیراندازوں کا ایک دستہ تعینات فرمایا اوراس دستہ کے سپہ سالار عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دستہ کو اس مقام پر رکھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی پشت محفوظ ہوجائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان تیراندازوں سے فرمایا: ''ہماری پشت کی حفاظت کرنا۔ اگر ہم مارے جارہے ہیں تو بھی ہماری حفاظت کو نہ آنا اور اگر دیکھو کہ ہم مالِ غنیمت سمیٹ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا''۔ (۱)

رسول ﷺ نے فرمایا: دوسری روایت اس طرح ہے۔
لوگوں دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں بلانہ بھیجوں اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے قوم کو شکست دے دی ہے اور انہیں کچل دیا ہے تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں بلا نہ بھیجوں''۔ (۲)

پھر رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی ترتیب فرمائی۔ میمنہ، پر مُنذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کی مدد کے لئے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ، کو مقرر کیا اور صفوں کے اگلے حصے میں ایسے ممتاز اور بہادر مسلمان رکھے گئے جن کی جاں بازی و دلیری کے چرچے تھے اور جنہیں ہزاروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ اور لڑائی کے لئے بہتر موقع اور اچھی ترتیب اور باحکمت منصوبہ تیار فرمایا۔
رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا:
جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں جنگ شروع نہ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے نیچے اوپر دو زِرہیں پہن رکھی تھیں۔
رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے تاکید فرمائی کہ جب دشمن سے ٹکراؤ ہو تو پامردی اور ثابت قدمی سے کام لیں۔
(رسول اللہ ﷺ نے ان میں دلیری اور بہادری کی رُوح پھونکتے ہوئے ''ایک نہایت تیز تلوار بے نیام کی اور فرمایا)
(من یأ قد مني هذا السیف بحقه ؟) کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے؟'' اس پر کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تلوار لینے کے لئے لپک پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من یأخذه بحقه ؟) کون ہے جو اس کو لے کر اس کو حق ادا کرے گا؟۔

---

(۲) احمد، طبرانی، حاکم، عن ابن عباس۔ فتح الباری 350/7 (۲) أخرجه البخاري في المغازي غزوة أحد رقم: 4043

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو دجانہ سماک بن خرشہ (رضی اللہ عنہ) نے آگے بڑھ کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ؟ اس کا حق کیا ہے؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمن کے چہروں کو مارو یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے''۔ انہوں نے کہا: (أنا آخذه بحقه) ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں''۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تلوار انہیں دے دی۔ (۱)

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بڑے جانباز صحابی تھے۔ لڑائی کے وقت اکڑ کر چلتے تھے۔ ان کے پاس سرخ پٹی تھی۔ جب اُسے باندھ لیتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب موت تک لڑتے رہیں گے۔ جب انہوں نے تلوار لی تو سر پر پٹی بھی باندھ لی اور فریقین کی صفوں کے درمیان اکڑ کر چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے لیکن ایسے موقع پر نہیں''۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی اور جنگ کے موقع پر ان کی دلیری اور جوش و ہمت کو دیکھ کر دشمنوں کے دلوں میں خوف و دہشت طاری ہونے لگی۔

مشرکین مکہ مکرمہ کا لشکر ابوسفیان کی قیادت میں

مشرکین نے بھی صف بندی کر لی اور لشکر کو مرتب اور منظم کیا۔ اُن کا سپہ سالار ابوسفیان تھا جس نے قلبِ لشکر میں اپنا مرکز بنایا تھا۔ (میمنہ) پر خالد بن ولید تھے جو ابھی تک شرک پر تھے اور وہ گھڑ سوار دستہ کے ساتھ تھے۔ (میسرہ) پر عکرمہ بن ابی جہل تھا۔
پیدل فوج کی کمان صفوان بن اُمیہ کے پاس تھی اور تیر اندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ کو مقرر کیا گیا۔
مکی لشکر کا جھنڈا بنو عبدالدار کی ایک چھوٹی جماعت کے پاس تھا۔

ادھر قریشی عورتیں بھی جنگ میں اپنا حصہ ادا کرنے کو اٹھیں۔ (ان کی قیادت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ کر رہی تھی)۔ صفوں میں گھوم گھوم کر اور دف پیٹ پیٹ کر لوگوں کو جوش دلا رہی تھیں، انتقام اور بدلہ لینے کے لئے ان کو ابھارتی اور غیرت دلاتی تھیں۔

قریشی عورتوں نے جوش اور غیرت دلائی

قریشی عورتیں اپنی قوم کو لڑائی کا جوش دلاتے ہوئے یوں کہتی تھیں:
دیکھو! بنی عبدالدار ـــــ دیکھو! پشت کے پاسدار
خوب کرو شمشیر کا وار ـــــ اگر پیش قدمی کرو گے تو ہم گلے لگائیں گی اور قالین بچھائیں گی۔
اور اگر پیچھے ہٹو گے تو ـــــ ہم رُوٹھ جائیں گی اور الگ ہو جائیں گی۔

---

(۱) أخرجه مسلم في فضائل الصحابة باب الفضائل أبي دجانه حديث رقم: 2470

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مبارزہ

اس کے بعد دونوں فریق بالکل آمنے سامنے اور قریب آ گئے اور لڑائی کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ عرب کے دستور کے مطابق مشرکین کی طرف سے، مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ عبدری تھا۔ یہ شخص قریش کا نہایت بہادر شہسوار تھا۔

اس کو مسلمان (کبش الکتیبہ) یعنی لشکر کا مینڈھا کہتے تھے۔ یہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور مبارزت کی دعوت دی۔ اس کی حد سے بڑھی ہوئی شجاعت کے سبب عام صحابہ رضی اللہ عنہم مقابلہ سے کترا گئے لیکن زبیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ایک لمحہ کی مہلت دیئے بغیر شیر کی طرح جست لگا کر اونٹ پر جا چڑھے۔ پھر اسے اپنی گرفت میں لے کر زمین پر کود گئے اور تلوار سے ذبح کر دیا

نبی ﷺ نے یہ ولولہ انگیز منظر دیکھا تو فرطِ مسرت سے نعرۂ تکبیر بلند کیا مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر لگایا پھر زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور فرمایا: (ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔)

اس کے بعد ہر طرف جنگ کے میدان میں پرزور ماردھاڑ شروع ہو گئی اور دونوں طرف سے لڑائی نے شدت اختیار کر لی۔ بنو عبدالدار کے کافر علمبردار کے قتل کے بعد یکے بعد دیگرے پرچم سنبھالا گیا لیکن سب کے سب مارے گئے۔ قبیلہ بنو عبدالدار کے دس افراد مار دیئے گئے۔ جنہوں نے مشرکین کا جھنڈا اُٹھایا تھا وہ سب کے سب مارے گئے۔ اس کے بعد اس قبیلے کا حبشی غلام جس کا نام صواب تھا۔ اس نے لپک کر جھنڈا اُٹھالیا اور پامردی سے لڑتا رہا، اُس سے پہلے جھنڈا اُٹھانے والے اپنے آقاؤں سے بھی بازی لے گیا۔ یہ شخص مسلسل لڑتا رہا یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ یکے بعد دیگرے کاٹ دیئے گئے۔ اس کے بعد اس نے جھنڈا گرا دیا اور وہ جان سے مار دیا گیا۔ اس جھنڈے کو اٹھانے والا کوئی باقی نہ بچا اس لئے وہ گرا ہی رہا۔

دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی

میدان کے بقیہ حصوں میں بھی شدید جنگ جاری تھی۔ مسلمانوں کی صفوں پر ایمان کی روح چھائی ہوئی تھی۔ اسلامی لشکر شرک وکفر کے لشکر پر سیلاب کی طرح ٹوٹ پڑا اور ادھر ابودجانہ رضی اللہ عنہ اپنی سرخ پٹی باندھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی تلوار تھامے اس کا حق ادا کر رہے تھے۔ آپ لڑتے لڑتے دور تک جا گھسے تھے آپ نے مشرکین کی صفوں کی صفیں الٹ دیں۔

ابودجانہ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں یہ اشعار پڑھتے تھے۔

میں نے اس نخلستان کے دامن میں، اپنے خلیل ﷺ سے عہد کیا ہے۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

کبھی پیچھے نہ رہوں گا، آگے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تلوار کو چلاؤں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے:

میں نے دیکھا مشرکین سے ایک شخص جو مسلمانوں کو زخمی پاتا تو اسے قتل کر دیتا تھا۔ میں نے اللہ سے دعا کی ابو دجانہ سے اس کی ٹکر ہو جائے اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ یہ دونوں رفتہ رفتہ قریب ہوتے جا رہے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا مشرک نے تلوار چلائی تو اس کے وار کو ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال پر روک لیا مشرک کی تلوار ڈھال میں پھنس گئی۔

(اس کے بعد ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار چلائی اور مشرک کو وہیں ڈھیر کر دیا)۔ (۱)

حمزہ بن عبد المطلب، اسد اللہ و اسد رسولہ، رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

وحشی بن حرب نے اس طرح بیان کیا۔

میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا اور ان کا چچا طُعَیمہ بن عدی جنگِ بدر میں مارا گیا تھا۔ جب مشرکین قریش جنگِ اُحد پر جانے لگے، جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا: "اگر تم محمد (ﷺ) کے چچا حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو میرے چچا کے بدلے قتل کر دو تو تم آزاد ہو"۔

وحشی کا بیان ہے کہ: *(اس پیش کش کے نتیجے میں)* میں بھی اِن لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں حبشہ کا رہنے والا تھا اور حبشیوں کی طرح نیزہ پھینکنے میں ماہر تھا، میرا نشانہ کم ہی چوکتا تھا۔

جب لوگوں میں جنگ چھڑ گئی تو میں نکل کر (اسد اللہ) حمزہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے لگا۔ میری نگاہیں ان کی تلاش میں تھیں۔ بالآخر میں نے انہیں لوگوں کے ہجوم میں دیکھ لیا، وہ مار دھاڑ کرتے ہوئے قلب لشکر کی طرف بڑھے چڑھے جا رہے تھے ان کے سامنے بڑے سے بڑے بہادر اس طرح بکھر جاتے تھے جیسے تیز آندھی میں پتے اُڑ رہے ہوں۔

وہ کسی مست اونٹ کی طرح لوگوں کو درہم برہم کرتے جا رہے تھے۔ ان کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں پاتی تھی۔ واللہ میں ابھی ان کے قتل کے ارادے سے تیار ہو رہا تھا اور کسی درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ کر انہیں قریب آنے کا موقع دینا چاہتا تھا کہ اتنے میں سباع بن عبد العزیٰ مجھ سے آگے بڑھ کر ان کے پاس جا پہنچا۔

اسد اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے للکارتے ہوئے کہا:

" يا سباع ، يا ابن أم أنمار مقطعة البظور" (۲) "یا سباع، اے ام انمار کے بیٹے *(جو شرم گاہ کی چمڑی کاٹتی ہے)*"۔

---

(۱) ابن هشام 69,68/2

(۲) الراوي : جعفر بن عمرو بن أمية ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 4072

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اس زور کی تلوار ماری کہ گویا اس کا سر تھا ہی نہیں۔ وحشی کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ ہی میں نے اپنا نیزہ لیا اور جب میری مرضی کے مطابق ہو گیا تو ان کی طرف اچھال دیا۔ نیزہ ناف کے نیچے لگا اور دونوں پاؤں کے درمیان پار ہو گیا۔ انہوں نے میری طرف اٹھنا چاہا لیکن مغلوب ہو گئے۔ میں انہیں اسی حال میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ (پھر وہاں جا کر اپنا نیزہ نکال لیا اور لشکر میں جا کر بیٹھ گیا میرا کام ختم ہو چکا تھا) مجھے ان کے سوا کسی اور سے سروکار نہ تھا۔ انہیں اس لئے قتل کیا تھا کہ میں آزاد ہو جاؤں۔ جب مکہ آیا تو مجھے آزادی مل گئی۔ (۱)

مگر افسوس انہیں بہادروں کی طرح لڑ کر شہید نہیں کیا گیا۔ بلکہ بزدلوں کی طرح بے خبری میں چھپ کر مارا گیا۔

اسد اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام وحشی بن حرب تھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحشی بن حرب کو ہدایت عطا فرمائی اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ مسلمان ہونے کے بعد مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، اسلام کی ہدایت کے بعد اس طرح کہتے تھے۔ " قتلت ولی اللّٰہ و قتلت عدو اللّٰہ " (۲)

ترجمہ: میں نے ولی اللہ کو قتل کیا (یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ) اور اللہ کے دشمن کو قتل کیا۔ (یعنی مسیلمہ کذاب)

مسلمانوں کی بالادستی

حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے نتیجے میں مسلمانوں کو سنگین خسارہ اور ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ اس بڑے اور عظیم معرکہ اُحد میں بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ نے ایسی جواں مردی اور جانبازی سے لڑائی کی کہ مشرکین کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ جنگ میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔

اس معرکہ کے جانثار صحابہ جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔

ابو بکر، عمر، علی، زبیر، مصعب بن عمیر، طلحہ بن عبید اللّٰہ، عبداللّٰہ بن جحش، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم اجمعین

مسلمان تیر اندازوں کا کارنامہ

رسول اللہ ﷺ نے (جبلِ رماۃ) اس پہاڑ پر تیر انداز دستہ کو متعین فرمایا تھا انہوں نے بھی اس جنگ میں بڑی دلیری اور بہادری سے مسلمانوں کی پشت کی حفاظت کی خالد بن ولید کی قیادت میں گھڑ سواروں کے دستے کو ناکام بنایا۔ خالد بن ولید نے اس طرف سے تین بار حملے کیے لیکن مسلمان تیر اندازوں نے انہیں اس طرح تیروں سے چھلنی کیا کہ ان کے تینوں حملے ناکام ہو گئے۔ (۳)

---

(۱) ابن هشام 2/69-72 ۔ صحيح بخاري 583/2

(۲) أخرجه البخاري في المغازي باب قتل حمزة بن عبدالمطلب رقم 4072 (۳) فتح الباري 346/7

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرکین کی شکست

کچھ دیر تک اسی طرح شدید جنگ ہوتی رہی اور چھوٹا سا اسلامی لشکر، پوری طرح مسلط رہا۔ مشرکین قریش کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ ان کی صفیں بکھر گئیں۔ مشرکین کے تین ہزار (۳۰۰۰) افراد کو صرف سات سو (۷۰۰) مسلمانوں نے شکست دی۔ اور مشرکین قریش مسلمانوں کے تابڑتوڑ حملے روکنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کرنے کے باوجود بے بس ہو چکے تھے۔ *(ان میں اپنے گرے ہوئے جھنڈے کے قریب جا کر اٹھانے کی جرأت بھی نہ ہوئی وہ پسپا ہوئے اور فرار کی راہ اختیار کی)۔*

ابنِ اسحاق فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی مدد نازل فرمائی اور اپنا وعدہ پورا کیا۔ مسلمانوں نے تلواروں سے مشرکین کی ایسی کٹائی کی کہ وہ اپنے لشکر کے خیموں سے بھی پرے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بلاشبہ ان کو شکستِ فاش ہوئی۔ (۱)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

ان کے والد نے فرمایا: "واللہ (هند بنت عتبة) اللہ کی قسم! میں نے ہند بنت عتبہ کو اور عورتوں کو دیکھا وہ پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے بھاگ رہی تھیں اور ان کی گرفتاری میں کوئی چیز حائل نہیں تھی"۔ (۲)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جب مشرکین سے ہماری ٹکر ہوئی تو مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی۔ یہاں تک کہ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے پہاڑی پر تیزی سے بھاگ رہی ہیں اور ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں۔ (۳)

تیر اندازوں کی خوفناک غلطی

اسی بھگدڑ کے عالم میں مسلمان مشرکین پر تلوار چلاتے اور مال سمیٹتے ہوئے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ یہ مسلمانوں کی فتح جنگِ بدر کی فتح سے کسی طرح کم نہ تھی۔ *(تیر اندازوں کی اکثریت نے ایک خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا)* جس کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ اس غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ خود نبی ﷺ شہادت سے بال بال بچے اور اسی وجہ سے مسلمانوں کی ساکھ جو، جنگِ بدر میں حاصل ہوئی تھی، وہ ہیبت جاتی رہی۔

پہلے ذکر گزر چکا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی سختی سے تاکید فرمائی تھی، کہ ہمیں فتح ہو جائے تو بھی، اس مورچہ کو نہ چھوڑنا۔ اس تاکید کے باوجود جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمان مالِ غنیمت لوٹ رہے ہیں تو ان پر بھی حبِ دنیا کا کچھ اثر غالب آ گیا۔

---

(۱) (۲) ابن هشام 77/2 (۳) صحيح بخاري 579/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ غنیمت، غنیمت۔تمہارے ساتھی جیت چکے ہیں اب کاہے کا انتظار ہے۔

ان کے سپہ سالار عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے احکامات یاد دلائے اور فرمایا: کیا تم لوگ بھول گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا حکم دیا تھا؟ لیکن ان کی غالب اکثریت نے اس یاددہانی پر کان نہ دھرا اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم بھی ان لوگوں کے پاس جائیں گے اور کچھ مالِ غنیمت حاصل کریں گے۔ (۱)

اسلامی لشکر مشرکین کے نرغے میں

خالد بن ولید جو کہ پہلے بھی کوشش کر چکے تھے۔اس زریں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت تیزی سے چکر کاٹ کر اسلامی لشکر کی پشت پر جا پہنچے اور اس گھڑسوار دستہ نے،جن میں خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل تھے،مسلمانوں کے تیرانداز دستہ کے سپہ سالار عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں کا صفایا کر دیا۔اسی راستہ سے مسلمانوں پر پیچھے سے ٹوٹ پڑے۔

ان کے شہسواروں نے ایک نعرہ بلند کیا جس سے شکست خوردہ مشرکین کو اس نئی تبدیلی کا علم ہوگیا۔وہ ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے جس کے نتیجے میں وہ مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہوگئے اور جم کر لڑائی شروع کر دی۔اب مسلمان پیچھے اور آگے دونوں طرف سے گھیرے میں آچکے تھے۔اس طرح جیسے چکی کے دو پاٹوں کے بیچ میں پڑ گئے ہوں۔جب مسلمان نرغے میں آگئے تو ایک گروہ تو ہوش کھو بیٹھا۔(اسے صرف اپنی جان کی پڑی تھی۔چنانچہ اس نے میدانِ جنگ چھوڑ کر فرار کی راہ اختیار کی) اسے کچھ خبر نہ تھی کہ پیچھے کیا ہو رہا ہے۔کچھ مدینہ کی طرف بھاگ گئے اور کچھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ایک گروہ پیچھے کی طرف پلٹا اُن کے سامنے کفارِ قریش تھے،اس طرح مسلمان دونوں طرف سے نرغے میں آگئے۔

انس بن النضر رضی اللہ عنہ

جانثار صحابی نے رسول ﷺ کی حفاظت اس طرح کی۔

بہت سے لوگ حیران و سرگرداں تھے۔ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کدھر جائیں۔اسی دوران ایک پکارنے والے کی پکار سنائی پڑی کہ محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے ہیں۔اس سے رہا سہا ہوش بھی جاتا رہا،اکثر لوگوں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور بعض نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور پست ہو کر ہتھیار پھینک دیا۔چند لمحے بعد ان لوگوں کے پاس سے انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا: تم اب کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں۔

---

(۱) الراوي: براء بن عازب رضی اللہ عنہ ، صحيح البخاري 426/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے قتل کے بعد اب جینے کا کیا مقصد ہے۔ اٹھو اور مر جاؤ جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی جان دی۔

انس بن نضر رضی اللہ عنہ اس طرح فرمار ہے تھے: " اللهم إني أعتذر إليك مما صنع هـؤلاء ، "[1]

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے معذرت کرتا ہوں، جو کچھ کیا اِن لوگوں نے۔ (یعنی مسلمین)

" وأبرأ إليك مما صنع هـؤلاء " [2] اور میں بری ہوں، جو کچھ کیا اُن لوگوں نے۔ (یعنی مشرکین)

یہ کہہ کر تلوار لے کر آپ آگے بڑھے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے۔ اور پوچھا: (يـا أبـا عمرو أين ؟) اے عمرو کے والد کہاں جارہے ہو؟ انس بن نضر رضی اللہ عنہ، اُس مومن کا جواب۔

" واها لريح الجنة . أجده دون أحد " [3] ترجمہ: آہا جنت کی خوشبو، میں اُحد کے پاس محسوس کررہا ہوں۔

آپ آگے بڑھے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ نے شہادت پالی۔ اور ان کی لاش کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ ان کے جسم پر اَسّی (۸۰) سے زیادہ زخم آئے۔ صرف ان کی بہن نے اپنے بھائی انس بن نضر کو انکے ہاتھوں کی انگلیوں کی پوروں سے پہچانا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ کے پاس سات انصار اور دو قریشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ الگ تھلگ رہ گئے تھے۔ جب حملہ آور آپ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (مـن يـردهـم عـنـا ولـه الجنة) کون ہے جو انہیں ہم سے دفع کرے اس کے لئے جنت ہے۔ یا آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا (أو هو رفيقي في الـجـنـة) وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اس کے بعد ایک انصاری صحابی آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر مشرکین رسول اللہ ﷺ کے بالکل قریب ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مـن يـردهـم عنا وله الجنة) کون ہے جو انہیں ہم سے دفع کرے اس کے لئے جنت ہے۔ دوسرے انصاری صحابی ان کے حملے کو روکتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس طرح یہ تمام ساتوں صحابہ رسول ﷺ انصار شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما أنصفنا أصحابنا) ہم نے اپنے اصحاب کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔[4]

---

(۱) (۲) الـراوي : أنـس بـن مـالـك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 2805

(۳) الراوي : أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : مسلم : المسند الصحيح ، الصفحة أو الرقم 1903

(٤) أخرجه مسلم في صحيحه الجهاد والسير باب غزوة أحد رقم:1789

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ساتوں صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں شہید ہوئے۔

(امام مسلم نے صحیحین میں روایت کیا ہے) سورة الأحزاب :(۲۳) ان ہی اصحاب کے بارے میں اُتری ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت صرف دو قریشی صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ اس دوران عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر مارا جس سے آپ پہلو کے بل گر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا دانت مبارک ٹوٹ گیا اور آپ کا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ ایک اڑیل سوار عبداللہ بن قمہ نے لپک کر آپ کے کندھے پر تلوار ماری۔ اس کے بعد پہلے ہی کی طرح ایک زور دار تلوار ماری جو آپ کی آنکھ سے نیچے ابھری ہوئی ہڈی پر لگی اس کی وجہ سے ''خود'' کی کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا رباعی دانت توڑ دیا گیا اور سر زخمی کر دیا گیا۔ اس وقت آپ ﷺ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور اس طرح فرما رہے تھے: ''وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا تھا''۔ (۲)

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٢٨﴾

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

(سورة آل عمران، الآية ١٢٨)

طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا: ''اس قوم پر اللہ کا سخت عذاب ہو جس نے اپنے رسول کے چہرے کو خون آلود کر دیا''۔ پھر تھوڑی دیر رک کر رحمۃ للعالمین نے اس طرح فرمایا:

''رب اغفر لقومي فانهم لا يعلمون'' (۳) ترجمہ: اے اللہ میری قوم کو معاف فرما وہ نہیں جانتے۔

اس جنگ میں مشرکین کی تمام تر کوشش تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کو قتل کر دے۔ مگر ان دونوں قریشی صحابہ یعنی سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما نے جانبازی سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا اور صرف دو ہوتے ہوئے مشرکین کی کامیابی کو ناممکن بنا دیا۔ یہ دونوں عرب کے ماہر تیر انداز تھے۔ انہوں نے تیر مار مار کر مشرکین کو رسول اللہ ﷺ سے دور رکھا۔

---

(١) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة أُحد رقم : 4048

(٢) أخرجه البخاري في المغازي باب ليس لك من الأمر شيء فتح الباري رقم : 365/7

(٣) أخرجه البخاري في أحاديث الأنبياء باب 54

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

جانثار صحابی نے رسول ﷺ کی حفاظت اس طرح کی۔

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں بے مثال بہادری سے لڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی اور مشرکین کو دور رکھا آپ ماہر تیرانداز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش کے سارے تیران کے لئے بکھیر دیئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (يا سعد ارم فداك أبي وأمي)[1]

اے سعد تیر چلاؤ۔تم پر (میرے باپ اور ماں فدا ہوں)۔

نبی کریم ﷺ نے صرف سعد رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا (میرے باپ اور ماں فدا) کسی اور کے لئے اس طرح نہیں فرمایا:

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

معرکہ اُحد کے دن تمام لوگ ادھر اُدھر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک طرف اور آپ کے ساتھ بارہ افراد (۱۲) انصاری تھے۔ ان ہی میں طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ مشرکین قریش رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھنے لگے۔ نبی ﷺ نے اُدھر دیکھ کر فرمایا:

(من للقوم ؟) اس قوم کے لیے کون ہے طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہوں،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كما أنت) جس طرح تم چاہو، اُن ہی انصار اصحاب رسول ﷺ سے کسی انصاری نے کہا: (میں ہوں ان کے لیے) یا رسول اللہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے وہ لڑتا رہا یہاں تک کے شہادت پائی، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا اور فرمایا: (من للقوم ؟) کون ہے؟ ان کے لیے طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كما أنت) جس طرح تم چاہو۔ ان ہی انصار اصحاب رسول ﷺ سے کسی نے کہا میں ہوں ان کے لیے، نبی ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

وہ لڑتے رہے یہاں تک کے شہادت پالی۔ اسی طرح ایک کے بعد دوسرا وہ تمام انصار مقابلہ کرتے ہوئے شہادت پا گئے، صرف اللہ کے رسول ﷺ اور طلحہ بن عبیداللہ بچے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (من للقوم ؟) کون ہے اس قوم کے لیے طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہوں ان کے لیے طلحہ رضی اللہ عنہ لڑتے رہے اور اپنے نبی ﷺ کا دفاع کرتے رہے، انہوں نے (۱۱) آدمیوں کی لڑائی لڑی یہ جانثار صحابی کی انگلیاں کٹ گئیں۔ آپ کے منہ سے آواز نکلی (آہ)

(۱) أخرجه البخاري رقم : 2905 ، مسلم في فضائل رقم: 2411

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " لو قلتَ باسم الله ، لرفعتك الملائكةُ ، والناس ينظرون " (۱)

اگر بسم اللہ کہتے فرشتے اٹھالیتے اورلوگ دیکھتے۔

جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پلٹا دیا۔ (۲)

ترمذی کی روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں اس روز فرمایا: جوشخص کسی شہید کو روئے زمین پر چلتا پھرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے، وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔ (۳)

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے، کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، وہ شل تھا۔ اس سے اُحد کے دن انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بچایا تھا۔ (٤)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جنگِ اُحد کا تذکرہ فرماتے تو کہتے کہ یہ جنگ تمام کی تمام طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھی۔ نبی کریم ﷺ کے تحفظ کا اصل کارنامہ انہوں نے ہی انجام دیا تھا۔ (٥)

اَبو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

جانثار صحابی نے رسول ﷺ کی حفاظت اس طرح کی۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اُحد کے روز تمام لوگ اِدھر اُدھر ہو گئے اور ابو طلحہ ڈھال بن کر نبی کریم ﷺ کے آگے سپر بن گئے وہ بہادر اور ماہر تیر انداز تھے اس روز دو یا تین کمانیں توڑ ڈالی۔

نبی کریم ﷺ کے پاس سے کوئی آدمی تیروں کا ترکش لئے گزرا تو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " انثرها لأبي طلحة" (٦) یہ تیر ابو طلحہ کے لئے بکھیر دو۔ نبی کریم ﷺ سر اُٹھا کر قوم کی طرف دیکھتے تو ابو طلحہ فرماتے ہیں۔ *(میرے، باپ آپ پر فدا ہوں)*۔ آپ اپنا سر نہ اُٹھائیں کہیں آپ کو تیر نہ لگ جائے۔

---

(۱) (۲) أخرجه النسائي: 6/29-30 واخرج الحاكم معناه: 3/369

(۳) مشكاة 2/566 ابن هشام 2/86

(٤) أخرجه البخاري في فضائل الصحابة باب مناقب طلحه رقم: 3724

(٥) فتح الباري 7/361

(٦) أخرجه البخاري في فضائل الأنصار باب مناقب أبي طلحه رقم: 3811

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"نحري دون نحرك" (۱) میری گردن آپ کی گردن کے سوا۔

وہ جانثار مومن اس طرح کہتے تھے۔ (میری گردن حاضر ہے، ان تیروں کے لیے آپ کو کوئی گزند نہ پہنچے)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: احد کے دن سارے لوگ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے والوں کے سوا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگلی صفوں میں چلے گئے تھے پھر گھیراؤ کے حادثہ کے بعد میں پہلا شخص تھا نبی ﷺ کے پاس پلٹ کر آیا میں نے دیکھا کوئی شخص نبی ﷺ کو دشمنوں سے بچا رہا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا تم طلحہ ہو اور جب قریب سے دیکھا تو وہ واقعی طلحہ تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں)

اسی عرصے میں، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے جیسے چڑیا اڑی جارہی ہو۔ یہاں تک کہ مجھ سے آملے۔ اور ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے تو میں نے دیکھا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے سامنے بچھے پڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو سنبھالو (اس نے جنت واجب کر لی)۔

یہ جاں نثار (طلحہ رضی اللہ عنہ) تھے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم پہنچے تو نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو چکا تھا اور "خود" کی دو کڑیاں آنکھ کے نیچے رخسار میں گھس چکی تھیں۔ میں نے انہیں نکالنا چاہا تو اُبو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے نکالنے دیجئے۔ اس کے بعد انہوں نے منہ سے ایک کڑی پکڑی اور آہستہ آہستہ نکالنا شروع کی تاکہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ پہنچے۔ بالآخر ایک کڑی اپنے منہ سے کھینچ کر نکال دی۔ لیکن اس کوشش میں ان کا ایک نچلا دانت گر گیا۔ اب دوسری میں نے کھینچنی چاہی تو اُبو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے کھینچنے دیجئے! اس کے بعد دوسری بھی آہستہ آہستہ کھینچی لیکن ان کا دوسرا نچلا دانت بھی گر گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی طلحہ کو سنبھالو (اس نے جنت واجب کر لی ہے)۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں سنبھالا۔ ان کو دس سے زیادہ زخم آچکے تھے۔ (۲)

اس جانثار صحابی نے بہادری اور دلیری سے حملہ کو روکا نبی ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

---

(۱) أخرجه البخاري في فضائل الأنصار باب مناقب أبي طلحه رقم: 3811

(۲) زادالمعاد 95/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ

جانثار صحابی نے رسول ﷺ کی حفاظت اس طرح کی۔

رسول اللہ ﷺ پر مشرکین کے تیر آنے لگے۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ان تیروں کا سامنا کرنے کے لئے اپنی پیٹھ رسول اللہ ﷺ کی طرف کر دیتے اور اپنا سینہ دشمنوں کی تیروں کی طرف کرتے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو تیر نہ لگے۔ وہ ایسے مسلمان تھے، جو اپنے رسول ﷺ کو بچانے کے لئے اپنی جان کی پروانہیں کرتے تھے۔ اپنی جان اپنے نبی پر فدا کرنے کے لئے تیار رہتے۔ (رضی اللہ عنہ)

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

اس معرکہ یوم اُحد میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شکل نبی ﷺ سے ملتی جلتی تھی۔ ایک شخص (ابن قمیہ) نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ وہ سمجھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیا۔ اس طرح یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو ایک چادر کا کفن دیا گیا۔ اگر اس چادر سے سر ڈھانپتے تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ یہ حالت دیکھ کر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

رسول ﷺ نے فرمایا: ”غطوا رأسه وا جعلوا على رجليه من الأ ذخر“ (۱)

ترجمہ: سر کو ڈھانپ دو اور پیروں پر گھاس ڈال دو (الأ ذخر) یعنی گھاس۔

(۱) أخرجه البخاري في الجنائز باب اذا لم يجد كفناً الا ما يوادي رأسه أو قدميه رقم: 1286

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

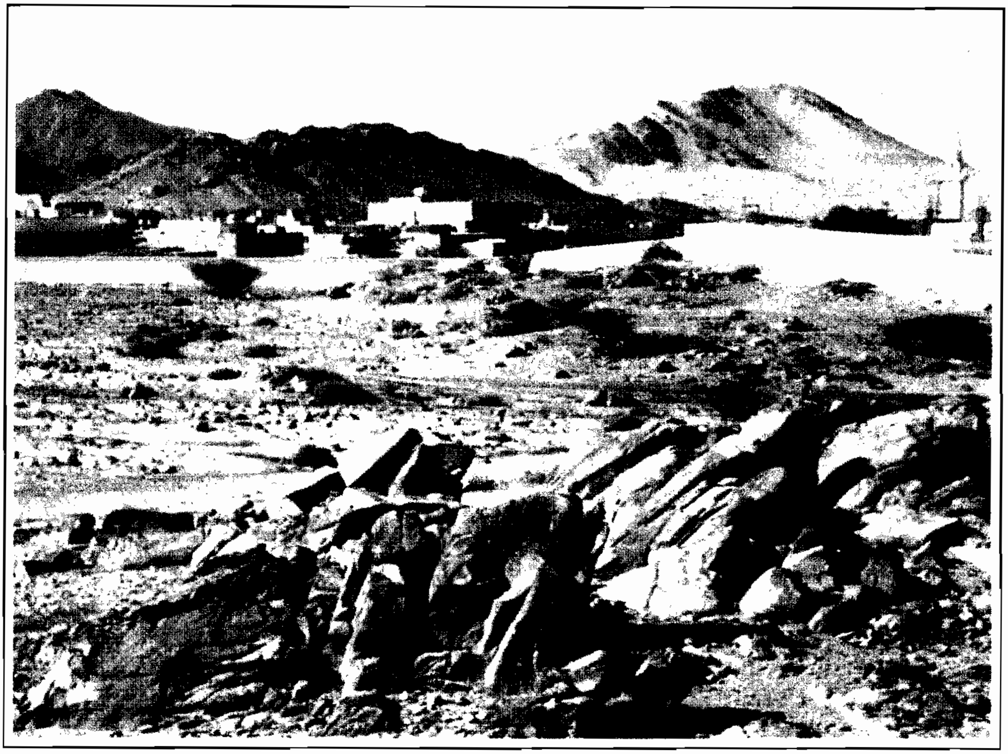

معرکۂ اُحد کے شہداء کا قبرستان

جبل اُحد کے قریب ہی غزوۂ اُحد پیش آیا۔ مسلمانوں کے لشکر کے تعداد سات سو افراد تھی۔
اور مقابلہ پر کفار قریش تین ہزار افراد کا لشکر لے کر، اسلام کو ختم کرنے اور مسلمانوں اور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے آئے تھے۔
جبل اُحد کے دامن میں ایک چھوٹی سی پہاڑی جس کو (جبل رماہ) کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر تیر اندازوں کا ایک دستہ متعین فرمایا۔
کے مسلمانوں کی پشت کی حفاظت کریں، اور اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک میں حکم نہ دو۔ تیر اندازوں کی اکثریت نے ایک خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا۔
جس کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ خود نبی کریم ﷺ شہادت سے بال بال بچے اسی معرکہ میں اسد اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ شہادت پاتے ہیں۔ اور انس بن نضر، عبداللہ بن عامر، عمرو بن جموع رضی اللہ عنہم اجمعین اور بہت سے صحابہ نے شہادت پائی۔ جبل اُحد ہی کے قریب ان شہداء کا قبرستان ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس معرکہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی، اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھادی، تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا تو پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ تم کو آزمائے اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمادیا اور ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (سورة آل عمران، الآية ۱۵۲)

جانباز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اور پھر ان نازک ترین لمحات کے دوران رسول اللہ ﷺ کے گرد جانباز صحابہ کرام کی ایک جماعت آن پہنچی۔
جن کے نام یہ ہیں۔

ابو دجانہ ، معصب بن عمیر ، علی بن ابی طالب ، سہل بن حنیف ، مالك بن سنان ، ام عمار ، قتادہ بن نعمان ، عمر بن خطاب ، حاطب بن ابی بلتعہ ، أبو طلحہ ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

رسول اللہ ﷺ نے قدم آگے بڑھایا اور صحابہ کرام کی جانب تشریف لائے۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کو پہچانا اور خوشی سے چیخ پڑے مسلمانو! خوش ہو جاؤ۔ (۱)

یہ ہیں رسول اللہ ﷺ! نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا: خاموش رہو تا کہ مشرکین کو آپ ﷺ کی موجودگی اور مقام کا علم نہ ہو، لیکن ان کی آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ مسلمان آنا شروع ہو گئے رفتہ رفتہ تیس صحابہ کرام جمع ہو گئے۔

(۱) قال الهيثمي في المجمع: 112/6 رواه الطبراني في الأوسط والكبير باختصار ورجال الأوسط ثقات، ورواه أبو نعيم في الدلائل: 482/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُبی بن خلف کا قتل

ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں تشریف لا چکے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آیا:

" این محمد ؟ لا نجوت ان نجا"

ترجمہ: محمد (ﷺ) کہاں ہے؟ نہیں بچو گے اگر بچ گئے ہو تو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ! ہم میں سے کوئی اس پر حملہ کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے آنے دو۔ جب قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لیا اور لینے کے بعد جھٹکا دیا تو لوگ اس طرح ادھر ادھر ہو گئے جیسے اونٹ اپنے بدن کو جھٹکا دیتا ہے تو مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے پہنچے۔ اس کی خود اور زِرہ کے درمیان حلق کے پاس تھوڑی سی جگہ کھلی دکھائی دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر ٹکا کر ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے سے کئی بار لڑھک لڑھک گیا۔ (جب قریش کے پاس گیا تو اس کی گردن پر کوئی بڑی خراش نہ تھی البتہ خون بند تھا اور بہتا نہ تھا)۔ وہ کہنے لگا، واللہ مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کر دیا۔ لوگوں نے کہا، اللہ کی قسم تم نے دل چھوڑ دیا ہے ورنہ تمہیں واللہ کوئی خاص چوٹ نہیں ہے۔ اس نے کہا! محمد (ﷺ) مکے میں مجھ سے کہہ چکا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا، بالآخر اللہ کا یہ دشمن ابی بن خلف مکہ واپس آتے ہوئے مر گیا۔

ابی بن خلف کا واقعہ اس طرح ہے: جب مکہ میں ابی بن خلف کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوتی تو وہ کہتا: اے محمد (ﷺ) میرے پاس عود نامی ایک گھوڑا ہے۔ میں اسے روزانہ تین صاع دانہ کھلاتا ہوں۔ اس پر بیٹھ کر تمہیں قتل کروں گا۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ بلکہ انشاءاللہ میں تمہیں قتل کروں گا۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا، اس اللہ کے دشمن ابی بن خلف کو رسول اللہ ﷺ نے قتل کیا اور اللہ کے رسول ﷺ کے نکلے ہوئے الفاظ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پورا فرما دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی غلط افواہ کی اطلاع کے بعد کفارِ قریش نے اس معرکہ میں لڑائی بند کی اور واپس پیچھے ہٹنے لگے۔ مسلمان بھی گھاٹی کی طرف پیچھے ہٹے۔ مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے موجود ہونے کا یقین ہو چکا تھا اس لئے وہ اپنے لشکر کی طرف پلٹ کر مکہ واپسی کی تیاری شروع کر دی۔

کچھ مشرک مرد اور عورتیں مسلمان شہدا کی لاشوں کی بے حرمتی (یعنی مُثلہ) شہیدوں کی شرمگاہ، ناک، کان کاٹ دیئے اور پیٹ چیر دیا۔ ہندہ بنت عتبہ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چاک کر دیا۔ اور کٹے ہوئے کانوں اور ناک کا ہار بنا کر گلے میں لٹکایا۔ (۱)

---

(۱) ابن هشام 90/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معرکہ اُحد کے متفرق واقعات

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی غلط افواہیں سن کر کفار قریش نے لڑائی بند کی اور پیچھے ہٹنے لگے، اس کے بعد مسلمان بھی پیچھے ہٹے۔

کفار قریش کے لشکر کی تعداد تین (۳۰۰۰) ہزار تھی اور مسلمانوں کے لشکر کی تعداد سات (۷۰۰) سو تھی۔

رسول اللہ ﷺ اس معرکہ کو مدینہ ہی میں لڑنا چاہتے تھے، لیکن مسلمان نوجوان افراد کا اصرار تھا کہ باہر نکل کر لڑائی لڑیں۔

نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تھا: تیرانداز دستہ کو وہ اپنا مورچہ نہ چھوڑیں۔

مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ لیکن تیراندازوں کے مورچہ چھوڑنے سے یہ فتح الٹ جاتی ہے، نقصان اٹھانا پڑا۔

اس معرکہ میں حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا شہادت پاتے ہیں۔

اس معرکہ میں انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ شہادت پاتے ہیں۔

عبداللہ بن عامر بن حرام رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

اور بہت سے اصحاب کا ذکر اگلے صفحات میں کیا گیا ہے۔

اس معرکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ زخمی ہوئے، آپ کے دانت ٹوٹے، سر اور چہرے پر زخم آیا۔

ابی بن خلف نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن کو رسول اللہ ﷺ نے قتل کیا۔

اس معرکہ میں ایک شخص جن کا نام قزمان تھا مسلمانوں کے ساتھ کفار قریش سے بہت بہادری اور شجاعت سے لڑ رہے تھے۔

لوگوں نے کہا وہ بہادر شہید ہو گئے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ اہل نار سے ہیں یہ سن کر تمام اصحاب کرام کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی بہادری سے لڑنے والا کس طرح جہنم رسید ہوگا۔ یہ سن کر ایک ساتھی نے ان کا پیچھا کیا اور وہاں پہنچا جہاں پر یہ زخموں سے چور چور پڑے تھے، جو پیچھا کر رہا تھا، ان کے مرنے سے پہلے کہنے لگا: تمہارے لئے جنت مبارک ہو! تم نے اللہ کے راستے میں لڑائی لڑی۔ قزمان نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو اپنی قوم میں بہادر کہلانے کے لئے لڑائی لڑی ہے۔ اس تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے قزمان نے تلوار کھڑی کی اور اس پر لیٹ کر اپنے آپ کو قتل کر لیا اور یہ صحابی واپس آ کر یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! جنت میں وہی جائے گا جس کا نفس مسلم ہوگا۔ قزمان تو اہلِ نار سے تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس معرکہ میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ: تیر چلاؤ! میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں۔

اس معرکہ کا ذکر ہوتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: یہ معرکہ کا دن طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اس معرکہ میں ایک یہودی شخص جس کا نام مخریق تھا۔ جو اسی دن اسلام لایا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی۔

اس شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

"مخريق خير يهودی" مخریق یہودیوں میں سب سے بہتر ہیں۔

رسول اللہ نے شہدائے اُحد کی لاشوں کو جمع کیا۔ ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی گئی اور ان کو ان ہی کے کپڑوں میں دفن کیا گیا۔ اور جن کے کپڑے نہیں تھے ان کو دوسروں کے کپڑے دیئے گئے۔ جن میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ شامل تھے اور ان کو پانی سے غسل نہیں دیا گیا (انہیں کپڑوں اور خون کے ساتھ اسی طرح دفنایا گیا)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن وہ آئیں گے اور ان کے زخموں سے خون بہتا ہوا ہوگا۔ جو سرخ رنگ کا خون ہوگا اور اس میں سے مشک کی خوشبو اٹھ رہی ہوگی۔

بہادر عورتوں کا بیان

اس طرح یہ معرکہ اختتام کو پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم مدینہ کو واپس تشریف لائے۔ ان عورتوں کی بہادری جن کا صبر و استقامت اور اللہ کی رضا پر صبر و شکر اور محبتِ نبی ﷺ سے یہ بے مثال نظیر ہے۔

ایک عورت قبیلہ بنی دینار کی جن کے شوہر، بھائی اور باپ اس معرکہ میں شہید ہو چکے تھے، لوگوں نے آکر بتایا کہ تمہارے والد شہید ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ کہتی ہیں:

[ما فعل رسول الله ﷺ] (رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟)

(پھر اسے بتلایا گیا کہ اللہ تمہیں صبر عطا فرمائے تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے یہ سن کر وہ کہنے لگی)۔

[ما فعل رسول الله ﷺ] (رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟)

پھر بتلایا گیا کہ اللہ تمہیں صبر عطا فرمائے تمہارے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی:

[مافعل رسول الله ﷺ] (رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟)

جواب ملا: اے اُمِ فلاں! رسول اللہ ﷺ خیریت سے ہیں۔ کہنے لگی: مجھے بتاؤ مجھے دکھلاؤ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اس طرف اشارہ کیا گیا وہاں پر ہیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور دیکھ کر اس طرح کہنے لگی:

"كل مصيبة بعدك جلل" میں نے آپ کو باسلامت دیکھ لیا تو میری ہر مصیبت ہیچ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اس طرح کہا۔ ان کے والد شہید ہو گئے ان کے شوہر شہید ہو گئے اور بھائی شہید ہو گئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے سچا پیار اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والے اپنے عزیزوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ یہ وہ مومنین اور صالحین تھے جو اپنے عزیزوں سے زیادہ پیار و محبت اپنے نبی محمد بن عبداللہ ﷺ سے کرتے تھے۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

(اسی معرکہ اُحد میں ایک صحابیہ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا نے ایک نادر کارنامہ انجام دیا)۔

مشرکین نبی کریم ﷺ پر حملہ آور ہوئے۔ اس عورت نے نبی ﷺ کے ساتھ لڑائی لڑی۔ یہ دلیر بہادر صحابیہ مشرکین کے آگے سپر بن گئی۔ اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ کے بچاؤ کے لئے یہ لڑائی لڑی تھی۔ (رضی اللہ عنہا)

معرکہ اُحد کی مختصر تفصیل

قرآن کریم میں معرکہ اُحد کی تفصیل سورۂ آل عمران میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ: اے نبی! اس وقت کو بھی یاد کرو جب صبح ہی صبح آپ اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے مورچوں پر باقاعدہ بٹھا رہے تھے اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔ (سورة آل عمران، الآية ۱۲۱)

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

ترجمہ: جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کر دے، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لیتا ہے، اس لئے تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ کرو تو تمہارے لئے بڑا بھاری اجر ہے۔ (سورة آل عمران، الآية ۱۷۹)

سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا دو آدمیوں کو جو رسول اللہ ﷺ کے سید ھے اور الٹی طرف اُحد کے روز وہ لوگ نبی ﷺ کا دفاع کر رہے تھے لڑتے ہوئے۔ میں نے انہیں نہ پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں (۱)

---

(۱) أخرجه البخاري في اللباس باب الثياب البيض رقم: 5826 مسلم في فضائل رقم: 2306

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُحد کے دن مسلمانوں پر نیند کا غلبہ

اَبی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(غشينا و نحن في مصافنا يوم أحد) ''اُحد کے روز جنگ کے دوران ہم پر نیند غالب ہو رہی تھی''

اسی خونریز مار دھاڑ کے دوران مسلمانوں کو نیند کی جھپکیاں بھی آ رہی تھی۔ جیسا کے اللہ تعالیٰ نے بتلایا یہ اللہ کی طرف سے امن دلوں کو سکون اور طمانیت تھی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے۔ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جن پر اُحد کے روز نیند چھا رہی تھی یہاں تک کہ میرے ہاتھ سے کئی بار تلوار گر گئی۔ حالت یہ تھی کہ وہ گرتی تھی اور میں پکڑتا تھا پھر گرتی تھی اور پھر پکڑتا تھا۔ (۱)

اہلِ علم فرماتے ہیں:

سب ہی جہاد پر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کی نیتوں اور ارادوں کو جانتا ہے اور ہم جہاد میں مرنے والوں کو شہداء ہی سمجھیں۔ شہداء کی نمازِ جنازہ پڑھائی بھی جا سکتی ہے اور بغیر نمازِ جنازہ کے بھی دفن کیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کبھی شہداء کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور کبھی بغیر نمازِ جنازہ کے بھی شہدا کو دفن کیا گیا۔

سورۂ آلِ عمران میں معرکۂ اُحد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ نے جنت میں مومنین کے درجات بنائے ہیں۔ مگر وہ صرف اپنے اعمال سے ہی منزلیں نہیں پا سکتے، بلکہ رب العالمین ان کو آزمائش اور امتحانات سے گزارتا ہے۔ ان تمام چیزوں سے گزر کر وہ اس اونچی منزل پر پہنچتے ہیں۔ جہاد میں شہید ہونا، ان اولیاء اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ان کا خاص مقام اور بڑا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ جہاد میں کفر اور مومن کی پہچان ہوتی ہے۔ کفار سے جو اذیتیں اور تکالیف آئیں۔ اس سے ان مومنوں کے لئے ان کے گناہوں کا کفارہ ہے انکے گناہ دھل جاتے ہیں اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے۔ کافروں کو اس کی سزا دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اس سیرت نبی ﷺ میں مختصر تفصیل بیان کی گئی۔ اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

معرکہ اُحد کے مقاصد، فوائد اور وجوہات

ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معرکہ اُحد میں مسلمانوں کو جو مصیبت و تکلیف آئی اس میں رب العالمین کی کیا حکمتیں تھیں اور ان کی وجوہات کیا تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرکز پر ڈٹے رہنے کا جو حکم عطا کیا تھا مسلمانوں نے اس کی خلاف ورزی کی۔ مسلمانوں کو اس معصیت کے برے انجام کی وجہ سے (اور اسی وجہ سے زِک اُٹھانی پڑی) اسی لیے وہ ابتلاء میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر آخر کار آزمائش کے بعد اللہ تعالیٰ اُن کو اعلیٰ درجات فتح و نصرت عطا فرماتا ہے۔

(۱) صحيح البخاري: 582/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ رسولوں کو بھی آزمائش میں ڈالتا ہے، تاکہ ان کا صبر ویقین، محکم کر دے۔ اگر ہمیشہ ہی فتح یاب ہوتے رہیں اور ہمیشہ مال و دولت غنائم ملتے رہیں تو تمام کے تمام اسلام لے آتے۔ اس آزمائش سے ہی سچوں اور جھوٹوں کا فرق واضح کرنا ہوتا ہے۔ ان ہی آزمائشوں کے دوران آزمائشوں سے چھپے ہوئے منافقین کا پتہ چل گیا اور مسلمانوں کو دوست اور دشمن کا پتہ چل گیا۔ اگر ہمیشہ ہمیشہ ہی شکست ہوتی رہے تو یہ دین ظاہر نہیں ہوتا۔

جس دینِ حق کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا ہے۔ فتح وشکست کے ساتھ آزمائشوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام زمین پر اپنا، دینِ حق پھیلا دیا اور امتیاز فرما دیا، کہ کون مومن ہے۔ اور کون منافق ہے۔ تاکہ تمام مسلمانوں کو پتہ چل جائے اور سب انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ ان تمام امور کی ڈوریاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ آزمائش کے بعد پاک اور ناپاک علیحدہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سننے اور جاننے والا ہے۔ *وہی چاہے تو فتح ونصرت عطا فرماتا ہے۔*

بعثت رجیع

یہ واقعہ جوکہ سنۃ چار (۴) ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس دو قبیلوں کے افراد آتے ہیں۔ ان قبائل کے نام یہ ہیں۔ (قبیلہ عضل) و (قبیلہ قارہ) وہ کہنے لگے کہ ہم کو اسلام سے رغبت ہے۔ ہم میں کوئی ایسا نہیں جو ہمیں دین سکھلائے اور قرآن پڑھنا سکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دس (۱۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ بھیجا۔ *"کہ ان کو دین سکھلائیں اور قرآن پڑھنا سکھلائیں"۔*

ان دس (۱۰) افراد کا امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ (*دوسری روایت میں*) مرشد بن ابی مرشد بھی بتایا گیا۔

یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ گئے اور ایک مقام جس کو رجیع کہا جاتا ہے وہاں پہنچے، وہاں کے بستی والوں اور ہذیل کی بستی والوں نے اور ایک قبیلہ بنولحیان نے ان کو دیکھ کر چیخ پکار شروع کر دی۔ ہمیں بچاؤ ہمیں بچاؤ کا شور مچ گیا۔ اور ان کی مدد کے لئے ایک سو (۱۰۰) افراد تقریباً جمع ہو گئے جو کہ ہتھیار سے لیس تھے۔ ہذیل اور بنولحیان نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور ان تمام کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم تمہیں امان اور پناہ دیتے ہیں۔ ہم کسی کو نہیں ماریں گے۔

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ کچھ اصحاب نے اپنے آپ کو ان کے حوالے نہیں کیا اور ان سے لڑائی کی اور تیروں کی بوچھاڑ سے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چھ (۶) افراد شہید ہو گئے۔ صرف تین (۳) افراد نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کیا۔ خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک شخص، ان تینوں کے ساتھ بھی دھوکا کیا گیا اور ان کو کمانوں کی تانت سے باندھ دیا گیا۔ تیسرے شخص کو باندھا جا رہا تھا۔ انہوں نے کہا یہ سب دھوکا ہے۔ ان سے لڑائی ہوئی اور وہ لڑتے ہوئے شہید کر دیئے گئے۔ خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو قید کر لیا گیا، ان کو لے جا کر مکہ میں فروخت کیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو واقعے پیش آئے۔ آپ کے پاس کچھ کھانے کے لئے تھا مگر آپ یہ کھانا کسی اور کو نہیں دیتے تھے دوسرا واقعہ یہ ہے: کفار مکہ نے آپ کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور آپ نے پاک وصاف ہونے کے لئے استرا منگوایا۔ ایک عورت نے اپنے بچہ کو استرا دیا کہ وہ زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو دے، وہ خبیب بن عدی کو دیں۔ پھر اس عورت کو فوراً خیال آیا کہیں یہ میرے بچے کو نہ مار دے۔ وہ عورت بھاگتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے آنے لگی۔ یہ دیکھ کر زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہوا؟ ڈر گئی ہو کہ ہم تمہارے بچے کو مار نہ دیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان ایسا نہیں کرتے اس بچے کا کیا قصور ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو لے کر تنعیم کی طرف چلے۔ (مکہ سے باہر ایک مقام جس کو تنعیم کہا جاتا ہے) وہ لوگ کفر کے باوجود حرم کا احترام کرتے تھے۔ یہ قتل جس میں ان لوگوں نے وعدہ خلافی بھی کی تھی دھوکا اور ظلم بھی کر رہے تھے۔ اس کے باوجود حدودِ حرم کا احترام کرتے تھے۔ وہ لوگ جب چاہے حرام کو حلال کر لیا کرتے تھے کبھی شہر الحرام (حرمت والے مہینے) کو آگے کر لیا کرتے تھے اور کبھی پیچھے کر لیا کرتے تھے۔

تنعیم کے مقام پر جانے کے بعد خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ مجھے دو (۲) رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو۔ ان لوگوں نے اجازت دے دی۔ آپ نے دو (۲) رکعت نماز مختصر پڑھی کہیں کفار یہ نہ سمجھیں کہ موت کے ڈر سے لمبی نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ان کو یہ کہنے کا موقع بھی نہیں دیا۔

خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا

"اللهم أحصهم عدداً، و اقتلهم بدداً، ولا تبق منهم أحداً"

"الٰہی ان تمام کو گھیر کر جمع فرما۔ ان سے ہر ایک کو قتل کر دے۔ ان سے کسی کو باقی نہ چھوڑ"۔

لقد اجمع الاحزاب حولي والبوا	قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وقد قربوا ابناء هم ونساء هم	وقربت من جزع طويل ممنع
إلى الله اشكو غربتي بعد كربتي	وما جمع الأحزاب لي عند مضجعي
فذا العرش صبرني على مايراد بي	فقد بضعوا لحمي وقد بؤس مطعمي
وقد خيروني الكفر والموت دونه	فقد ذرفت عيناي من غير مد مع
ولست ابالي حين اقتل مسلما	على اى شق كان لله مضجعي
وذلك في ذات الإله وإن يشا	يبارك على اوصال شلو ممزع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:لوگ میرے گرد گروہ کے گروہ جمع ہو گئے ہیں، اپنے قبائل کو چڑھا لائے ہیں۔اور سارا مجمع جمع کر لیا ہے۔ اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی قریب لے آئے ہیں اور مجھے ایک لمبے مضبوط تنے کے قریب کر دیا گیا ہے میں اپنی بے وطنی و بے کسی کا شکوہ اور اپنی قتل گاہ کے پاس گروہوں کی جمع کردہ آفات کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

اے عرش والے! میرے خلاف دشمنوں کے جو ارادے ہیں اس پر مجھے صبر دے۔وہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ اور میری خوراک بُری ہوگئی ہے۔انہوں نے مجھے کفُر کا اختیار دیا ہے حالانکہ موت اس سے کمتر اور آسان ہے۔

میری آنکھیں آنسو کے بغیر امنڈ آئیں میں مسلمان مارا جاؤں، تو مجھے پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر قتل ہوں گا۔

(یہ تو اللہ کی ذات کے لیے ہے اور وہ چاہے تو بوٹی بوٹی کیئے ہوئے اعضاء کے جوڑ جوڑ میں برکت دے)۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے: یہ ان کے اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے۔اس قتل کے وقت آپ وہاں پر موجود تھے۔جس وقت یہ دعا کی جارہی تھی، میرے والد ابا سفیان نے مجھے زمین پر لٹا دیا، اس لئے کہ ان تمام کو یقین تھا کہ ہم یہ ظلم کر رہے ہیں۔مظلوم کی بد دعا ضرور لگے گی۔ بچے کو اس لئے لٹا دیا کہ یہ بد دعا بچے کو نہ لگے۔ان کا عقیدہ تھا کہ لیٹ جانے سے یہ بد دعا، اس پر نہیں لگے گی۔

خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اپنے رسول ﷺ سے کس طرح پیار کرتے تھے

خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے سے پہلے ابوسفیان ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: یاخبیب (رضی اللہ عنہ)! تمہیں اچھا لگتا ہے کہ محمد (ﷺ) ہمارے پاس ہوں اور ان کو اذیتیں دی جارہی ہوں اور تم اپنے بال بچوں میں مطمئن ہو۔

جواب: پیار کرنے والے مومن کا: واللہ! نہیں بالکل نہیں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے اہل وعیال میں ہوں اور نبی ﷺ جہاں کہیں بھی ہوں ان کو کانٹا بھی چبھے۔اس کے بعد ان کو شہید کر دیا گیا اور ان کی لاش کی نگرانی کے لئے کسی کو مقرر کیا گیا۔ وہاں عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ آئے اور لاش کو خاموشی سے کافروں کی نظروں سے بچا کر لے گئے اور دفنا دیا۔

(اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا شخص عقبہ بن حارث تھا)۔

سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ وہاں پر موجود تھے۔

ان کا واقعہ بھی بہت عجیب طرح کا ہے: خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو والی شام مقرر فرمایا اور یہ واقعہ ان کے اسلام لانے کے بعد کا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہارے والی کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا: سب کچھ ٹھیک ہے مگر ان میں یہ تین (۳) باتیں ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ لوگوں نے کہا:

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ ہفتے میں ایک (۱) دن باہر ہی نہیں آتے۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ وہ کبھی رات کے وقت باہر نہیں آتے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ جب وہ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں تو ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ گر جاتے ہیں۔

خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو میں یہ سن رہا ہوں کیا بات ہے؟ سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہفتے میں ایک (۱) دن میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں۔ میرے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے اور دوسرا نہیں۔ میں کس طرح باہر آ سکتا ہوں۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ دن کا وقت ان کا ہے اور رات کا وقت میرے پروردگار کے لئے ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ جب خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جارہا تھا تو میں اُس وقت وہاں موجود تھا۔ وہ رونے لگے اور فرمایا جب بھی مجھے ان کی بددعا جو انہوں نے ظالموں کے لئے کی تھی اور ان کا قتل یاد آتا ہے، مجھ پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور میں اللہ کے ڈر اور خوف سے بے ہوش ہو جاتا ہوں۔

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو ان کفار کے حوالے نہیں کیا تھا اور آپ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ ان کافروں کے دلوں میں کینہ ونفرت بھری ہوئی تھی۔ وہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاش کو مکہ واپس لے جانا چاہتے تھے۔ تمام لوگ ان کی لاش کو دیکھیں اور ان کو یقین ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کے اوپر بھڑوں یا ڈکوریوں کی طرح کے پتنگے بھیج دیئے جنہوں نے لاش کی حفاظت کی۔ جن کی وجہ سے کفار ان کی لاش کو ہاتھ بھی نہ لگا پائے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی: ''اے اللہ! مجھے کوئی مشرک اور کافر ہاتھ نہ لگائے۔'' اسلام لانے کے بعد ان کو کفر اور کافروں سے بہت زیادہ نفرت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد بھی اس عہد کو پورا فرمایا۔

اس واقعہ کو سن کر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" یحفظ اللّٰه العبد المومن بعد وفاته کما یحفظه فی حیاته" (۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی حفاظت ان کے مرنے کے بعد بھی فرماتا ہے جس طرح ان کی زندگی میں۔

---

(۱) ابن هشام 1 79/169/2 زادالمعاد 109/2 صحیح البخاري 585-569-568/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حادثہ بئر معونہ

(بعثت رجیع) کے بعد ہی اسی مہینے میں دوسرا واقعہ پیش آیا جو کہ (بئر معونہ) کے نام سے مشہور ہوا۔

عامر بن مالک جن کو (ابو براء) کہتے تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آئے۔ ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلم تسلم"، یعنی (اسلام لاؤ، سیدھی راہ اختیار کرو)۔ اللہ کے دین کی اتباع کرو اور جس شرک پر قائم ہو اس کو چھوڑ دو اس شخص نے یہ سب باتیں سنی اور خاموشی اختیار کی کوئی فیصلہ نہیں کیا مگر اس طرح ظاہر کیا کہ اس کو اسلام سے کچھ رغبت ہے مگر وہ اسلام نہیں لایا۔ اس نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ اپنے اصحاب کو نجد والوں کے پاس بھیجیں کہ وہ ان کو آپ کا دین بتلائیں، وہ آپ کا دین قبول کریں گے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اہلِ نجد سے ڈر ہے کہ جن اصحاب کو بھیجوں گا وہ انہیں قتل نہ کر دیں۔ (ابو براء) نے کہا: میں ان کو اپنی حمایت و جوار دیتا ہوں اور وہ میری پناہ میں ہیں۔"

اس کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ کو دینِ حق پھیلانے کے لئے اطمینان حاصل ہوا۔

ابنِ اسحاق: نے صحیح بخاری میں اس طرح روایت کی ہے: ستّر (۷۰) افراد جو کہ مسلمانوں کے اخیارِ اصحاب تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مُنذر بن عمرو جو کہ بنو ساعدہ سے تھے ان کو اُن کا امیر منتخب فرمایا۔ یہ لوگ ابو براء کے ساتھ چلے کہ اللہ کے دین کی اشاعت کریں اور قرآن کریم سکھلائیں۔ یہ لوگ چلتے چلتے ایک مقام پر پہنچے جس کو (بئر معونہ) کہا جاتا تھا۔ وہاں پر قیام ہوا۔ جس جگہ اترے، (یہ زمین بنو عامر اور حرہ بنی سُلَیم کی تھی)۔ ان ہی صحابہ کرام میں ایک شخص جن کا نام حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ تھا جو انس بن مالک کے ماموں تھے۔ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط تھا۔

جس کو لے کر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن، عامر بن طفیل کے پاس جاتے ہیں۔

اصحابِ رسول ﷺ کو قتل کرا دیا

حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ خط عامر بن طفیل کو دیا۔ یہ خط لے کر اللہ کے دشمن نے اس کو پڑھے بغیر ہی پھینک دیا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس قاصد کو مار ڈالو۔ کسی شخص نے حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے نیزے کا یا تلوار کا وار کیا اور جب آپ کو نیزہ یا تلوار لگی، اس مومن نے اس طرح فرمایا:

" اللہ أکبر! فزت ورب الکعبۃ " اللہُ اکبر! میں نے فلاح پائی۔ کعبہ کے رب کی قسم۔

قاصدِ رسول اللہ ﷺ حرام بن ملحان کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ اِس متقی مومن کا شوقِ شہادت جنت کے اعلیٰ مراتب کے حصول کے متمنی۔ شخص نے کہا میں نے فلاح پالی۔ اس کے بعد عامر بن طفیل اٹھا اور لوگوں کو بھڑکانے لگا:

"اٹھو! محمد (ﷺ) کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو قتل کر دو یہ موقع بہت بہتر ہے اس سے اچھا موقع ہاتھ نہیں آ سکتا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ قتال، قتال چیخنے لگا۔اس کی پکار پر بہت سے لوگوں نے اس کی بات نہیں مانی اور اس قتال پر آمادگی ظاہر نہیں کی کیونکہ یہ اصحاب ابو براء کی پناہ میں تھے، مگر اس خبیث نے اس جوار کی بھی پرواہ نہیں کی۔اس کی آواز پر ان قبائل نے اس کا ساتھ دیا۔عصیہ، رعل اور ذکوان یہ عرب کے قبائل تھے۔ان سب مشرکین نے جمع ہو کر اصحاب رسول ﷺ کو گھیرے میں لے لیا اور صحابہ کرام ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ان تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا گیا، ان صحابہ سے صرف تین افراد بچ گئے۔

بچ جانے والے تین اصحاب رضی اللہ عنہم

کعب بن زید رضی اللہ عنہ: ان کو بھی مشرکین نے مقتولوں کے ساتھ قتل کر دیا تھا، مگر وہ شہید نہیں ہوئے تھے۔ ان کی سانس باقی تھی۔جب وہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے گئے تو یہ ان سے بچ کر وہاں سے بھاگ گئے۔

عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ اور منذر بن عقبہ رضی اللہ عنہ: یہ دونوں اصحاب رضی اللہ عنہم اس وقت وہاں پر نہیں تھے۔یہ دونوں اپنے گھوڑوں پر مسلمانوں کے سامان کے ساتھ معرکہ سے دور تھے۔جب یہ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھیوں کو مشرکین نے قتل کر دیا ہے۔یہ دونوں واپس آئے اور مشرکین سے مقابلہ کیا۔منذر بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے قید کر لیا۔عامر بن طفیل کے ذمہ اس کی ماں کی گردن چھڑانے پر ایک غلام آزاد کرنا تھا۔اس لئے عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا گیا۔

(عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ جب وہاں سے چلے تو راستہ میں ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے)۔

دو اور اشخاص جو کہ بنو کلاب قبیلہ سے تھے، وہ آئے اور وہ بھی اسی درخت کے نیچے آرام کرنے لگے۔جب یہ دونوں سو گئے تو عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ اٹھے اور ان کو تلوار سے قتل کر دیا۔اس کے بعد جب سامان کو دیکھا تو ان کے سامان میں سے ایک خط نکلا جس میں نبی کریم ﷺ سے جو عہد تھا، وہ ملا۔عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ یہ دونوں افراد بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کو شہید کیا ہے۔ اس طرح ان سے غلطی سے یہ دونوں کا قتل ہوا۔

عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، خیانت اور غدر کا المناک حادثہ جس میں اصحاب رسول ﷺ کو قتل کیا گیا اور ان کی اپنی غلطی سے جو قتل ہوئے وہ بیان کیا۔ان دو آدمیوں کے قتل کے واقعے کو سن کر، رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: "لقد قتلت قتيلين لأدينهما" (۱) دو قتل ہو گئے، میں ان کی دیت ادا کرونگا۔ (دیت یعنی خون بہا)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مال سے ان کے دیت کی رقم جمع کرنی شروع کی اور قبیلہ (بنی نضیر) سے بھی اس دیت کی رقم طلب کی کیونکہ معاہدہ کے مطابق وہ بھی دیت میں حصہ دار تھے۔غلطیوں سے جو قتل ہو جائے۔

---

(۱) خلاصة الدرجة: من طريق ابن اسحاق بسنده مرسلا، المحدث: الألباني ، المصدر: فقه السيرة ، الصفحة أو الرقم: 279

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس میں نبی کریم ﷺ تمام مسلمان اور بنونضیر بھی شریک تھے۔ (بنو نضیر) کے یہودیوں سے جب دیت مانگی گئی تو ان لوگوں نے دھوکا کیا۔اس کی تفصیل آگے بیان کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دوماہ تک دعائے قنوت پڑھی

(ان دو واقعات سے رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ رنج وغم ہوا)۔

پہلا واقعہ (بعثت رجیع) جس میں دس (۱۰) افراد، اصحابِ رسول ﷺ کو شہید کر دیا گیا۔

دوسرا واقعہ (بئر معونہ) جس میں ستر (۷۰) افراد اصحابِ رسول ﷺ کو بےدردی سے شہید کر دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کرتے تھے:

"عصیه عصت الله و رسوله" (۱) ترجمہ: عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

ان دو واقعات سے جن میں اخیار مسلمین کو شہید کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ کو بہت دکھ پہنچا اور آپ اسی رنج وغم کی وجہ سے نماز میں متواتر دوماہ تک دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

اللهم عليك برعل و كون و لحيان و عصية "

(اللہ تعالیٰ، رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ) ان پر لعنت اور بددعا کرتے رہے

جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اپنے نبی ﷺ پر وحی نازل کی: اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٢٨﴾

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں۔ (سورة آل عمران، الآية ١٢٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرضينا عنه ورضي عنا" (۲) وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔

ہماری قوم کو یہ بتلا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعائے قنوت ترک کر دی۔(۲)

(۱) الراوي : عبدالله بن عمر ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم :3513

(۲) صحيح البخاري 586/2 , 587 ,588

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوہ بنی نضیر (ربیع الاول سنہ ۴ ہجری)

یہودی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دلوں میں نفرت، کینہ و بغض رکھتے تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان کے باوجود اذیت دینے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے کیا کرتے تھے۔ (بنو قینقاع) کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ پیش آیا تو ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور انہوں نے خوفزدہ ہو کر خاموشی اور سکوت اختیار کر لی۔ لیکن غزوہ اُحد کے بعد ان کی جرأت پھر لوٹ آئی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سب جانتے ہوئے صبر سے کام لیا۔ (رجیع) اور (معونہ) کے حادثات کے بعد یہودیوں کی جرأت و جسارت حد سے بڑھ گئی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے خاتمے کا پروگرام بنایا۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بنو کلاب کے ان مقتولین کی دیت میں اعانت کی بات چیت کی، جو قتل عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے غلطی سے کر دیا تھا۔ معاہدہ کی رُو سے یہ اعانت واجب تھی۔ یہودیوں نے کہا "ابوالقاسم! (ﷺ) آپ یہاں تشریف رکھیں ہم آپ کی ضرورت پوری کیے دیتے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ اُن کے گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور کچھ اصحاب رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔

ادھر یہودی تنہائی میں جمع ہوئے تو ان پر شیطان سوار ہو گیا۔ یہودیوں نے باہم مشورہ کیا کہ کیوں نہ نبی کریم ﷺ کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: "کون ہے جو اس چکی کے پاٹ کو لے کر اوپر جائے اور آپ کے سر پر گرا کر کچل دے"۔ ایک بدبخت یہودی جس کا نام عمرو بن جحاش تھا، اس نے کہا کہ یہ کام میں کرونگا۔ ان ہی لوگوں سے سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا مت کرو۔ کیونکہ اللہ کی قسم انہیں تمہارے ارادوں کی خبر دی جائے گی اور پھر ہمارے اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہے اس کی بھی خلاف ورزی ہوگی، مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور اپنے عزم پر برقرار رہے۔ سبحان اللہ! ان کو یہ بھی یقین تھا کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اللہ ان کو بتلا دے گا۔ اس کے باوجود وہ اپنی فطرت سے باز نہیں آتے تھے۔

ادھر رب العالمین کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس (جبرئیل علیہ السلام) تشریف لائے اور آپ ﷺ کو یہودیوں کے ارادے سے باخبر کیا۔ رسول اللہ ﷺ تیزی سے اٹھے اور چل پڑے۔ آپ ﷺ کے پیچھے آپ کے اصحاب بھی دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! آپ فوراً اُٹھ کر چلے آئے اور آپ نے ہمیں کچھ نہیں بتایا کہ وہاں پر کیا ہوا۔

مدینہ منورہ واپس آکر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو یہودیوں کے ارادے سے باخبر کیا۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو (بنی نضیر) کے پاس روانہ فرمایا اور کہلا بھیجا کہ تم لوگ مدینے سے نکل جاؤ۔ اب تم یہاں میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تمہیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اس کے بعد جو شخص پایا جائے گا اس کی گردن کاٹ دی جائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس بات کے بعد یہودیوں کو سوائے جلاوطنی کے کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ چنانچہ وہ چند دن تک سفر کی تیاریاں کرتے رہے اور اس دوران منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے کہلا بھیجا کہ اپنی جگہ پر برقرار رہو اور ڈٹ جاؤ اپنا گھر بار نہ چھوڑو۔ میرے پاس دو ہزار (۲۰۰۰) افراد ہیں جو تمہارے ساتھ قلعے میں داخل ہو کر تمہاری حفاظت میں جان دے دیں گے اور اگر تمہیں نکالا ہی گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور اگر تمہارے ساتھ جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ (بنو قریظہ) اور (بنو غطفان) تمہارے حلیف ہیں، وہ بھی تمہاری مدد کریں گے۔

یہ پیغام سن کر یہودیوں کی خود اعتمادی لوٹ آئی اور انہوں نے طے کر لیا کہ جلاوطن ہونے کی بجائے ٹکر لی جائے اور ان کے سردار حیی بن اخطب کو یہ توقع تھی کہ رئیس المنافقین نے جو کچھ کہا ہے وہ پورا کرے گا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جوابی پیغام بھیجا کہ ہم اپنے دیار سے نہیں نکلتے۔ آپ (ﷺ) جو کرنا چاہتے ہیں وہ کر لیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے سردار کا یہ پیغام ملا تو رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے کہا: اللہ اکبر! اور پھر لڑائی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ابنِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا انتظام سونپ کر بنی نضیر کی بستی کی طرف چل پڑے۔

(رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا مسلمانوں نے جا کر ان کا محاصرہ کر لیا)۔

ادھر بنو نضیر نے اپنے قلعوں میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو کر فصیل سے تیر اور پتھر برساتے رہے۔ کھجور کے باغات ان کے لئے سپر کا کام دے رہے تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے۔ محمد (ﷺ) زمین میں فساد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٥﴾

ترجمہ: تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنہیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تھا اور اس لئے بھی کہ فاسقوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔ (سورۃ الحشر، الآیۃ: ۵)

بہر حال جب ان کا محاصرہ کر لیا گیا تو (بنو قریظہ) ان سے الگ تھلگ رہے۔ عبداللہ بن ابی نے بھی خیانت کی اور ان کے حلیف (غطفان) بھی مدد کو نہ آئے۔ غرض کوئی بھی انہیں مدد دینے یا ان کی مصیبت ٹالنے پر آمادہ نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ ﴿١٦﴾

ترجمہ: شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر، جب وہ کفر کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے بری ہوں۔

(سورۃ الحشر، الآیۃ ۱٦)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ نے کچھ زیادہ طول نہیں پکڑا بلکہ صرف چودہ (۱۴) رات ۔ اس طرح بھی کہا گیا کہ پندرہ (۱۵) دن جاری رہا۔
اس دوران اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا۔ ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور وہ کہنے لگے:
یا محمد (ﷺ)! ہم اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتے ہیں اور ہم اس شرط پر باہر آئیں گے کہ ہم اپنے ساتھ اہل وعیال اور اپنے ہتھیار اپنے اونٹوں پر لے جائیں گے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! تم لوگ اپنے ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لے جاؤ گے اور جو کچھ چاہو اونٹوں پر لے جا سکتے ہو''
ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔
جانے سے پہلے ان لوگوں نے اپنے گھروں کو توڑنا شروع کر دیا تاکہ مسلمان ان میں بس نہ سکیں۔ بہت سے افراد نے اپنے گھروں کی کھڑکیاں اور دروازے بھی نکال لئے۔ وہ اپنے بچوں، عورتوں اور چھ سو (۶۰۰) اونٹوں پر سامان لاد کر لے گئے۔
ان میں (حيي بن اخطب) اور (سلام بن ابی الحُقيق) اور ان کے ساتھ بہت سے افراد نے خیبر کا رخ کیا اور ایک جماعت ملک شام کی طرف روانہ ہوئی۔ *(اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے نکل گئے)*
رسول اللہ ﷺ نے شرط کے مطابق (بنو نضیر) کے ہتھیار، زمین، گھر اور باغات اپنے قبضے میں لے لئے ہتھیاروں میں پچاس (۵۰) زِرہیں، پچاس (۵۰) خُود اور تین سو چالیس (۳۴۰) تلواریں تھیں۔
(بنو نضیر) کے یہ باغات، زمین اور مکانات خالص رسول اللہ ﷺ کا حق تھا۔ آپ نے ان اموال کا خُمس (پانچواں حصہ) نہیں نکالا کیونکہ اسے اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو بطور (فَئے) دیا تھا۔ مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ دوڑا کر اسے فتح نہیں کیا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس اختیار خصوصی کے تحت اس پورے مال کو صرف مہاجرین اولین پر تقسیم فرمایا۔ البتہ دو انصاری صحابہ ابودُجانہ اور سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہما کو ان کے فقر کے سبب اس میں سے کچھ عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا ٹکڑا اپنے لیے محفوظ رکھا جس میں سے اپنی ازواج مطہرات کا سال بھر کا خرچ نکالتے تھے اور اس کے بعد جو کچھ بچتا تھا اسے جہاد کی تیاری کے لیے ہتھیار اور گھوڑوں کی فراہمی میں صرف فرما دیتے تھے۔

غزوۂ بنی نضیر جو کہ ربیع الاول سنۃ ۴ میں پیش آیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس غزوہ کے متعلق سورۂ حشر نازل فرمائی۔
ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس سورۂ (حشر) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ ''اسے (سورة بني النضير) کہو۔'' (۱)

---

(۱) ابن هشام 192,191,190/2 - زادالمعاد 110,71/2 صحيح البخاري 575,574/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احزاب (جنگِ خندق) (شوال سنۃ ۵ ہجری)

غزوۂ احزاب ہجرت کے چوتھے سال کے آخری عرصہ میں ہوئی۔اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ پانچویں (۵) سالِ ہجری میں شروع ہوئی۔رسول اللہ ﷺ نے جب (بنو نضیر) کو نکال دیا اور اس سے پہلے (بنو قینقاع) کو بھی نکال دیا تھا۔ اب مدینہ منورہ میں صرف یہودیوں میں سے (بنو قریظہ) باقی تھے۔اس کے علاوہ مسلمانوں میں شامل منافقین بھی تھے۔ اس عرصہ میں جزیرہ عرب پرسکون چھایا ہوا تھا۔ ہر طرف امن وامان تھا۔یہود اپنی غدر وخیانت کی وجہ سے ذلت ورسوائی کا مزہ چکھ چکے تھے۔اس کے باوجود وہ اپنی خباثت اور مکروفریب سے باز نہیں آئے۔

(بنو نضیر) کے بیس (۲۰) سرداراور رہنما مکے میں قریش کے پاس گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارا اور اپنی مدد کا یقین دلایا۔قریش نے ان کی بات مان لی اور اس کے بعد یہود کا یہ وفد (بنو غطفان) کے پاس گیا اور ان کو بھی جنگ پر آمادہ کیا۔وہ بھی تیار ہو گئے۔پھر اس وفد نے بقیہ عرب قبائل میں گھوم گھوم کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی۔ان قبائل کے بہت سے افراد تیار ہو گئے۔اس طرح ان یہودیوں نے پوری کامیابی کے ساتھ کفر کے تمام بڑے بڑے گروہوں کو نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی دعوتِ حق کو روکنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر جنگ پر آمادہ کرلیا۔اس کے علاوہ انہوں نے عرب قبائل سے قریش، کنانہ اور غطفان کو بھی آمادہ جنگ کیا۔یہ تمام جن کی تعداد دس ہزار (۱۰۰۰۰) افراد تھی، ان قبائل نے ایک مقررہ وقت اور اتفاق کی پابندی کرتے ہوئے مدینہ کا رخ کیا۔چند دن کے اندر مدینہ منورہ کے پاس ایک زبردست لشکر جمع ہو گیا اور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ قریش، (غطفان ، کنانہ) اور یہودی یہ تمام رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے عہد وپیمان کررہے ہیں۔ *(یہ اطلاع آپ کو لوگوں نے دی یا اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتلایا)۔*

رسول اللہ ﷺ نے مجلسِ شوریٰ طلب کی

اس اطلاع کے ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا کہ مشورہ کریں کہ اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے کیا تدابیر کی جائیں۔اس بات چیت کے بعد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تجویز پر متفقہ طور پر اتفاقِ رائے کیا گیا۔تجویز یہ تھی۔سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا:''فارس میں جب ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے۔اللہ کے رسول ﷺ نے بھی یہی تجویز مناسب سمجھی کہ خندق کھودی جائے۔اس تجویز پر فوراً عمل درآمد شروع کیا گیا اور مسلمانوں نے پوری محنت اور تمام دلجوئی سے خندق کھودنی شروع کر دی۔رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اس کام کی ترغیب بھی دیتے اور آپ ﷺ عملاً پوری طرح اس میں شریک بھی رہتے۔مدینہ کے شمال کی طرف کھلی جگہ تھی۔اس طرف سے دشمن کے حملہ کی توقع تھی۔دوسری طرف پہاڑ اور درخت تھے۔اس لئے خندق شمال کی طرف کھودی گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ خندق کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ مہاجرین وانصار ایک ٹھنڈی صبح میں، کھودنے کا کام کر رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام بھی نہیں جو یہ کام کرے، وہ خود کام کر رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی مشقت اور بھوک کو دیکھ کر فرمایا:

اللهم إن العيش عيش الأخرة . فاغفر للأ نصار والمهاجرة (١)

اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ پس انصار ومہاجرین کو بخش دے۔

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے اس طرح کہتے تھے۔

نحن الذين بايعوا محمداً على الجهاد ما بقينا أبداً (٢)

ترجمہ: ہم نے نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ پر زندگی کے آخری قطرے تک جہاد کو جاری رکھنے کی بیعت کی ہے۔

روایت میں اس طرح ہے۔ انصار و مہاجرین خندق کھودتے وقت اور مٹی ڈھوتے وقت اس طرح کہتے۔

نحن الذين بايعوا محمداً على الإسلام ما بقينا أبداً (٣)

ترجمہ: ہم نے نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ پر زندگی کی آخری سانس تک اسلام پر ثابت قدم رہنے کی بیعت کی ہے۔

نبی کریم ﷺ یہ سن کر اس طرح جواب دیتے تھے۔

اللهم إنه لا خير إلا خير الآخرة، فبارك في الأنصار والمهاجرة(٤)

ترجمہ: الٰہی کسی میں بھلائی نہیں، بھلائی صرف آخرت کی ہے برکت عطا فرما انصار اور مہاجروں میں

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خندق سے مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ غبار نے آپ کے شکم کی جلد ڈھانک دی تھی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رجزیہ کلمات کہتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ مٹی ڈھوتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ (صلوات الله و سلامه عليه)

---

(١) الراوي : أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 2834:

(٢) (٣) (٤) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة الخندق حديث رقم: 4099/4100

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللهم لولا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فأنزل سكينة علينا وثبت الأقدام إن لاقينا

إن الألى قد بغوا علينا و إن أرادوا فتنة أبينا (۱)

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے پس ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر ٹکراؤ ہو جائے تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ انہوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکایا ہے اگر انہوں نے کوئی فتنہ چاہا تو ہم ہرگز سر نہیں جھکائیں گے۔ (آخری لفظ کو زور سے کہتے تھے)۔

اَبو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کا شکوہ کیا اور اپنے شکم کھول کر ایک باندھا ہوا پتھر دکھلایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا شکم کھول کر دکھایا جس پر دو پتھر تھے۔ (۲) (صلوات اللّٰه و سلامه عليه)

یہ دیکھ کر لوگوں کو اطمینان ہوا کہ ان کے پیٹ پر تو صرف ایک پتھر بندھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو کہ ان کے قائد اور رہبر تھے، وہ ان سے زیادہ بھوک برداشت کر رہے تھے۔ آپ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ جو پتھر ان سے نہیں ٹوٹتا تھا، اس کو توڑ رہے تھے۔ خندق ان کے ساتھ کھود رہے تھے۔ خندق کی مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ گرد و غبار سے رسول اللہ ﷺ کی جلد نظر نہیں آ رہی تھی۔ (صلوات اللّٰه و سلامه عليه)

غزوۂ احزاب (جنگِ خندق) کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے معجزات

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ہم لوگ خندق کھود رہے تھے کہ ایک چٹان نما ٹکڑا آڑے آ گیا۔ لوگوں نے اسے توڑنے کی کوشش کی مگر نہیں توڑا گیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ یہ پتھر ہم سے نہیں ٹوٹ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس کے لئے اتر رہا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ ہم نے تین روز سے کچھ نہیں چکھا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے کدال ماری تو چٹان نما ٹکڑا پاش پاش ہو گیا۔ (۳)

براء رضی اللہ عنہ سے روایت اس طرح ہے۔ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان نکل آئی ہم اس پر کدال چلاتے تھے مگر ٹوٹتی ہی نہ تھی۔ ہم لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا شکوہ کیا۔

---

(۱) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة الخندق حديث رقم: 4104,4106

(۲) جامع ترمذي، مشكوٰة المصابيح 448/2 (۳) صحيح البخاري، 588/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، کدال لی اور بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی۔ ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا۔ فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ واللہ! میں اس وقت وہاں کے سرخ محلوں کو دیکھ رہا ہوں''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی۔ ایک دوسرا ٹکڑا ٹوٹ گیا۔ فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے فارس دیا گیا ہے۔ واللہ! میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں''۔ پھر تیسری ضرب لگائی۔ فرمایا: ''بسم اللہ'' باقی ماندہ چٹان بھی کٹ گئی۔ فرمایا: اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ واللہ! میں اس وقت اپنی جگہ سے صنعاء کے پھاٹک دیکھ رہا ہوں''۔ سبحان اللہ مسلمانوں نے خندق کھودنے کا کام مسلسل جاری رکھا۔ دن بھر کھدائی کرتے اور شام کو گھر پلٹ آتے۔ کفار کے لشکرِ جرار کے پہنچنے سے پہلے مقررہ وقت کے مطابق خندق تیار ہوگئی۔ (۱)

اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اور بھی بہت سی بشارتیں سنی اور دیکھی تھیں۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)۔

ادھر قریش اپنا چار ہزار (۴۰۰۰) کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پہنچتے ہیں۔ دوسری طرف (غطفان) اور ان کے نجدی ہم سفر اُن کا ساتھ دینے چھ ہزار (۶۰۰۰) افراد لے کر آئے اور یہ اُحد کے مشرقی کنارے پر آ کر خیمہ زن ہو گئے۔ قریش اور ان کے حمایتی، یہ تمام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن بن گئے اور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے ان تمام نے ارد گرد گھیرا ڈال دیا، حصار قائم کیا رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ کے گرد حصار قائم کیا۔ مومنین نے یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکر دیکھا اور اس طرح کہا جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ انہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوۂ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا۔ (سورۃ الاحزاب، الآیۃ ۲۲)

لیکن منافقین اور کمزور نفس لوگوں کی نظر اس لشکر پر پڑی تو ان کے دل مسلمانوں کے برعکس دہل گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں اس طرح فرمایا

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ: اور اس وقت منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکا فریب کا ہی وعدہ کیا تھا۔ (سورۃ الاحزاب، الآیۃ ۱۲)

---

(۱) ابن ہشام 3/220, 221

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہر حال اس لشکر سے مقابلہ کے لئے رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان جن کی تعداد صرف تین ہزار (۳۰۰۰) تھی تشریف لائے۔ سامنے خندق تھی جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی۔ مدینہ منورہ کا انتظام ابنِ مکتوم رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا گیا۔

(عورتوں اور بچوں کو مدینہ منورہ کے مضبوط قلعوں میں محفوظ کر دیا گیا)

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) میں مبارزہ

جب مشرکین حملے کی نیت سے مدینہ منورہ کی طرف بڑھے تو دیکھتے ہیں کہ ایک چوڑی سی خندق ان کے اور مدینہ منورہ کے درمیان حائل ہے۔ مجبوراً انہیں محاصرہ کرنا پڑا (خندق ایک ایسی چال تھی جس سے عرب واقف ہی نہ تھے) مشرکین خندق کے پاس پہنچ کر غیظ وغضب سے چکر کاٹنے لگے اور اس طرف اور اُس طرف چکر مار کر گھسنے کی جگہ تلاش کر رہے تھے۔

ادھر مسلمان ان کی نقل وحرکت پر پوری پوری نظر رکھے ہوئے تھے اور ان پر تیر برساتے رہتے تھے تاکہ انہیں خندق کے قریب آنے کی جرأت نہ ہو وہ کود کر اور نہ مٹی ڈال کر عبور کرنے کے لئے راستہ بنا سکیں۔

کفار بھی خندق کے اس طرف سے مسلمانوں پر تیر برسا رہے تھے۔ ان کی ایک جماعت جن میں عمرو بن عبدود، ضرار بن خطاب وغیرہ تھے۔ ایک تنگ مقام سے خندق پار کر لی اور ان کے گھوڑے خندق کے درمیان چکر کاٹنے لگے اور مسلمانوں کی طرف سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ہمراہ نکلے اور جس مقام سے کفار قریش نے گھوڑوں سے خندق کو پار کیا اس جگہ کو قبضے میں لے کر ان کی واپسی کا راستہ بند کر دیا اس پر عمرو بن عبدود نے مبارزت کے لئے للکارا۔ یہ شخص قریش کے بہادروں میں سے تھا اور اس کی عمر سو (۱۰۰) سال سے اوپر تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے مبارزت کے لئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے۔ عمرو بن عبدود نے پوچھا تم کون ہو۔ ''میں علی بن ابی طالب ہوں۔'' میرے بھائی کے لڑکے واپس چلا جا میں تیرا خون نہیں کرنا چاہتا۔ یہ سن کر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں تیرا خون کرنا چاہتا ہوں۔''

یہ سن کر وہ غضبناک ہو گیا گھوڑے سے اتر کر نیچے آیا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے روبرو آ گیا۔ دونوں میں پرزور ٹکر ہوئی، ہر ایک نے دوسرے پر بڑھ چڑھ کر وار کیے بالآخر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔

باقی مشرکین بھاگ کر خندق پار چلے گئے اور علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اللہ اکبر اور دونوں لشکروں کی طرف سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ کافروں کو مسلمانوں کے تیر اندازوں نے خندق پار کرنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔

اس حصار ہی کے دوران نبی کریم ﷺ اس پرزور مقابلہ کے انتظام میں اتنے مصروف رہے کہ اس وجہ سے عصر کی جماعت کا وقت جاتا رہا۔ جس طرح آپ کے بھائی سلیمان علیہ السلام اپنے گھوڑوں میں مصروف رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے لشکر کی وجہ سے مصروف ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو اس نماز کے فوت ہونے کا اس قدر ملال تھا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز اس طرح فرمایا: " ملأ الله قبورهم وبيوتهم نارا "[(۱)]

ترجمہ: اللہ! ان مشرکین کے قبروں اور گھروں کو آگ سے بھردے۔

جس طرح انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ کی ادائیگی سے مشغول رکھا اور سورج ڈوب گیا۔

مشرکین کی طرف سے خندق عبور کرنے کی کوششیں متواتر کی جارہی تھیں اور مسلمانوں کی طرف سے دفاع کی مہم کئی روز تک جاری رہی۔ دونوں فریقین کے درمیان خندق حائل تھی۔ اس لئے دست بدست اور خونریز جنگ کی نوبت نہ آسکی۔ بلکہ صرف تیراندازی ہوتی رہی۔ اس میں فریقین کے چند افراد مارے گئے۔ چھ افراد مسلمانوں کی طرف سے اور دس مشرکین کی طرف سے۔ اس تیراندازی کے دوران ایک تیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی لگا جس سے ان کے بازو کی بڑی رگ کٹ گئی۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اب تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کو آخری مرحلے تک پہنچادیا ہے۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ جس قوم نے تیرے رسول کی تکذیب کی (جھوٹا کہا) اور انہیں نکال باہر کیا، ان سے جہاد کرنا مجھے کس قدر محبوب ہے، کسی اور قوم سے نہیں ہے پس اگر قریش کی جنگ کچھ رہ گئی ہو تو مجھے ان کے لئے باقی رکھ کہ میں ان سے تیری راہ میں جہاد کروں (اور اگر تو نے لڑائی ختم کردی، تو اس زخم کو جاری کرکے اسے میری موت کا سبب بنادے)۔

مجھے موت نہ دے یہاں تک کہ (بنو قریظہ) کے معاملہ میں میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوجائے[(۲)]

ایک طرف مسلمان محاذِ جنگ پر ان مشکلات سے دوچار تھے اور دوسری طرف کچھ لوگ سازش اور منافقت کرنے والے جن میں (بنو نضیر) کا بڑا مجرم حیٔ بن اخطب بھی تھا۔

یہ (بنو قریظہ) کے دیار میں آیا اور ان کے سردار کعب بن اسد (وہی شخص جس نے (بنو قریظہ) کی طرف سے رسول اللہ ﷺ سے عہد و پیمان کیا تھا کہ جنگ کے وقت پر آپ کی مدد کرے گا۔) حیٔ نے آکر اس کے دروازے پر دستک دی تو اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا، مگر حیٔ اس سے کچھ ایسے انداز سے باتیں کرتا رہا کہ آخرکار اس نے دروازہ کھول ہی دیا۔ اے کعب! میں تمہارے پاس دہر کی عزت لے کر آیا ہوں اور بحرِ بے کراں لے کر آیا ہوں۔ میں نے قریش کو اور ان کے سرداروں کو ان کے قائدین سمیت لاکر مدینہ منورہ میں اتار دیا ہے، (بنو غطفان) کو ان کے قائدین اور سرداروں سمیت اُحد کے پاس پہنچا چکا ہوں۔ یہ سب وہاں خیمہ زن ہیں۔ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ کیے بغیر وہاں سے نہ پلٹیں گے۔

---

(۱) الراوي : علي بن أبي طالب ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم :6396

(۲) ابن هشام 227/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کعب نے کہا: ''اللہ کی قسم! تم میرے پاس دہر کی ذلت اور فوجوں کا برسا ہوا بادل لے کر آئے ہو جو صرف گرج چمک رہا ہے مگر اس میں کچھ نہیں رہ گیا۔ حیی! تجھ پر افسوس! مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔ میں نے محمد (ﷺ) میں صدق و وفا کے سوا کچھ نہیں دیکھا ہے''

مگر حیی اس کو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے فریب دیتا رہا۔ اس نے کوشش کر کے آخر اپنی بات منوا ہی لی کہ وہ اندر سے خیانت کرے۔ یہاں تک کہ کعب اس کی باتوں پر راضی ہو گیا۔ اور حیی سے عہد و پیان کے بعد کعب بن اسد نے رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اور مسلمانوں کے ساتھ کی ہوئی ذمہ داریوں سے بری ہو کر ان کے خلاف مشرکین کی جانب سے جنگ میں شریک ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہودیوں کی عہد شکنی معلوم ہوئی تو آپ نے فوراً اس کی تحقیق کی طرف توجہ فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خبر کی تحقیق کے لئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کے بھائیوں کو روانہ فرمایا اور آپ نے ہدایت کی کہ جاؤ، دیکھو! (بنی قریظہ) کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ واقعی صحیح ہے یا نہیں؟ (اگر صحیح ہے تو واپس آ کر صرف مجھے بتا دینا اور وہ بھی اشاروں اشاروں میں)۔ تا کہ لوگوں کے حوصلے پست نہ ہوں اور اگر وہ عہد و پیان پر قائم ہیں تو لوگوں کے درمیان اعلانیہ اس کا ذکر کر دینا۔ جب یہ لوگ (بنو قریظہ) کے قریب پہنچے تو انہیں انتہائی خباثت پر آمادہ پایا۔ انہوں نے اعلانیہ گالیاں بکیں، دشمنی کی باتیں کیں، اور رسول اللہ ﷺ کی اہانت کی۔

کہنے لگے: ''اللہ کا رسول کون؟ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان کوئی عہد نہیں ہے''۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر صورتحال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صرف اتنا کہا، (عضل اور قارہ) یعنی جس طرح (عضل اور قارہ) نے اصحابِ رجیع کے ساتھ بدعہدی کی تھی، اسی طرح یہودی بھی بدعہدی پر تُلے ہوئے ہیں۔

باوجود اخفائے حقیقت کی کوشش کے، عام لوگوں کو صورت حال کا علم ہو گیا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد،

اس تکلیف دہ موقف کے بارے میں ، اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾

ترجمہ: اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح وہ جھنجھوڑ دیے گئے۔ (سورة الاحزاب، الآية: ١٠، ١١)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۭ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

ترجمہ: اور اس وقت منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکا فریب کا ہی وعدہ کیا تھا۔ ان ہی کی ایک جماعت نے ہانک لگائی کہ اے مدینہ والو! تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں چلو لوٹ چلو، اور ان کی ایک اور جماعت یہ کہہ کر نبی (ﷺ) سے اجازت مانگنے لگی کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ (کھلے ہوئے اور) غیر محفوظ نہ تھے (لیکن) ان کا پختہ ارادہ بھاگ کھڑے ہونے کا تھا۔ (سورة الاحزاب ،الآية: ۱۲۔۱۳)

اللہ کی مدد اور فتح کی بشارت

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثابت قدم رکھا اور وہ لوگ اس خطرناک موقع پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (بنو قريظه) کی بدعہدی کی خبر سن کر اپنا سر اور چہرہ کپڑے سے ڈھانک لیا اور دیر تک لیٹے رہے اور اس کے بعد آپ ﷺ پر اُمید اُٹھے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اللہ کی مدد اور فتح کی خوشخبری سن لو!''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سامنے پیش آنے والے حالات سے نمٹنے کا پروگرام بنایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ قبیلہ اوس اور خزرج کے سردار تھے کہ میں اس بارے میں تمہاری رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم (غطفان) اور ان کا ساتھ دینے والوں سے اس طرح صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو مدینہ منورہ کی کھجور کی فصل سے آدھی فصل دیں گے، اگر وہ واپس ہو جائیں۔ اس وقت غطفان کی تعداد چار ہزار (۴۰۰۰) افراد تھی۔ مشرکین قریش بھی چار ہزار (۴۰۰۰) تھے۔ جو قریش کے ساتھ مل گئے تھے، ان کی تعداد، دو ہزار (۲۰۰۰) افراد تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا: اور اگر ہم پیداوار پر مصالحت کر لیں تاکہ یہ دونوں سردار اپنے اپنے قبیلے لے کر واپس چلے جائیں اور ہم صرف قریش سے نمٹیں گے اور ان پر ضرب کاری لگانے کے لئے فارغ ہو جائیں۔ ان دونوں اصحابِ رسول اللہ ﷺ نے بہ یک زبان عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اگر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا حکم دیا ہے۔ تب تو بلا چوں و چرا تسلیم ہے اور اگر محض آپ ہماری خاطر ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جب ہم لوگ اور یہ لوگ دونوں شرک اور بت پرستی پر تھے تب تو یہ لوگ میزبانی یا خرید و فروخت کے سوا کسی اور صورت سے ایک دانے کی بھی توقع نہیں کر سکتے تھے۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایتِ اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کے ذریعے عزت بخشی ہے، ہم انہیں اپنا مال دیں گے۔ واللہ ہم تو انہیں اپنی تلوار دیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی رائے کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

درست قرار دیا اور فرمایا: ''جب میں نے دیکھا کہ سارا عرب ایک کمان کھینچ کر تم پر پل پڑا ہے تو تمہاری خاطر میں نے یہ کام کرنا چاہا تھا۔''

اس دوران مسلمان اللہ سے یہ دعا کر رہے تھے: " اللهم ! استر عوراتنا ، و آمن روعاتنا " (۱)

ترجمہ: اے اللہ ہماری پردہ پوشی فرما ، اور ہمیں خطرات سے محفوظ کر دے۔

رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے:

" اللهم منزل الكتاب ، سريع الحساب ، اهزم الأحزاب ، اللهم اهزمهم و زلزلهم" (۲)

ترجمہ: اے اللہ! کتاب اتارنے والے اور جلد حساب لینے والے، ان لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے۔

اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا کے ذریعے مدد فرمائی

بالآخر اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دعائیں سن لیں۔ مشرکین کی صفوں میں پھوٹ پڑ جانے اور بددلی و پست ہمتی سرایت کر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے، ان پر تند و تیز ہواؤں کا طوفان بھیج دیا جس نے ان کے خیمے اُکھیڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں، طنابوں کی کھونٹیاں اڑا دیں، کسی چیز کو برقرار نہ رکھا۔ اس کے ساتھ ہی فرشتوں کا لشکر بھیج دیا جس نے انہیں ہلا ڈالا اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ اللہ کے سپاہی ہوا کی شکل میں آئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا رسول اللہ ﷺ کو اور لشکرِ اسلام کو عزت بخشی، اپنے بندے محمد ﷺ کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سارے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح وہ تمام اپنی جگہ چھوڑ کر اپنے وطن نامراد واپس چلے گئے۔ ان کے ساتھ ان کے حمایتی اور مددگار یہ تمام واپس لوٹ گئے اور وہ محاصرہ پورے ایک مہینہ تک تھا۔ غزوۂ خندق شوال کے مہینہ میں سنة پانچ (۵) ہجری میں پیش آیا اور ایک ماہ یا اس سے کم یا زیادہ عرصہ تک رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا محاصرہ جاری رہا۔ غزوۂ احزاب میں کوئی خونریز معرکہ پیش نہیں آیا۔ اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ مشرکین قریش اور منافقین، یہودی تمام عرب اور ان کے حمایت کرنے والے اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوئے۔

---

(۱) الراوي : أبو سعيد الخدري ، خلاصة الدرجة : اسناده حسن ، المحدث : الألباني ، المصدر : مشكاة المصابيح ، الصفحة أو الرقم 2390 (۲) الراوي : عبيدالله بن أبي أوفى ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم :4115

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نصرت عطا فرمائی۔ اس جنگ کے بعد تمام جزیرہ عرب کو یہ علم ہو گیا کہ مسلمانوں کی اس چھوٹی سی قوت جو مدینہ منورہ میں نشو ونما پا رہی ہے، عرب کی کوئی بھی طاقت ان سے نہیں ٹکرا سکتی ہے۔

غزوہ احزاب کے دوران کے واقعات

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اسی سرد اور ٹھرٹھراتی ہوئی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو جا کر قریش کی خبر لائے۔ (جعلهُ الله معي يوم القيامة) [1] "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کو میرے ساتھ کرے۔'' یہ سن کر سب خاموش ہو گئے۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی ہے جو اس قوم کی خبر لائے گا؟ یہ سن کر بھی سب خاموش رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر سے فرمایا (جعلهُ الله معي يوم القيامة)۔ "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کو میرے ساتھ کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی ہے جو اس قوم کی خبر لائے گا؟ یہ سن کر بھی سب خاموش رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر سے فرمایا (جعلهُ الله معي يوم القيامة)۔ "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کو میرے ساتھ کرے۔'' یہ سن کر سب خاموش ہو گئے۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حذیفہ اٹھو فأتني بخبر القوم. " اور اُس قوم کی خبر لاؤ''۔ (و لا تذعرهم علي) [2] ''وہاں جا کر کچھ کرنا نہیں ہے'' احزاب کی رات بہت سرد تھی۔ ہوائیں چل رہی تھیں اور میرا جسم سردی اور تھکاوٹ سے اٹھنا ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ حکم دیا: جاؤ صرف دیکھ کر آؤ، میں نکلا اور وہاں سے چلا۔ مجھے ایسے لگا جیسے میں کسی گرم حمام میں ہوں۔ مجھے بالکل سردی نہیں لگ رہی تھی، جب وہاں پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ابوسفیان آگ سے اپنی پیٹھ سینک رہا ہے یہ دیکھ کر میں نے تیر کو کمان پر چڑھایا۔ میرے سامنے مشرکین کا سردار اوران کا قائد ابوسفیان نشانے پر تھا۔

اس سے بہتر اور اچھا موقع نہیں تھا۔ کوئی دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول یاد آیا (لا تذعرهم علي) ''وہاں جا کر کچھ کرنا نہیں ہے'' وہ نشانے پر تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

---

(۱) (۲) الراوي : يزيد بن شريك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث: مسلم ، المصدر: المسند الصحيح ، الصفحة أو الرقم: 1788

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کوزندہ رکھنا اور اسلام پر اللہ نے ہدایت عطا فرمائی۔ وہ بھی اصحاب نبی ﷺ میں سے کہلائے۔

سبحان اللہ! اللہ جس کو چاہے بچالے، جس کو چاہے ہدایت دے اور میں یہ دیکھ کر واپس آ گیا۔ واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ وہاں کسی چیز کو قرار نہیں ہے ہوا نے ہر چیز کو اکھاڑ پھینکا ہے وہ جا رہے ہیں۔ جب میں واپس پہنچا تو مجھے پھر سے سردی لگنے لگی میں نے رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر جس پر آپ نماز ادا فرماتے تھے، مجھے اُوڑھا دی اور میں گہری نیند سو گیا یہاں تک کے صبح ہوگئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " قم یا نومان " (۱) اے سونے والے اُٹھ!

رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کو دیکھا تو وہاں پر میدان صاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دشمنانِ اسلام کو نامراد اور بغیر کسی خیر کے حصول کے لوٹا دیا۔ وہ تمام اپنے غیظ وغضب کے ساتھ واپس چلے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

غزوۂ احزاب یا (جنگِ خندق) کے بارے میں

اقوالِ اہلِ علم

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے دس ہزار (۱۰۰۰۰) افراد کا لشکر رسول اللہ ﷺ کے شہر کو گھیرتا ہے۔

اسی موقع پر منافقین نے اپنا سر نکالا اور جو چھپے ہوئے تھے، وہ ظاہر ہوگئے۔

انہی میں سے ایک فریق واپس جانے کا بہانہ کرتا ہے کہ ہمارے گھر خالی پڑے ہیں حالانکہ ان کے گھر خالی نہیں تھے، وہ فرار ہونا چاہتے تھے، معرکہ سے بھاگ جانا چاہتے تھے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی آزمائش کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تند وتیز ہوا کے ذریعے اپنے رسول ﷺ کی نصرت فرمائی۔

وہ تمام شہرِ رسول اللہ ﷺ (طیبہ) سے ناکام ونامراد ہو کر واپس چلے گئے۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

---

(۱) الراوي : يزيد بن شريك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث: مسلم ، المصدر: المسند الصحيح ، الصفحة أو الرقم: 1788

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوة بني قريظة (ذوالقعدہ سنۃ ۵ ہجری)

نبی کریم ﷺ غزوۂ احزاب (جنگِ خندق) سے بغیر لڑائی کے مدینہ تشریف لائے اور اپنے جنگی ہتھیار اتار دیئے۔ اسی وقت (جبرائیل علیہ السلام) آتے ہیں اور فرماتے ہیں: کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ (جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا:) "ہم نے ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں اتارے"۔ اٹھیئے! اور اپنی قوم کو لے کر بنی قریظہ کی طرف نکلیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة " (۱)

ترجمہ: جو شخص سمع وطاعت پر قائم ہے ، وہ عصر کی نماز (بنو قریظہ) ہی میں پڑھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے یہ منادی کروائی۔ مدینے کا انتظام ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا، اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنگ کا جھنڈا عطا فرمایا اور آپ کو آگے روانہ فرمایا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ بھی روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ (بنو قریظہ) کے قلعوں کے قریب پہنچے تو (بنو قریظہ) نے نبی کریم ﷺ پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی۔

عام مسلمانوں نے بھی لڑائی کا اعلان سن کر فوراً ساتھ دیا اور بنو قریظہ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بعض صحابہ نے کہا ہمیں جس طرح حکم دیا گیا۔۔۔۔(بنی قریظہ) ہی پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے گے اور کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ نے راستے ہی میں عصر کے وقت ہی نماز ادا کرلی (جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ قضیہ پیش کیا گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی فریق کو سخت سُست نہیں کہا۔

بنی قریظہ پہنچے اور یہ اسلامی لشکر اصحاب رسول ﷺ مختلف گروہ کے ساتھ نبی ﷺ سے آملا۔

اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں مہاجرین و انصار کے ساتھ وہاں پر پہنچے اور ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا۔ اس اسلامی لشکر کی تعداد تین (۳۰۰۰) ہزار تھی اور محاصرہ پچیس (۲۵) راتوں تک جاری رہا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا تو یہودیوں کے سردار کعب بن اسد نے ان یہودیوں سے کہا کہ: واللہ تم پر یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ وہ واقعی نبی اور رسول ہیں اور وہی ہیں جنہیں تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ کعب بن اسد نے ان کے سامنے تین متبادل تجاویز رکھیں۔

---

(۱) الراوي : عبدالله بن عمر ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 946

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اسلام قبول کرلیں اور محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوکر اپنی جان مال اور بال بچوں کو محفوظ کرلیں۔

۲۔ یا اپنے بیوی بچوں کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیں اور پھر تلوار لیکر نبی کریم ﷺ کی طرف نکل پڑیں اور پوری قوت سے ٹکرائیں۔ اس کے بعد یا تو فتح پائیں یا سب کے سب مارے جائیں۔

۳۔ یا پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دھوکے سے ہفتہ کے دن ٹوٹ پڑیں۔ کیونکہ انہیں اطمینان ہوگا کہ آج لڑائی نہیں ہوگی۔

لیکن یہودیوں نے ان تینوں میں سے کوئی بھی تجویز منظور نہیں کی، جس پر ان کے سردار کعب بن اسد نے ناراض ہوکر کہا: تم لوگ گدھے ہو کچھ نہیں سمجھتے۔ انہی میں سے کوئی نکلتا ہے اور کہتا ہے: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر پورا اتریں گے، ان کو اپنا (حَکَم) مانیں گے، وہ جس طرح چاہیں فیصلہ کریں، ہم اس کو مانیں گے۔

اسلام سے پہلے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے سردار تھے۔ یہ یہودی ان کے حلیف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ ان کی مدد ضرور کریں گے۔ جس طرح بنی قینقاع کے قیدیوں کے لئے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سلول، نے اصرار کیا اور سفارش کر کے ان کو چھڑوالیا تھا۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ وہ مدینہ منورہ میں تھے۔ غزوۂ خندق کے دوران بازو کی رگ کٹنے کے سبب وہ زخمی تھے۔ انہیں گدھے پر سوار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ جب قریب پہنچے تو ان کے قبیلے کے لوگوں نے انہیں دونوں جانب سے گھیر لیا اور کہنے لگے: سعد! اپنے حلیفوں کے بارے میں اچھائی اور احسان سے کام لیجئے۔

(رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اسی لئے یعنی فیصلہ کرنے والا بنایا ہے کہ آپ ان سے حسنِ سلوک کریں)۔

مگر وہ چپ چاپ تھے۔ کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ جب لوگوں نے گذارش کی بھرمار کردی تو بولے، اب وقت آگیا ہے۔ کہ سعد کو اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ ہو۔ سعد رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" قوموا إلى سيدكم " (۱)

لوگو! اپنے سردار کے استقبال کے لئے اُٹھ جاؤ۔

---

(۱) الراوي : أبو سعيد الخدري ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 3043

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے جب انہیں سواری سے اتار لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان کے سردار ہو ان کے بارے میں اپنا حکم دو۔

سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" فإني أحكم فيهم أن تقتل مقاتلتهم ، و تسبى ذراريهم ، و تقسم أموالهم"(۱)

ترجمہ: ان کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے ،عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے اموال کو تقسیم کر دیا جائے۔

یہ فیصلہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لقد حكمت فيهم بحكم الله وحكم رسوله" (۲)

ترجمہ: تم نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں غزوات کے بارے میں سورۂ احزاب میں بہت سی آیات نازل فرمائی ہیں۔

---

(۱) (۲) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة : اسناده جيدوله شواهد ، المحدث : ابن كثير ، المصدر : البداية والنهاية ،

الصفحة أو الرقم: 4/125

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۃ بني المصطلق یا غزوۃ مُریسیع (شعبان سنۃ ۵ ہجری)

رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ (قبیلہ بنی مصطلق) کے سردار حارث بن ابی ضرار، وہ اپنی قوم اور اپنے حمایتی قبیلوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اس بات کی تصدیق اور تحقیق کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو حارث ابی ضرار کے ارادہ کے متعلق معلومات کرنے کے لئے بھیجا۔

انہوں نے واپس آکر اطلاع دی کہ وہ واقعی جنگ کرنا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی اپنی قوم اور اس کے طرف دار بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان سے لڑنے کے لئے چلنے کا حکم دیا۔ آپ کے ساتھ منافقین کی ایک جماعت بھی ساتھ ہوئی جو ظاہری طور پر مسلمان تھے مگر وہ منافق تھے۔

اس غزوہ کے انصار صحابہ کے سپہ سالار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ مہاجرین صحابہ کے سپہ سالار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ مسلمانوں کی تیاری اور گرم جوشی کی اطلاع حارث ابی ضرار کو ملی تو وہ بہت ڈر گیا وہ اور اس کے حمایتی سب بھاگ گئے۔

(رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ ایک مقام جس کا نام (مُریسیع) ہے اس مقام پر پانی کا کنواں تھا جو کہ قبیلہ خزاع کا تھا)۔ اس مقام پر پہنچ کر وہاں قیام کیا۔ (بنی مصطلق) پر چڑھائی کی اور ان کے پانی کے کنوؤں پر قبضہ کرلیا۔ مسلمانوں اور کفار، مدینہ منورہ کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ وہ سب رعب خوف سے ڈر کر بھاگ گئے۔

صحیح بخاری میں اس طرح مروی ہے: (بنی مصطلق) پر چڑھائی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پانی کی جگہ پر قبضہ کرلیا۔ (۱)

ابن قیمؒ فرماتے ہیں: آپس میں وہاں جنگ اور قتال نہیں ہوئی۔ پانی کے کنویں پر قبضہ ہونے کے بعد وہ تمام مال مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مسلمانوں اور کفار (مریسیع) کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ وہ تمام بھاگ کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ سے جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار المصطلق کی شادی

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار،

وہ ثابت بن قیس کے تیر سے زخمی ہوئی اور ثابت بن قیس نے انہیں گرفتار کرلیا۔ اور مطالبہ کیا تھا کہ اگر اتنا مال دو گی تو تمہیں (آزاد کر دیا جائے گا) یعنی چھوڑ دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ نے مطالبہ کی رقم ادا کر دی اور رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار سے شادی کرلی۔

---

(۱) صحیح البخاري کتاب العتق :345/1: فتح الباري : 431/7

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب رسول اللہ ﷺ نے شادی کی تو وہ آزاد تھیں اور جب مسلمانوں کو علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار سے شادی کر لی ہے تو انہوں نے بنی مصطلق کے تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ وہ تمام رسول اللہ ﷺ کے (اصہار) یعنی رشتہ دار ہوئے۔ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار رضی اللہ عنہا کی طرف سے۔

منافقوں کے واقعات

ان منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ اوس اور خزرج کے قبائل نے اتفاق کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی سلول کو اپنا بڑا سردار بنائیں گے اور اپنا ملک و اقتدار اس کو دیں گے۔ یہ اتفاق اس وقت ہو رہا تھا جس وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور اللہ کے فضل و کرم سے اسلام بہت تیزی سے پھیلنے لگا۔ اس وجہ سے ان منافقوں اور ان کے سردار کا مقصد پورا نہ ہوسکا، یہ اسلام سے اور خاص طور پر نبی ﷺ سے حسد و کینہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا تھا۔ اسلام کے تیزی سے انتشار کو دیکھتے ہوئے یہ منافقین بھی ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے لگے تھے۔ مگر ان کے دلوں میں نفرت بھری ہوئی تھی۔ دوسرا واقعہ بھی اسی منافق سے ہوا۔ اسی غزوہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پناہ دی جس کا نام جہجاہ غفاری تھا۔ پانی کے کنویں پر پانی بھرتے ہوئے ایک اور شخص سنان بن وبر جُہنی ان دونوں میں جھگڑا ہوا۔ ایک نے کہا پہلے میری باری ہے دوسرے نے کہا نہیں میری باری ہے۔

سنان بن وبر جُہنی نے ندا دی، پکارا۔ یا معشرا لانصار ۔ ترجمہ: اے انصار کے لوگو! مدد کو آؤ

جہجاہ نے ندا دی۔ یا معشرا لمہاجرین۔ ترجمہ: اے مہاجرین کے لوگو! مدد کو آؤ

ایام جاہلیت اور کفر کے وقت مدد کے لئے اس طرح کی آواز دی جاتی تھی رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی آپ نے فرمایا میں ان میں موجود ہوں اور ابھی تک یہ جاہلیت کی باتیں کرتے ہیں۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک کچھ لوگوں کے دلوں میں مکمل طور پر ایمان داخل نہیں ہوا تھا۔ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کو یہ پتہ چلا کہ انصاریوں کے ہوتے ہوئے جہجاہ نے یا معشرا لمهاجرین کہہ کر ان کو اپنی مدد کے لئے بلوایا جبکہ انصاری مدینہ کے مقیم ہیں اور ہم نے ہی ان مہاجرین کو پناہ دی اور اپنے ملک میں جگہ دی، اپنے گھروں میں حصہ دیا اور اپنی عورتوں سے شادیاں کروائیں۔ اپنے مال اور دولت سے انکی مدد کی اس بات پر وہ بہت غصہ ہوا اور اس نے اس طرح کی مثال دی۔

(سمن كلبك يأ كلك)[1] اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو، تا کہ وہ تمہیں ہی کھا جائے۔

---

(۱) الراوي : قتادة ، خلاصةالدرجة : من مرسل قتادة ، المحدث : ابن حجر العسقلاني ، المصدر : فتح الباري ، الصفحة أو الرقم : 8/518

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھراس نے قسم کھائی کہ ہم مدینہ جانے کے بعد (ليخرجن الأعز منها الأذل)[1]

ہم عزت والے ان ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔

اس وقت وہاں پر زید بن ارقم موجود تھے۔آپ نے یہ باتیں سنیں،آپ رضی اللہ عنہ اس وقت کم عمر تھے۔

زید بن ارقم نے اپنے چچا کو بتلایا اور چچا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور جو کچھ باتیں ہوئیں عبداللہ بن ابی سلول نے کہا تھا وہ تمام باتیں بتلائیں۔اس وقت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ عبادہ بن بشر کو حکم دیں کہ اس کو قتل کر دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر میں یہ کس طرح کروں لوگ سمجھیں گے کہ رسول اللہ اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی خاموشی اختیار کی اور وہاں پر جو لوگ تھے وہ بھی یہ سن کر چلے گئے۔سب کے چلے جانے کے بعد قبیلہ اوس کے سردار اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آتے ہیں یہ انصاری ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے ساتھی نے کیا کہا ہے۔انہوں نے جواب دیا۔یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ معلوم نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے کہا کہ جب مدینہ پہنچیں گے تو عزت والے ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔انہوں نے یہ سن کر جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم مدینہ منورہ سے اسکو نکال باہر کریں گے۔وہ ذلیل ہے اور آپ ہم سب کو عزیز ہیں۔

لشکر واپسی کے سفر پر چل پڑتا ہے۔دوپہر کے وقت پڑاؤ ڈالا گیا۔سب آرام کرنے لگے اور اس دوران کوئی بھی اس موضوع پر بات نہیں کر رہا تھا۔گرمی اور تھکاوٹ کی وجہ سے سب آرام کر رہے تھے۔عبداللہ بن ابی سلول کو جب پتہ چلا کہ زید بن ارقم نے جا کر سب کچھ رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیا ہے،عبداللہ بن ابی سلول یہ منافق رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور قسمیں کھا کر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں نے ایسا نہیں کیا اور زید نے آپ سے جھوٹ بولا ہے۔یہ کم عمر لڑکا ہے اور بات سمجھنے میں غلطی ہوئی ہوگی۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے زید بن ارقم کو اس بات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو''۔

جب زید بن ارقم کو پتہ چلا کہ ان کو جھوٹا کہا جا رہا ہے،آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا اتنا دکھ اور غم ہوا کہ میں یہ سن کر اپنی جگہ پر غمگین بیٹھ گیا۔

(١) الراوي : زيد بن أرقم ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 4901

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی برأت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ﴿١﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٣﴾ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٥﴾ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٦﴾ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٧﴾

ترجمہ: تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پس اللہ کی راہ سے رک گئے۔ بیشک برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ اب یہ نہیں سمجھتے۔ جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں، گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے سے لگائی ہوئیں، ہر (سخت) آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو اللہ انہیں غارت کرے کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لیے اللہ کے رسول استغفار کریں تو اپنے سر مٹکاتے ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں۔ ان کے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ (ایسے) نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ ادھر ادھر ہو جائیں۔ اور آسمان و زمین کے کل خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں۔ (سورۃ المنافقون الآیۃ ۱-۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے اترنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ قد صدق" [1] ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہاری بات کی تصدیق کی۔

اور اس جھوٹے منافق عبداللہ بن اُبی سلول کا ایک لڑکا تھا جن کا نام بھی عبداللہ بن عبداللہ تھا اور یہ صحابی ہیں۔ نیک اور صالح شخص تھے (رضی اللہ عنہ) ان کو اطلاع ملی کہ میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کہا ہے۔ آپ مدینہ منورہ کے راستے میں کھڑے ہو گئے اور جب انکے والد عبداللہ بن اُبی سلول پہنچے وہ اپنے والد سے کہنے لگے کہ تم نے اس طرح کہا، مدینہ منورہ آنے کے بعد ہم عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ اس بات سے تمہارا مقصد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ کی قسم عزت والے اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور تم ذلیل ہو میں تمہیں مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہونے دونگا۔ جب تک مجھ سے (قتال) نہ کرو، یا اللہ کے رسول ﷺ تمہیں مدینہ منورہ میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی آپ نے اس کو مدینہ منورہ میں آنے کی اجازت فرمائی۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)۔

(۱) الراوي : زيد بن أرقم ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 4900

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حادثہ افک۔عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا واقعہ

اس حادثہ کو جو کہ دوسرا بڑا حادثہ ہے (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت اس طرح۔اور (امام زھری رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔رسول کریم ﷺ جب بھی غزوہ پر تشریف لے جاتے تھے۔آپ اپنی ازواج مطہرات کے ناموں کا قرعہ ڈالتے تھے۔جس کا نام بھی اس قرعہ میں نکلتا، وہ بیوی آپ ﷺ کے ساتھ جاتی تھیں۔

غزوہ بنی مصطلق جاتے وقت میرا نام نکلا اور میں آپ کے ساتھ تھی اور اس وقت حجاب کی آیت اتر چکی تھی۔سفر کے دوران مجھے اونٹ کے اوپر ہودج میں بٹھا دیا جاتا تھا۔(ہودج) ایک چورس سے کمرے کی طرح سے چاروں طرف اور اوپر سے بند ہوتا ہے جس سے بے پردگی نہیں ہوتی خیمہ کی طرح اور اس وقت گرمی کے دن تھے ہم دن میں گرمی کے وقت آرام کرتے۔سفر رات کے وقت کیا جاتا تھا۔مغرب کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قافلے کو چلنے کا حکم دیا میں اپنے ہودج سے اتر کر اپنی ضرورت سے فارغ ہونے کیلئے چلتی ہوئی قافلے سے کافی دور جا کر ضرورت سے فارغ ہو کر واپس آ گئی اور مجھے محسوس ہوا کہ میرا ہار نہیں ہے۔چنانچہ میں دوبارہ اپنے ہار کو ڈھونڈنے گئی جس میں کافی وقت لگ گیا۔جب میں واپس آئی تو دیکھا کہ قافلہ والے میرے اونٹ کے ساتھ جا چکے ہیں۔میرے ہودج کو ان لوگوں نے اونٹ پر رکھا اور گمان کیا کہ میں اندر موجود ہوں۔اس وقت عورتیں اکثر دبلی ہی ہوا کرتی تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بہت دبلی تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت تیرہ (۱۳) سال تھی۔قافلہ جا چکا تھا وہاں پر اور کوئی نہ تھا۔رات کا وقت تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا اسی جگہ بیٹھ جاتی ہیں۔جب قافلہ والوں کو پتہ چلے گا تو وہ لوگ ڈھونڈتے ہوئے اسی جگہ پر آئیں گے۔اس پریشانی کے باوجود آپ نے بہت عقل مندانہ فیصلہ کیا، آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پریشان ہو کر چیخنے اور چلّانے لگتا یا ادھر ادھر بھٹکنے لگتا، بدحواس اور پریشان ہو جاتا۔میں اسی جگہ پر بیٹھ گئی، مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی آپ فرماتی ہیں کہ صفوان بن معطّل سلمی اور ذکوان، یہ دونوں لشکر کے پیچھے آ رہے تھے، اور یہ وہاں پر پہنچے جہاں میں سو رہی تھی۔ان کو کچھ سایہ سا نظر آیا اور وہ قریب آئے۔صفوان نے مجھے دیکھا اور پہچان لیا، کیونکہ صفوان نے مجھے حجاب کی آیت اترنے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔مجھے دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئے اور زور زور سے کہنے لگے: (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور صفوان نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کیا اور کسی نے کوئی بات نہیں کی۔صفوان رضی اللہ عنہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیدل چل رہے تھے۔ہم چلتے ہوئے دوپہر کے قریب قافلہ والوں سے جا ملے۔عائشہ رضی اللہ عنہا اور صفوان کو اکیلے آتے ہوئے دیکھ کر لوگ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔یہ بات عبداللہ بن ابی سلول کو پہنچی۔اس منافق نے ان دونوں پر الزام اور بہتان لگایا کہ یہ دونوں برائی کر کے آ رہے ہیں اور جس شخص نے الزام لگایا وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ (اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو) ہم سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور لوگوں کے درمیان عائشہ رضی اللہ عنہا اور صفوان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی چرچا اور ذکر تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں تھا۔

حادثہ افک کی تفصیلات

آپ سفر سے آنے کے بعد بہت بیمار ہوگئیں اور آپ تقریباً ایک مہینہ تک بیمار رہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی آپ کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ آتے ہیں اور حسبِ عادت سلام کہتے اور فرماتے: (كيف تيكم) [1] کیسی ہو؟

عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مہینے بیمار رہیں اور آپ محسوس کرنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ صرف کیفیت پوچھ کر چلے جاتے ہیں۔

(میں جب بھی بیمار ہوتی تھی آپ مجھ سے لطف وکرم اور پیار ومحبت سے پیش آتے اور مجھے تسلی دیتے)۔

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ سب سے زیادہ کس کو چاہتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو پوچھا گیا: آپ مردوں میں سب سے زیادہ کس کو چاہتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کے والد ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو۔

میں رسول اللہ ﷺ کے اس رویہ سے بہت پریشان تھی۔ مجھے لوگوں کی باتوں اور الزام کے بارے میں بالکل بھی وہم وگمان نہیں تھا۔ میں بیماری کی نقاہت کم ہونے کے بعد اپنی ضرورت اور حاجت سے فراغت پانے کے لئے باہر نکلی اور میرے ساتھ ام مسطح بنت ابی وہب بھی تھیں۔ ایک مقام جس کا نام (مناصع) ہے جو کہ مدینہ منورہ کے قریب ہے (جہاں عورتیں شام کے وقت اپنی ضرورت کے لئے جایا کرتی تھیں) اس وقت گھروں کے اندر بیت الخلا نہیں ہوا کرتے تھے۔ ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد واپس آتے ہوئے ام مسطح کا پیر کپڑے میں آگیا وہ گرنے لگی تھیں کہ میں نے ان کو سنبھال لیا۔ ام مسطح نے اس طرح کہا (تعس مسطح) برباد ہو مسطح۔ یہ سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت تعجب ہوا کہ آپ نے مسطح کے بارے میں ایسے کیوں کہا؟ مسطح جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگِ بدر میں شرکت فرمائی تھی۔ ام مسطح نے مجھ سے کہا: (أی هنتاه) آئے وہ پاگل بچی۔

جب میں نے دریافت کیا کہ مجھے کس لئے پاگل کہہ رہی ہو۔ اس وقت ام مسطح نے کہا کہ سارا مدینہ منورہ تمہارے اور صفوان کے بارے میں باتیں کر رہا ہے۔ تم دونوں پر الزام لگایا جا رہا ہے۔ تم ہو کہ کچھ جانتی ہی نہیں مجھے یہ باتیں اسی وقت معلوم ہوئیں۔ میں پہلے سے ہی بیمار تھی یہ سن کر اور بھی بیمار ہوگئی یہ الزام تو میری عزت پر تھا میں گھر آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ سلام کرنے کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی ہو۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت چاہی کہ کیا مجھے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھر جانے کی اجازت فرمائی۔

---

(1) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 2661

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمت نہیں ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بہتان کے بارے میں معلوم کریں۔ آپ گھر جا کر اپنے ماں باپ سے پوچھنا چاہتی تھیں۔ آپ اپنے گھر آ گئیں۔ آپ کی والدہ ام رومان، زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں سے دریافت کیا کہ اے ماں! لوگ میرے بارے میں یہ کیا چرچا کر رہے ہیں؟ ان کی ماں نے جواب دیا کہ اے میری بچی صبر کر۔ رسول اللہ ﷺ تمہیں چاہتے ہیں اور تم رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتی ہو۔ اس لئے یہ لوگ اس طرح باتیں بناتے ہیں۔ *(شفیق ماں نے کہا کہ اے بٹی صبر کر)*

سبحان اللہ میں گمان بھی نہیں کر سکتی کہ لوگ میرے بارے میں اس طرح کی باتیں کر سکتے ہیں میں ساری رات روتی رہی۔ یہاں تک کہ میرے آنسو خشک ہو گئے اور مجھے نیند بھی نہیں آئی۔ میرے ماں باپ پریشان تھے کہ کہیں روتے روتے میرا کلیجہ نہ پھٹ جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کیا

اللہ کے رسول ﷺ بھی متفکر اور پریشان تھے۔ اسی دوران، وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ جس کو ایک ماہ کا عرصہ ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کرنے کے لئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلوایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ دیں۔

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی اور داماد تھے۔ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔ فاطمہ بنتِ محمد ﷺ کے شوہر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں لوگ کچھ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں کیا کروں؟ وحی کے ذریعے بھی مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ میں طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ تمہاری رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ چھوڑیں اور جو کچھ باتیں سنی جا رہی ہیں، یہ سب الزام اور افواہیں ہیں۔ *(میں نے آپ کے اور اہلِ بیت طیب و طاہر کے متعلق سوائے خیر کے کچھ نہیں دیکھا)*۔

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حمایت اور طرف داری کی۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی تنگی نہیں کرے گا اور لڑکیاں بہت سی ہیں۔ آپ دوسری شادی کر لیں۔

علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا غم، پریشانی، بدنامی اور آپ کی فکرمندی کو دور کرنا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خادمہ بریرہ کا جواب

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی حمایت فرمائی۔اس کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ جاریہ،نوکرانی سے معلوم کریں۔اگر کچھ ایسی بات ہے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔رسول اللہ ﷺ نے نوکرانی کو بلوایا جس کا نام بریرہ تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بریرہ!تمہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پہلے سے کچھ معلومات ہیں؟ بریرہ نے جواب دیا(لا والذی بعثك بالحق/ نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

میں نے ان میں کوئی خرابی نہیں دیکھی،سوائے ایک بات کے۔وہ یہ کہ آپ بہت چھوٹی عمر کی ہیں میں آٹا بھگوکر ان کو چھوڑ جاتی کہ اس کو دیکھو اور یہ سو جاتی تھیں۔مرغیاں اور بکریاں آکر آٹا کھا جاتی تھیں۔اس کے علاوہ کوئی اور بات یا کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ کو اطمینان ہوا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں سارا دن روتی رہتی اور رات کو جاگتی رہتی۔میرے ماں باپ میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ایک انصاری عورت آئی اور مجھ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔میں نے اجازت دے دی۔وہ بھی اندر آکر غم میں شریک ہو کر میرے ساتھ روتی رہی اور ہم اس حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور سلام کیا۔میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔اس سے پہلے تمام عرصہ رسول اللہ ﷺ کیفیت معلوم کر کے چلے جاتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور پھر کہا کہ: اما بعد اے عائشہ مجھے تمہارے اور صفوان کے بارے میں یہ باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ آپ نے اس طرح فرمایا:

" فإن كنت برئية فسيبرئك الله ، وإن كنت ألممت بشيء فاستغفري الله وتوبي إليه " (۱)

ترجمہ:(اے عائشہ) اگر تم بے قصور ہو تو اللہ تعالیٰ سچائی ظاہر کر دے گا۔اور اگر تم سے گناہ ہوا ہے،تو تم اللہ سے توبہ و استغفار کرو۔ (اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے)

رسول اللہ ﷺ کی یہ باتیں سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا اور بھی زیادہ غمگین اور دکھی ہوئیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی میرے متعلق شک ہے۔میں نے اپنے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا،آپ جواب دیجئے۔ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیا جواب دوں، مجھے کچھ علم نہیں ہے۔پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ جواب دیجئے۔ماں نے بھی اسی طرح کہا کہ میں کس طرح جواب دوں، مجھے کچھ علم نہیں ہے۔عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں کہ ان کے ماں اور باپ ان کی حمایت اور صفائی میں کچھ کہیں۔

(۱) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 266

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہماری بیٹی ایسی نہیں ہے اور آپ کی بیوی ایسا کوئی کام نہیں کر سکتی۔

(رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کی وجہ سے کسی نے بھی کچھ نہیں کہا اور ماں باپ نے بھی حمایت نہیں کی)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ اس وقت میری عمر تیرہ سال تھی اور میں قرآن بھی زیادہ نہیں جانتی تھیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: ''اللہ کی قسم! تم نے یہ افواہیں سنیں اور سب نے سچ مان لیا۔ اگر میں کہوں کہ میں بَری ہوں تو کوئی بھی میری بات کا یقین نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ تمہارے دلوں میں شک بیٹھ چکا ہے۔ اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی قسم میں بَری ہوں۔

آپ نے اس طرح کہا جس طرح اللہ نے فرمایا:

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: پس صبر ہی بہتر ہے، اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔ (سورۃ یوسف، الآیۃ ۱۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس چھوٹی عمر کے باوجود، آپ کا یہ مدبرانہ جواب میں صبر کا راستہ اختیار کرتی ہوں، میرے لیے بھی سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں، پھر آپ اپنے بستر پر لوٹ آئیں۔

اقوالِ اہلِ علم

ہر ایک مسلمان کو اپنے خالق، پر پورا پورا یقین اور مکمل بھروسہ ہونا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اس کی مدد فرمائے گا۔ مگر اس وقت جب اللہ تعالیٰ چاہے۔

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اتنا بڑا بہتان برائی کی تہمت لگائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کا غم اور پریشانی بدنامی وحی بھی کچھ عرصے کے لیے رک گئی تھی۔ صدیق الاکبر کی بیٹی کو بدنام کیا جا رہا تھا کمسنی میں اتنا بڑا صدمہ اس مومنہ صابرہ کا جواب صبر ہی بہتر ہے، اور اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں اور ہماری دعاؤں کے قبول ہونے سے پہلے ہی کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ اور وہ اس آزمائش میں پورا اترنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو جنت کے اعلیٰ مراتب اور درجات عطا فرماتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نزولِ وحی کا بیان

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ وہیں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہم تمام لوگ بھی وہیں پر موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ پر وحی کے وقت جو کیفیت طاری ہوتی ہے اُس کو (البرحاء)(۱) کہا جاتا ہے۔

اور وحی کی اس کیفیت سے آپ کو شدید گرمی محسوس ہوتی تھی جیسے بخار آ گیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرے مبارک پر پسینے کے بوند آ جاتے اور وہ گول موتیوں کی طرح چہرہ پر چمکنے لگتا تھے۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)۔

جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝٥

ترجمہ: یقیناً ہم تجھ پر بہت بھاری بات عنقریب نازل کریں گے۔ (سورة المزمل، الآية ٥)

اور جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے۔ "رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جو جملہ ارشاد ہوا وہ اس طرح تھا"۔ "يا عائشه، أحمدي الله، فقد برأك الله" (۲)

ترجمہ: (اے عائشہ! اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ نے تمہیں تہمت سے بری فرمایا)

یہ سننے کے بعد میری ماں نے کہا کہ عائشہ اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا کہ نہیں، میں شکریہ ادا نہیں کروں گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھ پر شک کیا۔ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری براءت فرمائی ہے۔ مجھے توبہ کرنے کے لئے کہا گیا اور سب نے مجھ پر شک کیا۔ میں کسی کا شکریہ ادا نہیں کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ سے لاڈ پیار جتانے کے لئے اس طرح کہا اور پھر آپ نے معافی بھی مانگ لی۔

(ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مومنین کی اس ماں کا مقام و مرتبہ اتنا اونچا ہے کہ رب العالمین نے آسمان سے براءت فرمائی)۔

---

(۱) وحی کی اس کیفیت کو " البرحاء " کہا جاتا ہے۔

(۲) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 266

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں دس آیتیں اتریں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾

ترجمہ: جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں۔ یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو، بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے۔ (سورة النور، الآية ١١)

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رشتہ داری وقرابت کی وجہ سے مسطح کی مدد واعانت کیا کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے قسم کھائی کہ مسطح کی کبھی مدد نہیں کروں گا۔

قرآن کریم میں یہ آیتیں اتریں:

أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

(سورة النور، الآية ٢٢)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول سنا تو فوراً بول اٹھے۔

"بلى والله يا ربنا انا لنحب" (١)

ترجمہ: بے شک اے پروردگار ہم ضرور چاہتے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بہت نادم ہوا۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے مسطح کی مالی اعانت فرمائی اور مسطح کو جو دیا کرتے تھے، وہ بدستور جاری فرمایا اور پہلے سے بھی دگنا عطا کیا۔

---

(١) الراوي: عائشة، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: الألباني، المصدر: صحيح الترمذي، الصفحة أو الرقم 3180

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واقعہ افک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾

ترجمہ: جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو، بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سرانجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔ (سورة النور، الآية ١١-١٢)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی آزمائشیں

آئیں اہلِ علم کے: سنہری اقوال سے فائدہ اٹھائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: مت سمجھو کہ وہ تمہارے لئے شر ہے بلکہ وہ تمہارے لئے خیر ہے، غور وفکر کا مقام ہے اس واقعہ کے ہونے کے بعد یہاں پر خیر کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی عزت پر بدنامی کی تہمت لگا دی جاتی ہے، ایک مہینہ تک وحی کا سلسلہ منقطع رہتا ہے، جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ غمگین اور پریشان رہے۔

(ایک مہینہ تک عائشہ رضی اللہ عنہا دکھ، غم اور پریشانی میں مبتلا رہیں اللہ تعالیٰ ان تمام کو آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے)

۱۔ نبی کریم ﷺ جو کہ سید البشر ہیں۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

۲۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔

۳۔ مسطح کا نام صفوان بن المعطل السلمي۔

ان سب کو آزمائش میں ڈالا گیا اور ان کے حوصلوں، صبر اور یقین کو آزمانے کے بعد جب وہ سونے کی طرح نکھرے، اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت فرمائی۔ یہی خیر ہے رب العالمین انہیں بلند درجات عطا فرماتا ہے۔

اسی واقعہ کی وجہ سے منافقوں کا نفاق بھی ظاہر ہو گیا اور کمزور ایمان والے بھی اس بہتان کے طوفان میں شامل ہو گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی واقعہ سے ہمیں فیصلہ کرنے کے لئے شریعت کا پتہ چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اور جب گواہ نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً اللہ کے نزدیک محض جھوٹے ہیں۔

(سورة النور، الآية ۱۳)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اللہ تعالیٰ کی ولیہ ہیں

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ اس عظیم شخصیت کے بارے میں دس آیتیں اتریں جس نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔ ہماری اس ماں کی آسمان سے باری تعالیٰ نے براءت فرمائی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: (حدیث القدسی میں)

"من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب" (۱)

ترجمہ: جس نے بھی میرے دوست سے دشمنی کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

اس (حدیث القدسی) سے پتہ چلتا ہے کہ (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی ولیہ ہے)

ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی رائے

اس حادثہ افک کے بارے میں لوگوں نے جو جو باتیں کیں۔ خاص طور پر عورتوں میں اس کا چرچا بڑے زور شور سے تھا۔

ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنے شوہر سے کہتی ہیں۔ کہ آپ نے سنا، لوگ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟

ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: ایوب کی ماں! کیا تم بھی ایسا کر سکتی ہو۔ (اس طرح کی برائی کر سکتی ہو؟) انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، نہیں کبھی نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے بہتر ہیں۔ اللہ اکبر۔ یہ الزام بہتان لگایا گیا۔ (وہ خاتم الانبیاء ﷺ کی بیوی ہیں)

حدیث بخاری میں اس طرح ہے۔ آدمی اللہ کے غضب کی بات کر بیٹھتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور گر جاتا ہے جس قدر زمین و آسمان کے درمیان دوری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ پیٹھ پیچھے اس کی مدد فرمائے گا"۔ (بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان سے بعید ہے)

---

(۱) الراوي : أبو هريرة ، خلاصة الدرجة : صحيح بمجموع طرقه ، المحدث : الألباني ، المصدر : السلسلة الصحيحة ، الصفحة أو الرقم : 1640

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے مصلحت اختیار فرمائی

اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور رسول اللہ ﷺ نے حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: [يا معشر المسلمين]

(اے! مسلمانوں! اس منافق عبداللہ بن ابی سلول جس نے بہتان لگایا اور اس شخص نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے)۔

میں اپنے اہل کے بارے میں کسی قسم کی برائی کا گمان بھی نہیں کرسکتا۔ خاص طور پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہیں اور میں صفوان کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے گھر میں جب بھی آئے میرے ساتھ ہوتے تھے۔

اس منافق کے قتل میں کون میرا ساتھ دے گا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ قبیلہ اوس کے سردار ہیں، سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ جو کہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھتے ہیں اور فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ اگر اوس کے قبیلہ سے کوئی بھی ہو ہم اسکی گردن ماردیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں کے قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ حکم فرمائیں آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ، صالح اور نیک شخص تھے۔ مگر اس وقت ان میں دور جاہلیت کی حمایت جاگ اٹھی اس جذبہ کے تحت وہ اس طرح کہتے ہیں: قتل مت کرو اور نہ تم قتل کر سکتے ہو۔ یہ صرف تمہاری باتیں ہیں، تم کچھ نہیں کرسکتے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا اٹھے جن کا نام، اسید بن حذیف تھا۔ کہتے ہیں سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو تم غلط کہتے ہو ہم ضرور قتل کریں گے۔ تم منافق ہو منافقوں کا ساتھ دے رہے ہو۔ غرض ان دونوں قبیلوں میں اس طرح کی باتیں ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ نوبت جنگ وجدل تک پہنچ گئی۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تھے آپ نے سب کو خاموش کروایا۔ اور اس کے بعد سب نے خاموشی اختیار کی۔ اللہ کے رسول ﷺ اس موقف کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلح الحديبية (ذوالقعدہ سنۃ ٦ ہجری)

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کرام کے ساتھ مسجد الحرام جاتے ہیں سب نے طواف کیا اور عمرہ ادا کیا کچھ نے سر منڈوائے اور کچھ نے بال کٹوائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خواب اپنے اصحاب کو بتلایا۔ وہ تمام بہت خوش ہوئے۔ اس لئے کہ بیت اللہ کو دیکھنے اور طواف وعمرہ کرنے کا شوق بہت زیادہ تھا۔

سب نے یہ خیال کیا کہ یہ خواب عنقریب ضرور پورا ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہم عمرہ ادا کریں گے۔ یہ سن کر بہت سے لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہوئے، کچھ افراد ساتھ نہیں چلے ان میں اُم مکتوم بھی تھے۔ جو مدینہ منورہ میں ہی رک گئے رسول اللہ ﷺ نے اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ، (کا انتظام سونپا)

پہلی ذوالقعدہ سنۃ ٦ ہجری کو پیر کے دن سفر شروع ہوا، اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ جنگ پر نہیں جارہے تھے، اس لئے آپ کے تمام اصحاب کے پاس جنگ کے ہتھیار نہیں تھے۔ مگر سفر میں جو ہتھیار ساتھ ہوتے ہیں وہی ساتھ تھے۔ سفر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے جو مکہ مکرمہ کے مغرب کی طرف ہے اور جدہ کے راستے سے (٢٢) کلومیٹر دور واقع ہے۔ اور آج کل اس جگہ کا نام (منطقه شميسي) ہے۔

امام بخاریؒ حدیبیہ کے واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے سفر شروع کیا اور آپ کو اطلاع ملی کہ قریش کو خبر تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد مکہ مکرمہ کی طرف آرہی ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک مقام پر جس کا نام (غـمـیـم) ہے خالد بن ولید گھوڑوں کے دستہ کے ساتھ اور ہتھیاروں سے لیس ہوکر نبی ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ مکرمہ آنے اور عمرہ ادا کرنے سے روکنے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راستہ بدلنے کا حکم دیا رسول ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ والا راستہ اختیار کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: کہ خالد بن ولید کو پتہ بھی نہ چلا اور ان کو احساس ہی نہ ہوا کہ وہ کہاں سے گزرے ہیں۔ اللہ رب العالمین کی طرف سے یہ آیت اور نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان مکہ مکرمہ کے قریب (حديبيه) کے مقام پر پہنچے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اچانک بیٹھ گئی۔ وہ آگے نہیں بڑھتی تھی۔ سب کہنے لگے کہ اس کو مرض ہوگیا ہے جو کہ اکثر اونٹوں کو اور گھوڑوں کو ہوجاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "حبسها حابس الفيل" (١)

اس بات سے مراد، ابرہہ کعبہ کو ڈھانے آیا تھا، اس کے ساتھ ہاتھی تھا، جس کا نام (محمود) تھا، وہ کعبہ کی طرف نہیں بڑھتا تھا اور وہیں بیٹھ گیا۔ اس اونٹنی کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہے۔ (یہ اللہ کی نشانی اور حکمت ہے)

---

(١) خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : ابن حزم ، المسدر : المحلى ، الصفحة أو الرقم : 7/287

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی اس اونٹنی کا نام قصویٰ تھا۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں لڑنے اور خون بہانے نہیں آیا، بلکہ عمرہ کیلئے آیا ہوں''۔ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو اٹھایا، وہ اٹھ گئی، کچھ دور آگے چلے جہاں پانی کا ایک کنواں یا گڑھا تھا۔ اس میں بہت تھوڑا پانی تھا۔ مسافر اسی جگہ سے پانی لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی پانی کافی مقدار میں ختم ہو چکا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تقریباً پندرہ سو (۱۵۰۰) افراد تھے۔ اس پانی کے کنوئیں کے آس پاس کے لوگ بھی پانی لیتے تھے۔ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے پیاس اور پانی نہ ہونے کی شکایت کی، تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر فرمایا، ''کہ اس تیر کو پانی کی جگہ میں گاڑ دو، چنانچہ تیر لگانے کے بعد اُس جگہ سے پانی ابلنے لگا''۔ (یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نشانی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے برحق نبی ہیں)

مکہ مکرمہ والوں کو بہت زیادہ گرد و غبار نظر آیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پندرہ سو (۱۵۰۰) افراد تھے۔ ساتھ میں قربانی کے اونٹ بھی تھے۔ انکو پتہ چل گیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے قریب آ چکے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ عمرہ کے لئے نکلے تھے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عمرہ میں بھی قربانی دی جائے۔ (یہ بھی سنت طریقہ ہے)

اسی دوران وہاں پر (بُدیل بن ورقاء خزاعی) آئے اور کہنے لگے کہ میرے پیچھے (کعب بن لوی اور عامر بن لوی) یہ مکہ مکرمہ والے اور ان کے ساتھ بہت سے آدمی اونٹوں کے ساتھ ہیں یہ سب آپ کو اس گھر کا طواف کرنے سے روکنے کیلئے آئے ہیں اور یہ سب لڑنا چاہتے ہیں۔ قریش مکہ اور ہم تمام لڑنا چاہتے ہیں ان کے ساتھ، عوذ المطافیل (اچھے قسم کے اونٹ) بھی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ ہم سب عمرہ کرنے آئے ہیں۔ قریش ہم سے لڑ کر دیکھ چکے ہیں قریش سے بہت سی لڑائیاں اور جنگیں کی ہیں۔ انہیں ہم سے جنگ ولڑائی میں کچھ بھی نہیں ملا سوائے نقصان اٹھانے کے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر وہ چاہتے ہیں تو میں انہیں کچھ مدت اور وقت دیتا ہوں اس مدت میں اپنی دعوت رسالت کرتا رہوں گا۔ جو ہدایت پر آئے وہ سیدھی راہ اختیار کرے گا اور مسلمان ہو جائے گا۔ اگر قریش مجھے اس رسالت کے پیغام کے پہنچانے سے روکیں گے تو میں ان سے لڑوں گا۔ (یہاں تک کہ مجھے موت آجائے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو فتح ونصرت عطا فرمائے گا)۔ یہ سننے کے بعد بُدیل نے کہا کہ میں ان تک آپ کی بات پہنچا دونگا۔ بُدیل قریش کے لوگوں میں جا کر کہنے لگا، تم سننا چاہتے ہو مجھے کیا جواب ملا۔ ان میں سے کچھ بد اخلاق لوگوں نے کہا ہمیں کچھ نہیں سننا ہے اور کچھ نے کہا کہ بتاؤ تم کیا جواب لائے ہو۔ بُدیل نے اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا سب من وعن بیان کر دیا۔ اسکے بعد وہاں پر (عروہ بن مسعود) آئے اور کہنے لگے۔ (اے میری قوم، کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو سب نے کہا کہ ہاں ہم تمہارے باپ کی جگہ ہیں)۔

انہوں نے پھر کہا کیا میں تمہارا بیٹا نہیں ہوں سب نے کہا کہ ہاں تم ہمارے بیٹے کی طرح سے ہو۔ انہوں نے پھر کہا کہ کیا تم میرے اوپر کچھ بہتان یا برائی لگاتے ہو۔ سب نے کہا نہیں۔ کیا میں اور میری اپنی قوم (اھل عکاظ) سے نکل کر یہ تمام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل وعیال کے ساتھ آئے آ کر تم میں بس نہیں گئے۔سب نے کہا ہاں اسی طرح ہے۔عروہ بن مسعود کا تعلق قبیلہ ثقیف سے ہے۔ یہ سب کہنے کے بعد عروہ نے کہا میں جا کر بات چیت کرتا ہوں تب ہم کچھ فیصلہ کریں گے، اگر تم سب مجھے بات چیت کرنے اور ان کو لانے کی اجازت دو تو ان سب نے کہا ٹھیک ہے۔

عروہ بن مسعود، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد (ﷺ)! کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا یا کسی نے ایسا کیا کہ وہ لڑ کر اپنی ہی قوم کو مار کر فتح حاصل کر لی ہو؟ ایسا پہلے کسی نے نہیں کیا۔اگر قریش لڑ کر قتل وخون کر کے جیت جائیں تو کیا یہ بہتر ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں میں جنگجو اور ایسے بہادر بھی نہیں ہیں۔ان میں کچھ مکی اور کچھ مدنی اور کوئی خزاعی ہے ان کو کوئی جانتا ہی نہیں۔ وقت آنے پر یہ سب تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سب سنتے رہے اور جب بات آپکی برداشت سے باہر ہوگئی تو آپ نے کہا: (انسس بد رلھا) یہ ایک قسم کی گالی ہے، جسکا مطلب ہے جا جا کر جس کی عبادت کرتا ہے اس کے پاس جا کر بیٹھ جا، کیا ہم تجھ کو اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر بھاگنے والے لگتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے لگا یہ کون ہے جو مجھے گالی دے رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے عروہ بن مسعود پر کسی کے قتل کا دیت تھا۔دیت یعنی (مقتول کا معاوضہ) کی ادائیگی کے لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مالی مدد کی تھی۔عروہ نے کہا آپ کا احسان تھا مجھ پر اور آپ نے گالی دی تو یہ احسان ختم ہوگیا، میں اس گالی کا بدلہ نہیں لوں گا۔عروہ، اللہ کے رسول ﷺ سے بات چیت کرتے تھے اور بات چیت کے دوران رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے تھے کہ پکڑ کر پیار سے انہیں منائیں۔عروہ بار بار اس طرح کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اور آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی جو کہ میان میں تھی۔ عروہ نے پھر سے داڑھی کو ہاتھ لگانا چاہا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اپنا ہاتھ ہٹا، عروہ اپنی قوم اور قبیلہ کا بہت بڑا سردار تھا اور عرب کے بہادروں میں سے تھا۔ (۱)

عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہیں۔ میں مغیرہ بن شعبہ ہوں اور میں ثقفی ہوں۔عروہ بھی ثقفی تھے اور یہ دونوں قبیلے ثقیف سے تھے۔عروہ نے کہا ''اے غدار'' (اسلام سے پہلے مغیرہ نے کئی قتل کیے، اور مال و دولت لوٹ کر چلے گئے تھے)۔

اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوگئے۔عروہ نے ان کے قتل کا دیت ادا کیا اور جن کا مال لوٹ لیا گیا تھا ان کی بھی مدد کی تھی میری مہربانیوں کے باوجود تم میرے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارتے ہو۔اسکے بعد آس پاس کا جائزہ لینے لگے۔

---

(۱) اللہ کے رسول ﷺ پر قرآن کریم نازل ہوا، عرب کفر اور جہالت کا دور میں اس طرح کہتے تھے۔

(اگر یہ قرآن ہمارے سردار عروہ پر اترتا تو ہم ضرور اس کی اقتداء کر لیتے)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بھی تقریباً پندرہ سو (۱۵۰۰) افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ جو بھی حکم دیتے فوراً اسکی تعمیل ہو جاتی تھی اور اگر رسول اللہ ﷺ کچھ فرماتے تو سب خاموشی سے سنتے تھے۔ کوئی بھی آپ کے سامنے اونچی آواز سے بات نہیں کرتا تھا اور کسی کی نظریں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے نہیں ہٹتی تھیں۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا دیدار کریں۔ آپ وضو فرماتے تو بچے ہوئے پانی کو لے کر پیتے اور اسے حاصل کرنے کی تمنا اور شوق سب ہی کو تھا۔

اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعظیم وشوق اور اشتیاق محبت، ادب اور احترام کو دیکھ کر عروہ بن مسعود حیران رہ گئے۔

عامر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت اس طرح ہے: میں اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے اور ان کی باتوں سے سخت نفرت کرتا تھا۔ جو میرے دشمن تھے اور اسلام کے بعد مجھے رسول اللہ ﷺ سے اتنی زیادہ محبت ہوگئی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا تو میرا دل ہی نہ بھرتا اور دل ہی نہ چاہتا کہ میں آپ کے چہرہ سے نظریں ہٹاؤں، رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پرنور اور کشش تھی۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)۔

عروہ بن مسعود اپنی قوم قریش کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے: اے قوم، میں نے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں میں قیصر وکسریٰ کے دربار میں گیا، اور میں نجاشی کے دربار میں بھی گیا۔ بہت کچھ دیکھا، مگر میں یہاں پر جو کچھ دیکھا ان کے اصحاب کو وہ رسول اللہ ﷺ کی عزت وتعظیم، محبت واطاعت کرتے ہیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی عزت اور احترام میں نے ان بادشاہوں کے پاس بھی نہیں دیکھی۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں ان کی بات مان لو۔

اس کے بعد ایک اور شخص جس کا نام حُلیس تھا وہ بنی کنانہ سے تھا، اور حبشہ کے رہنے والے تھے اور مکہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ یہ شخص کفار قریش سے کہتا ہے میں جا کر بات کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ شخص بات کرنے آیا یہ شخص دور ہی تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ حُلیس ہے اور حبشہ کا رہنے والا ہے اور یہ اور اسکی قوم نذرانہ دینا پسند کرتے ہیں اور وہ قربانی کی تعظیم کرتے ہیں۔ (اور وہ دور ہی سے اللہ کے رسول ﷺ اور اصحاب کرام ان کے ساتھ اونٹوں کو دیکھتا ہے)۔

ان انٹوں کو قربانی کے نشان لگے ہوئے تھے۔ قربانی کے جانوروں کو نشان لگا دیا جاتا ہے اور ان کے گلے میں پٹا ڈال دیا جاتا جس سے وہ دور ہی سے پہچانا جاتا کہ (یہ اونٹ قربانی کے ہیں)۔ حُلیس نے اندازہ لگایا کہ یہ لوگ قربانی دینے اور اللہ کے گھر کا طواف کرنے آئے ہیں۔ یہ لڑنے نہیں آئے ہیں حُلیس نے کوئی بات چیت نہیں کی اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اسی طرح کا رویہ اختیار فرمایا۔ وہ واپس چلا گیا اور اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا، مسلمانوں کو مکہ مکرمہ آنے سے مت روکو۔ یہ طواف کرنے اور قربانی دینے آئے ہیں۔ (یہ لڑنے نہیں آئے ہیں) ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں جا کر بات کرتا ہوں۔ اس شخص کا نام مکرز بن حفص تھا۔ یہ شخص بھی بات چیت کرنے آیا اور یہ دور ہی تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یہ جو آ رہا ہے یہ مکرز ہے یہ شخص فاجر ہے یہ بات چیت ہی کر رہا تھا کہ اس دوران ایک اور شخص آیا جنکا نام سہیل بن عمر تھا۔ اللہ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ نے فرمایا(سهل امر كم) ان کا نام سہیل ہے اب ساری بات آسان ہو جائے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ اچھے نام کو جسکی اچھی صفات ہو پسند فرماتے تھے۔ سہیل کہنے لگے آئیں ہم آپس میں معاہدہ کرتے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی کتابت کریں۔ اس عہد کو تحریر کرنے کیلئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا لکھو(بسم الله الرحمن الرحيم) سہیل کہنے لگے، الرحمٰن یہ کیا ہے مجھے معلوم نہیں۔

بسمك اللهم جس طرح تمہارے باپ دادا لکھا کرتے تھے اس طرح لکھو۔ علی بن ابی طالب (بسم الله الرحمن الرحيم) لکھ چکے تھے اور آپ نے کہا میں اس طرح لکھوں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اسی طرح لکھ دو جس طرح سہیل چاہتا ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ لکھا جارہا ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے سہیل نے پھر اعتراض کیا۔ اللہ کی قسم ہم اگر آپ کو، محمد(ﷺ) کو اللہ کا رسول مانتے تو آپ کو اللہ کے گھر آنے سے روکتے ہی نہیں۔ اس میں اس طرح لکھو، محمد بن عبداللہ کی طرف سے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں مگر تم مانتے نہیں ہو اور جھٹلاتے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا لکھو محمد بن عبداللہ کی طرف سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہم اس عہد کے لکھنے کے بعد عمرہ اور طواف کریں گے۔ سہیل نے کہا نہیں اس سال طواف نہیں کرو گے اگلے سال طواف کی اجازت ہوگی۔ اس بات پر اللہ کے رسول ﷺ نے رضامندی ظاہر کی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اگر ہمارے آدمی تمہارے پاس آئے تو انہیں واپس کرنا ہوگا، اگر چہ وہ تمہارے دین پر ہی کیوں نہ ہوں۔ اصحاب رسول بول پڑے سبحان اللہ مسلمان ہو کر آ جائیں تو ہم واپس کر دیں۔ اسی بات پر بحث و مباحثہ ہو رہا تھا کہ وہاں پر ایک شخص ابوجندل آ گئے۔ ابوجندل، سہیل کے لڑکے تھے اور اسلام لا چکے تھے۔ اور انکے باپ کافروں کی طرف سے معاہدہ کر رہے تھے۔ ابوجندل رضی اللہ عنہ کو باپ اور تمام کفار قریش تکلیف اور اذیتیں دیتے تھے انکو باندھ کر رکھا جاتا تھا وہ بھاگ کر چھپتے چھپاتے یہاں تک پہنچ گئے اور دیکھا کہ باپ معاہدہ کر رہا ہے۔ ابوجندل کو دیکھتے ہی سہیل کہنے لگا، اے (محمد ﷺ) اپنا عہد پورا کرو۔ یہ سب سے پہلا شخص ہے جو آپ کے پاس آیا ہے، اس کو واپس کرو۔ یہ میرا بیٹا ہے مجھے دو میں اسکے ساتھ واپس جاؤں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ابھی تک معاہدہ لکھا ہی نہیں گیا اور بات چیت طے نہیں پائی۔ اور ہم نے اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ (اگر اس شخص کو نہیں دو گے تو میں کوئی معاہدہ نہیں کروں گا جب تک کہ اس بات پر اتفاق نہیں ہوتا)۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اچھا میں ابوجندل کو پناہ دیتا ہوں مجھے دے جاؤ۔ سہیل کہنے لگا نہیں، بالکل نہیں۔ میں کبھی نہیں دونگا۔ سہیل کے ساتھ جو آدمی تھے جن کا نام مکرز تھا، کہنے لگے اس شخص کو میں تمہیں دیتا ہوں۔ ابوجندل رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔(یا معشر المسلمین) میں نے حق کو قبول کیا اور مسلمان ہوا۔ ان کافروں سے مجھے تکلیف اور اذیتیں اٹھانا پڑی ہیں۔ کیا مسلمان کو ان کافروں کے حوالے کر دو گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس شرط کو بھی مان لیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اللہ کے رسول ﷺ سے کہنے لگے کیا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں میں بالکل اللہ کا رسول ہوں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ہم حق پر ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر ہم کیوں اپنا دینی بھائی کافروں کے حوالے کریں۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں نہیں لوٹا رہا ہوں اور اللہ جو چاہے گا وہی ہوگا، نصرت وحکمت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے خواب نہیں دیکھا اور آپ نے کہا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں میں نے ایسا ہی کہا ہے۔ (اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کیا میں نے کہا کہ اسی سال عمرہ یا طواف کریں گے)۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہیں اور ان سے بھی یہی سوالات کرتے ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ کا سوال: ''اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے نبی ہیں یا نہیں''؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب: ''بیشک یہ اللہ کے نبی ہیں''۔

عمر رضی اللہ عنہ کا سوال: ''کیا ہم حق پر دشمن باطل پر نہیں ہے''؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب: ''بیشک ہم حق پر اور دشمن باطل پر ہے''۔

عمر رضی اللہ عنہ کا سوال: ''پھر ہم کیوں اپنے دینی بھائیوں کو انہیں دیں''۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب: اے شخص وہ صرف رسول اللہ (ﷺ) ہیں۔ اور وہ اللہ کو بھولے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انکو اور ہم کو فتح ونصرت عطا فرمائے گا۔ جس طرح رب چاہتا ہے ویسا ہی ہوگا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ [فستمسك بغرزه فو الله أنه على الحق]

ترجمہ: رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا، اللہ کے رسول ﷺ حق پر ہیں۔ اس بات سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دانائی اور حکمت کا پتہ چلتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں کہا ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب بھی ویسا ہی تھا، جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔

جب کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں پر موجود نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ حق کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ تم نے سمجھا شاید اسی سال طواف کریں گے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی مصلحت وحکمت ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوئے کہ میں نے اس انداز سے بات چیت کی۔ حدیث میں اس طرح مروی ہے کہ آپ روزے رکھتے تھے اور صدقہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے اور ان کی مغفرت فرمادے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس طرح سے بات چیت کی اللہ کے برحق رسول ﷺ ان کو معاف فرمادیں۔ (اس طرح یہ معاہدہ پورا ہوا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ صلح الحدیبیہ کے شرائط

ان شرائط کو اختصار سے بیان کیا گیا ہے:

۱۔ اس سال مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونگے اور نہ ہی عمرہ ادا کریں گے۔

۲۔ نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان آنے والے سال عمرہ کریں گے اور وہ عمرہ کے دوران صرف تین دن قیام کریں گے۔

۳۔ جب مکہ مکرمہ آئیں گے تو ان کے ساتھ جنگی ہتھیار نہیں ہوں گے۔صرف مسافر جو ہتھیار رکھتا ہے وہی ہتھیار ہوں۔ اور اپنی تلواروں کو میان کے اندر ہی رکھنا ہوگا۔

۴۔ ہمارے پاس سے جو بھی افراد، خواہ وہ مسلمان ہی ہو، وہ ہماری اجازت کے بغیر آپ کے پاس جائے تو محمد (ﷺ) کو اسے ہمیں واپس کرنا ہوگا۔اور اگر ہمارے پاس جو مسلمان آجائے تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے۔

۵۔ اس معاہدہ کو جس طرح اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے مان لیا اور اتفاق کیا ہے اور اگر کوئی مسلمان اس معاہدہ میں شامل ہونا چاہے تو اس کو ان تمام شرائط کو ماننا ہوگا۔اور قریش میں سے جو شامل ہوگا وہ بھی ان تمام شرائط کو مانے گا۔

۶۔ اس معاہدہ کی شرائط کی پابندی مکہ مکرمہ والے اور تمام قریش کریں گے۔

۷۔ نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان بھی اس کی پابندی کریں گے۔

۸۔ طرفین جنگ و جدال، دھوکا اور غداری نہیں کریں گے اور معاہدہ کے پابند رہیں گے۔اور دس سال تک آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔

(رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ جو قبیلہ شامل ہوا، وہ قبیلہ خزاعہ تھا)

(مشرکین قریش کے ساتھ جو قبیلہ شامل ہوا وہ قبیلہ بنو بکر تھا)۔ انہوں نے اس معاہدہ پر اتفاق کیا اور اس میں شامل ہوئے۔

(حُصَراً) یعنی عمرہ اور طواف کرنے سے روک دیئے گئے۔ (اس طرح کے موقف کو حُصراً کہا جاتا ہے)

اس معاہدے کے طے پانے کے بعد قربانی کے جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلح حدیبیہ کے اہم واقعات

امام بخاریؒ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کعب بن اجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ میرے سر میں جوئیں تھیں اور مجھے بہت کھجلی ہو رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان جوؤں سے تکلیف ہو رہی ہے؟ میں نے کہا بہت زیادہ تکلیف ہے اور میں محرم ہوں۔ (یعنی احرام کی حالت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا سر منڈ والو اور اس کا کفارہ ادا کرو۔ تین روزے رکھو یا قربانی دو یا صدقہ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق۔

أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ﴿١٩٦﴾

ترجمہ: یا اِس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈا لے) تو اِس پر فدیہ ہے خواہ روزے رکھ لے۔ خواہ صدقہ دے۔ خواہ قربانی کرے۔ (سورة البقرہ، الآية ١٩٦)

امام بخاریؒ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور بارش ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: رات کے وقت کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ میری عبادت کرنے والوں میں سے کچھ مسلمان ہوئے اور کچھ نے کفر کیا اور کافر ہوئے۔ جس نے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی، وہ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے ستاروں کا انکار کیا اور مسلمان ہوئے۔ اور کچھ لوگوں نے کہا کہ بارش (کواکب) یعنی ستاروں کی وجہ سے ہوئی ہے تو ان تمام نے کفر کیا اور کافر ہوئے کیونکہ وہ ستاروں پر ایمان لائے۔

حدیبیہ میں بہت ہی زبردست بارش ہوئی اور اللہ کے رسول ﷺ نے اعلان کروایا کہ اپنی اپنی محفوظ جگہ پر نماز ادا کریں۔

یہ بھی سنت ہے کہ اگر بارش زیادہ ہو تو گھروں پر ہی نماز ادا کی جائے ، (جس کو صلاۃ، رحال) کہا جاتا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے پانی کی کمی کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک چمڑے کے پیالے سے وضو فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈالیں۔ انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح نکلنے لگا۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس وقت سب کتنے افراد تھے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی پورا ہوتا۔ اور ہم اس وقت پندرہ سو افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشموں کی طرح نکلنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو ملنے والے معجزات اور نشانیوں میں سے ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بيعة الرضوان

صلح حدیبیہ میں ہی ایک اور واقعہ پیش آیا جس کو اہل سیرت نے بھی بیان کیا ہے اس واقعہ کو امام ابن کثیرؒ نے (البداية و النهاية) میں ذکر فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ ہم نے جو معاہدہ کیا ہے وہ تمام اشرافِ قریش کو جا کر بتلائیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے پاس قریش کی طرف سے عمرو بن مسعود اور احباش کے سردار اور سہیل بن عمرو آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی طرف سے اپنے قاصد عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجنا چاہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ میں ڈرتا ہوں کہ مکہ مکرمہ میں میری حمایت کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے اور خاص طور پر مکہ میں بنی عدی سے کوئی بھی نہیں ہے اور قریش مجھ سے دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں۔ (اگر آپ بہتر اور مناسب سمجھیں تو مجھ سے بہتر شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں)۔

اللہ کے رسول ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، کو بلوایا اور فرمایا کہ جا کر قریش سے مل کر اور اس معاہدے کے بارے میں تمام تفصیلات قریش کو بتلائیں۔ ہم جنگ کے مقصد سے نہیں آئے ہیں۔ ہم عمرہ اور اس گھر کی زیارت اور عظمت کے لئے آئے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے اور انہیں آبان بن سعید بن عاص، ملے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی۔ (آجارہ) عرب میں کفر کے باوجود اچھی عادتیں تھیں اور اسلام آنے کے بعد بھی کچھ اچھی عادتیں باقی رہیں اسلام نے انہیں قبول کیا۔ آبان بن سعید نے اعلان کیا کہ (عثمان جارُلي) عثمان رضی اللہ عنہ میری حمایت میں ہیں۔ عثمان میری پناہ میں ہیں۔ جس نے بھی ان کو نقصان یا ضرر پہنچایا اس نے مجھے نقصان پہنچایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ آگے چلے اور ابی سفیان اور (زعماء) یعنی سرداران قریش سے ملے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور معاہدہ اور اس کی شرائط سب کے سامنے بتلائیں۔ یہ سب سننے کے بعد ابوسفیان اور (زعماء) قریش کہنے لگے کہ اگر تم طواف کرنا چاہتے ہو تو بیت اللہ کا طواف کرلو۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے طواف نہیں کیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں بیت اللہ کا طواف کرنے کا جو شوق و اشتیاق تھا، وہ اللہ ہی جانتا ہے، مگر آپ کو ادبِ رسول ﷺ ملحوظ تھا۔ سبحان اللہ! کیا جواب تھا آپ کا۔ باوجود شوق و اشتیاق اور کعبہ کی محبت ہونے کے، رسول اللہ ﷺ کی محبت اور ادب عثمان رضی اللہ عنہ کو ملحوظ تھا۔ قریش نے عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور واپس جانے کی اجازت نہیں دی۔

اسی دوران رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردیئے گئے ہیں۔ اس خبر کی یہ وجوہات تھیں:

(۱) عثمان رضی اللہ عنہ کفارِ قریش کے پاس گئے ہوئے تھے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کا پیغام لے کر گئے تھے۔

(۳) آپس میں دونوں طرف جنگیں ہو چکی تھیں اور ہر کوئی بدلہ لینا چاہتا تھا۔

غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد اور غزوۂ خندق، کے کافی صحابہ کرام کی تعداد اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شہادت کی خبر ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے بیعت لی۔ ابنِ اسحاق اس طرح روایت کرتے ہیں۔

[بایعهم رسول الله ﷺ علی الموت] بیعت لی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے سب کو ایک درخت کے نیچے جمع کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لیں گے اور ہم موت سے ڈر کر نہیں بھاگیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جتنے بھی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تھے ان سب نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی سوائے ایک شخص کے جس کا نام (جدؔ و بن قیس اخو بنی سلمہ) تھا۔ (لال اونٹ والا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس درخت کے نیچے جس نے بھی میرے ہاتھ پر بیعت میں شرکت کی، وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ سوائے جدؔ و بن قیس (صاحب جمل احمر)۔ (لال اونٹ والے کے)

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ پر سب سے بیعت لی کہ ہم میں سے کوئی نہیں بھاگے گا اور ہم عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیں گے۔ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ قریش کے پاس سے رسول ﷺ کے پاس واپس آ گئے۔ اللہ کے فضل کرم سے وہاں پر قریش کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف نہیں دی گئی۔

(صلح حدیبیہ) کی مدت دس سال سے زیادہ لکھی گئی تھی مگر یہ مدت صرف ایک (۱) سال اور کچھ مہینہ رہی۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح ونصرت عطا فرمائی اور مکہ مکرمہ فتح ہوا جو کہ سنة آٹھ ۸ ہجری میں ہوا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ اجمعین سے کہا اب ہم مدینہ منورہ واپس چلیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور اپنی اپنی قربانیاں دو، اپنے بال کٹواؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح تین دفعہ فرمایا۔ تمام صحابہ کرام خاموش تھے۔ کوئی بھی نہیں اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اور اندر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں نے ان سے قربانی دینے اور بال منڈوانے کو کہا لیکن کوئی بھی نہیں اٹھا اور کسی نے نہیں سنا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ ویسا ہی کریں جیسا کہ آپ چاہتے ہیں؟ تو آپ کسی سے کچھ نہ کہیں۔ آپ اپنی قربانی ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلوا کر اپنے بال منڈوا لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام اصحاب نے بھی، جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے، اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور سب نے بال منڈوائے۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اس کام کو انجام دیا اور آپ کے تمام، اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً اس کام کو بے چوں و چرا حکم سمجھتے ہوئے تعمیل فرمائی۔

(آئمیں اہلِ علم کی رائے سے استفادہ کرتے ہیں)

اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا، فوراً کسی نے بھی تعمیل نہیں کی اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر ام المومنین، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین اپنی فراست اور عقلمندی سے مشورہ دیتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کسی سے کچھ کہے بغیر اپنی قربانی دیں اور اپنا سر منڈوائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

سبحان اللہ۔ یہ دیکھتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوراً اٹھے اور بغیر اللہ کے رسول ﷺ کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی ہر کوئی پیش پیش تھا کہ میں اپنی قربانی پہلے دے دوں۔

عملاً کسی نے بھی ذرا سی بھی تاخیر نہیں کی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تو کسی نے بھی نہ سنا۔

(اللہ کے رسول ﷺ نے عمل کیا، قربانی دی اور بال کٹوائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر حکم کے)۔

عملِ رسول اللہ ﷺ کو فوراً اپنالیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تو کسی نے فوراً تعمیل نہیں کی۔ تمام اصحاب اکرام کی یہ خواہش تھی کہ رسول ﷺ اپنی رائے بدل ڈالیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم آئے جو یہ تمام مسلمانوں کی اپنی پسند اور خواہش کے مطابق ہو۔ ان تمام کی خواہش *(بیت اللہ کی زیارت اور طواف کرنے کی تھی)*

رسول اللہ ﷺ نے عملاً یہ کام کیا اب ان کی پسند یا، ان کی آراء کا دخل ختم ہو چکا تھا اس لئے اس کو معصیت نہیں کہا جائے گا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان عورتیں آتی ہیں

صلح حدیبیہ ہی کے موقع پر مکہ مکرمہ سے عورتیں آتی ہیں جو کہ اسلام سے پہلے شرک کے وقت میں ان کی بیویاں تھیں اور جو مرد اسلام قبول کر کے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے تھے مگر بہت سے لوگوں کی عورتوں نے ان کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی موقع پر یہ آیت نازل فرمائی.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآئَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو۔ دراصل ان کے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ لیکن اگر وہ تمہیں ایماندار معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے حلال نہیں اور وہ ان کے لیے حلال ہیں، اور جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہو وہ انہیں ادا کر دو، ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے قبضہ میں نہ رکھو اور جا کچھ تم نے خرچ کیا ہو، مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو وہ بھی مانگ لے یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے درمیان کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے علم (اور) حکمت والا ہے۔ (سورة الممتحنه، الآية ١٠)

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ واپس ہوئے بغیر عمرہ اور طواف کیے۔ آپ کے ساتھ جو قربانی کے اونٹ تھے، ان کو وہیں پر ذبح کر کے واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

مکہ مکرمہ میں کمزور اور غریب مسلمانوں کو تنگ کیا جا رہا تھا۔ انہی میں سے ایک شخص جن کا نام ابو بصیر تھا، مکہ مکرمہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ آگئے۔ مکہ مکرمہ والوں نے ابو بصیر کو واپس لانے کے لئے دو آدمی بھیجے کہ معاہدہ کی رو سے ان کو واپس کرنا ہے۔

یہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور رسول ﷺ نے بھی بد عہدی نہیں کی اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ (یہ دونوں اشخاص ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو لے کر چلے)۔

ابو بصیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ایک مقام (ذوالحلیفه) پر پہنچ کر رکتے ہیں اور ان کے ساتھ کھجوریں تھیں وہ کھانے لگتے ہیں۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: یا فلاں! تمہارے پاس جو تلوار ہے، میں نے آج تک ایسی تلوار نہیں دیکھی۔ یہ بہت قیمتی اور اچھی تلوار ہوگی۔ اس شخص نے کہا ہاں کہ یہ بہت اچھی تلوار ہے۔ میں نے اسے کئی بار آزمایا ہے۔ ابو بصیر نے کہا: کیا مجھے دکھاؤ گے؟ اس شخص نے ان کو دکھانے کے لئے تلوار دی اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو وہیں قتل کر دیا۔ وہ شخص وہیں مر گیا۔ یہ دیکھ کر دوسرا شخص اپنی جان بچانے کے لئے فوراً مدینہ منورہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ سیدھا مسجدِ نبوی پہنچا اور رسول اللہ ﷺ سے فریاد کرنے لگا۔ کہ ابو بصیر نے میرے ساتھی کو مار دیا ہے اور اب مجھے بھی مارنے کے لئے میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ اسی دوران ابو بصیر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنا عہد پورا فرما دیا ہے اور اللہ نے آپ کی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ اور مجھے میرے اللہ نے ان سے بچا لیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اف یہ کیا ہوا؟ یہ چیز ہم دونوں فریقوں کے درمیان جنگ کی چنگاری لگا رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر قریش نے پھر سے تمہیں طلب کیا تو میں تمہیں واپس کر دوں گا۔ یہ سن کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل جاتے ہیں اور جدہ کے راستے میں ایک مقام (سیف البحر) پر پہنچ کر وہیں مقیم ہو جاتے ہیں۔

اسی دوران ایک اور شخص ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکہ مکرمہ سے بھاگ کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے پاس اس لئے جاتے ہیں کیونکہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے پاس جاتے تھے تو قریش کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مانگنے پر اُن کو واپس کر دیا جاتا تھا۔ اِسی طرح مکہ کے مظلوم مسلمان (سیف البحر) کے مقام پر جمع ہوتے رہے اور اُن کی کافی تعداد اور مجموعہ وہاں پر جمع ہو گیا۔ اور اِن افراد کا کوئی معاہدہ قریش سے نہیں تھا۔ قریش کی اذیتوں سے بھاگ کر یہ مسلمان یہاں جمع ہو گئے تھے۔ مکہ مکرمہ سے قریش کے جو بھی اونٹ اور قافلہ سامان کے ساتھ شام کی طرف جاتے تھے یہ اُن کو پکڑ لیتے ان کا سامان چھین لیتے تھے اور ان کو قتل کر دیا کرتے تھے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط سے (اس شرط کو ختم کر دیں)

کفار قریش، مسلمانوں کے اس مجموعہ سے جو کہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، بہت پریشان ہو گئے۔ قریش نے اپنا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں، مکہ مکرمہ سے بھاگے ہوئے لوگوں کو واپس بھیج دیں۔ ہم ان کو امان دیتے ہیں۔ (*ہمارے پاس سے جو بھاگ جائے گا ہم اس کو آپ سے واپس نہیں مانگیں گے*) اور یہ پہلے والی شرط اللہ کے لئے ختم کر دیجئے۔ قریش کے مطالبہ اور اس شرط کی رو سے مسلمانوں کو (*اپنا دینی بھائی ان کو دینا تھا*) اس شرط کی وجہ سے تمام مسلمان ناراض تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ﴿٢٥﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِــيْمًا ﴿٢٦﴾

ترجمہ: وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غلبہ دے دیا تھا، اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے لیے موقوف جانور کو اس کی قربان گاہ میں پہنچنے سے (روکا)، اور اگر ایسے (بہت سے) مسلمان مرد اور (بہت سی) مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی یعنی ان کے پست جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا، (تو تمہیں لڑنے کی اجازت دے دی جاتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا) تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے اور اگر یہ الگ الگ ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک سزا دیتے۔ جب کہ ان کافروں نے اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ (سورة الفتح، الآية ٢٤ - ٢٦)

صلح حدیبیہ کے موقع پر اہلِ علم و اہلِ سیرت کا بیان

ابن قیم رحمة الله علیه اپنی کتاب (زادالمعاد) میں اس طرح فرماتے ہیں:

اس صلح اور معاہدہ کی شرائط سے اصحابِ رسول اللہ ﷺ ناخوش تھے۔ کفار کی زیادتیوں کی وجہ سے انہیں بیت اللہ کا طواف کرنے سے روکا گیا۔ اس معاہدہ کے بعد جو وقت خاموشی کا وقفہ ملا، اس کے بہت بڑے فوائد ظاہر ہوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تمام مسلمانوں کو یقین محکم حاصل ہوا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے ضرور اسی میں بہتری ہوتی ہے۔

۲۔ اس معاہدہ کے بعد ہی مکہ میں اسلام کو بہت فروغ حاصل ہوا اور بہت تیزی سے لوگ حق کی دعوت کو تسلیم کرنے لگے اور مسلمان ہوئے۔ جو اسلام لائے جن سے اسلام کو تقویت حاصل ہوئی ان میں خاص طور پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عمر بن عاص رضی اللہ عنہ اور بہت سے بڑے بڑے صحابیوں نے اسلام قبول کیا۔

تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر پر زیادہ مکمل ایمان اور یقین کامل عطا ہوا۔

۳۔ اسی موقع سے رسول اللہ ﷺ کو فرصت اور مواقع حاصل ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ اسلام اور رسالت کی اشاعت فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمرانوں کو اور قبائل کے سرداروں کو اور بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ (رسول ﷺ نے نامہ مبارک اور اپنے وفود روانہ فرمائے)

کسریٰ: فارس کا بادشاہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالہ اور اپنا وفد بھیجا۔

ہرقل: روم کا بادشاہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالہ اور اپنا وفد بھیجا۔

نجاشی: حبش کا بادشاہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالہ اور اپنا وفد بھیجا۔

اور کئی بڑے بڑے سرداروں اور قبائل کو اسلام کی دعوت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی مسلسل کوشش سے دعوتِ حق کو تسلیم کر کے بہت سے افراد اسلام لائے۔ ان میں خاص طور پر کچھ رسالوں اور ان کے اسلام کا بیان اگلے صفحات پر درج کیا جا رہا ہے مختصر اور اہم دو نامہ مبارک جو کہ کسریٰ کے نام اور ہرقل کے نام نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے بہت سے نامہ مبارک اور وفود بھیجے۔ (ہم اس سیرت میں ان دو رسالوں کا ذکر کر رہے ہیں) جس سے عامۃ الناس مستفید ہوں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک کسریٰ کے نام

کسریٰ جو کہ ملک فارس کا بادشاہ تھا، اُس وقت اس کی حکومت بحرین تک پھیلی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رسالہ کو کسریٰ تک پہنچانے کے لئے عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ، کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے اس خط کو بحرین تک پہنچا دیا۔ وہاں سے وہ رسالہ پہنچا دیا گیا۔ فارس کے بادشاہ نے اس نامہ مبارک کو دیکھے بغیر پھاڑ دیا۔ وہ اپنی وسیع سلطنت، طاقت، فوج اور غرور میں سرشار تھا۔ اور اس خبیث وحقیر کی نظر میں عرب اور نبی کریم ﷺ کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی۔ اس نے یہ کہہ کر خط کو پھاڑ دیا: میرے نام سے پہلے یہ عرب اونٹ چرانے والا اپنا نام لکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " واللّٰہ ممزقه وممزق ملکه " (۱)

ترجمہ: (اس نے خط کو پھاڑ دیا، (اللہ) اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کردے)۔ *(رسالہ کا مضمون اس طرح تھا)*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ ﷺ الیٰ کسریٰ عظیم فارس

سلام علی من اتبع الهدی، و آمن باللّٰه ورسوله، وشهدأن لا إله إلا اللّٰه وحده لاشريك له، وأن محمدا عبده و رسوله. أدعوك بدعاية اللّٰه، فإني أنا رسول اللّٰه إلیٰ الناس كافة لينذر من كان حيا و يحق القول على الكافرين. أسلم تسلم، فإن أبيت فعليك إثم المجوس. (۲)

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کے لئے سلامتی ہو اس پر جس نے بھی پیروی کی اور اللہ پر اور رسول پر ایمان لایا اور شہادت دی کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور اللہ کے رسول ہیں۔ اور تمہیں دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف آنے کے لئے اور میں اللہ کا رسول ہوں تمام انسانوں کے لئے اور جو زندہ ہیں ان تمام کو بتلا دیا جائے اور یہ حق بات کافروں کو بتلا دیں، اسلام لاؤ، ہدایت پاؤ گے۔ اگر تم نے انکار کیا تو تم پر مجوس کا گناہ ہوگا۔

---

(۱) الراوي: التنوخي النصراني رسول هرقل، خلاصة الدرجة: غريب واسناده لاباس به، المحدث: ابن كثير، المصدر: البداية والنهاية: الصفحة أو الرقم: 5/14

(۲) الراوي: يزيد بن أبي حبيب، خلاصة الدرجة: حسن، المحدث: الألباني: المصدر: فقه السيرة: الصفحة أو الرقم: 358

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسریٰ نے اپنے ماتحت جو یمن میں اس وقت حاکم تھا جن کا نام بادان تھا، ان کو لکھا کہ اپنے پاس سے دو آدمیوں کو بھیجو کہ وہ جا کر محمد (ﷺ) کو میرے پاس لے کر آئیں۔ بادان نے ایک خط اور دو آدمیوں کو حجاز روانہ کر دیا۔ فارس کی حکومت اور روم کی بڑی حکومتیں عرب کے رہنے والوں اور مسلمانوں کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس لئے کسریٰ نے صرف دو ہی آدمیوں کو بھیجا کہ جاؤ اور محمد (ﷺ) کو لے کر آؤ۔ وہ اپنی فوج، یا کم از کم فوجیوں کا دستہ ہی روانہ کر دیتا۔ عربوں کی ان کے پاس کوئی عزت و وقعت نہیں تھی۔

حدیث میں اس طرح مروی ہے:

یہ دونوں اشخاص رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کو دیکھا۔ چہروں پر داڑھی بالکل نہیں تھی اور مونچھیں بڑی بڑی ہیں۔ *(آپ ﷺ نے اپنا منہ پھیر لیا ان کی شکلیں دیکھنا پسند نہیں فرمایا)*۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنے کا حکم تم کو کس نے دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ داڑھی کٹواؤ اور مونچھ بڑھاؤ۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھ چھوٹی کرو۔

یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک ہرقل کے نام

سلطنت روم کا بادشاہ ہرقل، جو نصرانیت پر تھا۔(تورات)اور(انجیل)کا علم رکھتا تھا اور وہ جانتا تھا کہ ان کتابوں سے یہ وقت نبی کے ظہور کا ہے مگر یہودی اور عیسائی چاہتے تھے کہ اگر نبی آئے تو وہ بھی بنی اسرائیل سے ہو، یہودی ہو یا عیسائی ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآئِيلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهُٓ اَحْمَدُ ﷺ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦﴾

ترجمہ: اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے (میری قوم)، بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ انکے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔ (سورۃ الصف، الآیۃ ٦)

نبی کریم ﷺ نے اس رسالہ کو بھیجنے کے لئے (دحیہ بن خلیفہ کلبی) کو منتخب فرمایا۔ رسالہ کا مضمون اس طرح تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد عبد الله و رسوله ، إلى هرقل عظيم الروم ، سلام على من اتبع الهدى ، اما بعد فإني أدعوك بدعاية الإ سلام ، أسلم تسلم ، وأسلم يؤتك الله اجرك مرتين ، فإن توليت فاعليك إثم الأ ريسيين .(۱)

(اجرك مرتين) تمہیں دوہرا ثواب ملے گا عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے کا اور نبی ﷺ کو ماننے کا۔

(إثم الأ ريسيين) کھیتوں میں کام کرنے والے اور عام انسانوں کا عذاب ہوگا تم پر۔

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

محمد بن عبد اللہ کی طرف سے جو رسول ہیں ہرقل عظیم الروم کی طرف، اس کو سلامتی ہو جس نے اتباع کی اور ہدایت پائی۔

اما بعد۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لاؤ ہدایت پاؤ گے اور اللہ تمہیں دُگنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے نہیں مانا تو گناہ گار رہو اور تم کو (اریسیین) کا عذاب ہوگا۔

(۱) الراوي : عبدالله بن عباس ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث :البخاري،المصدر :الجامع الصحيح،الصفحة أو الرقم: 2940

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو سفیان کی شہادت اسلام سے پہلے

اس رسالہ کے ملنے کے بعد ہرقل مزید تحقیق اور معلومات کے لئے عربوں کو بلواتا ہے۔ان میں ابوسفیان بھی تھے جو قریش کے سردار ہیں اور یہ واقعہ ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ہم اس واقعے کو صحیح بخاری سے نقل کرتے ہیں۔

راوی: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صلح حدیبیہ کے بعد ابوسفیان تجارت کے سلسلے میں ملک شام میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے۔

ہرقل نے ابوسفیان اور ان کے عرب ساتھیوں کو بلوایا۔شام کے (شہر ایلیہ) میں ہرقل نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے متعلق جاننا چاہتا تھا۔ابوسفیان ہرقل کے پاس گئے۔ بات چیت کے لئے ترجمان بلوایا گیا۔ ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے سامنے بٹھایا۔اور دوسرے لوگوں کو ابوسفیان سے پیچھے ہٹا دیا۔اور ہرقل نے لوگوں سے کہا کہ اگر ابوسفیان کوئی غلط بیانی کریں تو مجھے صرف اشارہ کر دینا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم میں روم اور ہرقل سے ڈر کر جھوٹ نہیں بولوں گا۔مگر مجھے جھوٹ بولنے سے شرم آتی ہے۔ابوسفیان حالتِ کفر میں جھوٹ بولنا بہت برا سمجھتے تھے۔ یہ واقعہ ابوسفیان اسلام لانے کے بعد بتلاتے ہیں۔ابوسفیان قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے اور کفار قریش کے سرگرم کارکن تھے۔اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے سخت دشمن تھے۔(اس کے باوجود ہرقل سے کہتے تھے کہ مجھے جھوٹ بولنے سے شرم آتی ہے)۔

اہلِ علم فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اللہ پھیلانے کے لئے خاص طور پر عربوں کا انتخاب فرمایا۔عرب حالتِ کفر میں بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔اور آج کل ہزاروں لاکھوں مسلمان جھوٹ پر جھوٹ اتنی جرأت سے بولتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھی جھوٹ بول جاتے ہیں۔

ہرقل کے سوالات اور ابوسفیان کے جوابات

جو شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے، تم میں سے کون ان کے خاندان کا قریبی شخص ہے۔ابوسفیان نے کہا میں نسبت میں ان کے قریب ہوں۔

۱. ہرقل کا سوال — اس شخص کا نسب کیسا ہے جو نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے؟

ابوسفیان کا جواب — وہ ہم میں ذونسب اور اعلیٰ وافضل خاندان سے ہیں۔

۲. ہرقل کا سوال — کیا اس خاندان میں پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

۳. ہرقل کا سوال — کیا ان کے باپ دادا سے کسی ملک کا بادشاہ ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کا جواب — نہیں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

۴. ہرقل کا سوال — ان کی اتباع امیر لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟

ابوسفیان کا جواب — غریب، غرباء اور کمزور لوگ۔

۵. ہرقل کا سوال — ان میں زیادتی ہو رہی ہے یا کمی ہوتی جارہی ہے؟

ابوسفیان کا جواب — روز بروز ان میں زیادتی ہوتی جارہی ہے۔

۶. ہرقل کا سوال — دین قبول کرنے کے بعد تکلیف وشدت سے کیا وہ مرتد ہوجاتے ہیں؟

ابوسفیان کا جواب — اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اس سے نہیں پھرتے۔

۷. ہرقل کا سوال — کیا تم رسول ﷺ پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہو؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں! ہم نے کبھی ان میں جھوٹ نہیں پایا۔

۸. ہرقل کا سوال — کیا وہ دھوکا اور فریب کرتے ہیں؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں! وہ ایسا نہیں کرتے۔

۹. ہرقل کا سوال — تم میں کتنی جنگیں ہوئی اور کون ہمیشہ جیتا؟

ابوسفیان کا جواب — جنگوں میں کبھی وہ غالب آتے ہیں اور کبھی ہم غالب آتے ہیں۔

۱۰. ہرقل کا سوال — وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟

ابوسفیان کا جواب — ایک اللہ کی عبادت کا، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، اللہ کی بات مانو اور باپ دادا کی باتوں کو چھوڑ دو۔ نماز کا حکم دیتے ہیں اور سچ بولنے کا حکم فرماتے ہیں حیاوشرم اور صلہ رحمی اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔

ہرقل کے سوالات اور ان کا جواب بھی وہ خود ہی دیتا ہے

ہرقل اور ابوسفیان کے مابین ترجمان تھا۔ اس نے ابوسفیان کو بتلایا کہ ہرقل نے جو سوالات کیے ہیں، ان سے وہ حقیقت جاننا چاہتا تھا۔ کہ وہ اللہ کے برحق رسول ہیں یا نہیں۔ اور انہی سولات کے جوابات ہرقل کی زبانی سنیں:

۱ ہرقل کا سوال — اس شخص کا نسب کیسا ہے جو نبوت کا دعویٰ کررہا ہے؟

ابوسفیان کا جواب — وہ ہم میں ذونسب اور اعلیٰ وافضل خاندان سے ہیں۔

ہرقل کا جواب — رسول ہمیشہ اعلیٰ نسب اور اپنی قوم سے ہوتے ہیں۔

۲ ہرقل کا سوال — کیا اس خاندان میں پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہرقل کا جواب — اس سے پتہ چلا کہ ہر کوئی دعوے دار نہیں ہے۔

۳ ہرقل کا سوال — کیا ان کے باپ دادا سے کسی ملک کا بادشاہ ہے؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

ہرقل کا جواب — وہ باپ دادا کی بادشاہت نہیں چاہتے۔

۴ ہرقل کا سوال — ان کی اتباع امیر لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟

ابوسفیان کا جواب — غریب، غرباء اور کمزور لوگ۔

ہرقل کا جواب — رسولوں اور انبیاء کی اتباع ہمیشہ غریب لوگ ہی کرتے ہیں۔

۵ ہرقل کا سوال — ان میں زیادتی ہو رہی ہے یا کمی ہوتی جا رہی ہے؟

ابوسفیان کا جواب — روز بروز ان میں زیادتی ہوتی جا رہی ہے۔

ہرقل کا جواب — ایمان کی بات دل میں اتر جائے تو ان میں زیادتی ہوتی ہے۔

۶ ہرقل کا سوال — دین قبول کرنے کے بعد تکلیف وشدت سے کیا وہ مُرتد ہو جاتے ہیں؟

ابوسفیان کا جواب — اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اس سے نہیں پھرتے۔

ہرقل کا جواب — ایمان مکمل طور پر دل میں بس جائے تو وہ اس سے پھرتے نہیں۔

۷ ہرقل کا سوال — کیا تم رسول ﷺ پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہو؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں! ہم نے کبھی ان میں جھوٹ نہیں پایا۔

ہرقل کا جواب — جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ کے بارے میں بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔

۸ ہرقل کا سوال — کیا وہ دھوکا اور فریب کرتے ہیں؟

ابوسفیان کا جواب — نہیں! وہ ایسا نہیں کرتے۔

ہرقل کا جواب — نبی اور رسول دھوکا اور فریب نہیں کرتے۔

۹ ہرقل کا سوال — تم میں کتنی جنگیں ہوئی اور کون ہمیشہ جیتا؟

ابوسفیان کا جواب — جنگوں میں کبھی وہ غالب آتے ہیں اور کبھی ہم غالب آتے ہیں۔

ہرقل کا جواب — اس سے پتہ چلا کہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کی تائید ان کے ساتھ ہے۔

۱۰ ہرقل کا سوال — وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کا جواب — ایک اللہ کی عبادت کا، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، اللہ کی بات مانو اور باپ دادا کی باتوں کو چھوڑ دو۔ نماز کا حکم دیتے ہیں اور سچ بولنے کا حکم فرماتے ہیں۔ حیاو شرم اور صلہ رحمی اختیار کرتے ہیں۔

ہرقل کا جواب — اس طرح کا حکم صرف اللہ کے برحق رسول ہی دیا کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کا اطمینان بخش جواب پانے کے بعد وہ مطمئن ہوجاتا ہے۔

ہرقل کا زبانی اعتراف

ہرقل نے یہ سب سننے کے بعد اس طرح کہتا ہے۔ کاش میں وہاں پر ہوتا اور محمد (ﷺ) سے ملتا اور اگر میں محمد (ﷺ) کے پاس ہوتا تو میں اُن کے قدموں کو دھوتا۔ ابوسفیان اور ان کے عرب ساتھیوں کے سامنے اور اپنی عظیم سلطنت کے بڑے بڑے لوگوں کے سامنے اس نے اس طرح کہا اور پھر نامہ مبارک کو منگوایا اور سب کے سامنے پڑھا۔ اس کے بعد ابوسفیان وہاں سے اٹھے اور چلے آئے۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ (ابو کبشہ) کی بات روم کے بادشاہ پر اثر کرگئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو لوگ طنزاً (ابو کبشہ) کہتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا اور حلیمہ سعدیہ کے شوہر کو لوگ (ابو کبشہ) کہتے تھے۔ اور اس واقعہ کے بعد عام الفتح میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ حق کی شہادت دیتے ہیں۔ یعنی اسلام قبول کرتے ہیں۔

ہرقل کے خیالات اور تدبیر

ہرقل جب شام کے شہر حمس میں پہنچا اس کے ساتھ اس کے ساتھی جو کہ نجوم کا علم جانتے تھے، ان تمام نے پیش گوئی کی کہ یہ زمانہ نبی کے ظہور کا ہے۔ اُس وقت کے علماء نے بھی بتلایا کہ ان کی کتابوں کے حوالے سے نبی کے ظہور کا وقت ہے۔ ہرقل نے اپنے تمام لوگوں کو اور بڑی بڑی عظیم شخصیتوں کو بلوایا اور ایک بڑے محل میں جس کو (دسکرہ) کہا جاتا تھا جمع کیا۔ اور جب سب آگئے تو محل کے دروازوں کو بند کروادیا۔ ہرقل کو یقین تھا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔

اس نے کہا: یا معشر روم) اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری حکومت باقی رہے اور تم فلاح اور سیدھا راستہ چاہتے ہو تو اس برحق رسول کو مان لو اور ان کی اتباع کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے اور بہتری اسی میں ہے۔

ہرقل کی یہ باتیں سن کر اس کی قوم، دروازوں کی طرف وحشی گدھوں کی طرح بھاگنے لگے۔ اور وہ تمام دوڑتے ہوئے دروازوں پر پہنچ گئے۔ دروازے بند تھے۔ ہرقل نے جب دیکھا کہ سب بھاگ رہے ہیں تو اس نے سب کو آوازیں دیں کہ رک جاؤ میری بات سنو۔ میں تو صرف تمہارا امتحان لے رہا تھا کہ تم اپنے دین پر پکے ہو یا نہیں۔ اور میں بھی تمہارے ہی دین پر ہوں۔ اور یہ سن کر وہ تمام لوگ واپس آگئے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿۱۲۱﴾

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی جگہ جہنم ہے جہاں سے انہیں چھٹکارا نہ ملے گا۔ (سورة النساء، الآية ۱۲۱)

ہرقل کی بڑائی اور غرور: اس نے اپنی شان وشوکت اور ملک وسلطنت اور غرور، تکبر اور بڑائی کی وجہ سے حق کو جانتے ہوئے بھی قبول نہیں کیا۔

حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب اموال میں فرماتے ہیں: (مسند احمد صحیح اسناد)

ہرقل نے شہر تبوک سے ایک خط بھیجا اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

"كذب عدو الله ، ليس بمسلم ، وهو على النصرانية" (۱)

ترجمہ: اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے، وہ مسلم نہیں وہ نصرانیت پر ہے۔

---

(۱) الراوي : أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : صحيح الموارد ، الصفحة أو الرقم 1351

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہلِ علم کے اقوال

اس سیرت کے قاری کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ہرقل اسلام لایا؟

وہ اسلام لانا چاہتا تھا۔اور نبی ﷺ کو برحق جانتا تھا۔کیا صرف یقین کر لینا کافی ہے؟

ابلیس بھی تصدیق کرتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا۔اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے مگر بڑائی اور تکبر نے روکے رکھا اور تمام قریش جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ برحق رسول ہیں۔اور رسول اللہ ﷺ سچے اور امین ہیں۔اس کے باوجود ان تمام کو بڑائی اور تکبر نے روکے رکھا۔

ہرقل بھی جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ برحق رسول ہیں، سچے ہیں۔اس کے باوجود دنیا کی بڑائی اور بادشاہت نے اس کو آخرت کی بھلائی سے اپنے غرور تکبر نے روکے رکھا۔

ابوطالب جانتے تھے کہ محمد ﷺ سیدھا راستہ بتانے والے برحق رسول ہیں۔ابوطالب نے اپنی جانی، مالی مدد اور حمایت کی اس کے باوجود اپنی سرداری اور بڑائی آڑے آئی۔محمد ﷺ کوشش فرماتے رہے کہ صرف یہ کلمہ کہو:" لا إلـه إلا الله " تاکہ میں رب العالمین کے پاس شفاعت کرسکوں۔کیا صرف تصدیق کافی تھی۔نہیں اقرار کرنا ضروری تھا۔

(زبان سے اقرار اور دل سے مکمل یقین اور اس پر عمل ضروری تھا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ خیبر (محرم سنة ۷ ہجری)

نبی کریم ﷺ صلح الحدیبیه کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے۔ پھر وہاں سے آپ ﷺ محرم کے مہینے میں سنة ۷ ہجری میں خیبر کی طرف چلے۔ *(اللہ تبارک وتعالیٰ نے خیبر کی غنیموں کا وعدہ فرمایا فتح ونصرت عطا فرمائی)۔*

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تو تمہیں جلدی ہی عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے، تا کہ مومنوں کے لیے یہ ایک نشانی ہو جائے اور (تا کہ) وہ تمہیں سیدھی راہ چلائے۔

(سورة الفتح الاية۔ ۲۰)

خیبر میں مقیم یہودی متواتر اپنی شرارتوں اور سرکشی میں مصروف تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر جادو کروانا، اور عبداللہ بن سہیل کا قتل اور مختلف شرارتیں کر رہے تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول اللہ ﷺ (معرکہ حدیبیہ) کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ منورہ، واپس آ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف محرم کے مہینہ میں اپنے لشکر کے ساتھ چلے۔ ایک وادی جس کا نام (رجیف) تھا اس میں اترے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے وقت سفر کر رہے تھے۔ لوگوں نے عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی کہ اپنے اچھے اقوال میں سے ہمیں کچھ سنائیں۔ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ شاعر تھے انہوں نے اس طرح بیان کیا۔

- اللہ کی قسم اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔
- ہم تجھ پر فدا ہوں گے اور تیری اطاعت کریں گے تو ہمیں معاف فرما۔
- ہم تیرے فضل سے ناامید نہیں ہیں جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو ہمیں ثابت قدم رکھ۔
- اور ہم پر تسکین نازل فرما جب بھی جنگ کی آواز دی جاتی ہے ہم جا پہنچتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سنے اور فرمایا: یہ کون ہے؟ اصحابِ رسول ﷺ نے فرمایا: یہ عامر بن اکوع ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمة الله تعالیٰ علیه۔ اصحاب نے دریافت کیا؟ [وجبت یا رسول اللّٰہ] کیا واجب ہو گئی یا رسول اللہ؟ اس بات سے اصحاب نے سمجھا کہ (عامر بن اکوع) وہ اس معرکہ میں شہید ہو جائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الطبری میں مزید روایت اس طرح ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یرحمك الله) اللہ ان پر رحمت فرمائے۔
یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (وجبت واللہ یا رسول اللّٰہ) اللہ کی قسم واجب ہوگئی یا رسول اللہ، عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن آپ نے شہادت پائی۔ (۱) رات کے وقت خیبر کے قریب پہنچے اور صبح کی نماز پڑھ کر آگے بڑھے۔ صبح کے وقت اہلِ خیبر اپنے اپنے کاموں پر جانے کے لئے گھروں سے نکل رہے تھے۔ کھیتوں پر جانے والے اپنے اوزاروں کے ساتھ باہر نکل رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو فوراً کہنے لگے: واللہ یہ محمد اور ان کے ساتھ (الخمیس) (۲) ہے۔ یہ دیکھ کر اپنے گھروں اور قلعوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور اس طرح فرمایا:

"اللہ أکبر، اللہ أکبر، خربت خیبر، إنا إذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین" (۳)

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے ، اللہ بہت بڑا ہے، خیبر خراب ہوا، جب ہم اُن کے میدان میں اترے تو وہ چیخ پڑے۔
ان کا محاصرہ کرلیا گیا اسی دوران لشکر کے لوگوں کو بھوک کی شدت محسوس ہوئی کئی جگہوں پر آگ جلائی گئی اور پکایا جارہا تھا یہ دیکھ کر، اللہ کے رسول ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ آگ کس لیے جلائی گئی اور کیا پکایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا گوشت پکایا جارہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ دریافت فرماتے ہیں: کون سا گوشت پکا رہے ہو، یا رسول اللہ ﷺ ہم شہری گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إحرِقوها کَسِروها) " جلا دو (گوشت کو) اور توڑ دو (برتنوں کو)" کسی نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ برتنوں کو جلا کر دھو کر استعمال کے لیے رکھ لے آپ ﷺ نے فرمایا، ٹھیک ہے اسی طرح کرلو۔

مرحب اور عامر رضی اللہ عنہ کا مبارزہ

دوسرے دن دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ عرب کے دستور کے مطابق مبارزہ ہوتا ہے۔ یہودیوں کی طرف سے مرحب نام کا ایک شخص میدان میں آتا ہے۔ یہ یہودیوں کا بہادر اور نامور جنگجو تھا۔ وہ میدان میں آکر کہتا ہے:

قد علمت خیبر إني مرحب   شاكي السلاح بطل مجرب
إذا الحروب أقبلت تلهب

خیبر جانتا ہے مجھ کو میں مرحب ہوں، آزمایا ہوا بہادر کھلی تلوار رکھتا ہوں ، مدمقابل پر شعلہ بن کر ٹوٹ پڑتا ہوں۔

---

(۱) أخرجه أحمد في المسند: 431/3 وابن هشام في السيرة: 400/3
(۲) (الخمیس) یعنی بہت بڑے لشکر کو اس طرح کہتے ہیں۔ (۳) الراوي: أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث: البخاري ، المصدر: الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم: 610

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی طرف سے مبارزہ کے لئے۔ عامر بن اکوع جو شاعر تھے، وہ اس طرح بیان کرتے ہوئے نکلے:

قد علمت خیبر إني عامر شاكي السلاح بطل مغامر

خیبر جانتا ہے مجھ کو میں عامر ہوں ، ہتھیار باندھا ہوا بہادر لڑائیوں میں گھسنے والا۔ ان دونوں میں مقابلہ ہوتا ہے۔ مرحب کی تلوار کا وار، عامر کی ڈھال پر لگا اور عامر نے اپنی تلوار کے نیچے سے وار کرنے کی کوشش کی ان کی تلوار ان ہی کو لگ گئی۔ ان کی تلوار چھوٹی تھی اسی وجہ سے وہ شہید ہوئے۔ سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی کہا ہے جھوٹ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إن لـه أجـرين] ان کو دو اجر ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اس طرح بتلایا اور فرمایا بہت کم لوگوں کو عرب میں ایسا اجر و ثواب ملا ہے جیسا ان کو ملا جو اللہ کے راستے میں فی سبیل اللہ شہید ہوئے۔ (صحیح بخاری میں اس طرح مروی ہے)

مرحب یہودی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مبارزہ

مرحب یہودی مبارزہ کے لئے میدان میں پہلے کی طرح کلمات کہتا ہوا آیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے علی رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور آپ نے اس طرح فرمایا: أنا الذی سمتني أمي حيدرة كليث غابات كريه المنظرة

أوفيهم بالصاع كيل السند رة

ترجمہ: میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرہ رکھا ہے۔ (حیدرہ یعنی شیر)

خوف ناک جنگل کے شیر کی طرح ۔ میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کروں گا۔

ان دونوں میں سخت مقابلہ ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار کی ضرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا۔

صحیح بخاری کی روایت اس طرح ہے۔ لہذا اس روایت کو ترجیح دی گئی ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا ہے۔ (صحیح مسلم)

یہ لڑائی کئی دن تک جاری رہی، فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لأعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه، يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله " (۱)

ترجمہ: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا، جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں، اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

---

(۱) الراوي : سهل بن سعد الساعدي ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 4210

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے اسی شوق و امید میں رات گزاری کہ دیکھیں جھنڈا کس کو ملتا ہے اور صبح ہوتے ہی یہ دوڑ پڑے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لے آؤ۔

علی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور صحت کے لئے دعا فرمائی۔

علی رضی اللہ عنہ فوراً شفایاب ہو گئے جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔

علاج کرنے والے نبی کریم ﷺ اور شفا فرمانے والا اللہ تبارک وتعالیٰ۔ *(سبحان اللہ و تعالیٰ)*

فتح خیبر علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر

رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا کر اس طرح فرمایا:

"میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا، جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم جاؤ ان کے میدان میں اترو (ثم ادعهم إلى الإسلام) متفق عليه [1] "انہیں اسلام کی دعوت دو"

انہیں اللہ تعالیٰ کا حق بتلاؤ اللہ کی قسم اگر ایک شخص بھی ہدایت پالے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اہلِ خیبر سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اپنے قلعوں کی طرف واپس ہو گئے۔ اور انہوں نے مصلحت کرنا چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا کہ کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔ *(اور اپنے برحق رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کو پورا فرمایا)*

معاہدہ خیبر اور اس کی شرائط

خیبر کی فتح کے بعد ان یہودیوں سے اس طرح کی شروط پر معاہدہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اونٹوں پر جو کچھ لاد کر لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا اور چاندی وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہیں۔ تم میں سے اگر کوئی چھپائے گا یا غائب کرے گا تو مسلمان اس عہد کی پابندی نہیں کریں گے۔

فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا۔

---

(۱) صحيح البخاري: كتاب فضائل الصحابة: وصحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة: باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، رقم: 34

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہمیں خیبر ہی میں رہنے دیا جائے۔ ہم آپ کے باغوں اور کھیتوں میں کام کریں گے اور پیداوار کا آدھا حصہ آپ کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس بات کی اجازت فرمائی۔ اور فرمایا کہ ہم جب تک چاہیں گے اس شرط کو برقرار رکھیں گے۔ (۱)

یہودیوں نے دھوکے سے سونا چھپانا چاہا

شرط اس طرح تھی کہ یہودی کچھ نہیں چھپائیں گے مگر یہودی اپنی فطرت سے باز نہیں آتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہودیوں کے پاس ایک جگہ بہت سا سونا چاندی زیور وغیرہ تھا۔ اور یہ سب مال حُیی بن اخطب کے پاس تھا جو کہ وہ بنونضیر سے آتے وقت اپنے ساتھ لایا تھا۔ یہ سب مال مسلمانوں کو نہیں ملا چھپایا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: وہ مال اور زیور جو تم ساتھ لائے تھے، وہ کہاں ہے۔ تو حُیی بن اخطب نے کہا: یا رسول اللہ! وہ سارا مال اور زیور تو جنگوں اور اس کے اخراجات پر ختم ہو گیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عہد کیا گیا ہے اس کا پتہ عنقریب چل جائے گا اور مال تو بہت ملے گا۔ نبی کریم ﷺ کو اس پر شک ہوا رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس سے قبول کروائیں۔ (اس کو مار پڑنے کے بعد اس نے قبول کر لیا اور کسی شخص نے بتایا کہ حُیی بن اُخطب کپڑے کی ایک پوٹلی کے ساتھ اس جگہ پر گھوم رہا تھا) وہ جگہ تلاش کرنے کے بعد زیور کی پوٹلی مل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حُیی بن اخطب کو قتل کروا دیا اور انہی مقتولوں میں صفیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کو بھی قتل کر دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔

خیبر کے مالِ غنیمت اور خیبر کی تقسیم

فتح خیبر کے مالِ غنیمت میں مویشی، اونٹ، سامان وغیرہ اور باغات جو کچھ ملا اللہ کے رسول ﷺ نے خیبر کے مالِ غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ حصہ صرف ان لوگوں کو دیا گیا جو اس معرکہ میں شریک تھے اور جو اس جنگ میں شریک نہیں تھے ان کو کچھ نہیں دیا گیا سوائے ان کشتی والوں کو جنہیں اہلِ سفینہ کہا جاتا تھا۔ (۲)

اہلِ سفینہ: وہ تمام افراد جنہوں نے کشتی میں سفر کیا ان میں، (جعفر رضی الله عنه) رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے ہیں اور جعفر رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیر رضی اللہ عنہا تھیں۔ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ ان کے ساتھی الاشعریون یہ تمام افراد ابو بردہ اور ابورحب یہ سب تقریباً پچاس (۵۰) سے کم یا زیادہ افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے یہ لوگ ہجرت کر گئے تھے۔

---

(۱) أخرجه البخاري في كتاب الاجاره باب اذا استاجر أرضا فمات أحدهما رقم:2285وقد جاء 4248-3152-2720-2499-2338

(۲) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة خيبر حديث رقم:4231-4230

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے۔رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر کے لئے نکلتے ہیں اور میں ان میں عمر میں ان سب سے چھوٹا تھا۔ابو بردہ اور ابو رحب تقریباً پچاس (۵۰) افراد ایک سفینہ میں سوار ہو کر حبشہ پہنچے تھے اور وہاں پر نجاشی بادشاہ کے پاس گئے۔ (نجاشی وہاں کا عادل بادشاہ تھا)

ہم کو اطلاع تھی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ، چلے گئے ہیں اور خیبر جانے کی اطلاع کے بعد ہم وہاں سے سفر کر کے واپس لوٹ آئے سفینہ پر سفر کیا۔اس لئے انہیں، (اہلِ سفینہ کہا جاتا ہے) خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ان تمام اہلِ سفینہ کو بھی حصہ دیا گیا۔ابھی تقسیم شروع نہیں ہوئی تھی کہ (جعفر رضی الله عنه) اوران کے ساتھی مدینہ منورہ، پہنچ گئے، اور جعفر رضی اللہ عنہ ملنے کیلئے آئے۔رسول اللہ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم میں آج فتح خیبر سے خوش ہوں یا جعفر کے آنے سے خوش ہوں'' اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو خیبر کی فتح عطا فرمائی اور اپنے چچا کے لڑکے (جعفر رضی الله عنه) سے ملا دیا۔ (صلوات اللّٰہ و سلامه علیه)

اہلِ سفینہ کے لئے خوشخبری

لوگ اہلِ سفینہ کے متعلق باتیں کرنے لگے۔اور کہنے لگے کہ ہم نے تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی ہے اور مدینہ منورہ جانے میں سبقت کی ہے اسماء بنت عمیر رضی اللہ عنہا، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں

عمر رضی اللہ عنہ وہاں پر آئے اور دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ ام المومنین نے کہا: یہ اسماء (جعفر رضی الله عنه) کی بیوی ہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (سبقنا کم بالهجرة) ہم نے تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی ہے۔

اس لئے ہمارا حق رسول اللہ ﷺ پر تم سے زیادہ ہے۔اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یا عمر (رضی اللہ عنہ) تم نے غلط کہا!

اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ تو تمہارے ساتھ تھے اور تمہارے ساتھیوں کو کھلاتے پلاتے تھے اور وہ تم کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ ہم لوگ بہت دور ایسے لوگوں میں تھے جو ہم سے بہت کراہیت کرتے تھے۔ہم دوسروں کی زمین پر تھے۔سفر کی تکلیف، مشقتیں اور اذیتیں ہم نے، اللہ اور اس کے رسول کے لئے برداشت کی ہیں۔اسماء رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ نہ میں کھاؤں گی اور نہ ہی پیوں گی۔جب تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ نہ بتلادوں جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے۔واللہ میں یہ سب کچھ ضرور بتلاؤں گی۔ (نہ کمی کروں گی نہ زیادتی کروں گی)

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو، اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا ہے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے کیا کہا ہے؟ میں نے اسی طرح کہا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں سے زیادہ کوئی حقدار نہیں۔کیونکہ اہلِ سفینہ نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

یہ عظیم گواہی، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان (کشتی والے اصحاب کے لیے تھی) اس بات سے ان تمام کو بہت خوشی ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو اسماء رضی اللہ عنہا سے دریافت کرنے (ابو موسیٰ الاشعری) اور مسلمانوں کی جماعتیں متواتر آتی رہیں۔ ان اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں کسی اور بات سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اس بات سے ہوئی۔ (۱)

غزوۂ خیبر کے مختلف واقعات

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ کا گزر مومنین کی لاشوں پر سے ہوا۔ لوگوں نے کہا: یہ فلاں شہید ہے اور یہ فلاں شہید ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ہرگز نہیں! میں نے دیکھا کہ ایک چادر چرانے کی وجہ سے وہ دوزخ میں تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منادی کروادو کہ جنت میں سوائے مومنوں کے کوئی نہیں جائے گا۔ (صحیح بخاری)

اسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو کہ حُیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کیا اور پھر ان سے شادی کی۔

اسی غزوۂ خیبر میں یہ واقعہ پیش آیا جس کو شداد بن ھاد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بدو اعرابی شخص آیا اور اس نے اسلام قبول کیا، شہادتِ حق ادا کی اور دین اسلام کی اتباع کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے حوالے کیا اور فرمایا، ان کو دین سکھلاؤ۔ اس شخص نے اس غزوہ میں چلنے کی خواہش ظاہر کی جسے اجازت دے دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے کچھ حصہ کی فتح کے بعد مالِ غنیمت میں سے اس شخص کا حصہ بھی نکالا۔ اصحاب سے فرمایا کہ اس شخص کو دے دو۔ جب وہ شخص بکریاں چَرا کر واپس آیا تو،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو اس کا حصہ دیا۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا یہ تمہارا حق ہے۔ وہ مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا حصہ ہے جو میں نے تمہیں دیا ہے اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس چیز کے لئے آپ کے ساتھ نہیں آیا۔ میں آپ کے ساتھ اس لئے آیا ہوں۔

(گردن کی طرف اشارہ کر کے کہا) (میں نے شہادت کے لئے گردن پیش کی ہے)

(تاکہ میں مرجاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا فرمائے)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [إن تصدق الله يصدقك] (اگر سچا ہے، اللہ پورا فرمائے)

اسی غزوہ میں یہ اعرابی شہید ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ وہ شخص قتل ہو گیا ہے۔ کیا یہ وہی شخص ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [صدق الله و صدق] (اللہ نے پورا فرمایا وہ سچا تھا) رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے سے اسے کفن دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے یہ دعا فرمائی:

---

(۱) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة خيبر حديث رقم: 4230-4231

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دعائے رسول اللہ ﷺ: اللهم هذا عبدك خرج مهاجراً في سبيلك، فقتل شهيداً أنا شهيد على ذلك [۱]

ترجمہ: الٰہی یہ تیرا بندہ اس نے ہجرت کی تیرے راستہ میں اور شہادت پائی اور میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔

(اللہ اکبر اتنی عظیم دعا نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لیے کی)

زہر آلود بکری کا واقعہ

یہودیوں نے سازش کی کہ رسول اللہ ﷺ کو زہر دے دیا جائے۔

ایک یہودی عورت جس کا نام زینب بنت حارث تھا، اور یہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔ اس نے لوگوں سے پوچھا رسول اللہ ﷺ بکری کے گوشت کے کون سے عضو کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟ اس کو بتلایا گیا کہ بازو کا گوشت۔ اس نے اس بکری کے بازو کے گوشت میں زہر کی مقدار بہت زیادہ کی اور یہ رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دستہ اٹھا کر اس کا ایک ٹکڑا چبایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً تھوک دیا۔

(دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب آپ ﷺ نے کھانا چاہا اس بازو نے بتلایا کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے) [۲] رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام یہودیوں کو جمع کیا جائے۔ جب یہ تمام جمع کیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے جو پوچھوں سچ سچ بتاؤ گے؟ جواب ملا: ہاں ہم سچ بتلائیں گے، یا اَبا قاسم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ اور بڑا دادا کون ہے؟ جواب ملا فلاں شخص ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہودی بولے: اب ہم سچ کہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخی کون لوگ ہیں؟ جواب ملا: (کچھ دن ہم دوزخ میں رہیں گے اور پھر اس کے بعد آپ لوگ)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ٹھکرائے ہوئے ہو۔ تم سب اسی میں رہو گے۔ اللہ کی قسم ہم تمہارے بعد کبھی دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ یہودیوں نے کہا: یا ابا قاسم اب ہم سچ ہی بتلائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا؟ جواب ملا: ہاں ہم نے ہی اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کس چیز نے تمہیں زہر ملانے پر آمادہ کیا؟ جواب ملا: ہم نے یہ چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہمارا آپ سے پیچھا چھوٹ جائے گا اور اگر آپ نبی برحق ہیں تو زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس یہودی عورت کو پیش کیا گیا تو اس نے بھی اعتراف کیا۔ [۳]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سوچتا ہوں کہ تجھے قتل کر دوں۔ اہلِ سیرت کی آراء میں اختلاف ہے۔ کہ قتل کر دیا گیا یا چھوڑ دیا گیا۔ واللہ عالم۔

---

(۱) أخرجه النسائي في كتاب الجنائز باب الصلاة على الشهداء: 60/4 والطحاوي في شرح معاني الآثار: 291/1 والبيهقي في السنن: 4/15-16 (۲) حديث صحيح: أخرجه البخاري في الطب، وفي مغازي باب الشاة، وأبو داود رقم: 4509

(۳) أخرجه البخاري في الطب باب ما يذكر في سم النبي ﷺ رقم: 5777 وأبو داود حديث رقم: 4509

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ ذات الرِّقاعَ (سنة ۷ ہجری)

غزوۂ ذات الرقاع سنة ۷ ہجری میں پیش آیا۔ (سنة کے بارے میں روایتوں میں کچھ اختلاف ہے)

معرکہِ خیبر کے بعد یہودیوں کی شرارتوں کو کچل کر اور مالِ غنیمت کو تقسیم کرنے کے بعد اور تمام امور پر قابو پانے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع ملی کہ، عرب قبائل آپس میں جمع ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان قبائل کے نام انمار، بنی ثعلبہ، بنی محارب، یہ تمام غطفان سے تھے۔ اس خبر کے ملتے ہی نبی کریم ﷺ نے ان سے مقابلے کے لئے اپنے صحابہ کرام کو تیاری کا حکم فرمایا۔

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہم چھ (۶) افراد میں صرف ایک اونٹ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ پیدل چلتے چلتے قدم چھلنی ہو گئے۔

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے دونوں پیروں میں سوراخ ہو گئے اور ناخن گر گئے۔ اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پیروں پر کپڑوں کی دھجیاں باندھ لیں اس لئے اس غزوۂ کو ذات الرقاع کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کو، اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نوازہ۔ (۱)

ذات الرِّقاعَ کے دوران مختلف واقعات

جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے والد فرماتے ہیں:

راستہ میں چلتے چلتے تھک جاتے اور آرام کے لئے رُکتے تو ہم گھنا درخت دیکھ کر اس کے نیچے رسول اللہ ﷺ کو جگہ دیتے اور ہم دوسرے درختوں کے نیچے آرام کرتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی تلوار درخت سے لٹکائی اور نیچے آرام کرنے لگے۔ ہم سب سو گئے۔ اتنے میں ایک شخص مشرکین میں سے آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو میان سے نکال کر اوپر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس نے کہا: اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اللّٰه عزَّ و جلَّ] اللہ تعالیٰ کی ذات۔ (۲)

(۱) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة ذات الرقاع حديث رقم: 4125 ومسلم في صحيحه كتاب الهجرة والمغازي باب غزوة ذات الرقاع حديث رقم: 1816 (۲) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة ذات الرقاع حديث رقم: 4136 ومسلم في صلاة المسافرين باب صلاة الخوف حديث رقم: 843 وأحمد في المسند: 111/3

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی اور بلایا۔ہم نے دیکھا ایک اعرابی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے مجھ پر تلوار اٹھائی اور کہا کون بچائے گا۔ میں نے کہا اللہ۔اور اب یہ میرے پاس بیٹھا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو سزا نہیں دی۔

دوسری روایت میں ابی عوانہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب کہا مجھے اللہ بچائے گا تو اس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھا کر کہا:

اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا اعرابی نے کہا آپ خیر کرنے والے بھائی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کہہ [أشهد أن لا إله إلا الله إني رسول الله] اعرابی کہنے لگا:

میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے نہیں لڑوں گا اور آپ سے جو بھی لڑے گا ان کا بھی ساتھ نہیں دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔وہ شخص واپس اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا:

میں ایسے انسان کے پاس سے آیا ہوں (خير الناس) جو سب سے بہتر انسان ہے۔اس اعرابی کا نام غورس بن حارث تھا۔

اہلِ علم فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان ویقین وتوکل تھا اور طاقت وقدرت کے باوجود آپ نے اپنے دشمن سے بدلہ نہیں لیا۔سبحان اللہ! معاف کر دیا جاتا ہے۔ (صلوات الله و سلامه عليه)

رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی حفاظت اور پہرہ دینے کے لئے دو (۲) صحابہ کرام کو آگے کی طرف بھیجا۔

ان کے نام: (عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) تھے۔عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سو گئے،

اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ قیام اللیل پڑھ رہے تھے۔مشرکین کی طرف سے کوئی شخص آیا اور اس نے تیر مارا،

اور وہ تیر عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو لگا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔انہوں نے تیر نکالا اور نماز پڑھتے رہے۔دوسرا تیر بھی آپ کو لگا اور آپ نماز پڑھتے رہے۔اس طرح آپ کو تیسرا تیر لگا۔آپ نے نماز پوری کی اور سلام پھیر کر اپنے ساتھی کو اٹھایا۔عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے مجھے تیر لگتے ہی کیوں نہیں اٹھایا۔

آپ نے فرمایا: میں قرآن کریم کی سورت پڑھ رہا تھا۔اور مناسب نہیں سمجھا کہ سورت کے پورا ہونے سے پہلے نماز کو توڑ دوں۔آپ اس وقت (سورۂ کھف) پڑھ رہے تھے۔قیام اللیل پڑھتے ہوئے تیر لگنے کے باوجود آپ نے نماز پوری کی۔

(اکثر لوگ معمولی سی بات کی وجہ سے فرض نماز بھی توڑ دیتے ہیں۔)

جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے یہ روایت بیان فرماتے ہیں:

اس غزوۃ میں یہ واقعہ پیش آیا۔غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ،اور ہم سب غزوۂ سے واپس آرہے تھے۔ایک مقام پر پہنچے جس کو نخلستان کہا جاتا ہے میں دیر سے پہنچا رسول اللہ ﷺ نے تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میرا اونٹ بہت کمزور ہے اور یہ چل نہیں رہا ہے، اس لئے دیر ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
یہ لکڑی دو یا درخت سے کاٹ کر لکڑی دو۔ میں نے آپ کو لکڑی دی۔ اس لکڑی سے رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو آہستہ آہستہ مارا اور اس کے بعد ہم سب چل پڑے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس نے رسول ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہی اونٹ اس تیزی سے دوڑنے لگا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا جابر کیا اس اونٹ کو مجھے بیچو گے؟

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ اونٹ آپ کو تحفۃً دیتا ہوں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں میں اس کو خریدنا چاہتا ہوں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ قیمت لگائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایک (۱) درہم میں خریدنا چاہتا ہوں۔

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ یہ تو بہت کم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے دو (۲) درہم میں جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں دو (۲) درہم بھی کم ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس اونٹ کی قیمت ایک (۱) اوقیہ لگاتا ہوں۔

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ اونٹ آپ کو بیچ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قبول ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: جابر! کیا تم نے شادی کی؟ جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہاں میں نے شادی کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے باکرہ عورت سے شادی کی یا شادی شدہ سے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

یا رسول اللہ ﷺ میں نے بیوہ عورت سے شادی کی۔

تبصرہ: رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو چھڑی سے ہلکا سا مارا اور وہی اونٹ سب سے زیادہ تیز چلنے لگا۔ یہ نبوت کی دلالت اور نشانی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور برحق رسول ہیں۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)۔

بہت سے واقعات پیش آئے۔ ہم مختصر اور اہم واقعات لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمرة القضاء (ذو القعدہ سنۃ ۷ ہجری)

حاکم نے اس طرح بیان کیا ہے: جب (ذو القعدہ) کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم اور ان تمام اشخاص کو جن کا عمرہ قضاء تھا، یعنی جو روک دیئے گئے تھے اور وہ تمام اصحاب جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے جو اصحاب اس وقت حیات تھے، ان کو حکم دیا کہ وہ ضرور عمرہ قضاء ادا کریں، رسول اللہ ﷺ مکہ جانے کے لئے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تقریباً دو ہزار (۲۰۰۰) افراد تھے، ان میں بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ قربانی کے اونٹ تھے جن کو عربی میں (بدنہ) کہا جاتا ہے۔ قربانی کے اونٹ ساٹھ (۶۰) عدد تھے۔ تمام افراد کے ساتھ سفر کے ہتھیار تھے اور وہ جنگی ہتھیاروں سے بھی لیس تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ بھی جنگی ہتھیار تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کفارِ قریش کوئی چال یا دھوکا نہ دیں۔ (ذو الحلیفہ) کے مقام پر میقات سے سب نے احرام باندھا۔

جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو کفار قریش کی طرف سے ایک شخص آیا جس کا نام مکرز ابن حفص تھا اس نے کہا: یا محمد (ﷺ)! ہم نے نہیں دیکھا کہ چھوٹے یا بڑوں کو آپ لوگوں میں سے کوئی دھوکا دیتا ہو۔ آپ اور آپ کی قوم تمام جنگی ہتھیاروں کے ساتھ آئے ہیں جبکہ معاہدہ اس طرح نہیں تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [إني لا أدخل عليهم السلاح] یعنی ہم ہتھیار استعمال نہیں کریں گے۔ مکرز نے کہا: ہم آپ سے یہی امید کرتے اور ایسا ہی جانتے ہیں۔ یہ شہادت اسلام کے دشمن نے دی۔ تمام کفار اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جھوٹ نہیں بولتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی امانت میں خیانت نہیں کی ہے رسول اللہ ﷺ اپنے وعدے اور عہد کو پورا فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی پر سوار تھے جس کا نام (القصواء) تھا۔ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور اپنی تلواروں سے حفاظت کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ تمام کفارِ قریش ایک پہاڑ پر جس کا نام (قعیقعان) تھا، جمع تھے اور کہہ رہے تھے: یثرب والوں کو بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ جبکہ اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو خبر ہو چکی تھی کہ وہ اس طرح کہتے ہیں۔ *(رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ طواف میں رمل کریں)*۔ رمل کا مطلب ہے دوڑتے ہوئے چلنا پہلے تین (۳) اشواط دوڑتے ہوئے چلیں۔ رمل کی سنت کی ابتدا یہاں سے ہوئی۔ حج میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا جس سے سنت دائمی ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور سعی سے فراغت پائی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی کے اونٹ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مروہ کے مقام پر آ کر قربانی دی اور مکہ میں تین دن قیام فرمایا۔ پھر چوتھے دن کفار مکہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ کے مطابق تین (۳) دن ہو چکے ہیں آپ اپنے صاحب سے کہیں کہ وہ مکہ مکرمہ سے چلے جائیں۔

نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے اور مکہ کے قریب ایک مقام جس کو (سرف) کہتے ہیں، وہاں پر چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا عمارہ کو خالہ کی پرورش میں دینے کا فیصلہ

جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکل رہے تھے نبی کریم ﷺ کے (چچا) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی جس کا نام عمارہ تھا رسول اللہ ﷺ کو آوازیں دے کر کہنے لگی: یاعم! (اے چچا) اس بچی کو علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بلوالیا،

حمزہ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہجرت کر چکے تھے۔ اور پھر معرکہ اُحد میں شہادت پائی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کی یہ بچی مکہ میں اپنی ماں کے ساتھ ہی تھی۔ اس بچی کو اپنے پاس رکھنے کے لئے علی رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ، اور جعفر رضی اللہ عنہ، تینوں خواہش کررہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک اس بچی کی پرورش کرنا چاہتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سے فرمایا: ۱۔ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ۔ علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

۲۔ زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہمارے بھائی ہو اور ہم نے تمہاری پرورش کی ہے۔

۳۔ جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: [اشبهت خلقي و خلقي] خلقت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو۔

اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کی پرورش کے لئے جعفر رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔ جعفر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ جعفر رضی اللہ عنہ کی بیوی اس بچی کی خالہ تھیں۔ جن کا نام اسماء بنت عمیس جو اس بچی کی خالہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالہ ماں کے مقام پر ہوتی ہے۔ یہ فیصلہ سید البشر ﷺ کا تھا۔ (۱)

عُمرۃ القضاء کے کچھ اہم واقعات

نبی کریم ﷺ حرم ہی میں تھے۔ آپ کے شاعر، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حرم میں زور زور سے اشعار پڑھنے لگے۔

عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابن رواحہ! اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو اور تم حرم میں ہو اور تم اشعار کہتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر انہیں منع مت کرو۔ (۲) *(ان کے یہ الفاظ مکہ والوں کے لئے تیروں سے زیادہ، تیز بہدف ہیں)*

---

(۱) قد سبق جزء من هذا الحديث برقم:623

(۲) أخرجه عبدالرزاق عنه من وجهين صحيحين، ومن طريق عبدالرزاق أخرجه أبو يعلى والطبراني، والبيهقي في الدلائل 4/322-323

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کے اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلوا بني الكفار عن سبيله قد أنزل الرحمٰن في تنزيله

بأن خير القتل في سبيله نحن قتلناكم على تأويله

كما قتلناكم على تنزيله

دوسری روایت اس طرح ہے

خلوا بني الكفار عن سبيله اليوم نضر بكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله ويذهل الخليل عن خليله

اِن اشعار کا خلاصہ: اے کافروں تم اور تمہارے اولاد ان کا راستہ چھوڑ دو۔ صحیفوں میں رسول کا بیان کیا جاتا ہے۔ بہترین قتل ہے جو اللہ کی راہ میں ہو۔ جس طرح ہم نے قتل کیا اس کے حکم سے۔ آئے کافروں تم اور تمہارے اولاد ان کا راستہ چھوڑ دو۔ آج تمہیں مارے گے اس کے حکم سے۔ ایسی مار کھوپڑی چھٹک جائے گی۔ دوست کو دوست سے بے خبر کر دے گی۔

شعراء الرسول ﷺ

۱۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ ۲۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۳۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔

نبی کریم ﷺ کے حج اور عمروں کی تفصیل

مفسرین اس طرح بیان فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں چار عمرے ادا کیے۔ یہ تمام عمرے، (ذی القعدہ) کے مہینوں میں ہی ادا ہوئے۔

۱۔ نبی کریم ﷺ عمرہ کے لئے حدیبیہ تک آئے۔ حالات اس طرح پیش آئے کہ آپ کو منع کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے قربانی دی اور سر منڈوایا۔ (پہلا عمرہ ذی القعدہ سنہ ۶ ہجری)

۲۔ دوسرا عمرہ (عمرة قضاء) جو دوسرے سال ادا کیا گیا۔ (دوسرا عمرہ ذی القعدہ سنہ ۷ ہجری)

۳۔ تیسرا عمرہ نبی کریم ﷺ نے معرکہ حنین کے بعد ادا کیا۔ (تیسرا عمرہ ذی القعدہ سنہ ۸ ہجری)

۴۔ چوتھا عمرہ نبی کریم ﷺ نے حج کے ساتھ ادا کیا۔ (چوتھا عمرہ ذی القعدہ سنہ ۱۰ ہجری)

(حَصَرٌ) اور اگر کسی وجوہات کی بناء پر مکہ مکرمہ جانے سے روک دیئے گئے اور طواف نہ کر پائے تو اس کو (حَصَرٌ) کہتے ہیں اس صورت میں سنت طریقہ یہ ہے کہ قربانی دی جائے اور بال منڈوائے جائیں۔ عمرہ میں بھی قربانی دی جاتی ہے اور یہ سنت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اسی طرح کیا ہے۔

عمرة القضاء ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیس (۳۰) دن قیام کے بعد مکہ مکرمہ سے باہر ایک مقام جسکو (سرف) کہا جاتا ہے۔ وہاں قیام فرمایا: اور وہیں پر رسول اللہ ﷺ نے میمونہ بنت الحارث عامریہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ اور اسی مقام سرف میں جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے سنة ۵۱ ہجری میں میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا انتقال فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء اس طرح تھی۔ (جس مقام پر شادی ہوئی وہی آپ کی آخری آرام گاہ ہے)

خالد بن ولید۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم

عمرة القضاء کے بعد یہ دو اشخاص اسلام لاتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تقویت عطا فرمائی۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

یہ واقعہ سنة ۸ ہجری صفر کے مہینہ کا ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ نے جب چاہا کہ مجھے خیر و ہدایت اور سیدھے راستہ کی طرف پھیر دے، تو اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ پہلے میں جب بھی مقابلہ کے لئے آتا تھا تو مقابلہ نہیں کر پاتا تھا۔ اور لوٹ جاتا تھا میں محسوس کرتا کہ میں بندھا ہوا اور بھٹکا ہوا ہوں۔ کس طرف جاؤں مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔ میں محسوس کرنے لگا کہ اسلام روز بروز زور پکڑ رہا ہے۔ نبی ﷺ جب حدیبیہ آئے تو میں مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام (غسفان) میں ان کا راستہ روکنا اور انہیں نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ میں گھوڑوں کے دستہ کے ساتھ تھا۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ نماز میں ہی حملہ کر دوں لیکن ایسا نہ کر سکا۔ وہیں پر رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی۔ مسلمانوں کو شک تھا کہ میری طرف سے حملہ ہوگا لیکن میری ہمت ہی نہیں ہوئی اور میں بغیر لڑائی اور حملہ کے اپنے گھوڑوں کو سیدھی طرف موڑ کر لوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم کی آگ سے بچا لیا۔

صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور کفار قریش کا معاہدہ ہوا۔

نبی کریم ﷺ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو لوٹا دیا گیا۔ قریش کی زیادتیوں کا مجھے احساس ہونے لگا۔ میں نے دل میں سوچا اب کیا چیز باقی ہے۔ (اور میں اب کہاں جاؤں میں نے سوچا کہ نجاشی کے پاس چلا جاتا ہوں)۔ نجاشی بھی اسلام لایا ہے اور محمد ﷺ کے اصحاب بھی وہیں پر ہیں۔ پھر میں نے سوچا کہ ہرقل کے پاس چلا جاؤں اور اپنے دین سے نکل کر نصرانیت یا یہودیت اختیار کر لوں۔ پھر میں نے سوچا کیا میں ان میں مقیم ہو کر ان کی اتباع کر سکتا ہوں۔ دل نے کہا نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ بہت سے رشتہ دار چلے گئے۔ اسی طرح میرا دل و دماغ حیران و پریشان تھا۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ عمرة القضاء ادا کرنے کیلئے آئے اور میں مکہ سے باہر چلا گیا تاکہ کسی سے سامنا نہ ہو۔ میرا بھائی ولید بن ولید بھی عمرة القضاء ادا کرنے آیا ہوا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس نے مجھے تلاش کیا۔ مجھے نہ پا کر اس نے مجھے ایک خط لکھا۔

ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کا خط خالد بن ولید کے نام

ولید بن ولید رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے اور یہ خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ خط کا مضمون اس طرح سے تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اما بعد

''مجھے تعجب ہوتا ہے بھائی کہ آپ نے اسلام کے متعلق ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا دماغ دوسروں سے بہتر ہے۔ اسلام جیسی روشن راہ سے لاپروائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی دریافت کیا ہے کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ اللہ ان کو لے کر آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: خالد کی طرح سمجھدار کسی نے بھی اسلام قبول کرنے میں اتنی دیر نہیں لگائی۔ خالد اگر اسلام لاتا اور مسلمانوں کا ساتھ دیتا تو اللہ تعالیٰ سے بہت سی بھلائیاں حاصل کرتا۔''

''اے میرے بھائی! ابھی بھی وقت ہے۔ آپ نے بہت سے مواقع کھو دیئے ہیں۔ بدر، اُحد، خندق اور حدیبیہ ان تمام جنگوں میں ہم تمام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اللہ رب العالمین نے ہم تمام کو اجر وثواب اور اعلیٰ مراتب عطا فرمایا ہے۔ جن میں شہادت کا مرتبہ بھی ہے اور ہماری آخرت کی زندگی بھی سدھار دی ہے۔''

یہ خط ملنے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اسلام قبول کر لوں گا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر انہیں اللہ کا برحق رسول تسلیم کروں گا۔ اور اللہ کے ایک ہونے کی شہادت دوں گا جب میں نے مصمم ارادہ کر لیا تو میں نے سوچا اور کس سے بات کروں اور کون میرا ساتھ دے گا۔ مجھے صفوان بن امیہ ملے۔ میں نے کہا، یا ابا وہب! کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ ہم کس حال میں ہیں۔ ہم اکیلے رہ گئے۔ (ہمیں کوئی بھی کھا سکتا ہے اور محمد (ﷺ) عرب اور عجم پر ظاہر ہو چکے ہیں)۔ بہتر نہیں ہے کہ ہم محمد (ﷺ) کے پاس جائیں اور ان کی اتباع کریں۔ محمد ﷺ کی عزت ہماری عزت ہے۔ صفوان ان کے دوست تھے اس لئے خالد بن ولید نے ان سے بات کی۔ صفوان نے انکار کیا اور کہا: کبھی نہیں۔ میں محمد (ﷺ) کی اتباع نہیں کروں گا۔ میں نے سمجھا کہ اس شخص کے باپ اور بھائی مارے گئے ہیں اور یہ بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور صفوان بھی اسلام لے آتے ہیں۔

خالد بن ولید اپنے دوسرے ساتھی عکرمہ بن ابی جہل سے ملے۔ اس سے بھی اسی طرح بات کی جس طرح صفوان سے کی تھی۔ انہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا جیسا کہ صفوان نے دیا تھا کہ میں اسلام نہیں لانا چاہتا۔ بعد میں یہ بھی اسلام لے آئے۔ میں اپنے گھر آ گیا اور میں نے اپنی سواری کو تیار کرنے کا حکم دیا۔ میں نے سوچا کہ عثمان بن طلحہ کے پاس جاؤں اور ان سے بات کروں پھر میں نے مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ان کے بھی باپ اور رشتہ دار جنگِ بدر میں مارے گئے تھے۔ پھر میں نے سوچا کہ سفر پر جا رہا ہوں۔ بتاتا ہی چلوں۔ میں نے جا کر ان سے کہا: اے عثمان! ہم اس وقت لومڑی کی طرح ہیں۔ اگر بل میں گرم پانی ڈالا جائے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پکڑی جاتی ہے۔ کیوں نہ ہم محمد (ﷺ) کی اتباع کریں۔ مجھے فوراً جواب ملا: میرا سفر کا سامان اور اونٹ تیار ہے۔ میں بھی اسلام لانا چاہتا ہوں۔ میں اور وہ، ہم دونوں نکل پڑے۔ چلتے ہوئے ہم دوڑ لگا رہے تھے۔ کبھی میں آگے چلا جاتا اور کبھی وہ آگے نکل جاتے۔ اور جو آگے چلا جاتا وہ رک کر انتظار کرتا ہم ساری رات چلتے رہے۔ فجر سے پہلے راستہ میں ہمیں عمرو بن العاص ملے اور انہوں نے مرحبا کہا۔ ہم نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ ہم نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے پوچھا: تم دونوں کو کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ ہم دونوں نے جواب دیا: ہم دونوں اسلام لانا چاہتے ہیں اور محمد ﷺ کی اتباع کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے پوچھا: اور تمہیں کس چیز نے باہر نکالا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا ہے۔ ہم سب چلتے ہوئے مدینہ منورہ رسول ﷺ کے شہر پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پہنچنے کی خبر ہو چکی تھی۔

خالد بن ولید کہتے ہیں: میرے پاس جو اچھے کپڑے تھے، وہ میں نے پہن لئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملنے چلا۔ میرے بھائی ولید مجھ سے ملے اور کہنے لگے: جلدی چلو، اللہ کے رسول ﷺ نے تمہارے آنے کی اطلاع دی اور خوش ہو گئے۔ اب رسول ﷺ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میں تیزی سے چلتا ہوا پہنچا۔ اللہ کے رسول ﷺ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ میں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ! اور رسول اللہ ﷺ نے حسبِ عادت مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حق کی شہادت دی:

[إني أشهد أن لا إله إلا الله و إنك رسول الله] ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [الحمد لله الذی هداك] (اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت فرمائی)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لئے دعا کیا کرتا تھا۔ (*یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے تمہیں خیر کی طرف لوٹا دیا ہے*) میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دیکھا کہ میں حق کی مخالفت کرتا رہا آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری مغفرت فرمائے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فإن إلا سلام يجب ما قبله][1]

ترجمہ: اسلام لانے کے بعد پہلے کی سب معصیت و نافرمانی معاف کر دی جاتی ہے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی طرف سے بہت زیادہ ظلم کیا، پھر بھی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں۔

رسول ﷺ نے فرمایا: [اللهم اغفرلخالد بن الوليد] ترجمہ: الٰہی خالد بن ولید کی مغفرت فرما۔

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، ان دونوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ اللہ کے ایک ہونے کی شہادت دی اور بیعت کی۔ یہ واقعہ صفر کے مہینہ میں سنہ آٹھ ہجری میں ہوا۔

---

(١) الراوي: عمرو بن العاص، خلاصة الدرجة: له طريق اخر، المحدث: الزيلعي، المصدر: تخريج الكشاف، الصفحة أو الرقم: 2/27

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں: جب معرکہِ خندق سے واپس ہوئے تو کفار قریش نے اپنے آدمیوں کو جمع کیا اور مشورہ کیا کہ اسلام اور محمد (ﷺ) دن بہ دن زور پکڑ رہے ہیں۔ اور بہت تیزی سے زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم نے جو کچھ کیا ہے اس سے کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم نجاشی کے پاس جائیں اور اس کی حمایت حاصل کریں اور اس کی حمایت حاصل کر کے اس کے نیچے رہنا محمد (ﷺ) کے ساتھ ہونے سے بہتر ہے۔

سب نے ان کی بات کی حمایت کی اور اس بات پر اتفاق کیا۔ ہم سب اپنے ملک سے جو بہترین کھالیں ہیں لے جا کر اس کو تحفہ دیں گے اور ہمارے پاس اچھی کھالیں بہت سی جمع کی ہوئی تھیں۔ نجاشی کے پاس جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ (رسول اللہ ﷺ نے عمر بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا وہ قاصدِ رسول ﷺ تھے)۔

عمرو بن العاص نجاشی کے پاس گئے اور تحائف پیش کیے۔ نجاشی بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: "مرحبا میرے دوست۔" میں نے کہا: "اے بادشاہ! میں تمہارے پاس محمد (ﷺ) کے پاس سے آئے ہوئے (مرسل)[1] کو دیکھ رہا ہوں۔ اے بادشاہ! یہی وہ شخص ہے جس نے ہمارے شرفاء اور عزت والوں کو قتل کیا ہے۔ اس کو مجھے دے دو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔" یہ سنتے ہی نجاشی بہت غصہ ہوا اور غصے میں اس نے ایک مُکا مارا۔ عمرو نے محسوس کیا کہ شاید ناک ٹوٹ گئی ہے۔ عمرو بن العاص کہتے ہیں: میں اس وقت شرم سے مر گیا۔ کاش زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں دفن ہو جاتا۔ پھر میں نے کہا "اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ اس بات سے ناراض ہوتے ہیں تو میں ایسا نہ کہتا۔ نجاشی کہنے لگا: مجھ سے کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے (مرسل) کو دے دو۔ اس شخص کے قاصد کو مارو گے جن کے اوپر ناموس اکبر آتا ہے ناموس اکبر جو موسیٰ پر آتا تھا (ناموس اکبر جبرائیل علیہ السلام کو کہتے ہیں) اس شخص کے قاصد کو دے دوں تا کہ تم قتل کر دو۔ کبھی نہیں۔"

نجاشی نے عمرو بن العاص سے کہا: "میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں، محمد ﷺ کی اتباع کرو اسی میں فلاح ہے۔

جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ نے فتح و نصرت عطا فرمائی وہ ظاہر ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام کے پاس ناموس الاکبر آتا تھا (جبرائیل علیہ السلام)

اور محمد ﷺ کے پاس بھی ناموس الاکبر یعنی جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں۔

اللہ کی قسم یہ بھی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی طرح ظاہر ہوں گے۔" (محمد ﷺ اور ان کی اتباعات کرنے والے)

(۱) رسول اللہ ﷺ کا قاصد (پیغام لے جانے والا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص نے کہا: ''اے بادشاہ! میں تیرے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔'' پھر نجاشی نے اپنے ہاتھ میں میرا ہاتھ لے کر اسلام اور محمد ﷺ کی بیعت کی کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ سب پوچھ رہے تھے کیا بات ہوئی۔ میں نے کہا خیر ہے کچھ نہیں ہے اور جب رات ہوئی تو میں ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔

پھر میری ملاقات خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ہوئی۔ وہ بھی اسلام لانے کے لئے مدینہ منورہ جا رہے تھے۔

راستہ میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ابا سلیمان کہاں جا رہے ہو؟ میں مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہا ہوں اور میں نبی ﷺ کے برحق ہونے میں شک نہیں کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔

میں نے کہا میں اسلام پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چچا اسلام پر بیعت کرو، اسلام میں داخل ہو کر اللہ کو ایک ماننا اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہے اس کی گواہی دینا ہی اسلام پر بیعت کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" فإن الإسلام يجب ما قبله" (١)

ترجمہ: اسلام لانے کے بعد پہلے کی سب (معصیت ونافرمانی) معاف کر دی جاتی ہے۔

---

(١) ١الراوي: عمرو بن العاص ، خلاصة الدرجة : له طريق اخر ، المحدث: الزيلعي ، المصدر: تخريج الكشاف، الصفحة أو الرقم: 2/27

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معرکہ موتہ (جمادی الاول سنۃ ۸ ہجری)

سب سے بڑی اور پہلی جنگ مسلمانوں نے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں رومیوں کے ساتھ موتہ کے مقام پر لڑی جو کہ بیت المقدس سے تقریباً اسّی (۸۰) کلومیٹر دور ہے۔

معرکہ موتہ کے لڑنے کی وجوہات

رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو رسالہ دے کر بھیجا تھا۔ عظیم بصرہ کے پاس جائیں اور راستہ میں حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شراحیل بن عمر غسانی جو قیصر کے پاس ملازم تھے، اپنے فوجی دستہ کے ساتھ ملے اور حارث رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لے گئے اور شہید کر دیا۔ (قاصدوں کو قتل کرنا بدترین جرم ہے)۔ اس اطلاع کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لشکر تیار کروایا۔ اس سے پہلے کبھی اسلام آنے کے بعد اتنی بڑی تعداد کسی بھی لشکر میں نہیں تھی۔ اس لشکر میں تین ہزار (۳۰۰۰) لڑاکا افراد تھے اور اس لشکر کے سپہ سالار ایک سے زیادہ منتخب کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ اس لشکر کے سپہ سالار (زید بن حارث) ہوں گے۔

۲۔ اگر زید شہید ہو جائیں ۔ (تو جعفر اس لشکر کے امیر ہوں گے)

۳۔ اگر وہ بھی شہید ہو گئے (تو عبداللہ بن رواحہ) اس لشکر کے امیر ہوں گے۔ رضی اللہ عنہم

اس جنگ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے سفید جھنڈا منتخب فرمایا۔ جھنڈا زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو دے کر رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی جو کہ تمام مسلمانوں کے لئے تھی۔ بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

سیروا باسم اللّٰہ وفي سبیل اللّٰہ قاتلوا من کفر باللّٰہ ولتمثلوا ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تقتلوا ولیدا۔ (۱)

ترجمہ: چلو لڑائی کی طرف اللہ کا نام لے کر، اللہ کے راستہ میں قتل کرو، ان کو جنہوں نے اللہ سے کفر کیا، ان سے لڑو، غنیمت کی تقسیم سے پہلے کچھ مت لو، خیانت مت کرو، لاشوں کی بے حرمتی مت کرو، چھوٹے بچوں کو قتل مت کرو۔

لا تغلوا: غنیمت کی تقسیم سے پہلے کچھ مت لو۔ لا تغدروا: خیانت مت کرو۔

لا تقتلوا: لاشوں کی بے حرمتی مت کرو۔ لا تقتلوا ولیدا: چھوٹے بچوں کو قتل مت کرو۔

---

(۱) الراوي : صفوان بن عسال ، خلاصة الدرجة : حسن صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : صحيح ابن ماجه ، الصفحة أو الرقم: 2324

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس وصیت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی (اور لشکر کو سلام کیا) یہ لشکر یہاں سے نکل کر شام کی طرف چل پڑا۔ شام میں ایک مقام جس کو (معیان) کہتے ہیں، وہاں پر پڑاؤ ڈالا۔ مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ ہرقل کی طرف سے رومی فوج آرہی ہیں۔ جن کی تعداد ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) ہے۔ اور عرب عیسائی بھی رومیوں اور ہرقل سے مل چکے ہیں اور مسلمانوں سے لڑنے آرہے ہیں۔ ان کی تعداد بھی ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) بتائی جاتی ہے۔

ہرقل کی فوج اور رومیوں کے عرب حمایتی یہ سب شام (بلقاء) کی سرزمین پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو اتنی بڑی تعداد اور ان کی اس بڑی جنگی تیاری کا پہلے سے بالکل علم نہیں تھا، کہ اس طرح کے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (معیان) کے مقام پر رک کر مسلمان صلاح مشورہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس غیر متوقع حالات سے آگاہ کرے کہ یا تو مزید کمک بھیجیں یا پھر لڑنے کا حکم دیں۔ یہاں پر رکنے کا مقصد ڈر یا خوف نہیں تھا وہ اس صورتحال پر نبی ﷺ کی رائے جاننا چاہتے تھے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا:

اے قوم! تم کس چیز سے ناپسندیدگی کر رہے ہو؟ تم کس لئے نکلے ہو؟ تمہارا مقصد تو صرف [اعلی کلمة الله] اللہ کے دین کو پھیلانا ہے، یا اسی راستہ میں شہید ہو جانا ہے۔ ہم صرف دین کی نصرت کے لئے لڑنے آئے ہیں۔

آگے بڑھو اس میں بھی تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے . (دو چیزیں ہیں)

۱۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو تم کو غالب کر دیگا۔

۲۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو شہادت عطا فرمائے گا۔

دونوں طرف کے لشکر (موتہ) کے مقام پر آمنے سامنے جمع ہوئے۔ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار (۳۰۰۰) افراد تھی۔ اور مقابلہ اس بڑی تعداد کے ساتھ تھا۔ رومیوں اور اُن کے عرب حمایتوں کی تعداد دو (۲۰۰۰۰۰) لاکھ تھی۔ ان تمام صعوبات کے باوجود پُرعزم اصحابِ رسول عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی اس بات سے کہ اگر اللہ چاہے تو غالب فرمائے گا اور دوسری صورت شہادت اور اس کے اعلیٰ درجات ہیں۔

یہ سن کر تمام مسلمانوں کے عزم دوبالا ہو گئے۔

زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا۔ وہ فوج کے سپہ سالار تھے۔ جنگ شروع ہوگئی۔ زید بن حارث رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے بہادروں میں سے تھے۔ لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

سالم بن اکوع سے روایت ہے (اسناد حسن) زید بن حارث رضی اللہ عنہ، کے ساتھ نو غزوات میں ان کے ساتھ میں نے شرکت کی نبی کریم ﷺ نے ان تمام غزوات میں زید بن حارث رضی اللہ عنہ، کو ہی امیر منتخب فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: [دخلت الجنة، فاستقبلتني جارية شابة] (۱)

میں جنت میں داخل ہوا اور میں نے ایک نوجوان جاریہ کو دیکھا۔

میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو؟ جواب ملا: میں زید بن حارث رضی اللہ عنہ کے لئے ہوں۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں. زید بن حارث رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا آپ لڑتے رہے بہادری اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ آپ اپنے گھوڑے پر سے اتر گئے اور اپنے گھوڑے کو ذبح کر دیا۔ آپ جھنڈا اٹھا کر لڑ رہے تھے۔ آپ کا سیدھا ہاتھ کٹ گیا۔ آپ نے جھنڈا اپنے الٹے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا۔ آپ نے جھنڈا اپنے منہ سے اٹھالیا۔ یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت میں آپ کو دونوں بازؤں کی جگہ دو پر عطا فرمائے اس سے اڑ کر جاسکتے تھے۔ اس لئے آپ کو جعفر طیار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب بھی میں جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے ملتا، میں اس طرح سے کہتا:

[السلام عليك يا ابن ذي الجناحين]۔ (۲) السلام علیکم اے دو پروں والے کے بیٹے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد آپ کے منہ پر تیروں اور تلواروں کے چھوٹے بڑے (۹۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔ (۳) اسلام کے بہادروں میں بے مثال بہادر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر تینتیس (۳۳) سال تھی۔ (آپ کو ابوالمساکین بھی کہتے تھے) آپ نے دو ہجرتیں کی تھیں، حبشہ کی طرف۔ رسول اللہ ﷺ آپ کو بہت چاہتے تھے اور محبت کرتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد جعفر رضی اللہ عنہ آئے اور جب ملے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کس بات کی خوشی مناؤں فتح خیبر کی یا جعفر کے آنے کی۔ اس کے بعد جھنڈے کو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالا۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے اس طرح فرمایا:

أقسمت يا نفس لتنزلنه .. كارهة او لتطاوعنه.. إن أجلب الناس وشدوا الرنة.. مالي أراك تكرهين الجنة

ان اشعار کا خلاصہ: اے نفس قسم ہے کہ تو ضرور مدمقابل اُتر، خواہ ناگواری کے ساتھ خواہ خوشی خوشی، اگر لوگوں نے جنگ برپا کر رکھی ہے اور نیزے تان رکھے ہیں تو میں تجھے کیوں جنت سے گریزاں دیکھ رہا ہوں۔ اور آپ تلوار سے لڑتے رہے اور دشمن کی صفوں میں گھس کر ان کو مارتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے بھی شہادت پائی۔ جھنڈا گر چکا تھا۔

(۱) كنز العمال بأرقام: 33299 (۲) الراوي: عامر، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم: 4264 (۳) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة مؤتة حديث رقم: 4261

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک شخص جس کا نام (ثابت بن ارقم) عجلان قبیلے کے تھے، وہ پکارنے لگے، یا مسلمین! اپنے لئے ایک امیر کا انتخاب کرلو۔ امیر کا ہونا ضروری ہے کہ وہ ہماری قیادت کرے۔ تمام مسلمانوں نے مشورہ کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا۔ پہلے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ ذمہ داری نہیں لے سکتا، پھر مسلمانوں کے اصرار پر جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ حدیث بخاری میں اس طرح مروی ہے: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لڑتے رہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نو (۹) تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک تلوار بچی جو کہ یمن کی تھی۔ یہ لڑائی ملک شام میں ہو رہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر اس طرح بیان فرما رہے تھے

اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب جھنڈا زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد جھنڈا جعفر نے اٹھالیا اور وہ بھی شہید ہو گئے اس کے بعد جھنڈے کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھالیا اور وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے (ایک تلوار خالد بن ولید کے پاس ہے) اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہاں پر جنگ اور تمام حالات سے باخبر کیا اور رسول اللہ ﷺ یہ آنکھوں دیکھا حال منبر پر، مدینہ منورہ میں بیان فرما رہے تھے۔ (جب اسلام کے یہ تینوں بہادر شہید ہوگئے) تو رنج والم سے رسول اللہ ﷺ رونے لگے۔

ان تینوں سے رسول اللہ ﷺ کو بہت محبت تھی اور کیوں نہ ہو۔

زید بن حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار تھے۔

جعفر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے تھے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کے سرداروں میں سے تھے اور شاعرِ نبی ﷺ تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حتى أخذ الراية سيف من سيوف الله، حتى فتح الله عليهم" (۱)

اب جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے پاس ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی۔

---

(۱) الراوي: أنس بن مالك، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم 4262

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کی مدبرانہ جنگی حکمت

اور سب کے اصرار پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا۔ جھنڈا اٹھانے کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑا پیچھے ہٹے اور سارا دن معمولی سی خاموشی رہی۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی اور جنگ رک گئی۔

رات ہی کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ تبدیلیاں کیں وہ اس طرح تھیں:

- جو سپاہیوں کے دستے آگے تھے ان کو پیچھے کروادیا۔
- جو سپاہیوں کے دستے پیچھے تھے ان کو آگے کروادیا۔
- جو سپاہی سیدھی طرف تھے ان کو الٹی طرف کروادیا۔

اس طرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمتِ عملی سے لشکر کی صفوں میں تبدیلیاں کروادیں۔ رات ہی کے وقت کچھ فوجی دستوں کو حکم دیا کہ وہ رات ہی کو پیچھے چلے جائیں اور صبح کے وقت تیزی سے اپنے گھوڑوں پر تیزی سے چلتے ہوئے گرد اور غبار اڑاتے ہوئے اپنی فوج سے آکر مل جائیں۔

سب کچھ اسی طرح ہوا۔ صبح کے وقت دن چڑھے رومیوں نے جب دیکھا کہ جو چہرے کل تک ان کے سامنے تھے، وہ بدلے ہوئے نظر آرہے ہیں اور صفوں میں تبدیلیاں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور صبح گھوڑوں کے دستے اور فوج بھی آتی ہوئی نظر آئی۔ وہ یہ سمجھنے لگے کہ مسلمانوں کو بہت بڑی کمک آچکی ہے۔ رومیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ سوچنے لگے کہ جب یہ تھوڑے سے تھے تو ہم ان پر غالب نہیں ہو سکے تھے، اور جب نئی اور تازہ دم کمک آچکی ہے اس نئی تبدیلی کو دیکھ کر رومی فوج پیچھے ہٹنے لگی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑا سا پیچھے ہٹ گئے۔ رومی فوج پیچھے ہٹنے کے بعد اپنے وطن واپس چلی گئی اور ان رومیوں کی بہت بڑی تعداد قتل کر دی گئی تھی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آگئے۔ اس بڑی اور حیرت ناک جنگ میں مسلمانوں کے صرف بارہ (۱۲) افراد شہید ہوئے۔ مدینہ منورہ واپس آنے کے بعد سب رسول اللہ ﷺ سے ملے اور تمام مسلمانوں نے خوشی، فرحت اور مسرت کا اظہار کیا۔

معرکہ موتہ میں شہداء کی تعداد

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔، مسعود بن الاسود رضی اللہ عنہ، وھب بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ۔ عبادہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ۔ سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔۔ ابو لکیب رضی اللہ عنہ۔ جابر بن عمرو رضی اللہ عنہ۔ عمرو بن سعد بن الحارث رضی اللہ عنہ اور عامر بن سعد بن الحارث رضی اللہ عنہ۔

اس جنگ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے قریبی عزیز، اسلام کے بہادر جنگجو افراد تھے۔ تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر بھروسہ و یقین، شوقِ جہاد فی سبیل اللہ تھا۔صرف تین ہزار (۳۰۰۰) افراد، دولاکھ (۲۰۰۰۰۰) مشرکین پر بھاری پڑے۔ رومی حکومت اس وقت روئے زمین پر سب سے بڑی قوت اور طاقت رکھتے تھے۔اس معرکہ کے بعد مسلمانوں کی ساکھ و شہرت میں بہت بڑا اضافہ ہوا۔اور تمام عرب انگشت بدنداں رہ گئے اور ساری دنیا متعارف ہوئی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی (ان مومنین جن کا حامی وناصر رب العالمین ہے)

جب جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، نے ایسی جنگ لڑی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔ (۱)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: معرکہ موتہ کے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں صرف ایک یمنی تلوار بچی۔

اس معرکہ کے بعد بہت سے قبائل نے اسلام قبول کیا ان قبیلوں کے نام:(بنو سلیم ، اشجع، غطفان،ذبیان ، فرازہ) ہیں۔

اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد اور مومنین کی شجاعت اور ان کا یقین، محکم، اللہ تعالیٰ، پر اور اللہ کے، برحق رسول ﷺ پر، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ (اور وہ تمام مدینہ منورہ لوٹ آئے)

اہلِ علم کے اقوال

جنگ اور قتال کس لئے ہوئیں؟

وہ لوگ جو اسلام نہیں لاتے، یا جزیہ دینے سے انکار کرتے۔ ہم تمام کو علم ہونا چاہئے کہ یہ تمام زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی ہم تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔(اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ آپ کی پیدائش کا مقصد کیا ہے) انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔اللہ ہی کی زمین میں اسی کا حکم ہے اللہ نے فرمایا میری ہی عبادت کرو۔ بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے اور عبادت کرنے سے انکار کیا اور اسی کی زمین پر سکونت پذیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بھیجا جو اس کی عبادت کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی ہیں جن کو "[illegible]" کہا جاتا ہے۔اللہ نے حکم دیا ان سے لڑو اور ان کو قتل کرو جو اللہ کی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ کی عبادت نہیں کرتے، جب تک وہ اللہ کے دین میں داخل نہ ہو جائیں۔

(رسول اللہ ﷺ اس طرح، وصیت فرمایا کرتے تھے)

کفار سے مدبھیڑ ہو تو سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو۔اگر وہ اسلام لے آتے ہے تو بہتر ہے اسلام نہیں لاتے تو ان سے جزیہ مانگو اگر وہ جزیہ دینے پر تیار ہوتے ہے تو بہتر ہے۔وہ لوگ اسلام بھی نہیں لاتے اور جزیہ بھی نہیں دینا چاہتے اللہ سے پناہ طلب کرو اور اللہ نے حکم دیا ہے ان سے لڑو اور ان کو قتل کرو جب تک وہ اللہ کے دین میں داخل نہ ہو جائے۔

(۱) صحیح البخاري ، باب غزوہ موتہ من ارض الشام 611/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سرية ذات السلاسل (جمادی الآخر سنة ۸ ہجری)

(معرکہ موتہ) کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ان قبائل کو جنہوں نے ہرقل اور روم کا اس جنگ میں ساتھ دیا تھا جن کی تعداد ایک (۱۰۰۰۰۰) لاکھ تھی، ان قبائل کو تعذیب اور سبق دینے کے لئے تاکہ وہ پھر سے اپنا سر نہ اٹھائیں، مسلمانوں کا ایک لشکر تیار کروایا۔ ان اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔ یہ سریہ جمادی الآخر میں سنة آٹھ (۸) ہجری میں بھیجا گیا۔ اس لشکر کی سپہ سالاری عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی۔ اس لشکر میں مہاجرین اور انصار شامل تھے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ راستہ میں (عرب قبائل بلی، عذرہ اور بلقیس) سے بھی مدد حاصل کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے کالا جھنڈا منتخب فرمایا۔

یہ لشکر رات کے وقت چلتا تھا اور دن میں آرام کرتا تھا۔ اسی طرح چلتے ہوئے یہ لشکر دشمن کے قریب پہنچتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اطلاع ملی کہ وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ صورتحال سے آگاہ کرنے اور مزید کمک بھیجنے کے لئے رافعہ بن مکیس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اطلاع ملنے کے بعد ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور مزید دو سو (۲۰۰) افراد دیئے، جن میں أبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ عمر بن عاص کے پاس جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس طرح وصیت فرمائی:

(آپس میں مل جل کر رہو اور اختلاف مت کرو)

فتح ذات السلاسل اللہ تعالیٰ کے رعب سے

اور جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یہ مدد لے کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپس میں سپہ سالاری کے بارے میں کچھ اختلاف ہوا۔ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا، میں اس لشکر کا سپہ سالار رہوں گا۔ اور ابو عبیدہ! تم اس لشکر کی مدد کے لئے آئے ہو۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تم چاہو۔ اس کے بعد اسلامی لشکر آگے بڑھا اور دشمن کے ملک پہنچا۔ ایک مقام جس کو (قضاعہ) کہتے ہیں، دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ مسلمان ان پر ٹوٹ پڑے۔ ان سے لڑتے اور ان کو مارتے ہوئے یہاں تک کہ وہ اپنے ملک کے آخری کونے پر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا تھا۔

(اور یہ فتح ونصرت اللہ تعالیٰ کے رعب سے حاصل ہوئی)

وہ بغیر لڑائی اور جنگ کے اس معرکہ سے بھاگ گئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو کافی تعداد میں ہتھیار ملے۔

جس جگہ یہ معرکہ ہوا، اس مقام سے یہ جگہ مدینہ منورہ سے پیدل مسافت تقریباً دس دن (۱۰) کی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ فتح مکہ (۱۰ رمضان سنۃ ۸ ہجری)

امام ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں: یہ وہ عظیم فتح ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اپنے رسول ﷺ اپنے لشکر کو اور اپنے امانت دار گروہ کو عزت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے شہر مکہ مکرمہ اور بیت اللہ کو بچالیا۔ اس کے برحق رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے نصرت و فتح عطا فرمائی۔

[بیت اللّٰہ الذي ، جعله هدی للعالمین] ترجمہ: اس گھر کو تمام عالمین کے لئے ہدایت کا مقام بنایا۔ گمراہی اور ذلّت میں ڈوبی ہوئی سرزمین پر اللہ تعالیٰ نے نور اور ہدایت کی کرنیں روشن فرمادیں۔ یہی وہ فتح مکہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورۃ النصر، الآیۃ ۱-۳)

یہی وہ فتح اعظم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت فرمائی۔ یہی وہ فتح ہے جس سے اپنے برحق رسول ﷺ کی نصرت فرمائی اور اسی نصرت کے بعد لوگ دین اللہ میں فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد پر ابھارتے ہوئے اس طرح فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو پھر گروہ گروہ بن کر کوچ کرو یا سب کے سب اکھٹے ہو کر نکل کھڑے ہو! اور یقیناً تم میں بعض وہ بھی ہے جو پس وپیش کرتے ہیں، پھر اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل مل جائے تو اس طرح کہ گویا تم میں ان میں دوستی تھی ہی نہیں، کہتے ہیں کاش! میں بھی ان کے ہمرہ ہوتا تو بڑی کامیابی کو پہنچتا۔ پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ چکے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پالے یا غالب آجائے، یقیناً ہم اسے بہت بڑا ثواب عنایت فرمائیں گے۔ بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مدد گار بنا۔ (سورہ النساء، الآیۃ ۷۱-۷۵)

صلح حدیبیہ کے بعد ہی کفار مکہ نے صلح نامہ کی خلاف ورزیاں شروع کر دی تھیں۔ ان بدعہدیوں کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جنگ پر ابھارتے ہوئے فرمایا۔ بے بس مومنوں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے تمہیں کافروں سے لڑنا ضروری ہے۔ پہلی چیز دین اللہ کو غالب اور بلند کرنا تھا۔ دوسری چیز مکہ مکرمہ کے مظلوم مسلمان جو ہجرت نہ کر پائے اپنے ہی رشتہ داروں سے جو مشرک تھے ان مسلمانوں پر ظلم وستم کر رہے تھے تا کہ وہ اسلام سے ان کو پھیر دیں یہی وجوہات تھیں۔

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾

ترجمہ: تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے کیوں تیار نہیں ہوتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کی فکر میں ہیں اور خود ہی اول بار انہوں نے تم سے چھیڑ کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔ ان سے تم جنگ کرو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا، انہیں ذلیل ورسوا کرے گا، تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا۔ اور ان کے دل کا غم وغصہ دور کرے گا، اور وہ جس کی طرف چاہتا ہے رحمت سے توجہ فرماتا ہے۔ اللہ جانتا بوجھتا حکمت والا ہے۔ (سورہ التوبہ، الآیۃ ۱۳-۱۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا احکامات کی روشنی میں بے بس مومنین کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی وجوہات یہ تھیں۔

وہ وجوہات جو فتح مکہ مکرمہ کا سبب بنے

کفار قریش نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی شروع کردی تھی۔

قبیلہ بنوبکر قریش کے ساتھ معاہدہ میں شامل ہوئے۔ اور قبیلہ بنی خزاعہ نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوئے۔ اسلام لانے سے پہلے جہالت کے زمانے میں بنی بکر نے ایک آدمی (بنوخزاعہ) کا قتل کرڈالا تھا اور قبیلہ خزاعہ نے ان کے کئی آدمی حدودِ حرم میں ماردیئے۔ اس طرح یہ رقابت آپس میں چلی آرہی تھی۔ اسلام آیا اور لوگ اسلام کی طرف مشغول ہوگئے۔ بنی بکر اپنے آدمیوں کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ اور معاہدہ ہوجانے کے بعد ان کو بدلہ لینے کا موقع ملا۔ نوفل بن معاویہ جو اپنے قبیلے کا قائد تھا، اس نے چند آدمیوں کو لے کر بنوخزاعہ پر رات کے وقت حملہ کیا۔ ایک آدمی نرغہ میں آگیا اور اس کو قتل کردیا۔

دوسری طرف کفارِ قریش نے بھی بنوبکر کو نہ صرف ہتھیار بہم پہنچائے بلکہ کچھ قریشیوں نے رات کے وقت ان کے ساتھ مل کر قتل وخون میں حصہ لیا۔ بنوخزاعہ کو گھیر کر حرم کے اندر دھکیل دیا جب وہ حرم میں پہنچ گئے تو بنوبکر کے لوگوں نے کہا: نوفل ہم حرم میں داخل ہوگئے ہیں۔ الٰہ تمہارا بھی الٰہ ہے۔ حرم میں قتل کرنا حرام ہے۔ قریش نے کہا: آج کوئی معبود نہیں۔ اے بنوبکر! تم اپنا خون بہا وصول کرو۔ میری جان کی قسم تم حرم میں چوریاں کرتے ہو تو کیا یہاں اپنا خون بہا وصول نہیں کرسکتے؟ بنوخزاعہ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر بدیل بن ورقاء خزاعی اور اپنے ایک آزاد کردہ غلام رافع کے گھر پناہ لی اور عمرو بن سالم خزاعی وہاں سے نکل کر فوراً مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ ایک اور شخص بنوکعب سے، رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

یہی واقعات تھے عہد توڑنے کے جو فتح مکہ کے لئے موجب ہوئے۔ عمرو بن سالم خزاعی مسجد میں جاکر نبی ﷺ سے ملے اور اللہ کا واسطہ دے کر کہنے لگے۔ عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ کے اشعار وں کو مختصر بیان کررہے ہیں۔

اللهم إني ناشد محمداً　　حلف أبينا وأبيه الأتلدا

انصر هداك الله نصراً أعتداً　　وادع عباد الله يأتوا مدداً

ترجمہ: اے پروردگار! میں محمد ﷺ سے　ان کے عہد اور ان کے والد کے قدیم عہد[1]　کی دوہائی دے رہا ہوں۔

اللہ آپ کو ہدایت دے، آپ پرزور مدد کیجئے۔ جنہوں نے ہم پر زیادتی کی۔　اور اللہ کے بندوں کو پکاریئے وہ مدد کو آئیں

(۱) عہد جو کہ بنوخزاعہ اور بنوہاشم کے درمیان تھا۔ عبدالمطلب کے زمانے سے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا عمرو بن سالم! تم فتح پاؤ گے۔ تمہیں نصرت ہوگی۔

(اہلِ سیرت اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہیں) عمرو بن سالم خزاعی کی ملاقات کے بعد قریش کو اپنی بدعہدی کا احساس ہونے لگا اور سب نے اتفاق کر کے اپنے سردار ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ معاہدہ کی تجدید کریں یا نیا معاہدہ واتفاق کریں۔ کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کر چکے ہیں۔

صلح کی کوشش

ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچے سب سے پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور بستر پر بیٹھنا چاہتے تھے۔

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ کر الگ رکھ دیا۔ اس پر ابوسفیان نے دریافت کیا: تو نے بستر کو بہتر سمجھا مجھ سے یا بستر کی حفاظت کے لئے ہٹا دیا۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اور آپ مشرک ہیں۔ مشرک نجس ہوتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: بیٹی مجھ سے الگ ہونے کے بعد تجھ میں اتنا شر پیدا ہوگیا ہے۔ پھر ابوسفیان، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور بات کرنا چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بات کریں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ کام نہیں کروں گا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے جواب دیا: (اللہ کی قسم اگر مجھے معمولی سی قوت بھی مل جائے تو تمہارے خلاف جہاد کروں گا)۔

مایوس ہوکر ابوسفیان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ہیں۔ وہاں پر علی رضی اللہ عنہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ ابوسفیان نے کہا: میں یہاں ایک ضرورت کے لئے آیا ہوں ناکام واپس نہیں جانا چاہتا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس میری سفارش کردو۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا بُرا ہو۔ اللہ کی قسم میں بات نہیں کرسکتا۔ ابوسفیان فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بولا: اے محمد (ﷺ) کی بیٹی! تم دونوں فریقوں میں بیچ بچاؤ کراؤ۔ تم اپنے بیٹے سے کہو۔ اس طرح یہ عرب کا سردار پکارا جائے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم ابھی وہ بچہ ہے اور اس قابل نہیں کہ لوگوں کے درمیان بیچ بچاؤ کرا سکے کوئی بھی اس معاملہ میں بات نہیں کرسکتا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مشورہ

ابوسفیان کہتا ہے: یا اَباحسن میرے لئے کچھ کرو۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے لئے کوئی ایسی بات نہیں کرسکتا جس سے تمہیں فائدہ ہو۔ بنو کنانہ کے سردار ہو اس لئے سب لوگوں کے سامنے جا کر معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کردو اور پھر مکہ مکرمہ کا راستہ لو۔ ابوسفیان مسجد میں گیا اور سب لوگوں کے سامنے کہا: اے لوگوں میں سب کے سامنے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور چل پڑا۔

جب وہ قریش کے پاس پہنچا تو سب نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے کہا: انہوں نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ابن قحافہ) اُبو بکر (رضی اللہ عنہ) سے ملا۔ ان میں بھی کوئی بھلائی نظر نہیں آئی۔ پھر میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہیں سخت دشمن پایا۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہیں تمام لوگوں میں نرم پایا۔ انہوں نے مشورہ دیا۔ میں نے ویسا ہی کیا مگر اس سے کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا: علی رضی اللہ عنہ نے تمہیں کیا مشورہ دیا؟ ابوسفیان نے جواب دیا: انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ لوگوں کی موجودگی میں معاہدہ کی تجدید کا اعلان کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے پوچھا: کیا محمد (ﷺ) نے اس جوار کی تصدیق کی یا نہیں؟ ابوسفیان کا جواب نفی میں تھا۔ لوگوں نے کہا: تیرا برا ہو یہ شخص تو تم سے کھیل گیا جو کہہ کر آئے ہو اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم مجھے اس کے سوا اور کوئی چیز سمجھ نہیں آئی تھی۔

(اس طرح تمام کفار قریش، عرب اور مسلمانوں کو پتہ چل گیا کہ قریش نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے)۔

اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تیاری کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا: ہماری تیاری کی خبر قریش کو نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح سے دعا فرمائی: " اللھم خذ العیون و الأخبار عن قریش حتی نبغتها في لادھا "(۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ! ان کی آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پکڑ لے قریش کو ہماری تیاری کی خبر نہ ہو وہ ہماری تیاری دیکھ نہ سکیں یہاں تک کہ ہم اچانک ان کے ملک پر حملہ آور ہو جائیں۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

(حاطب بن ابی بلتعہ) صحابی رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کفار مکہ کو لکھا، جس میں لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تیاری کر کے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اور ایک عورت جس کا نام سارہ تھا، اُس کے بالوں میں چھپا کر روانہ کیا جا رہا تھا۔ اس عورت کو بھی پتہ نہیں تھا کہ خط میں کیا ہے۔ اس کو یہ خط لے جا کر کفارِ مکہ کو دینے کے لئے کہا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو حاطب کی کاروائی کا علم ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام اور مقداد بن عمر رضی اللہ عنہم کو اس عورت کے تعاقب میں روانہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ عورت تمہیں (روضہ خاق) میں ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے جو کہ قریش کے لئے ہے۔ یہ دونوں اصحاب وہاں پر پہنچے اور عورت کو روکا، اس کے سامان کی تلاشی لی۔ کچھ نہیں ملا۔ عورت سے معلوم کیا۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم اللہ کے رسول ﷺ نے غلط نہیں فرمایا ہے اور نہ یہ جھوٹ ہے۔ اگر تو نے سچ سچ نہ بتایا تو ہم تیرے کپڑے اُتار کر تلاشی لیں گے۔ وہ جب مجبور ہو گئی تو کہا: مجھے چھوڑ دو، میں دیتی ہوں۔ پھر اس نے اپنی چوٹیوں میں سے کھول کر یہ خط دیا۔

یہ خط لا کر رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا۔ جس میں اس طرح لکھا تھا اللہ کے رسول ﷺ تیاری کر کے مکہ پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

---

(۱) خلاصة الدرجة : ضعيف ، المحدث: الالباني ، المصدر: فقه السيرة ، الصفحة أو الرقم : 374

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا: یہ کیا ہے؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جلدی نہ کریں میری بات سن لیں۔ میں اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں، میں مومن ہوں۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کا نہ کوئی قبیلہ ہے نہ خاندان۔ وہاں پر میرے اہلِ خانہ اور بچے انہی لوگوں میں کفار کے بیچ میں موجود ہیں۔ اس لئے میں نے اپنے اور ان کے درمیان یہ معاملہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ حکم دیں تو میں اس شخص کی گردن اڑا دوں۔ (اس شخص نے منافقت کی ہے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" إنـه قد شهد بدراً، وما يدريك لعل الله اطلع على من شهد بدراً قال: اعملوا ما شئتم ، فقد غفرت لكم" (۱)

اے عمر ! اس نے جنگِ بدر میں حصہ لیا ہے۔ اے عمر تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کے بارے میں کیا فرمایا ہے: جو جی چاہے کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ حاطب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر، اُحد، خندق جیسی جنگوں میں ساتھ تھے۔ اور اپنے خاندان اور اولاد کو چھوڑ کر (فی سبیل اللہ) شریک ہوئے تھے۔ آپ کی اس خطا کو آپ کے پہلے کے کارناموں کی وجہ سے درگزر فرما دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا۔

حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیات نازل ہوئیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو)، تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا (سورة الممتحنة، الآية ۱)

(۱) أخرجه البخاري في المغازي باب فضل من شهد بدراً رقم:3983

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوہ فتح مکہ مکرمہ کے لئے لشکر کی روانگی

اسلامی لشکر نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ دس (۱۰) تاریخ کو رمضان کے مہینہ میں حرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دس (۱۰۰۰) ہزار صحابہ کرام تھے ان اصحاب کے ساتھ، (اُن قبائل کا مختصر بیان درج کیا جارہا ہے)

(قبیلہ بنو سلیم) ایک (۱۰۰۰) ہزار افراد تھے۔

(قبیلہ بنو زینہ) ایک (۱۰۰۰) ہزار افراد تھے۔

(قبیلہ بنو غفار) چار (۴۰۰) سو افراد تھے۔

(قبیلہ بنو اسلم) چار (۴۰۰) سو افراد تھے۔

اس کے علاوہ (قبیلہ اسد، قبیلہ خزرج، قبیلہ تمیم، قبیلہ اوس، قبیلہ قبض اور قبیلہ جھفہ) کے افراد بھی شامل تھے۔ اور ان تمام افراد میں مہاجرین و انصار شامل تھے۔ اور بھی بہت سے افراد مختلف قبائل سے شامل ہو کر اس غزوہ میں شریک ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ (جھفہ) کے مقام پر پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل و عیال ہجرت کر کے مقام جھفہ میں آ کر رسول اللہ ﷺ سے ملتے ہیں اور آپ اسلام لا کر (فی سبیل اللہ) نکلے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے مطمئن وخوش ہوئے اور گرم جوشی سے ملے۔ (صلواۃ اللہ والسلام علیہ)

أبو سفیان بن الحارث اور عبد اللہ ابن أبی أمیہ بن المغیرہ، ابواء میں رسول اللہ ﷺ سے ملنے آئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ [ابن عمك، وابن عمتك، صهرك] آپ کے چاچا کے لڑکے اور پھوپھی کے لڑکے (آپ ﷺ کے رشتہ دار) آئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان دونوں نے وہ باتیں کی ہیں جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہیں اور ابن حارث نے اشعاروں میں میری ہتک کی ہے۔ اشعاروں میں اللہ اور اس کے رسول کی برائیاں کی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ملنے سے انکار فرمایا ابوسفیان ناامید اور پریشان ہو کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے اپنے کیے ہوئے اعمال پر افسوس بھی تھا وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر مشورہ طلب کرتے ہیں۔

عبداللہ بن امیہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کو کلمہ حق کہنے سے روکنے والوں میں یہ دونوں اشخاص تھے۔ ابوجہل، عبداللہ بن امیہ۔

عبداللہ بن امیہ، ابوسفیان بن حارث یہ دونوں بعد میں اسلام لے آتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ کا مدبرانہ مشورہ

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بھول گئے کہ تم نے کیا کیا نہ کیا اور کتنی اذیتیں پہنچائیں۔

ابوسفیان بن حارث کہتے ہیں: اب میں کیا کروں مجھے مشورہ دو۔

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے جاؤ اور چہرے کو سامنے رکھ کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس طرح سے کہو کے ہم سے خطاء ہوگئی۔ (جس طرح یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا)

ترجمہ: انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ ہم خطا کار تھے۔

(سورة يوسف،الآية ٩١)

ابوسفیان اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کا سامنا کر کے اسی طرح کہتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے بھی وہی جواب دیا۔ (جیسا کہ ان کے بھائی یوسف علیہ السلام نے دیا تھا)۔

ترجمہ: جواب دیا آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تمہیں بخشے، وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

(سورة يوسف الاية ٩٢)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے: فرمایا رسول اللہ ﷺ (عام الفتح) مکہ مکرمہ کے بالائی راستہ سے (کداء) سے داخل ہوئے۔[۱]

سفر کرتے ہوئے آپ ایک مقام جس کا نام (کداء) ہے وہاں پر پہنچے جو مکہ سے پہلے ہے اور رسول ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا اور آپ اونٹ پر ہی سوار تھے۔ رسول ﷺ نے دودھ یا پانی منگوایا اور روزہ کھولا۔ اور کچھ دوسرے اصحاب جن کا روزہ تھا انہوں نے بھی روزہ کھولا۔ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، سفر میں اللہ کے رسول ﷺ نے روزہ رکھا تھا اور آپ نے فرمایا جو چاہے روزہ رکھے اور جو روزہ نہیں رکھنا چاہتا وہ روزہ نہ رکھے اور (یہی سنت طریقہ ہے) سفر میں مشقت یا تکلیف کا ڈر ہو تو بہتر ہے روزہ نہ رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ليس من البر الصيام في السفر][۲] ترجمہ: سفر میں روزہ رکھنا بہتر نہیں ہے۔

(١) أخرجه البخاري في المغازي باب دخول النبي ﷺ من أعلى مكة حديث رقم: 4290 (٢) الراوي: كعب بن عاصم ، خلاصة الدرجة: اسناده صحيح ، المحدث: المنذري ، المصدر: الترغيب والترهيب ، الصفحة أو الرقم: 2/146

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان کا اسلام لانے کا واقعہ اور انہیں شرف و امان دی جاتی ہے۔

عباس رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا فرماتے ہیں: مَرّ الظہر ان میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر جسکا نام دُل دُل تھا اس پر سوار ہو کر نکلے۔ان کا مقصد یہ تھا کہ کوئی لکڑ ہارا یا کوئی آدمی بھی مل جائے تو اس سے قریش کے پاس خبر بھیج دے تا کہ وہ مکے میں رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے سے پہلے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر امان طلب کر لیں۔ میں نے کچھ آوازیں سنیں مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ آوازیں ابوسفیان اور بدیل ابن ورقاء کی ہیں۔ دونوں پچھلی رات کے حالات معلوم کرنے کے لئے گھوم رہے تھے۔ بدیل کہہ رہے تھے کافی جگہوں پر آگ جل رہی ہے۔شاید یہ (قبیلہ قطع) کے لوگ ہیں اور شاید یہ لڑنے آئے ہیں (*ابوسفیان نے کہا قطع بہت تھوڑے ہیں یہ تو بہت بڑا لشکر نظر آتا ہے*) عباس رضی اللہ عنہ یہ سب باتیں سن رہے تھے۔انہوں نے پکارا یا ابا حنظلہ۔ابوسفیان نے آواز پہچان لی اور کہا یا ابوفضل ہاں میں ہی ہوں، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہی ہے اور اب قریش نہیں بچ سکتے۔ابوسفیان نے کہا۔اے عباس، میرے ماں باپ آپ پر قربان اب کیا کرنا چاہیے۔عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا قریش کی خیر نہیں، اللہ کی قسم اگر وہ اس بات میں کامیاب ہو گئے اور اگر تم ان کے ہاتھ لگ گئے تو وہ تمہاری گردن تلوار سے اڑا دیں گے۔ آؤ میرے پیچھے خچر پر بیٹھ جاؤ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں اور تمہارے لئے پناہ کی درخواست کرتا ہوں۔ ابوسفیان میرے پیچھے بیٹھ گئے اور انکے ساتھی واپس چلے گئے۔ہم آگے بڑھے جب بھی کسی آگ کے پاس سے مسلمانوں کے نزدیک سے گزرہوتا، مجھ سے دریافت کیا جاتا یہ کون ہیں؟ جب وہ لوگ مجھے دیکھتے اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے خچر پر جسکا نام (دُل دُل) تھا اُس پر سوار دیکھتے تو کہتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا، رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔یہاں تک کہ میں عمر رضی اللہ عنہ، کی آگ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر دور کھڑے ہو کر مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

جب ان کی نظر پیچھے بیٹھے ہوئے ابوسفیان پر پڑی تو فوراً کہنے لگے یہ تو اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے اللہ تیرا شکر ہے اب جبکہ ہمارے درمیان کوئی عہد و معاہدہ باقی نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے لگے۔ادھر میں نے بھی خچر کو ایڑ لگادی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے پہنچا جائے جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو فوراً اچھل کر نیچے اترا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر داخل ہو گیا۔اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بھی اندر داخل ہو گئے۔عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابوسفیان ہے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عہد و پیمان کے اس پر قدرت دی ہے آپ مجھے اس کی گردن تلوار سے اڑانے کی اجازت دیجئے۔عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے انہیں پناہ دی ہے۔پھر میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک پکڑ کر کہا، اللہ کی قسم اس سے آج کی رات میرے سوا اور کوئی سرگوشی نہیں کر رہا۔پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو بہت کچھ کہا سنا تو میں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ ذرا ٹھہرو۔اللہ کی قسم اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان بنوعدی بن کعب میں سے ہوتے تو تم یہ سب کچھ نہ کہتے لیکن تم نے سمجھ لیا ہے۔ یہ (بنوعبدمناف) کے لوگوں میں سے ہیں۔عباس اورابوسفیان قریبی رشتہ دار ہیں اوروہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:
عباس (رضی اللہ عنہ) اللہ کی قسم جس دن تم اسلام لائے اس دن کا تمہارا اسلام مجھے خطاب کے اسلام سے زیادہ پسند ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری پناہ کو قبول کیا اوراب ابوسفیان کو اپنی قیام گاہ پر لے جاؤ۔اور جب صبح ہوتو انہیں میرے پاس لاؤ۔ میں ابوسفیان کولیکر اپنی قیام گاہ پر چلا گیا۔انہوں نے رات میرے پاس گزاری اور جب صبح ہوئی تو میں انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھ کر کہا:

"ويحك يا أبا سفيان ! ألم يأن لك أن تعلم أن لا إله إلا للّه"

ترجمہ: تیرابراہوابوسفیان کیا تیرے لئے اب تک اس بات کا وقت نہیں آیا کہ یہ سمجھ سکے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابوسفیان نے جواب دیا:" بأبي أنت وأمي ماأحلمك، و أكرمك ،وأو صلك ، والله لقد ظننت أن لو كان مع الله إلـه غيره لقد أغنى عني شيئا بعده"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان آپ کتنے بردبار، کتنے شریف ،صلہ رحمی کرنے والے ہیں، اللہ کی قسم مجھے قطعی طور پر یقین کامل ہوگیا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اگر کوئی معبود ہوتا توان حالات میں کچھ نفع پہنچاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا:"ويحك يا أبا سفيان: ألم يأن لك أن تعلم انى رسول الله؟

ترجمہ: تیرابراہوابوسفیان کیا تیرے لئے اب تک اسی بات کا وقت نہیں آیا کہ یہ سمجھ سکے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابوسفیان نے پھر جواب دیا:" بأبي أنت وأمي ماأحلمك، وأكرمك ،وأو صلك، أماهذه إنا في نفسي حتى الان منه شيئا "

ترجمہ: محمد ﷺ پر میرے ماں باپ قربان آپ کتنے بردبار، کتنے شریف ،صلہ رحمی کرنے والے ہیں،رہ گئی یہ چیز اللہ کی قسم اب تک میرے دل میں اس کی طرف سے کھٹکا ہے"۔ یہ سن کرابوسفیان سے عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

"ويحك أسلم، واشهد أن لا إلـه إلا الله و أن محمداً رسول الله، قبل أن تضرب عنقك "

ترجمہ: اسلام قبول کرلواوراس بات کی گواہی دو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اس سے پہلے کہ تمہاری گردن تلوار سے اڑادی جائے۔

ابوسفیان نے حق کی شہادت دی اوراسلام لے آئے۔عباس رضی اللہ عنہ، نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ابوسفیان ایک ایسا آدمی ہے جوفخر کومحبوب رکھتا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ آپ اس کے لئے کچھ مقرر فرمادیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا جوابوسفیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے گھر میں جو بھی داخل ہوگا اس کو امن ملے گا اور جو اپنا دروازہ بند کرلے اسے امن ملے گا، اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا وہ بھی امن میں رہے گا۔ پھر ابوسفیان نے واپسی کے ارادے سے چلنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا پہاڑی کی چوٹی پر تنگ وادی کی جگہ ابوسفیان کو روکنا تاکہ وہ اسلامی لشکر کو گزرتا ہوا دیکھے عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کو وادی کی تنگ جگہ میں روک لیا۔

دوسرے دن رمضان کی سترہ (۱۷) تاریخ کو اسلامی لشکر مکہ کی طرف چلا۔ ہم اوپر راستہ پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے، ابوسفیان پوچھتے جاتے تھے، یہ کون ہے۔ میں انکو بتلاتا جاتا تھا کہ یہ فلاں قبیلہ ہے۔ ابوسفیان پوچھتے عباس رضی اللہ عنہ، سے یہ کون سا قبیلہ ہے، اور میں کہتا یہ (قبیلہ سلیم) ہے۔ دوسرے قبیلے کو دیکھ کر پوچھتے یہ کونسا قبیلہ ہے، میں بتلاتا یہ (قبیلہ مزینہ) ہے۔ یہاں تک کہ تمام قبائل کے لشکر اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ سامنے سے گزر گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ گزرے اس لشکر کے ساتھ ہتھیار بہت تھے۔ جن میں ایک قسم کی سبز رنگ کی زیادتی نظر آتی تھی۔ اس لشکر میں مہاجرین اور انصار تھے۔ تمام نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی ان کو دیکھ کر ابوسفیان نے کہا 'سبحان اللہ' عباس یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے بتلایا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابوسفیان بولے ابوفضل اللہ کی قسم ان لوگوں کا کوئی بھی سامنا نہیں کرسکتا اور نہ کسی میں مقابلے کی طاقت ہے۔ آج تمہارے بھائی کے بیٹے کو یہ عظیم ملک مل جائے گا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ نبوت کی نشانی ہے۔ ابوسفیان نے بھی کہا ہاں یہ نبوت کی نشانی ہے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

ابوسفیان اپنی قوم کی طرف گئے اور با آواز بلند اعلان کیا۔ اے گروہ، قریش، محمد ﷺ تمہارے سر پر آ گئے ہیں تم ان کا سامنا نہیں کرسکتے اس لئے (جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ امن پائے گا) اس پر لوگوں نے کہا، تجھ پر اللہ کی مار تیرا گھر ہمیں کیا نفع پہنچائے گا (ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کرلے وہ امن پائے گا) (جو مسجد حرام میں داخل ہوجائے وہ امن پائیگا) لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور کچھ مسجد حرام میں چلے گئے، شہر (اُم القریٰ) خوف ورعب سے خاموش ہوگیا۔ کہیں پر کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا سب حیران و پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو بچانے اور مقابلہ کرنے کیلئے ایک مقام (خندمہ) پر جمع ہوئے اور لڑنے کی تیاری کی۔ ان افراد میں عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن اُمیہ، سہیل بن عمر، حماس بن قیس اور بہت سے مشرکین ان کے ساتھ تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خالد بن ولید کے ساتھ کچھ قبائل جن میں (قبیلہ اسلم، سلیم، خفار، مزینہ، جہینہ) تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ راستے کے ساتھ سیدھی طرف سے آؤ اور کسی نے کوئی مزاحمت کی تو انکو کاٹ دو اور صفا پر آ کر مجھ سے ملو کفار قریش کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ٹکراؤ ہوا اور مشرکین کے ایک سو بارہ (۱۱۲) افراد قتل کردیئے گئے اور باقی سب بھاگ گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی دوران انصار کے جوشیلے نوجوان سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، وہ ابوسفیان کے پاس سے گزرتے ہوئے کہنے لگے:

اليوم يوم الملحمة   اليومَ تستحل الحرمة

ترجمہ: آج خونریزی اور مار دھاڑ کا دن ہے   آج حرمت حلال کرلی جائے گی۔

آج اللہ نے قریش کی ذلت مقدر کر دی۔   (یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی)

رسول ﷺ نے یہ سن کر فرمایا آج کے دن کعبہ کی تعظیم کی جائے گی،   اور اللہ تعالیٰ قریش کو عزت بخشے گا۔

عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے مشورے سے اور حکمت عملی کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے جھنڈا زبیر رضی اللہ عنہ، کے حوالے کر دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ الٹے ہاتھ پر اپنے لشکر اور قبائل کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا آپکے ساتھ تھا۔ (شعار المسلمين) ۔ (مسلمانوں کے جھنڈوں پر اس طرح لکھا ہوا تھا۔ جھنڈے تین تھے)

مہاجرین کے جھنڈے پر "یا بنی عبد الرحمن" لکھا ہوا تھا۔ اوس کے جھنڈے پر "یا بنی عبید الله" لکھا ہوا تھا۔

خزرج کے جھنڈے پر "یا بنی عبد الله" لکھا ہوا تھا۔

یہ لشکر مکہ مکرمہ میں بغیر کسی جنگ و جدل کے داخل ہو گیا اور خالد بن ولید بھی اس جھڑپ کے بعد صفا پر پہنچ گئے۔ زبیر رضی اللہ عنہ مسجد حرام کے نزدیک پہنچے اور اللہ کے رسول ﷺ کے جھنڈے کو زمین میں گاڑ دیا۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہے۔ جھنڈے کو حجون کے مقام پر گاڑا گیا۔ (1) رسول اللہ ﷺ اونٹ سے نیچے اترے۔ رسول ﷺ کے چاروں طرف اصحاب جمع ہو گئے اور اس طرح رسول ﷺ مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ رسول ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی رسول ﷺ نے (حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کیا) کعبہ کے اندر باہر تقریباً تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے اور رسول ﷺ بتوں کو اپنی لکڑی سے مارتے تھے۔ اور اس طرح فرماتے جاتے تھے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

ترجمہ: حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا۔ یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔ (سورة بنی اسرآئیل الآیة ٨١)

اس سے پہلے یہ بت جسکو وہ اپنا رب، حاجت روا اور مشکل کشا مانتے تھے اب وہ صرف ایک مٹی کا ڈھیر اور پتھر اسکے سوا کچھ نہیں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم دعا کرتے ہو اور کیا وہ تمہیں فائدہ یا نقصان دے سکتے ہیں۔ پھر رسول ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ رسول ﷺ نے کعبہ کے اندر اللہ اکبر کہا اور نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان فرمائی۔

---

(١) رواه الامام البخاري في صحيحه 669-664

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کے اندر جو تصویریں، مورتیاں اور بت تھے اور انبیاء علیھم السلام کی مورتیاں بھی تھیں رسول ﷺ نے ان سب کو باہر پھنکوا دیا۔ اس کے بعد رسول ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی اور باہر آ کر مسجد میں بیٹھ گئے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمیں (حجابہ)، (سقایا) اور بیت اللہ کی چابیاں ہمیں عطا فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں، ان کو بلاؤ۔ عثمان بن طلحہ آئے تو ان سے پوچھا، چابیاں کہاں ہیں جاؤ جا کر لے آؤ وہ چابیاں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے چابیاں اپنے ہاتھ میں لیں اور اس طرح فرمایا آج کا دن نیکیاں کرنے اور وعدہ پورا کرنے کا ہے، یہ چابیاں لو اور اپنے پاس رکھ لو۔ یہ چابیاں پہلے بنی شعبہ کے پاس تھیں اور ہم بھی آج ان ہی کو دیتے ہیں۔ یہ چابیاں کوئی نہیں لے گا مگر ظالم (یعنی جو بھی ان چابیوں کو لے گا اس نے ظلم کیا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہن جنکا نام ام ہالہ ہے، رسول اللہ ﷺ انکے گھر گئے اور غسل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ ام ہالہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے پناہ دی، یہ علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حرم میں تشریف لائے۔

وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے بوڑھے باپ جو کہ نابینا تھے حاضر ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ بوڑھے آدمی کو گھر پر ہی رہنے دیتے میں خود چل کر ان کے پاس جاتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ وہ چل سکتے ہیں (اور یہ حق ہے کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور اس طرح فرمایا: (أسلم) اسلام لے آؤ (سیدھی راہ پاؤ گے)۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد اسلام لے آئے اور حق کی شہادت دی اور کہا۔ (لا إله إلا الله محمد رسول الله)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ آئے ان کے والد کے سر کے بال سفید تھے۔ جیسے (كأنه نغامة) "ایک درخت جس کا پھل اور پھول بالکل سفید ہوتا ہے"۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (غيروا هذا بشيء) وا جتنبوا السواد[1]

(کسی چیز سے سفیدی ختم کرو، اور کالے کے قریب مت جاؤ)

جب نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کے اوپر جا کر اذان دو۔ ابوسفیان بن حرب، عتبہ بن اُسید اور حارث بن حشام کعبہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ عتبہ نے کہا، اچھا ہوا میرے باپ نے یہ اذان نہیں سنی وہ مر گئے حارث نے کہا واللہ اگر میں حق سمجھتا تو اس دین کی اطاعت کرتا۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں بولوں گا اگر بولوں تو یہ پتھر بھی بتلا دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی خبر دی۔

---

(١) الراوي: جابر بن عبدالله ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث: الألباني ، المصدر: صحيح أبي داود ، الصفحة أو الرقم:4204

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آتے ہیں اور ان سے فرماتے ہیں کہ تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا۔ حارث وعتبہ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں۔ [اشہد أن لا الہ الا اللّٰہ و أن محمدا رسول اللّٰہ] ہماری باتیں کرتے وقت وہاں پر کوئی نہیں تھا۔ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلائیں آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ (صلوات اللّٰہ و سلامہ علیہ).

فتح مکہ کے بعد نو افراد کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نو (۹) افراد کے قتل کا حکم فرمایا۔ ان تمام افراد نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی توہین کی۔ اور یہ تمام افراد کعبہ کے غلاف کے پیچھے چھپ گئے تھے۔

ان کے نام اور تفصیل اس طرح سے ہے۔

عبد العزیٰ بن خطل: عبد اللہ بن سعد بن أبی سرح ۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر پناہ چاہتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی، تو ان کو پناہ دی گئی۔

عکرمہ بن ابی جہل: (یہ چھپ کر بھاگ گئے اور بعد میں اسلام لائے)

حارث بن نفیل بن وہب: علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا۔

مقیس بن صبابہ: نمیلہ بن عبد اللہ نے ان کو قتل کیا۔

ہبار بن اسود: زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی بھاگ گیا، بعد میں اسلام لاتے ہے۔

قینتان: (یہ دو باندیاں جو اشعار کہہ کر اس میں ہجو بیان کرتی تھیں) ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری اسلام لے آئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ: آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے نجات دیتا ہے۔ تم اس کو پکارتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے، اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ ۶۳)

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور انکے خاندان کی تفصیل جو اسلام لائے

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد عبد اللہ بن عثمان أبی قحافہ اسلام لائے، ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لڑکے عبد الرحمٰن بن ابوبکر اسلام لائے، عبد الرحمٰن کے لڑکے محمد بن عبد الرحمٰن اسلام لائے۔ رضی اللہ عنہم

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ جن کا نام ائمہ ہے اسلام لائیں۔ آپ صحابیہ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا

دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

[إن مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس، فلا تحل لا مرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسفك بها دماً ولا يعضد بها شجرة، فان أحد ترخص بقتال رسول الله فيها، فقولوا له: ان الله قد أذن لرسوله، ولم يأذن لكم، وانما أذن لي فيها ساعة من نهار، وقد عادت حرمتها اليوم كحرمتها بالأمس، وليبلغ الشاهد الغايب] (۱)

ترجمہ: یقیناً مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت دی۔ اور پھر اس کی حرمت ہے قیامت تک کے لئے جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ یہاں خون ریزی کرے یا یہاں کے درخت کاٹے۔ یقیناً اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اجازت دی اور تمہیں اجازت نہیں۔ مجھ کو بھی ایک گھڑی کیلئے اجازت ملی تھی اب پھر اس کی حرمت بدستور اسی طرح لوٹ آئی جس طرح پہلے تھی۔ جو حاضر ہے وہ غائب کو یہ بات پہنچا دے۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

مزید ایک اور روایت میں اضافہ ہے۔ (یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے شکار نہ بھگایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے) البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا تعارف کرائے (اور یہاں کی گھاس نہ اکھاڑی جائے)

یہ سن کر عباس رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا:

یا رسول اللہ ﷺ ألا الإذخر، مگر اِذخر۔ (جو ہمارے گھروں کی ضرورت کی چیز ہے)۔

رسول ﷺ نے فرمایا: إلا الإذخر (۲) مگر اِذخر (۳)

مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام اُنیس (۱۹) دن تک رہا۔ اس عرصہ میں آپ نمازیں قصر پڑھتے تھے، (دو رکعت نماز قصر) اور افطار کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب تمام امور سے اطمینان حاصل ہوا تو اس کے بعد آپ ﷺ نے شرک اور کفر کو مٹانے کے لیے پتھر کے بت جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اسی کو اپنا حاجت روا سمجھتے تھے ان کو توڑنے کے لیے اپنے اصحاب کو روانہ فرمایا۔ ان واقعات کا بیان اختصار کے ساتھ اگلے صفحات پر ہیں۔

---

(۱) أخرجه البخاري في المغازي باب حدثني محمد بن بشار حديث رقم:4295، مسلم في الحج باب تحريم مكة وصيدها الحديث 1354، والترمذي 809، الحج باب ما جاء في حرمة مكة (۲) أخرجه البخاري: حديث رقم 2432 و في مسلم: حديث رقم: 1353 (۳) اِذخر: عرب کی مشہور گھاس جو کہ لوہار اور گھروں کی ضرورت کی چیز ہے۔ چائے اور دوا کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بتوں کو توڑنے کا حکم دیا گیا

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزیٰ بت توڑنے کا حکم فرمایا:

رمضان المبارک مہینہ ختم ہونے میں پانچ (۵) دن باقی تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عزیٰ بت توڑنے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک سوتیں (۱۳۰) افراد تھے اور اس بت کی پرستش قبیلہ قریش اور کنانہ کرتے تھے۔ خالد بن ولید گئے اور توڑ کر واپس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے کچھ دیکھا، خالد رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر جاؤ اور توڑ دو۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پھر گئے اور اپنی تلوار نکالی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سامنے (کھلے بال والی ننگی کالی عورت نکلی) اور اسکے ساتھ اس کے خدمت گار بھی تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار ماری اور اسکے دو ٹکڑے کر دیئے، واپس آئے اور بتلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عزیٰ جو تمہارے ملک میں پوجی جاتی تھی۔ آج ختم ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سواعن بت توڑنے کا حکم فرمایا:

عمرو بن العاص کو بت سواعن کو توڑنے بھیجا گیا۔ یہ صنم مکہ مکرمہ سے تین (۳) میل دور تھا۔ عمرو بن العاص اس جگہ پہنچے وہاں کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ تم اس کو نہیں توڑ سکتے۔ کس لئے آئے ہو کیا چاہتے ہو۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اسکو توڑنے کا۔ (یہ تمہارا صنم نہ سن سکتا ہے اور نہ کچھ کر سکتا ہے) اور اگر یہ کچھ کر سکتا ہے تو اپنے آپ کو بچالے۔ یہ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے اسکو توڑ دیا اور اسکے خزانہ کو بھی توڑ دیا۔ وہاں پر کچھ بھی نہیں تھا، پھر آپ نے ان تمام لوگوں سے کہا "اَسلموا للّٰہ" اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو منات بت توڑنے کا حکم فرمایا:

اس صنم کی پوجا قبیلہ اوس اور خزرج کرتے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں کے شرفاء اور تمام لوگ کہنے لگے، تم منات کو توڑ دینا چاہتے ہو۔ تم کیا جانو اگر توڑ سکتے ہو تو کوشش کر کے دیکھ لو۔ سعد رضی اللہ عنہ تلوار لے کر آگے بڑھے۔ سامنے سے ایک کالی عورت نکلی، ننگ دھڑنگ، کھلے بالوں والی جو اپنا سینہ پیٹ پیٹ کر زور زور سے چلا رہی تھی۔ اسکو پوجنے والے کہنے لگے ہمیں اور اپنے آپ کو بچالے۔ سعد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اسکو قتل کر دیا۔ اس طرح یہ پتھر کے صنم اور ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ اس طرح رب العالمین نے اپنے نبی ﷺ کو جو اپنے ہی وطن سے نکالے گئے تھے فتح و نصرت عطا فرمائی، طاقت و عزت عطا فرمائی اور دین اسلام کا بول بالا کیا۔ بنی نوع انسان کو ضلالت و گمراہی سے بچالیا۔ اس فتح کے بعد اللہ کے دین میں جوق در جوق کی طرح لوگ داخل ہونے لگے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ مکرمہ کے بعد کے اہم واقعات

علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

"أن رسول الله ﷺ نهى عن متعة النساء يوم خيبر، وعن أكل لحوم الحمر الاسية " (١)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: جنگ خیبر کے دن (عورتوں کے ساتھ متعہ کو) اورشہری گدھوں کے گوشت کو (حرام کھانے سے منع فرمایا)۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت اس طرح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وعن اكل لحوم الحمر الانسية " (٢)

ترجمہ: اورشہری گدھوں کے گوشت کو کھانے کی ممانیت فرمائی۔

أن رسول الله ﷺ نهى، يوم الفتح، عن متعة النساء (٣)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ کو۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رخص رسول الله ﷺ عام أوطاس، في متعة ثلاثة. ثم نهى عنه" (٤)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اجازت دی تھی عورتوں کے ساتھ متعہ کی صرف تین (٣) دن کیلئے اور پھر رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمادیا۔

اہل علم فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ مکرمہ کے روز ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کیں اور رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔ ایک ہی وضو سے مختلف نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں اور موزوں کے اوپر مسح بھی کیا جاسکتا ہے۔

(یہ طریقہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے)

(١) الراوي: علي بن أبي طالب، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم: 4216 (٢) الراوي: علي بن أبي طالب، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث:مسلم، المصدر: المسند الصحيح، الصفحة أو الرقم: 1407 (٣) الراوي: سبرة بن معبد الجهني ـ خلاصة الدرجة: صحيح ـ المحدث:مسلم ـ المصدر:المسند الصيح ـ الصفحة أو الرقم:1406 (٤) الراوي: سلمة بن الأكوع، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: مسلم، المصدر: المسند الصحيح، الصفحة أو الرقم:1405

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۃ حنین (شوال ۸ ہجری)

غزوۃ حنین کو (غزوۃ اوطاس) و (غزوۃ ھوازن) بھی کہا جاتا ہے۔

اوطاس ایک مقام کا نام ہے، وہاں کے رہنے والوں کو ہوازن کہتے ہیں۔ اس معرکہ کو ہوازن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس غزوۃ میں بہت سے افراد ہوازن کے قتل کردیئے گئے تھے۔ جس مقام اور وادی کے پاس یہ معرکہ وقوع پذیر ہوا وہ مقام حنین تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ کچھ قبائل جمع ہو کر اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کررہے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ ہوازن، ثقیف اور ان کے ساتھ (النصری، معز ،جشم اور سعد بن بکر) اور کچھ افراد بنی ہلال کے بھی شامل ہوگئے۔ یہ تمام قبائل جمع ہو کر (مالك بن عوف النصری) کے پاس جمع ہوئے اور طے کیا کہ مسلمانوں پر یلغار کی جائے اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات کی تحقیق اور معلومات حاصل کرنے کیلئے اپنا ایک شخص روانہ فرمایا، اس واقعہ کے راوی سھل بن حنذالیه نے اس طرح بیان کیا ہے جس شخص کو تحقیق کیلئے بھیجا گیا تھا اس نے آ کر اس طرح بتلایا کہ وہ تمام قبائل ایک مقام ہوازن میں جمع ہو چکے ہیں اور ان سب کے ساتھ ان کے بال بچے اور عورتیں اور ان کا مال ومتاع اور مویشی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: (تِلكَ غَنِيمة المُسلِمِين غداً) كل إن شاء الله یہ مال غنیمت مسلمانوں کا ہوگا۔ (ابوداؤد۔ اس کی تصدیق حافظ ابن حجر نے فرمائی)

مالك بن عوف النصری ان تمام قبائل کا سردار تھا اور سب اس کا حکم مانتے تھے۔ اس نے سب کو حکم دیا کہ اس معرکے میں اپنے مال مویشی، عورتیں اور بچے لے کر چلیں۔ ہمیں یہ جنگ لڑنی ہے، بھاگنا نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ ہمارا مال مویشی، عورتیں اور بچے ہیں۔ یہ لشکر چلتا ہوا اوطاس کے مقام پر پہنچا۔ وہاں پر ایک شخص جس کو درید بن صمہ کہتے ہیں، اس سے ملاقات ہوئی وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور تجربہ کار بہادر جنگجو رہ چکا تھا۔ اس نے دریافت کیا کہ تم اب کس وادی میں ہو جواب دیا گیا اوطاس میں اس نے کہا یہ سواروں کی بہترین جگہ ہے، نہ پتھریلی اور نہ کھائی دار ہے۔ بہت ہی مناسب اور بہتر جگہ ہے اس نے پھر دریافت کیا کہ کیا بات ہے میں اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں اور بکریوں کی آوازیں اور بچوں کے رونے کی آوازیں سن رہا ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا مالک بن عوف النصری اپنے ساتھ عورتیں، بچے اور مویشی کھینچ لایا ہے۔ درید نے مالک کو بلایا اور پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا میں نے یہ مناسب سمجھا ہر آدمی کے پیچھے اس کا مال اور اہل لگا دوں تا کہ وہ ان کی حفاظت کے جذبے کے ساتھ جنگ کرے درید نے کہا واللہ تم نرے بھیڑوں کے چرواہے ہو۔ بھلا شکست کھانے والے کو کوئی چیز روک سکتی ہے۔ اگر جنگ میں تم غالب رہے تو تم تلوار اور ڈھالوں سے مسلح افراد ہی کافی ہیں اور اگر شکست کھا گئے تو پھر تمہیں اپنے اہل اور مال کے سلسلے میں رسوا ہونا پڑے گا۔ اے مالک تم نے بنو ہوازن کی عورتوں اور بچوں کو لا کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوئی صحیح کام نہیں کیا۔ انہیں ان کے علاقے کے محفوظ مقام پر پہنچا دو۔ اس کے بعد گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر بے دینوں سے ٹکرلو۔ اگر تم نے فتح حاصل کی تو پیچھے والے تم سے آن ملیں گے اور اگر تمہیں شکست سے دوچار ہونا پڑا تو تمہارے اہل وعیال اور مال مویشی بہرحال محفوظ رہیں گے۔ مالک بن عوف نے اسکی بات نہ مانی اور کہا اب تم بوڑھے ہو چکے ہو اور تمہاری عقل بھی بوڑھی ہو چکی ہے۔ واللہ ہوازن میری اطاعت کریں گے اور اس نے سب کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ ہی لے چلو، درید کی بات کسی نے نہ مانی۔ درید نے کہا کاش میں جوان ہوتا۔ اس نے اُس طرح کہا۔

یالیتنی فیھا جذع أخب فیھا واضع

اقود وطفاء الدمع کأنھا شاۃ صدع

''کاش میں اس وقت جوان ہوتا۔ اور جوانوں کی طرح بھاگ دوڑ کرسکتا''۔

''لمبے ٹانگوں اور بال والی بکری کی طرح، گھوڑے کی قیادت کرتا ''۔

مکہ مکرمہ سے رسول اللہ ﷺ شوال کے مہینہ میں سنۃ (۸) ہجری میں غزوۂ حنین کے لئے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) افراد تھے۔ دس ہزار (۱۰۰۰۰) افراد جو کہ فتح مکہ مکرمہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تھے۔ اصحاب کرام اجمعین اور دو ہزار (۲۰۰۰) افراد مکہ مکرمہ سے ساتھ ہوئے جن میں اکثر وہ تھے جو ابھی ابھی اسلام لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں عتاب بن اسید کو امیر مقرر فرمایا۔ (ہم ان واقعات کو مختصر درج کررہے ہیں)

مشرک سے ہتھیار کی اعانت حاصل کی گئی

صفوان بن امیہ جو کہ ابھی تک شرک پر قائم تھے اور ان کے پاس تلواریں، زرہ بکتر وغیرہ جنگی ہتھیار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو بلایا اور کہا ہمیں دشمن سے لڑنے کیلئے تمہارے پاس جو ہتھیار ہیں وہ چاہئیں۔ صفوان نے کہا ''اے محمد (ﷺ) کیا طاقت سے یا زبردستی لینا چاہتے ہو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''زبردستی نہیں ان کو لوٹانے کی ذمہ داری ہماری ہے۔'' صفوان نے کہا ''میں نے وہ ہتھیار آپ کو دیئے۔'' اللہ کے رسول ﷺ اس مشرک سے زبردستی لڑ کر چھین کر لینے کی طاقت رکھتے تھے مگر (آپ نبی کریم رحمۃ للعالمین ہیں) اس روایت کو حاکم وبیہقی نے روایت کیا ہے۔ یہ صحیح روایت ہے

اہل علم فرماتے ہیں: (مشرک سے اعانت نہیں لی جاتی مگر جنگ کے ہتھیار مستعار لئے جاسکتے ہیں سخت ضرورت کے وقت ہی)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلامی لشکر چلتے ہوئے ایک مقام پر پہنچا جہاں پر ایک بہت بڑا درخت تھا۔ جاہلیت کے دور میں عرب مشرکین اس پر اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ اور اس کے پاس جانور ذبح کرتے تھے۔ اور اس عمل سے وہ برکت حاصل کرتے تھے۔ اس عمل کو (ذات انواط) کہا جاتا تھا۔ اور اس درخت پر ہتھیار لگا کر فتح ونصرت حاصل کی جاتی تھی۔ اس لشکر میں بہت سے نئے مسلمان تھے جن کے دلوں میں ابھی تک یقین اور تقویٰ پورا نہیں تھا اور ابھی ابھی اسلام لائے تھے اور کچھ لوگوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ ہم کو بھی اس درخت پر ہتھیار لگانے کی اجازت دی جائے۔ ہمارے لئے بھی ذات انواط بنا دیجئے۔ یہ سن کر رسول ﷺ نے فرمایا اللّٰہ اکبر اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم نے بھی وہی بات کہی جیسی موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی۔[اجعل لنا إلٰها كما لهم ألهة] (1) (ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جس طرح ان کے لیے معبود ہیں) رسول کریم ﷺ نے تمام لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ جہالت کے کام ہیں۔ اور اس بات کی تبلیغ فرمائی کہ جس سے ان کا اعتقاد درست ہو جائے اور راستہ میں چلتے وقت بعض لوگوں نے اپنے لشکر کی بڑی تعداد کو دیکھ کر فخر و غرور کرنے لگے تھے۔ کثرت تعداد اور اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے لگے تھے کہ ہمیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔ یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کو بہت ناگوار گزری اور آپ نے بہت برا محسوس کیا۔ مالک بن عوف کا لشکر حنین کے مقام پر پہنچتے ہی رات ہی کو تمام راستوں، گزرگاہوں، گھاٹیوں، پوشیدہ، جگہوں اور دروں میں پھیل چکا تھا۔ اور اس نے مورچہ سنبھالنے کے بعد، حکم دیا مسلمان جیسے ہی نمودار ہوں انہیں تیروں سے چھلنی کر دینا اور ان پر اچانک ٹوٹ پڑنا۔ اور سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کی ترتیب فرمائی اور پھر صبح کے وقت مسلمان آگے بڑھے اور پہاڑ کے اوپر چڑھ کر وادی حنین میں ڈھلان سے نیچے اترنے لگے۔ ان کو دشمن کے وجود کا قطعی علم نہ تھا اور وہ سب بے خبری کے عالم میں پورے اطمینان کے ساتھ اتر رہے تھے۔ اچانک ان پر تیروں کی بارش شروع ہوگئی اور پھر کفار نے گھوڑوں کے دستوں کے ساتھ حملہ شروع کر دیا۔ ابتری پھیل گئی اور سب حیران و پریشان تھے کیا کریں اور کس طرف جائیں۔ اس اچانک حملے سے مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں۔ پہاڑوں کی ڈھلان سے اترنا چڑھنا محال تھا۔ تیروں کی برسات اور گھوڑوں کے دستوں کا حملہ جس کی وجہ سے اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ رہے تھے اور گر رہے تھے۔ لوگ اپنے اونٹوں کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ کسی کو کسی کا ہوش نہ تھا۔ جب تمام لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے خاندان والے ایک مقام پر رک کر مقابلہ کر رہے تھے۔ اور آپ کے ساتھ اہل بیت، مہاجرین اور انصار تھے ان کے نام: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اور انکے لڑکے ربیع اور فضل ابن عباس اور اُسامہ بن زید، ایمن ابن ام ایمن رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں یہ تمام افراد جو اس جنگ میں بھاگے نہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ اس معرکہ میں موجود تھے سب لوگ بھاگ گئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صرف اسی (۸۰) افراد تھے۔ جو مہاجرین و انصار سے تھے۔ اس روایت کو احمد نے بیان کیا ہے۔

---

(۱) ترمذي فتن، باب لتركبن سنن من كان قبلكم 41/2 مسند احمد 281/5

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں معرکہ حنین میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ نبی ﷺ کے ساتھ تقریباً (۱۰۰) افراد موجود تھے اور باقی تمام بھاگ کھڑے ہوئے۔ (ترمذی میں حافظ ابن حجر نے اس کی تصدیق فرمائی رحمۃ اللہ)

غزوہ حنین میں اللہ کے رسول ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش

ابن سعاد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

عام الفتح میں جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس وقت ایک شخص جس کا نام شیبہ بن عثمان تھا، اس نے عزم کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کروں گا اور تمام قریش کا بدلہ لونگا۔ اس طرح تمام عرب میں میرا نام ہوگا اور تمام عرب میری اتباع کریں گے۔ میں کبھی بھی محمد (ﷺ) کی اتباع نہیں کروں گا۔ یہ شخص مصمم ارادہ کر کے موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے اسی معرکہ میں اس موقع کو غنیمت جانا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر سے اتر کر کافروں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ رسول ﷺ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ یہ شخص تلوار تان کر آگے بڑھا اور حملہ کرنے ہی والا تھا، وہ شخص کہتا ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے بجلی چمکی اور آگ کے شعلے ظاہر ہوئے میں کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ شعلوں کی گرمی کی وجہ سے میں نے دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا۔ (سورة المائدة، الآية: ٦٧)

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی [يـا شيبـه إدنـو مني] (اے شیبہ میرے پاس آؤ) اور میں چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا [اللهم أعذه من الشيطان] (الٰہی اسکو شیطان سے پناہ میں رکھ)۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے مارنے آئے تھے اور اب میرے ساتھ مشرکین سے لڑو۔ میں تلوار تھام کر مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں شامل ہو گیا اور میں یہ خواہش کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو، اگر کوئی تکلیف آنی ہو تو مجھے آجائے۔ میں صرف آپ کے چہرے کو دیکھنے کی تمنا رکھتا تھا اور آپ کے چہرۂ مبارک سے نظر ہٹانا مجھے گوارہ نہیں تھا۔ اس معرکہ کے بعد سب سے پہلے میں رسول اللہ ﷺ کے خیمہ میں گیا تا کہ آپ کے چہرۂ مبارک کا دیدار کروں، مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ یا شیبہ اللہ تعالیٰ نے بھلائی چاہی ہدایت فرمائی۔

اس کے بعد میں نے حق کی شہادت دی، [أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا رسول الله]

میں نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے میری مغفرت کی دعا فرمائیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [غفر الله لك]۔ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی"

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ہم نے فتح مکہ مکرمہ کے بعد حنین پر چڑھائی کی، مشرکین اتنی عمدہ صفیں بنا کر آئے جو میں نے کبھی نہیں دیکھیں۔ سواروں کی صف اور اس کے پیچھے پیادوں کی صف، پھر ان کے پیچھے عورتیں اور بھیڑ بکریاں دوسرے جانور چوپائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہم لوگ بڑی تعداد میں تھے۔ (صحیح مسلم)

اور جب لوگ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بے نظیر شجاعت سے مقابلہ کر رہے تھے۔ اس طرح فرماتے تھے۔

"أنا النبي لا كذب ، أنا ابن عبد المطلب"[١]

ترجمہ: میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اس وقت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی اور عباس رضی اللہ عنہ نے رکاب تھام لی یہ دونوں خچر کو روک رہے تھے کہ کہیں تیزی سے آگے نہ بڑھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ صحابہ کرام کو آوازیں دو۔ یا معشر الأنصار! ، یا معشر الأنصار! یا اصحاب سمرہ (وہ اصحاب جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی) عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، واللہ وہ لوگ میری آواز سن کر اس طرح مڑے جیسے گائے اپنے بچوں پر مڑتی ہے اور جواباً کہا یا لبیك ؟یا لبیك !ہاں آئے ، ہاں آئے۔ حالت یہ تھی کہ آدمی اپنے اونٹ کو موڑنے کی کوشش کرتا اور نہ موڑ پاتا تو اپنی زرہ اس کی گردن میں ڈال پھینکتا اور اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر اونٹ سے کود جاتا اور اونٹ کو چھوڑ کر آواز کی جانب دوڑتا۔ اس طرح جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے تو انہوں نے دشمن کا مقابلہ بہتر طریقہ سے کرنا شروع کیا اور لڑائی شروع کر دی۔

ادھر مسلمان دستوں نے جس رفتار سے میدان چھوڑا تھا، اسی رفتار سے ایک کے پیچھے ایک آتے چلے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے فریقین میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے میدان جنگ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا، گھمسان کا رن پڑ رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [انهزموا ، ورب محمد!][٢] (شکست کھاؤ محمد کے رب کی قسم) پھر آپ نے زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر دشمن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: [شاهت الوجوه] (چہرے بگڑ جائیں) یہ مٹھی بھر مٹی اس طرح پھیلی کہ دشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس مٹی سے نہ بھر گئی ہو۔ اس کے بعد دشمن کی قوت ٹوٹتی چلی گئی اور ان کا کام زوال پذیر ہوتا چلا گیا۔ مٹی پھینکنے کے بعد تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دشمن کو شکست فاش ہو گئی۔ ثقیف قبیلہ کے تقریباً ستر (۷۰) آدمی قتل کیے گئے اور ان کے پاس سے مال، ہتھیار، عورتیں اور بچے سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم فرمایا۔[٣]

---

(١) الراوي : أبو اسحاق ،خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم :4315

(٢) أخرجه مسلم في الجهاد باب في غزوة حنين حديث رقم : 1775، وأحمد في المسند:207/1

(٣) أخرجه مسلم في باب غزوة حنين حديث رقم: 1777

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ حنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے۔ اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے۔ پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا۔ (سورة التوبه، الآية ٢٥-٢٦)

عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اس معرکہ میں دس (۱۰) افراد بھاگے نہیں بلکہ نبی ﷺ کی حفاظت کرتے رہے۔

جن میں (ابوبکر رضی اللہ عنہ) (عمر رضی اللہ عنہ) (علی رضی اللہ عنہ) (عباس رضی اللہ عنہ)

(فضل بن عباس رضی اللہ عنہ) (ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ) (ربیع بن حارث رضی اللہ عنہ)

(اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ) (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) (ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ)

یہ تمام افراد رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے۔ اسی معرکہ میں اُسامہ رضی اللہ عنہ کے بھائی شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی پوری ہوئی مال غنیمت حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح ونصرت عطا فرمائی۔

غزوۂ حنین سے بھاگنے والے مشرکین کا تعاقب

شکست کھانے کے بعد کافروں نے راہ فرار اختیار کی یہ تمام تین گروہ میں تقسیم ہو گئے۔

۱۔ ایک گروہ کچھ افراد کے ساتھ نخلہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

۲۔ دوسرا گروہ اوطاس کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

۳۔ تیسرہ گروہ جن میں بہت زیادہ افراد تھے وہ تمام طائف کی طرف بھاگ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے کچھ افراد کو نخلہ کی طرف بھیج کر اُن کا پیچھا کروایا۔ اُن سے مقابلہ ہوا اور کچھ افراد کو پکڑ لیا گیا اور کچھ افراد بھاگ گئے۔ اُن کے سردار درید بن صمہ کو پکڑ لیا گیا اس کو ربیعہ بن رفیع نے قتل کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اوطاس کی طرف بھاگنے والوں کا تعاقب کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ نے أبا عامر الا شعری رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں مسلمانوں کی جماعت کو روانہ فرمایا۔ اِن کے ساتھ أبی موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اس واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ اسی معرکہ میں أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ کی گردن پر تیر آ کر لگا اور وہ زخمی ہو گئے اور ایک شخص جس کا نام جشمیں تھا یہ تیر اس نے چلایا تھا میں نے جب دیکھا تو أبو عامر سے پوچھا۔ چاچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے، أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس شخص کا پیچھا کیا۔ وہ شخص مجھ کو آتا ہوا دیکھ کر بھاگ رہا تھا۔ میں نے اسے پکار کر کہا [ألا تستحي] تجھ کو شرم نہیں آتی کہ بھاگ رہا ہے رکتا کیوں نہیں مقابلہ کر یہ سن کر وہ رک گیا۔

ہم دونوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دو وار کے بعد میں نے اسے قتل کر دیا مشرک تھا اسے ڈر اور خوف تھا مگر جب اسے طعنہ دیا تو وہ رک گیا کیونکہ عرب بہادر ہوتے ہیں بزدلی کا طعنہ برداشت نہیں کر سکتے۔

میں نے واپس آ کر أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے دشمن کو قتل کر دیا۔ أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے تیر نکالنے کو کہا، میں نے تیر نکالا تو وہاں سے پانی نکلا۔ أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا۔ میرے بھائی کے بچے رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام دو اور کہو کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں اور آپ نے مجھے لشکر کا امیر منتخب فرمایا اور أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

اس معرکہ کے بعد میں واپس آیا اور نبی ﷺ کے پاس گیا۔ اس وقت نبی ﷺ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر چادر تھی آپ کے بستر اور آپ کے بازؤں پر رمل (صحرائی مٹی) تھی۔ میں نے اس واقعہ کی تفصیلات بتائیں اور أبو عامر الا شعری رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا اور میں نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ أبی عامر آپ کو سلام کہتے تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ أبی عامر نے درخواست کی کہ آپ ان کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنے کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اس طرح فرمایا [اللهم اغفر لأبي عامر عبدك] '' الٰہی اپنے بندے أبی عامر کی مغفرت فرما '' اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے اصحاب کرام دعا کی درخواست کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پہلے وضو فرماتے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے تھے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ دعا فرما رہے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ یہاں تک کے آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا۔ [اللهم اجعله يوم القيامة فوق كثير من خلقك ، أو من الناس]

اے الٰہی روز قیامت اپنے بندوں میں اونچا اور بڑا مقام عطا فرما۔

اس پیاری دعا کو سن کر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی گذارش کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی دعا فرما دیجئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح فرمایا۔ [اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه، وأدخله يوم القيامة مدخلاً كريماً]
الٰہی مغفرت فرما عبداللہ بن قیس کے گناہوں سے، اور روز قیامت کرم فرما۔
ابو بردہ: فرماتے ہیں: پہلی دعا (ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ) کیلئے کی گئی،
دوسری دعا، ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے لئے کی گئی۔ (۱)

غزوہ طائف

حنین کے معرکہ میں پسپا ہو کر مشرکین اپنے سردار مالک بن عوف نصری کے ساتھ طائف کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور وہاں پر ایک قلعہ میں اپنے آپ کو محصور کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حنین سے فارغ ہونے کے بعد طائف جاتے ہیں اور قلعہ کے قریب خیمہ زن ہو کر ان کا محاصرہ کرتے ہیں۔ دوران محاصرہ دونوں طرف سے تیراندازی ہوتی رہی۔ پہلے دن بہت تیزی سے قلعہ کی طرف سے تیر برسائے گئے۔ اس سے بہت سے مسلمان زخمی اور شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف پر حملے کیلئے منجنیق بھی نصب کروائی مگر معرکہ حنین میں اس سے بھی کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ محاصرہ چالیس (40) راتوں تک جاری رہا۔ (*اہل سیرت کا ایام کے بارے میں اختلاف ہے*) اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ قلعہ میں محصور افراد کے پاس کھانا پانی وغیرہ سال بھر کا اناج موجود ہے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے منادی کروائی جو بھی قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان کے دوران وہاں سے تیئیس (23) افراد باہر آئے۔ اور ان میں ابو بکر ثقفی بھی تھے، جو بعد میں اصحاب نبی کہلائے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اعلان کروایا [إنا قافلون غداً - إن شاء الله] ہم إن شاء اللّٰہ کل واپس ہونگے۔
یہ اعلان صحابہ کرام پر گراں گزرا وہ کہنے لگے ہم طائف فتح کیے بغیر واپس ہوں گے اس طرح کیسے ہوگا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تو کل صبح لڑائی پر چلے جاؤ۔ چنانچہ دوسرے دن لڑائی پر گئے بہت سے لوگ زخمی ہوئے کچھ حاصل نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: [إنا قافلون غداً - إن شاء الله] ہم ان شاً اللہ کل واپس ہونگے۔ یہ سن کر لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے۔ (۲)

---

(۱) أخرجه البخاري في المغازي باب غزاة أوطاس حديث رقم:4323 مسلم في فضائل الصحابة حديث رقم:2498

(۲) أخرجه البخاري في المغازي باب غزوة الطائف الحديث رقم: 1778

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصحاب کرام نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اہل ثقیف کیلئے دعا فرمائیں۔ *(جب بھی رسول اللہ ﷺ سے دعا کیلئے گذارش کی جاتی رسول اللہ ﷺ فوراً دعا فرماتے)*

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے: [اللھم اھد ثقیفاً] (۱)

ترجمہ: الٰہی ثقیف، کو ہدایت عطا فرما،

یہ دعا رسول اللہ ﷺ کی ثقیف والوں کیلئے تھی۔ *(قبیلہ ثقیف سے عروہ بن مسعود، آتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں)*

عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس آ گئے، عروہ بن مسعود آتے ہیں اور اسلام لاتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے وقت عروہ بن مسعود آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور واپس اپنی قوم قریش میں جا کر اس طرح بیان کرتے ہیں۔ میں نے فارس اور روم اور نجاشی ان تمام کے دربار دیکھے مگر جو عزت و احترام اصحاب رسول ﷺ اپنے رسول ﷺ کا کرتے ہیں ویسا میں نے کہیں پر نہیں دیکھا۔ یہ وہی عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن اسحاقؒ اس طرح فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے طائف سے چلے جانے کے بعد عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کا پیچھا کرتے ہوئے ڈھونڈتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں، نبی ﷺ سے ملکر حق کی شہادت دیتے ہیں۔ اور اسلام قبول فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں۔ کیا میں اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے جیسے سنا ہے کہ تمہاری قوم لڑاکو اور سختی پر ہے وہ تمہیں قتل نہ کر دیں۔ انہوں نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی قوم میں بہت مقبول ہوں اور وہ مجھ سے بہت پیار و محبت کرتی ہے۔ ان میں سختی بھی ہے اور محبت بھی ہے۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے، تاکہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں اور جب وہاں پہنچے تو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو بتلایا، کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور ان کو دین اسلام کے بارے میں بتلانے لگے۔ یہ سنتے ہی ان پر چاروں طرف سے ان کی قوم و قبیلے کے لوگوں نے تیروں کی برسات کر دی۔ آپ کو تیر لگا اور آپ زخمی تھے، خون بہہ رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تم اپنے خون میں کیا دیکھتے ہو۔ جواب اس مومن کا یہ تھا۔ میں اپنے خون میں دیکھتا ہوں یہ اللہ کا کرم ہے جو مجھے حاصل ہوا، اور یہ وہ راستہ ہے جو ہدایت کا راستہ ہے اور یہ وہ شہادت ہے جو شہیدوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو شہید رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شہادت حاصل کر گئے، مجھ سے پہلے مجھے بھی ان کے ساتھ دفن کرنا۔ یہ عروہ بن مسعود تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ کی اتباع کی۔ انہی کی قوم نے ان کو قتل کر دیا اور وہ شہادت کا اعلیٰ درجہ پا گئے۔ *(رحم اللہ رضی اللہ عنہ)* اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو جائے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي في المناقب باب مناقب ثقيف وبني حنيفة حديث رقم: 3942

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ طائف سے نکل کر پھر واپس (جعرانہ) تشریف لاتے ہیں۔ وہاں پر کئی راتیں رسول ﷺ نے قیام فرمائیں اور مال غنیمت تقسیم کیے بغیر ٹھہرے رہے۔ آپ انتظار فرما رہے تھے کہ ہوازن سے جو لوگ بھاگ گئے تھے شاید وہ واپس آ جائیں اور تائب ہو جائیں۔ (تو ان کو انکی عورتیں، بچے اور ان کا مال، لوٹا دینگے)۔

مال غنیمت کی تقسیم۔ رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی

رسول اللہ ﷺ نے (جعرانہ) میں کئی دن انتظار کرنے کے بعد مال غنیمت کی تقسیم فرمائی۔ وہ تمام افراد جو ابھی ابھی اسلام لائے ان میں مکہ کے قبائل کے سردار بھی تھے۔ ان کا دل جوڑنے اور انہیں مالی امداد دی جائے تا کہ وہ اسلام پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ آپ نے مال کی تقسیم شروع کی۔ ابوسفیان بن حرب کو چالیس (۴۰) اوقیہ چاندی دی گئی اور ایک سو (۱۰۰) اونٹ عطا کیے گئے۔ حکیم بن حزام کو سو (۱۰۰) اونٹ عطا کئے گئے۔ صفوان بن امیہ کو سو (۱۰۰) اونٹ عطا کیے گئے، پھر اور ایک سو (۱۰۰) اونٹ، پھر اور ایک سو (۱۰۰) اونٹ اس طرح تین سو اونٹ دیئے گئے۔ حارث بن حارث کلدہ، کو سو (۱۰۰) اونٹ عطا کیے۔ اور باقی تمام قریش اور روسائے عرب، کو سو، سو (۱۰۰) اونٹ عطا فرمائے اور بہت سے افراد کو پچاس، پچاس (۵۰) اور کئی افراد کو چالیس، چالیس (۴۰) اونٹ عطا کیے، یہاں تک کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ محمد ﷺ اس طرح بے دریغ عطیہ دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو فقر کا اندیشہ ہی نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اونٹ، بکریاں اور چاندی یہ تمام مال دولت ان تمام کو تقسیم فرما دیا۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)

مال کی طلب میں عرب بدو آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ ﷺ کو ایک درخت کی جانب سمٹنے پر مجبور کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا "اے لوگو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس (تہامہ) گھاس کی تعداد میں بھی چوپائے ہوں، تو میں انہیں بھی تم پر تقسیم کروں گا۔ تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے، نہ بزدل اور نہ جھوٹا" یہ تقسیم رسول کریم ﷺ کی مدبرانہ حکمت عملی تھی۔

ابو اسحاق نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: کہ رسول کریم ﷺ نے قریش اور قبائل کے سرداروں کو اتنے بڑے بڑے عطیے دیئے اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ ان میں بہت سی چہ میگوئیاں ہوئیں۔ یہاں تک کہ ایک کہنے والے نے کہا: "اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے جا ملے ہیں۔" اور ہمیں بھول گئے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس حاصل شدہ مال غنیمت میں جو کچھ تقسیم کیا ہے اس پر انصار اپنے جی ہی جی میں آپ پر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ آپ نے اسے اپنی قوم میں ہی تقسیم فرما دیا۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے سعد! اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" انہوں نے فرمایا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی تو اپنی قوم ہی کا ایک فرد ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو اپنی قوم کو اس جگہ میں جمع کرو۔"

(کچھ روایتوں میں ہے کہ صرف انصار کو جمع کرو)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سعد رضی اللہ عنہ نے نکل کر تمام انصار کو اس مقام پر جمع کیا۔ ان میں کچھ مہاجرین بھی آ گئے تھے۔ ان کو بھی داخل ہونے دیا گیا۔ کچھ دوسرے لوگ آئے۔ ان کو واپس کر دیا گیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے تمام، قبیلہ انصار، جمع ہو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ اما بعد: " ألا ترضون أن يذهب الناس بالشاة والبعير، وتذهبون برسول الله ﷺ؟ قالوا: بلى، قال: لو سلك الناس وادياً، وسلكت الأنصار شِعْباً؛ لسلكت واديَ الأنصار أو شِعْب الأنصار" (۱)

ترجمہ: اے انصار! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ۔ ان سب نے کہا: ہم اس بات سے راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سارے لوگ ایک راہ پر چلیں اور انصار دوسری راہ پر چلیں تو میں بھی انصار ہی کی راہ پر چلوں گا۔

دوسری روایت میں مزید اس طرح بھی ہے۔ انصار کے لوگو! تمہاری یہ کیا چہ میگوئیاں ہیں جو میرے علم میں آئی ہیں۔ اور یہ کیا ناراضگی ہے جو، جی ہی جی میں تم نے مجھ سے محسوس کی ہے۔ کیا ایسا نہیں کہ میں تمہارے پاس اس حالت میں آیا کہ تم گمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔ تم محتاج تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی بنا دیا۔ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل جوڑ دیئے۔" یہ سن کر لوگوں نے کہا: "کیوں نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بڑا فضل وکرم ہے" اس کے بعد رسول ﷺ نے فرمایا: "انصار کے لوگو! مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟" انصار نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ بھلا ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فضل وکرم ہے)" رسول ﷺ نے فرمایا: "دیکھو اللہ کی قسم! اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو اور تم سچ ہی کہو گے اور تمہاری بات سچ ہی مانی جائے گی۔ کہ آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس وقت ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپ کو دھتکار دیا گیا، ہم نے آپ کو ٹھکانا دیا۔ آپ محتاج تھے، ہم نے آپ کی غم خواری کی۔ اے انصار کے لوگو! تم اپنے جی میں دنیا اور اس کی عارضی دولت کے لئے ناراض ہو گئے۔ اور میں نے اس تقسیم سے اس ذریعے سے لوگوں کا دل جوڑا ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ تم کو تمہارے اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔"

---

(۱) صحيح البخاري: كتاب المغازي: باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان. وصحيح مسلم: كتاب الزكاة: باب اعطاء المؤلفة قلوبهم على الاسلام، رقم:133-135

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

'' اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔ اے اللہ! رحم فرما، انصار پر اور ان کے بیٹوں پر اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر۔'' (۱)

رسول اللہ ﷺ کا یہ خطاب سن کر لوگ اس قدر روئے، کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں۔ کہنے لگے: ''ہم راضی ہیں۔ ہمارے حصے میں رسول اللہ ﷺ ہوں۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے اور لوگ بھی بکھر گئے۔ (۲)

ہوازن کے وفد کی آمد

غنیمت تقسیم ہو جانے کے بعد ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا۔ یہ تمام چودہ (۱۴) آدمی تھے۔ ان کا سربراہ زہیر بن صرد تھا۔ یہ آکر رسول اللہ ﷺ سے ملے اور سوال کیا۔

(یا محمد من علینا من اللہ علیك)

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) ہم پر مہربانی کریں اللہ آپ پر مہربانی کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ مہربانی کر کے قیدی اور مال واپس کر دیں۔ اور اس انداز سے بات کی کہ دل پسیج جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ''میرے ساتھ جو لوگ ہیں انہیں دیکھ رہے ہو؟ اور مجھے سچ بات زیادہ پسند ہے۔ اس لئے بتاؤ کہ تمہیں بال بچے زیادہ محبوب ہیں یا مال؟'' انہوں نے کہا: ''ہمارے نزدیک خاندانی شرف کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تو جب ظہر کی نماز پڑھ لوں، تو تم لوگ اٹھ کر کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو مومنین کی جانب سفارشی بناتے ہیں اور مومنین کو رسول اللہ ﷺ کی جانب سفارشی بناتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قیدی، ہمیں واپس کر دیں۔''

اس کے بعد جب رسول ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں نے یہی کہا۔ جواباً رسول ﷺ نے فرمایا: جہاں تک اس حصے کا تعلق ہے جو میرا ہے اور بنی عبدالمطلب کا ہے تو وہ تمہارے لئے ہے۔ اور میں ابھی ان لوگوں سے پوچھ لیتا ہوں۔ اس پر انصار اور مہاجرین نے اٹھ کر کہا: ''جو کچھ ہمارا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔'' اس کے بعد اقرع بن حابس نے کہا: ''جو کچھ میرا اور بنو تمیم کا ہے وہ رسول ﷺ کے لئے نہیں ہے۔'' عیینہ بن حص نے کہا: ''جو کچھ میرا اور بنو فزارہ کا ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں ہے۔'' عباس بن مرداس نے کہا: ''جو کچھ میرا اور بنو سلیم کا ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں ہے۔'' اس پر بنو سلیم نے کہا: ''جی نہیں! جو کچھ ہمارا ہے وہ تمام رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔'' عباس بن مرداس نے کہا: ''تم لوگوں نے میری توہین کر دی۔''

---

(۱) أخرجه أحمد:76/3 ابن جریر 360/2 (۲) ابن ھشام 499/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فإن إخوانكم قد جاء ونا تائبين، [1]

دیکھو یہ تمہارے بھائی اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے آئے ہیں۔

اور میں ان کے بچوں کو (جو ہماری قید میں ہیں) واپس کر دینا چاہتا ہوں۔ اور تم سے جو کوئی بھی بہتر سمجھے اسی طرح کرے۔ اس غرض سے میں نے ان کے قیدیوں کی تقسیم میں تاخیر کی تھی اور اب میں نے اختیار دیا تو انہوں نے بال بچوں کے برابر کسی چیز کو نہیں سمجھا۔ لہٰذا جس کسی کے پاس کوئی قیدی ہو تو انہیں واپس کر دے البتہ خوشی سے یہ بہت اچھی راہ ہے اور جو کوئی اپنے حق کو روکنا ہی چاہتا ہو تو وہ بھی ان کے قیدی واپس کر دے۔ البتہ آئندہ جو سب سے پہلے مالِ فے حاصل ہوگا، اس سے ہم اس شخص کو ایک کے بدلے چھ (٦) دیں گے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم خوشی سے دینے کو تیار ہیں۔

ہوازن کے وفد کے اسیروں کو واپس کر دیا گیا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم جان نہ سکے آپ میں کون راضی ہے اور کون نہیں لہٰذا آپ لوگ جائیں۔ ہر کوئی اپنے قبیلے کے سرداروں سے مشورہ کر کے مجھے ہر قبیلہ کا سردار آ کر بتلائے۔'' اس کے بعد سارے لوگوں نے ان کے بال بچے واپس کر دیئے۔ صرف ایک شخص عیینہ بن حص نے واپس نہیں کیا۔ پھر ایک مدت کے بعد اس نے بھی واپس کر دیا۔ اس طرح وفد کو سارے قیدی واپس کر دیئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان افراد کو ایک ایک چادر بھی عطا فرمائی صرف قیدیوں کو دی گئیں۔

---

(١) أخرجه البخاري في المغازي حديث رقم4319-4318 أحمد في المسند:326/4 أبو داود:2693

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ نے اس وفد سے دریافت فرمایا: مالک بن عوف کا کیا ہوا؟ وہ ابھی تک مسلمان ہوا یا نہیں۔ وفد کے افراد نے بیان کیا کہ وہ ابھی تک طائف میں ہیں۔ قبیلہ ثقیف کے ساتھ ہی ہیں اور وہ اپنے ہی دین پر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو خبر دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر آ جاتا ہے تو میں اس کو اس کا مال اور بچے اور عورتیں لوٹا دوں گا۔ مزید اس کو سو اونٹ بھی دوں گا۔ یہ خبر مالک بن عوف کو دی گئی اور وہ اسلام لے آئے۔ انہوں نے حق کی شہادت دی۔

رسول اللہ ﷺ : نے ان کا مال اور اہل ان کو لوٹا دیئے اور وعدہ کے مطابق سو اونٹ بھی عطا فرمائے۔

مالک بن عوف رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں یہ اشعار کہتے ہیں:

ما إن رأيت ولا سمعت بمثله في الناس كلهم

بمثل محمد أوفى وأعطىٰ للجزيل إذا اجتدىٰ

ومن يشاء يخبرك عما في عذ

وإذا الكتيبةُ عرمت أنيابها بالسمهري و ضرب كل مهند

فكأنه ليت علىٰ اثباله و سبط الهبائة خادُرفي مرصد

میں نے دیکھا نہ سنا محمد ﷺ کی طرح تمام لوگوں میں۔

رسول اللہ ﷺ کا کرم بے مثال اور آپ کا ایثار اور آپ کے وعدہ کی وفاء۔

سو اونٹ عطا فرمائے۔ اُن کے بچوں عورتوں کو انہیں دے دیا اور دوسروں سے بھی دلوا دیا۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ واپسی

رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے اس وطن جس کو آپ نے پسند فرمایا (طیبہ) جو کہ مہاجرین کی پناہ گاہ تھی۔ رب العالمین نے جس مقام پر ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ یہ وہی طیبہ ہے۔

جس میں رسول ﷺ آٹھ سال (۸) پہلے تشریف لائے تھے۔ اور رسول ﷺ اس حالت میں آئے تھے۔

کہ امان کے طالب تھے، اجنبی تھے، وحشت زدہ تھے، رسول اللہ ﷺ کو انس والفت کی تلاش تھی۔ وہاں کے باشندوں نے رسول ﷺ کی خوب قدر و منزلت کی۔ آپ کو جگہ دی۔ رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ رسول ﷺ جو حق اپنے ساتھ لائے، اس کی پیروی کی۔ حق کی خاطر ساری دنیا کی عداوت کی پروا نہ کی اور اب وہی طیبہ، رسول اللہ ﷺ کا استقبال کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سر پر فتحِ مبین کا تاج رکھا ہوا تھا۔ مکہ آپ کے زیرِ نگیں تھا۔ اس نے اپنی کبریائی اور جاہلیت، کفر و شرک کو رسول ﷺ کے پیروں تلے ڈال دیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کی پچھلی خطا معاف کر دیتے ہیں۔ اسلام کے ذریعے سرفرازی بخش رہے ہیں۔ (صلوات اللّٰہ و سلامہ علیہ)

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٠﴾

ترجمہ: بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (سورہ یوسف، الآیة ۹۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زکوۃ وصول کرنے والوں کے نام

اس طویل اور کامیاب سفر سے واپسی کے بعد نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں، قدرے طویل قیام فرمایا اور اسی دوران رسول اللہ ﷺ آنے والے وفود کا استقبال فرماتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے وفود، اور سریہ روانہ فرمائے۔ ان کی طرف جو ابھی تک دین اسلام اور عرب کے اندر، ابھرنے والی قوت کو تسلیم کرنے میں اپنی جاہلیت اور تکبر کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف قبائل کے پاس (مصدقین) یعنی زکوۃ وصول کرنے والے بھیجے، جو ان قبیلوں کے پاس جا کر صدقات کی وصولی کرتے، جن کا مختصر بیان درج کر رہے ہیں۔

ان کے نام جن کو زکوۃ وصول کرنے بھیجا گیا۔	وہ قبیلہ جس سے زکوۃ وصول کی گئی
عینه بن حصن	بنو تمیم
یزید بن الحصین	اسلم اور غفار
عباد بن بشر اشھلی	سلیم اور مزینه
رافع بن مکیث	جهینه
ابن اللتبیه ازدی	بنو ذبیان

ابن اللتبية الأزدي کا واقعہ جو زکوۃ کا مال لاتے ہیں

ابن اللتبیه ازدی کو رسول اللہ ﷺ نے صدقات لینے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ جب آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا: یہ سارا مال آپ کا ہے اور یہ میرا ہے یہ کیا ہے یہ مجھے تحفہ ملا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے فوراً منبر پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''لوگوں کو یہ کیا ہوا ہے؟ میں زکوۃ جمع کرنے بھیجتا ہوں۔ بعض ان میں سے آ کر کہتے ہیں کہ یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے تحفے میں ملا ہے۔ اگر وہ شخص اپنے گھر، ماں، باپ کے پاس بیٹھا رہتا، کیا کوئی آ کر اس کو تحفہ دیتا؟ یہ رشوت ہے۔ اس کو تحفہ اس عمل کے لئے دیا گیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فوراً اصلاح فرمادی کہ یہ تمہارے لئے رشوت ہے۔ رسول کریم ﷺ جب کبھی غیر شرعی کام دیکھتے تو فوراً اصلاح فرمادیتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ربیع الاول سنۃ ۹ ہجری کو یہ سریہ بھیجا گیا تھا۔

سریہ جو کہ رات کے وقت شب خون مارنے کے لئے نکلتا ہے اور ان کی تعداد سو (۱۰۰) افراد کم از کم اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو (۵۰۰) افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ عربی زبان میں اس کو سریہ کہتے ہیں۔

قبیلہ طائی کے ایک بت قلس کو توڑنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جو کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں تھا۔ اس سریہ میں ایک سو پچاس (۱۵۰) افراد تھے۔ ان کے ساتھ سفید جھنڈا دیا گیا تھا اور باقی افراد کو کالی جھنڈیاں دی گئی تھیں۔ فجر کے وقت طائی کے محلّہ پر حملہ کیا گیا اور چھاپہ مار کر بت قلس کو ڈھا دیا گیا اور قیدیوں، چوپایوں، اور بھیڑ بکریوں پر قبضہ کرلیا انہی قیدیوں میں حاتم طائی کی لڑکی بھی قید کر لی گئی۔

حاتم طائی جو مشہور شخص تھے۔ عرب میں ان کی سخاوت بہت مشہور تھی۔ ان کے لڑکے عدی بن حاتم، وہ ملک شام بھاگ گئے اور ان کی بہن قید کر لی گئی۔ مدینہ منورہ پہنچے تو حاتم کی لڑکی نے رسول اللہ ﷺ سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہاں جو آ سکتا تھا، لا پتہ ہے۔ والد گزر چکے ہیں اور میں بوڑھی ہوں۔ خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ مجھ پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارے لئے کون آ سکتا ہے؟ وہ بولیں: عدی بن حاتم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہی جو اللہ اور رسول سے بھاگا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ دوسرے دن بھی اس نے پھر یہی بات دہرائی اور رسول اللہ ﷺ نے یہی جواب دیا۔ تیسرے دن بھی پھر اس نے وہی بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے احسان فرماتے ہوئے اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد وہ لوٹ کر اپنے بھائی عدی کے پاس ملک شام گئی اور جب بھائی سے ملیں تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتلایا کہ آپ ﷺ نے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے اگر تمہارے باپ ہوتے تو وہ بھی ویسا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے پاس رغبت یا خوف کے ساتھ جاؤ۔ یہ سن کر عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے ہیں۔ عدی بن حاتم نصرانیت پر تھے اور یہ ان کے عالم تھے۔ جن کو (حمر) کہتے ہیں۔ لوگوں نے جب انہیں دیکھا تو کہنے لگے: عدی بن حاتم! عدی بن حاتم!۔

ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **یا عدی! اسلم تسلم۔ اسلم تسلم۔ اسلم تسلم**

اے عدی! اسلام لاؤ، سلامتی پاؤ گے، اسلام لاؤ، سلامتی پاؤ گے، اسلام لاؤ، سلامتی پاؤ گے۔ (اس طرح تین مرتبہ فرمایا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر عدی کہتے ہیں: میں اپنے ہی دین پر ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے دین کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ عدی کہتے ہیں: یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مذہباً رکوس نہ تھے۔ *(رکوسی مذہب، عیسائی اور صابی کے درمیان تیسرا مذہب ہے)*۔ عدی کہتے ہیں: ہاں کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنی قوم میں مالِ غنیمت کا چوتھائی لینے پر عمل پیرا نہ تھے؟ عدی نے کہا: ہاں، کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دین میں یہ حلال نہیں۔ عدی نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر اس کو سرنگوں ہو جانا پڑا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تجھ کو اسلام لانے سے کیا چیز روک رہی ہے، کیونکہ اسلام کو کمزور لوگوں نے قبول کیا ہے جن کو طاقت وقوت ہی نہیں ہے اور ان کو تمام عرب نے ٹھکرا دیا ہے۔ اچھا تم اس سے بھاگتے ہو۔ اللہ اکبر کہا، کیا اللہ سے بڑی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود پر اللہ کے غضب کی مار ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔ یہ سن کر عدی بن حاتم نے کہا: میں ایک رُخا، مسلمان ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی ومسرت سے دمک اٹھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہیں ایک انصاری کے ہاں ٹھہرایا گیا اور وہ صبح شام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

صحیح بخاری کی روایت اسی طرح ہے: رسول اللہ ﷺ نے عدی سے دریافت کیا، کیا تم نے (حیرہ) *(ایک مقام کا نام ہے)* دیکھا ہے؟ عدی نے کہا: میں نے دیکھا نہیں سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لوگے کہ ہودج نشین عورت حیرہ سے چل کر آئے گی، کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے کسریٰ ابن ہرمز کے خزانے فتح کئے اور اگر تم لوگوں کی زندگی دراز ہوئی تو تم لوگ بھی وہ چیز دیکھ لو گے جو ابوالقاسم ﷺ نے فرمائی تھی۔ کہ آدمی چلّو بھر سونا چاندی لیکر ایسے آدمی کو تلاش کرے گا، جو اسے قبول کرے تو اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری)

---

(۱) الراوي : مسند أحمد، رقم: 378-207/4

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوۃ تبوک جس کو (غزوۃ جیش العسرۃ) بھی کہتے ہیں (رجب سنة ۹ ہجری)

رومیوں سے ایک جنگ پہلے ہو چکی تھی جس کو معرکہ موتہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ رومی جو کہ عیسائی تھے، نبی ﷺ سے لڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھ بہت سے قبائل کو بھی جمع کیا ہے جن میں عرب عیسائی ان کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ یہ لڑاکا جنگجو جن کی تعداد چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) بتائی جاتی ہے۔ وہ تمام مقامِ (بلقاء) میں جمع ہو رہے ہیں۔ اس بڑی تعداد کے لشکر کو عربی میں (جیش ارمرم) کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ ان کا مقابلہ کیا جائے اور یہ جنگ ان کی ہی حدود میں کریں گے یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں، یا دوسری صورت میں قتل کر دیے جائیں۔ تمام مسلمانوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا گیا اور آس پاس کے عرب قبائل مسلمان جمع ہوئے۔

اس غزوہ کو چلنے کے لئے پوشیدہ نہیں رکھا گیا۔ کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی اور مقابلہ روم سے تھا اور اُن ہی کی حدود میں یہ لڑائی کرنی تھی۔ تمام مسلمان بہت تیزی سے تیاری کر رہے تھے۔ آس پاس سے بھی عرب قبائل آ کر مدینہ منورہ میں جمع ہو رہے تھے۔ اس وقت موسم میوہ پکنے کا تھا اور لوگ آرام چاہتے تھے۔ اس کے باوجود لوگ مقابلہ کی تیاری میں مستعد ہو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جہاد پر جانے کی تعمیل ہو رہی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک شخص سے سوال کیا جس کا نام جدو ابن قیس تھا۔ اس سے پوچھا روم کے متعلق تم کو کچھ معلومات ہیں؟ یہ شخص منافقین میں سے تھا۔ اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دے دو مجھے فتنے میں نہ ڈالو۔ میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا شیدائی ہوں۔ اگر میں روم کی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکے گا۔'' اللہ کے رسول ﷺ خاموش ہو گئے اور رسول ﷺ نے کہا ''ٹھیک ہے میں اجازت دیتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٤٩﴾

ترجمہ: ان میں سے کوئی تو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے مجھے فتنے میں نہ ڈالیے، آگاہ رہو وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔ (سورۃ التوبہ، الآیۃ ٤٩)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوہ تبوک میں جانے کے خواہش مند اصحاب رضی اللہ عنہم

اس موقع پر لوگوں کو جہاد کی ترغیب فرمائی اور رسول ﷺ نے صدقہ وخیرات کرنے کی فضیلت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا نفس، مال خرچ کرنے کی رغبت دلائی۔ فوراً لڑائی کی تیاری شروع کر دی۔ قبائل چاروں جانب سے مدینہ منورہ میں اترنا شروع ہو گئے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں میں نفاق تھا البتہ تین (۳) مسلمان صحیح الایمان ایسے تھے جنہوں نے غزوہ میں شرکت نہیں کی (ان کا مختصر بیان آگے درج کیا جا رہا ہے)۔

حاجت مند غریب لوگ بھی رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کرتے کہ ان کے لئے سواری فراہم کر دیں تاکہ وہ بھی رومیوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں شریک ہو سکیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے معذرت کرتے۔

ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾

ترجمہ: آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لئے کچھ بھی نہیں پاتا، تو وہ رنج وغم سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی میسر نہیں۔ (سورة التوبه، الآية ٩٢)

بہت سے منافقین اس جنگ میں شریک نہ ہونے کا بہانہ بنا کر بہت خوش ہو رہے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی بہکا رہے تھے کہ گرمی بہت زیادہ ہے، جہاد کے لئے نہ جاؤ ورنہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے گرمی سے مر جاؤ گے۔

ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾

ترجمہ: اور انہوں نے کہہ دیا کہ اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ بہت ہی سخت گرم ہے، کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے۔ (سورة التوبة، الآية ٨١)

عتبہ بن زید رضی اللہ عنہ کا صدقہ

یہ شخص بہت غریب تھے۔ اس معرکہ میں دینے کے لئے ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا یہ غریب مومن مسلمان تھے۔ رات کے وقت یہ نماز پڑھ رہے تھے اور روتے تھے۔ اے اللہ! تو نے جہاد کا حکم دیا۔ میرے پاس جہاد میں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اے رب العالمین! مجھے جو تکلیفیں اور مصائب آئیں اور اگر کسی نے مجھ کو مارا یا زیادتی کی اور مجھے گالی دی ان سب کو میں صدقہ کرتا ہوں۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے اس صدقہ کو قبول فرما۔ دوسرے دن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: رات کو جس نے صدقہ کیا وہ کون ہے کھڑا ہو۔ کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: وہ کون ہے؟ کھڑا ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عتبہ بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: میں نے اس طرح کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول فرمالیا ہے، رسول ﷺ نے یہ بشارت دی۔

عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت

رسول اللہ ﷺ نے غزوۃ تبوک کی تیاری کا حکم دیا اور تیاری میں ہر ایک کو حصہ لینے کا حکم فرمایا:

عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار لائے اور نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیے اور رسول اللہ ﷺ ان دیناروں کو ہاتھ سے الٹا سیدھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اِس طرح بھی فرمایا:

(ما ضر ابن عفان ما عمل بعد اليوم) يرددها مرارا (۱)

آج کے بعد ابن عفان جو بھی کریں انہیں ضرر نہ ہوگا۔ (آپ نے اس طرح کئی دفعہ فرمایا) (ابن عفان) یعنی عثمان رضی اللہ عنہ دوسری روایت اس طرح سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا:

(اللهم ارض عن عثمان فإني عنه راضه) ترجمہ: الٰہی عثمان سے راضی ہوجا میں اُن سے راضی ہوں۔

تمام تیاری مکمل کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں محمد مسلمہ کو امیر متعین فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ منورہ میں رکیں اور (اہل بیت اور اپنے اہل کی حفاظت کریں)۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تبوک کی طرف جمعرات کے دن صبح کے وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ کچھ منافقین اس طرح کہنے لگے کہ اب علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ پر وزن ہوگئے اور بیکار ہوگئے۔ اس لئے اس غزوہ میں انہیں ساتھ نہیں لے گئے۔ یہ باتیں سن کر علی رضی اللہ عنہ نے ہتھیار اٹھائے اور لشکر کے پیچھے چل پڑے۔ ایک مقام جسکا نام (جــرهـــه) ہے اور یہ مدینہ منورہ سے تین (۳) میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا نبی اللہ ﷺ (أتخلفني في النساء و الصبيان) مجھے عورتوں اور بچوں کے لیے چھوڑا جا رہا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى، غير أنه لا نبي بعدي) (۲)

کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ (میں تمہیں وہ مقام و مرتبہ دوں) جو کہ نبی موسیٰ علیہ السلام نے ہارون کو دی تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي باب مناقب عثمان بن عفان حديث رقم:3701 ، وأخرجه أحمد في مسند: 63/5

(۲) أخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة تبوك حديث رقم:4416 مسلم في فضائل الصحابه حديث رقم:2404

اس حدیث سے معلوم ہوا، (نبی ﷺ کے نبی بن جانے کے بعد اب کوئی نبی نہیں بن سکتا)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں جاؤ اور جا کر اہل بیت کی حفاظت کرو۔

ابا خیثمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ابا خیثمہ رضی اللہ عنہ ان کے اسلام اور ایمان میں بھی کوئی شک نہ تھا اور نہ ان میں نفاق کا کوئی شبہ تھا۔ سستی اور کاہلی کے غلبے کی وجہ سے اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ نکل پائے اور جب وہ اپنے گھر واپس آئے ان کے لئے عورتوں نے عریش تیار کی۔ (عریش ہوادار کمرہ) جو کھجور کی لکڑیوں سے بنایا جاتا ہے اس میں پانی کا چھڑکاؤ کیا اور کھانا تیار کیا۔ جب آپ اندر پہنچے آپ نے دیکھا عورتوں کو اور ان کے لیے کھانا تیار کیا گیا تھا ہوادار کمرہ اور پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا آپ فرمانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ سخت دھوپ اور گرم ہوا میں اور ابا خیثمہ۔ ٹھنڈی ہوا اچھے کھانے خوبصورت عورتوں کے پاس اور اپنے مال ومتاع کے پاس بیٹھا ہے کیا یہ انصاف ہے۔ سید البشر ﷺ دھوپ اور گرمی میں، آپ نے قسم کھائی میں کسی کے پاس نہ جاؤں گا، آپ نے کہا فوراً میری سواری اور کھانے کا انتظام کرو اور آپ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل پڑے۔ آپ اکیلے تھے اور راستہ میں آپکو عمیر بن وہب جمحی ملے اور ساتھ ہوئے۔ اباخیثمہ نے عمیر بن وہب سے فرمایا۔ میں گناہ گار ہوں اور اس بات سے نادم ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جہاد پر نہیں نکلا میرے ساتھ مت چلو تم آگے یا پیچھے آؤ۔ عمیر نے اسی طرح کیا۔ مسلمانوں کو دور سے آتا ہوا کوئی شخص نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کوئی آرہا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا: (كن أبا خيثمة)(1) اگر اباخیثمہ ہوں تو بہتر ہے۔

جب آپ قریب پہنچے تو سب نے دیکھ کر کہا، یارسول اللہ ﷺ یہ تو اَباخیثمہ انصاری ہیں۔ آپ آ کر ملے سلام کیا۔ رسول کریم ﷺ نے انکے لئے دعا فرمائی۔

"أولى لك يا أبا خيثمه" ترجمہ: اے اَباخیثمہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

اسی غزوہ میں پیچھے آنے والوں میں اَبوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ لشکر کے ساتھ ملنے کیلئے اونٹ پر چل رہے تھے۔ آپ کے اونٹ نے چلنے سے انکار کیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا سامان اٹھایا اور پیدل ہی چل پڑے۔ لوگوں نے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کوئی پیدل چلتا ہوا آرہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ابوذر ہو تو بہتر ہے۔ جب وہ قریب پہنچے تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ابوذر پر اللہ رحمت فرمائے)

---

(١) أخرجه مسلم في كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه حديث رقم: 2769

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ اکیلے چلے اور جب انتقال ہوگا تو بھی اکیلے ہونگے اور قیامت میں بھی اکیلے اٹھائے جائیں گے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب آپ بستر مرگ پر تھے تو آپ کی بیوی رونے لگی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں روتی ہو۔ انہوں نے جواب دیا میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ ایسی جگہ پر مر رہے ہیں جہاں کوئی نہیں جو دفن کرے۔ نہ تو میرے پاس کوئی کپڑا ہے اور نہ ہی دفن کرنے کی طاقت ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مت رو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس طرح سنا ہے)

"ليموتن رجل منكم بفلاة من الأرض، يشهده عصابة من المؤمنين" [1]

مت ڈرا اور نہ خوف کھا مجھے دفن کرنے مسلمانوں کا عصابہ [2] (یعنی مجموعہ) آئے گا۔

یہ بشارت رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ نہ تو میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے غلط فرمایا ہے اور ان میں سے صرف میں ہی باقی بچا ہوں اور باقی تمام افراد مر چکے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیوی سے کہا جاؤ اور دیکھو راستہ میں کوئی نظر آئے اور میں ریت کے ٹیلے کے اوپر چڑھ کر دیکھتی اور واپس آ کر تیمارداری بھی کرتی تھیں۔ اسی طرح دیکھتی رہی میں نے دیکھا کچھ لوگ دور سے آ رہے تھے میں نے اشارہ کیا وہ لوگ میرے پاس آئے اور پوچھا "کیا بات ہے" "میں نے کہا" ایک مسلمان مر رہا ہے کیا اسکو دفن کرو گے؟ وہ کون ہے۔

وہ ابوذر ہیں کیا وہ صحابی رسول ﷺ ابوذر غفاری ہیں میں نے کہا ہاں۔ ابوذر پر ہمارے باپ ماں قربان وہ تمام لوگ فوراً وہاں پہنچے، ابوذر نے فرمایا "میرے پاس کفن کا کپڑا ابھی نہیں ہے اور میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے وہ شخص دفن نہ کرے جو کوئی حکومت کے اونچے منصب پر فائز ہو۔" ان میں سے ایک شخص نے کہا "اے چچا میں تمہیں کفن دونگا، ان دو کپڑوں سے جو کہ میری ماں نے اپنے ہاتھ سے اس کو بنایا ہے اور اس کو بُنا ہے۔" ابوذر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد انکو دفنایا گیا۔

یہ تمام اشخاص یمن کے رہنے والے (یمنی) تھے۔ (ابن حسان)

---

(١) الراوي : أبو ذر الغفاري ، خلاصة الدرجة : حسن ، المحدث : الألباني ، المحصدر : صحيح الترغيب ، الصفحة أو الرقم: 3314

(٢) (عصابہ) ایسا مجموعہ جس میں دس سے زیادہ افراد ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حجر۔ دیار ثمود

تبوک جاتے ہوئے اسلامی لشکر کا گزر (حجر) یعنی دیار ثمود سے ہوا قوم ثمود اس وادی کے اندر چٹانیں تراش کر اپنے گھر بناتے تھے اس قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا، اسی مقام میں رسول اللہ ﷺ اور اسلامی لشکر وہاں پر اترے، لوگوں نے وہاں سے پانی لیا اور آٹا گوندھ لیا،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم یہاں کا پانی نہ پینا اور جو آٹا تم لوگوں نے گوندھ رکھا ہے اس کو اونٹوں کو کھلا دو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طرح فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا گزر (دیار ثمود سے ہوا)،

آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا۔ (لا تدخلوا مساكن الذي ظلموا أنفسهم، الا أن تكونوا باكين حذراً أن يصيبكم مثل ما أصابهم) عذاب سے ہلاک کردہ جگہوں میں داخل نہ ہوں (جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا) مگر اس حال میں کہ (روتے ہوئے ڈرتے ہوئے خوف کھاتے ہوئے) جو عذاب ان پر نازل کیا گیا کہیں تم پر بھی وہی مصیبت نہ آن پڑے۔

رسول اللہ ﷺ وادی مُحَسّر جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے، جہاں پر اصحاب فیل ابرہہ اور اسکے لشکر پر عذاب نازل کیا گیا تھا وہاں سے تیزی سے گزر جاتے تھے۔

اہل علم فرماتے ہیں

(اس کے برعکس آج کل لوگ ایسے مقامات پر خوشیاں مناتے اور تصویریں اتارتے ہیں ایسے مقامات کی تحریم فرمائی گئی ہے)

نبی اللہ ﷺ کی اونٹنی کا گم ہو جانا

اس معرکہ کے لئے جاتے ہوئے ایک مقام پر لشکر نے قیام کیا، اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو جاتی ہے۔ اسی معرکہ میں مسلمانوں کے ساتھ بہت سے منافقین بھی تھے ان میں سے ایک شخص زيد بن اللصيت القينقاعي، جو منافق تھا وہ کہنے لگا۔

(أليس محمد يزعم أنه نبي، ويخبر كم عن خبر السماء، وهو لا يدري أين ناقته؟) محمد (ﷺ) وہ اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں (نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں)۔ اور آسمان کی خبریں بتلاتے ہیں اور انکو اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں ہے کہاں چلی گئی ہے۔ کیسے نبی (ﷺ) ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان باتوں کی اطلاع فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (ایک شخص کہتا ہے میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں) اور (آسمان کی خبریں بتلاتا ہوں) اور مجھے پتہ نہیں میری اونٹنی کہاں گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [واني والله لاعلم الاما علمني الله]

ترجمہ: اللہ کی قسم میں غیب نہیں جانتا مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلایا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ میری اونٹنی فلاں وادی میں ہے، اور اسکی رسی جھاڑی میں پھنس گئی ہے، جاؤ اس کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے لے آؤ اصحاب کرام جاتے ہیں اسی مقام سے اونٹنی کو لیکر آتے ہیں۔ (۱)

اہل علم فرماتے ہیں:

کہاں ہیں وہ لوگ جو یہ دعوے کرتے ہیں نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ جو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے حالات جانتے ہیں۔ ہمیں ہر چیز کے بارے میں اس طرح نہیں کہنا چاہئے کہ اللہ اور اسکا رسول جانتا ہے مگر صرف امور شرعیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو علم ہے۔ [illegible]

امور دنیاوی کے بارے میں صرف کہنا چاہیے اللہ ہی جانتا ہے۔ پوچھا گیا فلاں کہاں ہے اور ہم نے کہہ دیا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ نہیں، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے وہ کہاں پر ہے۔

نبی کریم ﷺ برسات کے لیے دعا فرماتے ہیں

غزوہ تبوک اس لشکر کو راستہ میں جاتے وقت پانی کی سخت ضرورت پڑی حتیٰ کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکوہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسی وقت بارش دی جس سے سب لشکر نے پانی پیا اور اپنی ضرورت کا پانی بھر لیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ہمیں کچھ (جیشِ عُسر) (۲) کے بارے میں بتلائیں عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم تبوک کی طرف جا رہے تھے اور موسم بہت گرم تھا سخت گرمیوں کے دن تھے۔ ایک مقام پر اترے اور پانی کی کمی کی وجہ سے ایسے لگنے لگا کہ ہم مر جائیں گے۔ یہاں تک کہ لوگ سواری کی کمی کے باوجود اپنا اونٹ ذبح کر کے اس کے پیٹ اور آنتوں کا پانی اور تری استعمال کر رہے تھے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کی دعا میں خیر و برکت ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (أتحب ذلك؟) کیا تم اس طرح پسند کرتے ہو؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں۔ رسول کریم ﷺ نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے۔ آسمان پر بادل چھا گئے رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے بھی نہیں کیے اور بارش ہونے لگی۔ ہم سب نے پانی پیا اور اپنی ضرورت کا پانی بھر لیا۔ ہم نے دیکھا کہ آس پاس کہیں بھی بارش نہیں ہوئی صرف اسی مقام پر بارش ہوئی، جہاں نبی کریم ﷺ اور اسلامی لشکر تھا۔ (۳)

---

(۱) أخرجه ابن اسحاق في سيرة ابن هشام:523/2 والطبري في تاريخه:145/3

(۲) غزوۃ تبوک کا نام (جیشِ عُسر) تنگی کا لشکر پڑ گیا

(۳) قال الهيثمي في المجمع:194/6 رواه البزار و الطبراني حديث رقم:1841

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ اہل علم کا

یہی رسول اللہ ﷺ کے سچے اور برحق رسول اللہ ﷺ ہونے کی نشانیاں ہیں۔ اور ان پر اللہ کا فضل وکرم اتنا بڑا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی زبان سے الفاظ ادا ہوتے ہی رب العالمین پورا فرماتا ہے۔ یہی تو دلائل نبوت ہیں۔(صلی اللہ علیہ و سلم)

عبد اللہ ذو البجادین رضی اللہ عنہ کا انتقال

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ تبوک میں رات کے وقت میں سورہا تھا نیند سے جاگ گیا۔ رات کے وقت مجھے لشکر کی طرف آگ جلتی ہوئی نظر آنے لگی میں وہاں پر گیا کہ دیکھوں کیا ہورہا ہے۔

میں نے دیکھا وہاں پر رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ قبر کے اندر اترے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرمارہے تھے (أدنيا إليّ أخاكما) اپنے بھائی کو مجھے دے دو۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ انہیں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کو دے رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبر میں اتارا اور سیدھا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: [اللهم إني قد أمسيت راضياً عنه فارض عنه](۱)

ترجمہ: الٰہی میں ان سے راضی تھا، تو بھی ان سے راضی ہوجا۔

رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے سن کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

" يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبرة "(۲) ترجمہ: اے کاش میں اس قبر والا ہوتا۔(کاش میں اس قبر میں دفنایا گیا ہوتا)۔

بشارت رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں پیچھے رہنے والے مسلمانوں کے لئے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " إن بالمدينة أقواما ما سرتم مسيرا ، و لا أنفقتم من نفقة ، و لا قطعتم واديا ، إلا كانوا معكم فيه ، [illegible]"(۳)

ترجمہ: وہ لوگ جو اس غزوہ میں شرکت نہ کرسکے، وہ مجبور تھے وہ مدینہ منورہ ہی میں رہے اور ان لوگوں نے نہ ان وادیوں کو پار کیا اور نہ وہ ہمارے ساتھ اس معرکہ میں شریک ہوئے۔ مگر وہ تمام افراد مسلمانوں اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہیں۔

یہ ان خوش نصیبوں کے لئے بشارتِ رسول اللہ ﷺ تھی۔

---

(۱) ابن كثير في السيرة: 33/4 سيرة ابن هشام: 528/2 (۲) الراوي : أبو هريرة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : صحيح الجامع ، الصفحة أو الرقم: 3278 (۳) الراوي :جابر بن عبدالله وأنس بن مالك، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : الألباني ، المصدر : صحيح الجامع ، الصفحة أو الرقم: 2036

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلامی لشکر تبوک پہنچا اور لشکر نے وہاں پڑاؤ ڈالا۔تمام مسلمان دشمن کے مقابلے کے لئے مستعد اور تیار تھے۔روم کی فوجیں اور ان کے عرب حمایتی، جو جنگ کے لئے آئے تھے۔ان تمام کو جب اسلامی لشکر کی پیش قدمی اور تیاری کا علم ہوا تو ان تمام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوف و رعب طاری ہو گیا۔وہ تمام پیچھے ہٹ گئے اور اپنے شہروں میں بکھر گئے بغیر مقابلے کے وہ آگے نہیں آئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے۔وہ واپس اپنے ملک کی حدود میں چلے گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رعب اور دبدبے سے اپنے رسول برحق کو اور مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اور بغیر لڑائی کے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حاکم وکیدر دومتہ الجندل کی طرف بھیجا گیا

وکیدر بن عبد الملک جو (کندہ) کا رہنے والا تھا، نصرانیت پر قائم تھا۔تبوک میں قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کچھ لوگوں کے ساتھ بھیجا۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں وکیدر دومتہ گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا۔ وکیدر اپنے محل میں رات کے وقت سو رہا تھا چاندنی رات تھی۔محل کے دروازے پر مارنے کی آواز آئی۔اس کی بیوی نے دیکھا اور وکیدر کو جگایا اور کہا: کیا تم نے کبھی ایسا منظر دیکھا ہے کہ گائے دروازے کو کھٹکھٹائے۔

اس نے کہا: ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ میں نے ایسا کبھی دیکھا ہے اور نہ ہی سنا ہے۔اس نے اپنا گھوڑا تیار کروایا اور اپنے ساتھ اپنے بھائی جس کا نام حسان تھا لے کر گائے کے شکار پر نکل پڑا۔راستہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے اس کو پکڑ لیا اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل نہیں کیا۔وہ جزیہ دینے پر راضی ہو گیا اور وہ اپنے ملک واپس چلا گیا۔رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش

اس غزوہ میں بہت سے منافقین بھی ساتھ تھے۔مدینہ منورہ کی طرف واپسی پر ان لوگوں نے منصوبہ بنایا۔جب اللہ کے رسول اللہ ﷺ عقبہ کے ٹیلے پر چڑھیں گے تو اوپر سے دھکیل دیں گے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ برحق ﷺ کو ان منافقوں کے بارے میں خبر کر دی۔اسکے بعد آپ نے تمام افراد سے کہا کہ وہ نیچے وادی کا راستہ اختیار کریں، وہ راستہ کشادہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کا راستہ اختیار کیا، کچھ اور لوگ بھی آپ کے پیچھے آنے لگے اور انہوں نے اپنے چہروں کو چھپا رکھا تھا۔ رات کا وقت تھا سول اللہ ﷺ کے ساتھ حذیفہ بن الیمن اور عمار ابن یاسر تھے۔عمار بن یاسر کو اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلنے کا حکم دیا اور حذیفہ کو سامنے چلنے کیلئے فرمایا۔جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے قریب آنے کی کوشش کر رہے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ سے غصہ سے کہا ان سے کہو کہ نیچے وادی کا راستہ اختیار کریں۔حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے اونٹوں کو چھڑی مار کر دوسری طرف موڑ دیا۔ان لوگوں کے دلوں میں شک پیدا ہو گیا کہ شاید ہم پہچان لئے گئے ہیں۔وہ فوراً نیچے وادی میں اتر گئے اور لشکر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ مل گئے تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔

جب رسول اللہ ﷺ عقبہ پر پہنچے تو آپ نے پوچھا کیا تم نے پہچانا یہ کون تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا رات کا وقت تھا اور انہوں نے چہروں پر کپڑے لپیٹے ہوئے تھے۔ اس لئے میں پہچان نہ سکا البتہ میں نے انکے اونٹوں کو پہچان لیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا [هل تدري ما أرادو؟] کیا تمہیں پتہ ہے وہ کیا چاہتے تھے۔ (اس طرف سے کیوں آئے؟) انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[أرادو أن ينفروا برسول الله فيطرحوه] یہ لوگ مکر کر کے آ رہے تھے کہ مجھے عقبہ کی پہاڑی سے نیچے دھکیل دیں۔ یہ میرے قتل کیلئے آئے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ حکم دیجئے کہ ان کی گردنوں کو اڑا دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا، لوگ کہنے لگیں گے محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حذیفہ اور عمار رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم اس بات کو پوشیدہ رکھو ابھی ظاہر نہ کرنا۔

ابن اسحٰق سے دوسری روایت اس طرح ہے: دوسرے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ سے کہا عبداللہ بن ابی، ابو خاطر اعرابی، عامر ابو عامر، جلاس بن سوید بن صامت۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اس طرح کہا کہ ہم آرام وسکون سے نہ بیٹھیں گے جب تک محمد (ﷺ) کو نیچے نہ پھینک دیں گے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجموعہ بن حارثہ، ملیحن تیمی، حیی بن نمیر، عہتہ بن عمریق، عبداللہ بن عونیق کو بھی بلوانے کا حکم دیا۔ اس شخص نے کہا آج رات کو جاگ کر یہ کام کرلو، تمام عمر سکون واطمینان سے رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ سے کہا کہ اگر مجھے قتل کرتے تو تمہیں کیا ملتا؟ عبداللہ نے جواب دیا: یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کو دشمنوں پر فتح دی ہے اور ہم رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسکو چھوڑ دیا۔ پھر مرارہ بن ربیع کو بلوایا گیا۔ اس شخص نے کہا تھا ایک قتل کرنے سے سب کو سکون واطمینان ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے برباد کرے تو نے اس طرح کیوں کہا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اگر میں نے کچھ کہا آپ کو معلوم ہے مگر میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان تمام کو جمع کیا یہ کل بارہ (۱۲) افراد تھے۔ اور ان تمام کے جو ارادے تھے سب کچھ ان کو بتلا دیا تم نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان تمام کے ارادوں کو جو کہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کے درپے تھے بتلا دیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ﴿٧٤﴾

ترجمہ: ان لوگوں نے اس کام کا قصد کیا جسے وہ نہ پا سکے۔ (سورة التوبه ـ الآية ٧٤)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے تبوک جاتے وقت کچھ لوگ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے آپ آ کر اس میں نماز پڑھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تبوک سے واپسی کے بعد پڑھوں گا۔ اگر اللہ نے چاہا تو۔ بہت سے منافقین نے ایک مسجد بنائی جس کی شکل مسجد جیسی تھی اور یہ تقویٰ پر نہیں بنائی گئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس میں نماز ادا کریں اور اس مسجد کا بنانے والا فاسق جس کا نام ابو عامر راھب تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ وہ اسلام نہیں لایا اور مکہ مکرمہ جا کر کفار مکہ سے مل کر رسول اللہ اور اسلام کے خلاف لوگوں کو بھڑکا تا رہا اور نفرت پیدا کرتا تھا۔ یہ اور اسکے ساتھی معرکہ اُحد کے اسی سال میں نبی ﷺ کے قتل کے ارادے سے بھی آئے تھے اور یہ منافق ابو عامر راھب روم، قیصر کے بادشاہوں کے پاس بھی مدد حاصل کرنے کے لئے بھی گیا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: تبوک سے واپسی میں مدینہ منورہ سے قریب ایک مقام جس کا نام (دی ایون) تھا، اس مقام پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُتاری۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾

ترجمہ: اور بعض ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لیے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس سے پہلے سے اللہ اور رسول کا مخالف ہے، اور قسمیں کھا جائیں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ (سورة التوبہ: الآية ١٠٧)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: اس مسجد کی ظاہری شکل مسجد کی طرح تھی اور اس کا باطن اللہ سے جنگ اور نبی ﷺ کے قتل کا ارادہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾

ترجمہ: آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (سورة التوبہ:الآية ١٠٨)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رسول اللہ ﷺ نے مالك بن دخشم ، معنه بن ادی رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس مسجد کو آگ سے جلا دو اور اس مسجد کے بنانے والے ظالم ہیں اور اس کو جلا دیا گیا۔

غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والے دس افراد

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والے دس (۱۰) اشخاص تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ غزوہ سے واپس آئے۔ ان افراد میں سے سات (۷) افراد نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب وہاں سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ابو لبابہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ یہ غزوہ میں پیچھے رہ جانے والے ہیں۔ آپ ہی ان کو کھولیں اور معاف فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ان کو نہیں کھولوں گا اور نہ ان کو معاف کروں گا۔ اللہ ہی اگر چاہے تو ان کو کھولے اور معاف فرمائے۔ جب ان لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ ہی ہمیں نا کھلوائے یا جو بھی حکم ہمارے لئے فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اِن کے بارے میں اس طرح فرمایا:

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے اقراری ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے، کچھ بھلے اور کچھ برے اللہ سے امید ہے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔ (سورة التوبه: الآية ۱۰۲)

سورۃ التوبہ کی اس آیت کے اترنے کے بعد ان سات (۷) افراد کو کھول دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو معاف فرما دیا: اور وہ تمام لوگ اپنے ساتھ مال اور دولت لے کر آتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ ہمارا مال لے کر اس کو صدقہ کر دیں اور ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے مال کو لینے کا حکم نہیں فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔ (سورة التوبه: الآية ۱۰۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھر سے ان تین اشخاص کے بارے میں فرمایا:

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِاللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

ترجمہ: اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک ملتوی ہے ان کو سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کرلے گا، اور اللہ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔ (سورة التوبه:الآية ١٠٦)

ان کے نام: كعب بن مالك، مراره بن ربيع ، هلال بن أميه ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں (۳) آدمیوں کی بھی توبہ قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کردیا گیا۔ اس فیصلہ ربانی کے بعد یہ تینوں اشخاص بے حد خوش ہوئے اور تمام مسلمان اصحاب رسول ﷺ نے ان کو دوڑ کر بشارت دی۔ درحقیقت یہ دن ان کی زندگی کا سب سے باسعادت دن تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بھی بشارت ملی اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی ان کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ *(اس واقعہ کی تفصیل آگے درج ہے)*

كعب بن مالك ، مرارة بن ربيع ، هلال بن أمية رضی اللہ عنہم

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ منافقین کا ایک گروہ آپ کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا۔ اس طرح تین (۳) مسلمان كعب بن مالك ،مراره بن ربيع ، هلال بن اميه بھی پیچھے رہ گئے، جنگ میں شریک نہ ہوسکے۔ ان تینوں کے اسلام میں کوئی شک نہ تھا اور نہ ان میں نفاق کا کوئی شبہ تھا۔ مدینہ منورہ آکر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا [لا تكلمن أحدا من هولاء الثلاثة] کوئی بھی ان تینوں سے بات نہ کرے۔

كعب بن مالك رضی اللہ عنہ

كعب بن مالك رضی اللہ عنہ اپنا قصہ اس طرح سناتے ہیں: جس وقت میں جنگ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک جنگ نہ ہوسکا جبکہ میں اس وقت صحت مند اور طاقتور تھا۔ میں اتنا فارغ البال کبھی بھی نہیں تھا جتنا کہ اس وقت تھا۔ اللہ کی قسم میرے پاس کبھی بھی دو (۲) اونٹنیاں نہیں ہوتی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ جب بھی غزوہ پر جاتے تو مخفی رکھتے تھے اور اس غزوہ کے بارے میں ایسا نہیں کیا بتایا گیا کہ ہم رومیوں سے جنگ کرنے جارہے ہیں۔ کیونکہ یہ غزوہ سخت گرمی میں کرنا تھا اور ایک طویل سفر سامنے تھا دشمنوں کی کثیر تعداد سے مقابلہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح تیاری کرلیں اور اس جنگ میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی جس کی وجہ سے فہرست میں ان سب کا اندراج بھی مشکل ہو گیا۔ جس شخص نے بھی اس جنگ سے غائب ہوجانے کا ارادہ کیا وہ یہی سمجھا کہ یہ ایک امر مخفی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ کا ارادہ اس وقت فرمایا جب کہ پھل درختوں پر پک چکے تھے اور لوگ اس وقت آرام سے وقت گزارنا چاہتے تھے کیونکہ شدت کی گرمی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی تیاری شروع کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی تیاری شروع کردی۔ میں روزانہ صبح کو فیصلہ کرتا کہ اب تیاری شروع کردینی چاہیے مگر پھر کسی نہ کسی ضرورت کے تحت تساہل ہوتا رہا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ صبح کو روانہ ہونے والے تھے۔ آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں نے بھی تیاری مکمل کرلی تھی اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ پھر میں نے سوچا کہ آپ کے جانے کے ایک (۱) یا دو (۲) دن بعد تیاری مکمل کرکے آپ کے ساتھ جاملوں گا۔ اسی طرح ڈھیل ہوتی رہی اور شریک ہونے کا موقع ہاتھ سے گزر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد میں باہر نکلتا اور لوگوں میں گھومتا۔ مجھے اپنے نہ جانے کا بڑا ہی رنج ہوا۔ مجھے بازاروں میں وہی لوگ نظر آتے جو کہ یا تو منافق تھے یا پھر معذور، کمزور اور ضعیف۔ رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں پہنچنے کے بعد دریافت فرمایا کہ کعب بن مالك کا کیا ہوا وہ نظر نہیں آتے بنوسلمہ کے ایک آدمی نے اس طرح سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ انہیں ان کی دھاری والی چادر اور خود بینی نے روک لیا۔ اس پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: [ما علمنا عليه إلا خيراً] ہم نے ان میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔

صاف گوئی

پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپسی کا رخ فرما چکے ہیں تو مجھ پر حزن وملال طاری ہونے لگا اور بہت پشیمان ہونے لگا۔ پھر میں نے سوچا کہ کوئی عذر کرکے رسول اللہ ﷺ کی ناراضی سے بچا جائے اور جب مجھے پتہ چلا کہ آپ بالکل قریب آچکے ہیں تو باطل مجھ سے بالکل زائل ہوگیا۔ میں نے سوچ لیا کہ سچائی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں اور پختہ ارادہ کرلیا کہ میں سچ سچ کہہ دونگا۔ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور آپ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے تشریف لاتے تو مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں سے ملنے کے لئے وہیں تشریف فرما ہوتے۔ لوگ رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے اور جن جن افراد نے معرکہ تبوک میں شرکت نہیں کی تھی وہ لوگ معذرت کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے۔ ہر کوئی اپنا اپنا عذر پیش کرنے لگا ان کی تعداد تقریباً اسّی (۸۰) یا نوے (۹۰) کے قریب تھی۔ رسول ﷺ ان کے عذر اور ایمان کو قبول فرماتے اور ان کیلئے دعائے مغفرت فرماتے۔ اور ان کے دلوں کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کرتے جاتے۔ میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ناراضی بھرا تبسم فرمایا۔ مجھ سے کہا ادھر آؤ۔ میں آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: "ما خلفك، ألم تكن قد ابتعت ظهرك" (۱)

تمہیں کس چیز نے پیچھے رکھا۔ کیا تم نے سواری کے لئے اونٹ خرید کر نہیں رکھا تھا؟

---

(۱) الراوي: عبدالرحمن بن عبدالله بن كعب بن مالك، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم: 4418

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم اگر میں دنیا والوں میں آپ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو کوئی بھی عذر کر سکتا تھا مجھے بہانے بنانے اور باتیں کرنے کا فن آتا ہے۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں آپ سے جھوٹ بول کر بچ بھی جاؤں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو بتلا دے گا اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جائے گا۔ اگر میں سچ سچ عرض کر دوں تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور میں اسی میں اللہ سے اچھے انجام کی امید کرتا ہوں۔ میں اتنا فارغ البال پہلے کبھی نہ تھا اور صحت مند بھی تھا۔ میں نے آپ سے تخلف کیا یعنی پیچھے رہ گیا۔ میری گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو تم نے سچ کہا بہر حال۔

" فقم حتى يقضي الله فيك" [1] اب تم جاؤ اور دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم تینوں سے بات کرنے سے سب کو منع کیا

میں اٹھ کر چلنے لگا میرے ساتھ بنو سلمہ کے کچھ آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم ہمیں نہیں معلوم اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہو اور اگر تم کوئی عذر پیش کر دیتے تو تمہارے اس گناہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے استغفار ہو جاتا۔ بنو سلمہ کے یہ لوگ برابر میرے ساتھ لگے رہے یہاں تک کہ میں نے چاہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں جا کر اپنے آپ کو جھٹلا دوں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے علاوہ بھی کوئی آدمی اس چیز سے دوچار ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ دو (۲) آدمی اور تھے ان سے بھی وہی کہا گیا جو کہ تم سے کہا گیا۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ دو آدمی قبیلہ بنو عمر و بن عوف سے تھے۔ مرارہ بن ربیع ، ھلال بن امیہ ۔ یہ دونوں نیک اور صالح اشخاص تھے۔ انکے عمل نمونے کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان دونوں کا ذکر کیا تو میں خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم تینوں کے ساتھ بات کرنے سے سب کو منع کیا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ہم سے بچنا شروع کر دیا اور سب ہمارے لئے بدل گئے۔ (یہاں تک کہ میرے لئے یہ سرزمین بالکل اجنبی ہوگئی اور میں خود اپنے لئے اجنبی ہوگیا) وہ زمین ہی نہ تھی جسے میں جانتا تھا۔ ہم پر پچاس (۵۰) راتیں اس طرح گزر گئیں اور میرے دو (۲) ساتھی عمر رسیدہ تھے۔ اس لئے گھر میں بیٹھے رہے۔ جبکہ میرا معاملہ یہ تھا کہ میں نسبتاً نوعمر اور جری تھا، اس لئے میں بازار میں بھی نکلتا اور گھومتا پھرتا مجھ سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ میں مسجد میں جا کر آپ ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف چور نگاہوں سے دیکھتا تھا۔

---

(۱) الراوي : عبدالرحمن بن عبدالله بن كعب بن مالك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 4418

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب میں نماز میں مصروف ہوتا تو رسول اللہ ﷺ میری طرف نگاہ ڈالتے جس وقت نماز کے بعد آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے، میں سلام کرتا اور دل میں سوچتا اور دیکھتا کہ آیا میرے سلام کا جواب دینے کے لئے ہونٹوں کو ہلایا یا نہیں اور جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتا آپ اعراض فرما لیتے اور مسلمانوں کی یہ سرد مہری میرے لئے بہت طویل ہو گئی تو میں قتادۃ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا قتادۃ رضی اللہ عنہ میرے چچا کے لڑکے تھے اور سب سے زیادہ مجھے محبوب تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر واللہ انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا قتادہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ اور اسکے رسول کو محبوب رکھتا ہوں۔ مگر قتادہ خاموش ہی رہے میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا مگر انہوں نے اب بھی سکوت اختیار کیا اس کے بعد انہوں نے کہا۔ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں کود کر باغ کی دیوار پر چڑھ گیا اور وہاں سے واپس آ گیا۔

نصرانی غسانی حاکم کا خط

میں صبح کے وقت بازار میں چلا جا رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک (نبطی) جو کہ شام کے علاقے کا رہنے والا تھا۔ جو مدینہ منورہ آ کر گندم یا کچھ سامان فروخت کرتے تھے یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا کوئی ہے، جو کعب بن مالک کا پتہ بتائے۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا وہ میرے پاس آیا اس نے بادشاہ غسان کا خط دیا جو کہ ریشمی کپڑے پر لکھا ہوا تھا۔ (میں لکھنا پڑھنا جانتا تھا) خط کا مضمون اس طرح سے تھا:

أمّا بعد [فإنه قد بلغنا أن صاحبك قد جفاك، ولم يجعلك الله بدار هوان ولا مضيعة، فالحق بنا نواسك]

امابعد: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی کریم ﷺ) نے سرد مہری کی ہے اور اللہ نے تمہیں ذلت اور تباہی کی جگہ نہیں رکھا۔ اس لئے تم یہاں آ کر مجھ سے ملو میں تمہارے معاش و روزی کا انتظام کر دونگا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

یہ خط پڑھنے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ دوسری بلا ہے، جو مجھ کو اطاعت رسول ﷺ سے دور کرنا چاہتی ہے۔ اور جس گردش میں پڑا ہوا اس نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا، کافر بھی مجھ میں (طمع)[1] کرنے لگے ہیں۔

اور میں نے اس خط کو تندور میں ڈال دیا۔ *(یہ آپ کا تقویٰ اور ایمان اس طرح تھا)*

---

(۱) طمع ، لالچ دے کر راہ حق سے بھٹکانہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیوی سے علیحدگی کا حکم

جب چالیس (۴۰) راتیں گزر گئیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور اس نے کہا:

[إن رسول الله ﷺ يأمرك أن تعتزل امرأتك] رسول اللہ ﷺ تمہیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو میں نے پوچھا کہ بیوی کو طلاق دیدوں؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کے قریب مت جاؤ۔

رسول کریم ﷺ کے قاصد نے میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی پیغام پہنچا دیا۔ پھر میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ اور ان کے پاس اس وقت تک رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ نہ کر دے۔ هلال بن اميه کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہلال بالکل بوڑھے آدمی ہیں اور ان کے پاس کوئی غلام بھی نہیں ہے۔ کیا آپ یہ پسند فرمائیں گے کہ میں انکی خدمت کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدمت کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن ان سے قریب مت ہونا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب سے یہ واقعہ پیش آیا ہے اس بات کی طرف تو ان کا دھیان بھی نہیں گیا ہر وقت روتے ہی رہتے ہیں۔

كعب بن مالك کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض اہل خانہ نے کہا کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کیلئے اجازت لے لیتے۔ میں نے ان سے کہا کہ ہلال بوڑھے آدمی ہیں جبکہ میں صحت مند ہوں نا معلوم مجھے کیا جواب ملے۔

چالیس (۴۰) راتیں گزرنے کے بعد حکم دیا گیا اپنی عورتوں سے بھی الگ رہے اور جب پچاس (۵۰) راتیں پوری ہوئی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ (سورة التوبة: الآية: ١١٨)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میرا دم گھٹ رہا تھا میں نے ایک درخت کی پشت پر ایک خیمہ بنالیا تھا۔اس میں موجود تھا کہ اچانک پیچھے سے آواز آئی۔

یا کعب بن مالك ابشر! (کعب بن مالک تیرے لئے خوشخبری ہو)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان تین افراد کی بشارت

رسول اللہ ﷺ نے جس وقت صبح کی نماز پڑھی اس وقت لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تینوں آدمیوں کی بخشش اور معافی ہوگئی (یہ خبر سن کر لوگ ہمیں بشارت دینے کیلئے دوڑ پڑے) اسی طرح بشارت دینے والے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی گئے۔ بنو اسلم کے ایک آدمی نے میرے پاس آنے کیلئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ ایک اور شخص دوڑتے دوڑتے پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے آواز دی کہ بخشش ہوگئی۔ اس شخص کی آواز اس گھوڑے والے سے پہلے میرے پاس پہنچ گئی۔ پھر جب وہ شخص جس کی آواز میں نے سنی تھی بشارت دیتا ہوا میرے پاس پہنچا، میں نے خوشی میں اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اسکو دے دیئے۔ اللہ کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا میرے پاس نہ تھا۔ پھر میں نے دو کپڑے مستعار لے کر پہنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے چل پڑا۔ لوگ مجھے معافی کی خوشخبری دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ کی طرف سے معافی مبارک ہو۔ میں مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اردگرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر" طلحه بن عبيد الله رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے مجھ سے مصافحہ کیا جو مجھے ہمیشہ یاد رہے گا اور مبارک باد دی" (اللہ کی قسم ان کے سوا مہاجرین میں سے کوئی بھی میرے لئے کھڑا نہ ہوا) جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اس وقت رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أبشر بخير يوم مر عليك منذ ولدتك أمك] تم اپنی ماں سے پیدا ہوئے اس وقت سے جتنے دن گزرے ان میں سب سے بہتر دن کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آیا اپنی جانب سے یا اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی جانب سے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ یہ بشارت دے رہے تھے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں وہی مال جس کی وجہ سے یہ بات پیش آئی صدقہ کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس ہی رہنے دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بہتر ہے خیبر کا حصہ رہنے دیا جائے میں جب تک زندہ رہوں گا کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا ہمیشہ سچ بولوں گا کیونکہ سچ ہی نے مجھے نجات دلوائی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتبؒ کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کیلئے فرمایا ہے

تین اشخاص نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ سے ڈر کر سچ سچ بتادیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش میں ڈالا اور بالآخر ان کی برأت نازل ہوئی اور اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بہترین دن کی بشارت دی اور ان کو صادقین (سچے کہا)۔

اللہ تعالیٰ نے انکے حال پر توجہ فرمائی بیشک وہ شفیق اور مہربان ہے:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔ اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

(سورة التوبه، الآية: ١١٧-١١٩)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے لئے فرمایا

رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر قسمیں کھا کر معذرت کرنے لگے تھے ان کی تعداد نوے (۹۰) کے درمیان تھی۔ انہوں نے بہانے بنائے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ اور انکے دلوں کے بھید کو اللہ کے سپرد کر دیا۔

جھوٹ بولنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت سخت الفاظ فرمائے:

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ۔ ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تا کہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے جنہیں وہ کیا کرتے تھے۔ یہ اس لیے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔ (سورة التوبه، الآية ٩٥-٩٦)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج منتخب فرمایا

اسی سال ذی القعدۃ میں (سنۃ نو ہجری) میں رسول کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مسلمانوں کو مناسک حج کی ادائیگی کے لئے روانہ فرمایا۔اس کے بعد سورۃ التوبہ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا۔اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١﴾ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢﴾ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٤﴾ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥﴾

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے بیزاری کا اعلان ہے۔ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد و پیمان کیا تھا۔پس (اے مشرکو!) تم ملک میں چار مہینے تک تو چل پھر لو، جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو، اور یہ (بھی یاد رہے) کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن صاف اطلاع ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے، اور اس کا رسول بھی، اگر اب بھی تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، اور اگر تم روگردانی کرو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے۔اور کافروں کو دُکھ کی مار کی خبر پہنچا دیجئے۔بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے معاہدہ کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔پھر حرمت والے مہینوں کے گزرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کر لو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو۔یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورة التوبة، الآية ١-٥)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس حکم کے آجانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ تا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے اس کا اعلان کردیں۔ عرب کی عادات کے مطابق یہی دستور تھا (کہ آدمی یا تو خود اعلان کرے یا اپنے خاندان کے کسی فرد سے اعلان کرائے)۔ رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا تھا اور آپ کی طرف سے، اہل بیت ہی اس عہد کو لوٹا سکتے تھے۔

علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ایک مقام پر ہوئی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ امیر ہو یا مامور،[1] علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں مامور ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا۔[2] دس (۱۰) ذی الحجہ کے دن (قربانی والے دن) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں میں وہ اعلان کیا جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا۔ تمام عہد والوں کا عہد ختم کر دیا اور انہیں صرف چار (۴) مہینے کی مہلت دی اس طرح جن کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ تھا انہیں بھی چار (۴) مہینے کی مہلت دی البتہ جن مشرکین نے مسلمانوں سے عہد نبھانے میں کوئی کوتاہی نہ کی تھی اور نہ مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد کی تھی ان کا عہد ان کی طے شدہ مدت تک برقرار رکھا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھیج کر یہ اعلان عام کروا دیا کہ

لا يحج بعد العام مشرك ، ولا يطوف بالبيت عريان[3]

آئندہ سے کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا کر سکتا ہے۔

وہ لوگ اس مدت کے بعد یا تو وہ اللہ کو ایک مان لیں اور اسلام لے آئیں یا وہ لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا جہاں پاؤ ان کو قتل کر دو اگر وہ اسلام لاتے ہیں تو اللہ غفور رحیم ہے۔

اس اعلان کا مطلب یہ تھا اس مدت کے اندر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو انہیں یہاں رہنے کی اجازت ہوگی بصورت دیگر ضروری ہوگا کہ وہ چار (۴) مہینے بعد جزیرہ عرب سے نکل جائیں۔ اگر دونوں صورتوں میں سے وہ کوئی بھی اختیار نہیں کرینگے تو (وہ حربی کافر شمار ہوں گے) جن سے لڑنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہوگا تا کہ جزیرۂ عرب کفر و شرک کی تاریکیوں سے صاف ہو جائے۔

---

(۱) مامور ، جو حکم دیا گیا اس کو بجا لانے والا (امیر کے حکم کی اطاعت کرنے والا)

(۲) اس حج کے مفصل بیان کے لیے ملاحظہ ہو، (ابتداء سورۃ براءت، یا سورۃ توبہ بھی کہا جاتا ہے) بخاری:4655 ومسلم:982

(۳) أخرجه البخاري في الصلاة باب ما يستر العورة حديث رقم:369 الحج باب لا يطوف بالبيت عريان حديث رقم:3177

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وفود کی آمد

فتح مکہ مکرمہ کے ایک فیصلہ کن معرکہ کے بعد بت پرستی اور کفر کا کام تمام کر دیا سارے عرب کو حق و باطل کی پہچان ہوگئی۔ وہ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے رب صنم کو پہچان گئے کہ وہ نہ سنتا ہے اور نہ کوئی مدد کر سکتا ہے اور تمام نے اللہ تعالیٰ کو رب مان لیا اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے برحق رسول ﷺ ہیں جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے۔ اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔ تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورة النصر، الآية ١-٣)

اس قول کی صداقت یہ ہے کہ اس کے بعد وفود آنے شروع ہو گئے جو کہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے شہر طیبہ، مدینہ منورہ میں آ کر اسلام پر بیعت کرتے تھے۔

”ان وفود سے بہت سے حق کی تلاش میں آئے اور حق جان کر اسلام لائے“ انہی وفود میں سے کچھ افراد نبی کریم ﷺ کے قتل کے لئے بھی آئے۔ ”کچھ وفود نے کہا: ہم اسلام لاتے ہیں“ ”رسول اللہ ﷺ ہمیں شراب پینے، سود کھانے، اور زنا کرنے کی اجازت دیں تو ہم اسلام قبول کر لیں گے“۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت سے متعارف کروایا اور شریعت اسلام کی تعلیم دی حرام اور حلال کی پہچان کروائی۔

وفود میں ان کی قوم کے سردار تھے اور اس ایک شخص کے اسلام لانے سے اس شخص کے خاندان اور قبیلہ نے اسلام کی ہدایت پائی اور پوری قوم مسلمان ہوئی۔ دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی (حق سبحانہ وتعالیٰ کے قول کے مطابق) اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے لگے۔

اہل علم فرماتے ہیں: وفود کی تعداد ستر (٧٠) سے زیادہ ہے۔ ہم مشکاۃ النبوۃ میں صرف ان ہی وفود کا ذکر درج کر رہے ہیں۔ جو سبق آموز اور اہمیت کے حامل ہیں۔ تاکہ قارئین ان وفود کے سوالات اور رسول کریم ﷺ کے جوابات سے مستفید ہوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وفد ثقیف

ثقیف کے قبیلہ سے کچھ لوگ وفد کی شکل میں آتے ہیں۔ وفد کے سردار کنانہ عبد یالیل اور ان کے ساتھ، عثمان بن ابی العاص تھے اور آپ عمر میں ان تمام افراد میں سب سے چھوٹے تھے۔ یہ وفد جب مدینہ منورہ آیا تو مغیرہ بن شعبہ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ یہ میری قوم کے لوگ ہیں میں ان کو اپنے پاس رکھ کر ان کی خاطر مدارت کرنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ضیافت کرنے سے میں نہیں روکتا لیکن ان کو وہاں پر اُتارو جہاں پر قرآن سنا جا سکے اور ان کو دین معلوم ہو تا کہ یہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دیں۔

مغیرہ بن شعبہ جو کہ قبیلہ ثقیف سے ہیں، شرک کے وقت انہوں نے اپنے قبیلے کے کچھ افراد کو قتل کر دیا تھا اور ان کا مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے ہیں اور اسلام لاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہم تمہارا اسلام قبول کرتے ہیں لیکن یہ مال نہیں لے سکتے۔

مغیرہ بن شعبہ کی ضیافت کے بعد اس وفد کو مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا گیا اور ان کے لئے کچھ خیموں کا انتظام کروا دیا گیا۔ تا کہ وہ لوگ قرآن سنیں اور لوگوں کو نماز پڑھتا ہوا دیکھیں پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے جاتے رہے اور رسول اللہ ﷺ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اس دوران وفد کے افراد ہر روز صبح کو خدمتِ نبوی میں آتے اور اپنے سامان کے پاس عثمان بن ابی العاص کو بٹھا دیا کرتے تھے اور دوپہر کے وقت جب یہ لوگ آرام کرتے یا سو جاتے اس وقت عثمان بن أبی العاص رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے قرآن پڑھتے اور دین کی باتیں دریافت کرتے تھے اور اگر رسول اللہ ﷺ کو آرام کرتے ہوئے پاتے تو اسی مقصد کے لئے عثمان بن ابی العاص ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم کے پاس جا کر قرآن اور دین سیکھا کرتے تھے۔ قیام کے دوران آپ کا یہی معمول تھا جس کا ان کے ساتھیوں کو علم نہیں تھا۔ یہ شوق اور اشتیاق دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور آپ کو چاہنے لگے تھے۔ اسی طرح یہ وفد روز سوالات کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے جوابات دیتے تھے اور دین سمجھاتے تھے۔

کنانہ عبد یالیل جو ان کے سردار تھے، کہنے لگے: آپ اپنے اور ثقیف کے درمیان ایک صلح کا معاہدہ لکھ دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام لانے سے پہلے نہیں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے ہم اسلام لاتے ہیں۔

عبد یالیل کے مطالبات

کیا آپ کو پتہ ہے ہماری قوم میں زنا کا رواج ہے اور ہم یہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن ہمیں اس کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا وہ تمہارے لئے حرام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾

ترجمہ: خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔ (سورة بنیٓ اسرآئیل، الآیة ۳۲)

عبد یالیل کا سوال؟

کیا آپ کو پتہ ہے ہمارے کاروبار اور مال سب کے سب سودی ہیں۔ آپ ہمیں اس کی اجازت دیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: سود سے دور ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔

(سورة البقرہ، الآیة ۲۷۸)

عبد یالیل کا سوال؟

کیا آپ کو پتہ ہے، شراب ہماری زمینوں کی پیداوار ہے اور ہم اس کو نہیں چھوڑ سکتے۔

یہ تو ہمیں چاہئے۔ آپ ہمیں اس کی اجازت دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں۔ ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔ (سورة المائدہ، الآیة ۹۰)

یہ سن کر وہ تمام اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے جا کر آپس میں مشورے کرنے لگے یہ پابندیاں تو سخت ہیں۔ نبی کریم ﷺ تو اس طرح کرنے کو کہتے ہیں۔ جس چیز کو اللہ نے حلال کیا ہے وہ حلال ہے اور جو اللہ نے حرام فرمایا ہے وہ حرام ہے۔

کافی سوچنے اور مشورے کے بعد ان میں سے کسی نے کہا، اگر ہم یہ سب باتیں نہیں مانتے تو جیسے ان لوگوں نے مکہ والے قریش پر حملہ کر دیا وہ اسی طرح ہم پر بھی حملہ کر دیں گے اور ہم ان سے نہیں لڑ سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں وہ سب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مان لو اور صلح کر لو اور اسی طرح عہد لکھوالو۔

یہ سب رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک ہے آپ نے جس طرح فرمایا ہے: ہم وہ سب مانتے ہیں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہمارا جو بت ہے جس کو ہم لات کہتے ہیں اس کا کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو توڑ دو۔ انہوں نے کہا: اوہو! اگر رب کو پتہ چل جائے کہ اس کو توڑا جا رہا ہے تو وہ ہم سب کو مار ڈالے گا اور اس کا عذاب ہم پر آ جائے گا۔ (ابھی تک ان میں شرک کے زمانے والی جہالت باقی تھی)

یہ سن کر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: افسوس تجھ پر عبد یالیل! تجھ میں ابھی تک جہالت باقی ہے۔ یہ تیرا رب جس کو تو اپنا رب سمجھتا ہے وہ پتھر ہے اور تو اس سے ڈرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا: نہیں ہم یہ بت نہیں توڑ سکتے۔ اگر تم لوگوں میں طاقت ہے اس کو توڑنے کی تو تم کوشش کرو۔ تم اس کا کچھ کر سکتے ہو تو کر لو۔ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر عذاب آ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میں کچھ آدمی بھیجوں گا جو اس کو توڑ دیں گے۔ اس کے بعد صلح نامہ لکھ دیا گیا۔ نبی ﷺ نے جس طرح فرمایا، کنانہ عبد یالیل نے کہا: ہمیں جانے کی اجازت دیں اور جب ہم اپنے ملک پہنچ جائیں اس کے بعد آپ ﷺ ہمارے بت (لات) توڑنے کے لئے بھیجیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات مان لی۔ اور ان کو اجازت دی کہ وہ جا سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ایک امیر منتخب فرما دیں جو کہ ہمیں دین بتلائے۔

رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن ابی العاص کو ان پر امیر منتخب فرمایا۔

کنانہ عبد یالیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپسی کے لئے چلے وہ اپنی قوم اور ان کی سختی کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ایسا بتانے سے وہ ان کو مار ڈالیں گے اس لئے جب وہ ان کے قریب پہنچے تو اپنے کپڑے پھاڑے، بال بکھیر لئے اور اپنی حالت اس طرح بنالی جیسا کہ پریشان اور ناکام واپس آئے ہوں۔ ان کی قوم نے انہیں دیکھ کر کہا: یہ کچھ اچھا لے کر نہیں آئے ہیں۔ وہ سب اپنے اونٹوں سے اتر کر سیدھے لات صنم کے پاس گئے اور وہاں سے اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے اور اس کے بعد ان کے قریبی رشتہ داران سے ملنے آئے اور دریافت کیا: تم وہاں پر گئے تھے۔ وہاں کیا ہوا؟

وہ لوگ غم و حزن کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ شخص محمد (ﷺ) تو بہت سخت ہیں۔ وہ جیسا چاہتے ہیں ویسا منوانا چاہتے ہیں۔ ہم سے مطالبہ کیا کہ اسلام قبول کر لو، زنا، شراب اور سود چھوڑ دو ورنہ سخت لڑائی کی جائے گی۔ یہ سن کر ثقیف پر زمانہ جاہلیت کا غرور چھا گیا وہ کہنے لگے ہم لڑائی لڑیں گے اس وفد نے کہا ٹھیک ہے جاؤ اور اپنی تلواروں کو تیز کر لو۔ دو (۲) دن تک وہ لڑائی کی بات سوچتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ واپس آ کر وفد سے گذارش کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کے مطالبات مان لو۔ جب وفد نے یہ دیکھا تو ان لوگوں پر حقیقت ظاہر کر دی۔ ہم نے ایسا ہی کیا ہے ان کی باتوں کو مان لیا ہے اور ہم اسلام لے آئے ہیں اور شرائط صلح لکھ لی ہیں۔ ہم نے محمد ﷺ کو بہت اچھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسان پایا ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم وکرم کرتے ہیں اور وہ بری باتوں سے روکتے ہیں، اچھی باتیں بتاتے ہیں اور سیدھی راہ پر چلاتے ہیں۔

اِسی راہ میں نیکی اور بھلائی ہے ثقیف کہنے لگے تم لوگوں نے پہلے نہیں بتایا ہمیں پریشانی اور غم میں مبتلا کیا وفد نے کہا ہم تمہارے دلوں سے شیطان کے وسوسوں کو دور کرنا چاہتے تھے۔ یہ تمام باتیں سن کر وہ اسلام لے آئے اسی وقت ان لوگوں نے حق کو مان لیا اس کے کچھ دنوں بعد رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت میں کچھ افراد ان کے رب (پتھر کے بت) کو توڑنے کے لئے بھیجا۔ ان افراد میں مغیرہ بن شعبہ بھی ساتھ تھے۔ یہ اصحاب جب وہاں پہنچے تو تمام ثقیف کے بچے، مرد، عورتیں وہاں جمع ہو گئے یہ دیکھنے کے لئے کہ آج ان کا رب اپنے آپ کو کس طرح بچاتا ہے۔ ان لوگوں سے جو اس کو توڑنے آئے ہیں، کس طرح اپنا عذاب ان پر نازل کرتا ہے۔ مغیرہ بن شعبہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: واللہ میں ذرا آپ لوگوں کو ثقیف پر ہنساؤں گا۔ آپ کھڑے ہوئے گرز اُٹھائی *(اوران کے بت جس کا نام لات ہے)* اس پر دے ماری اور خود ہی گر پڑے اور ایڑیاں رگڑنے لگے۔ یہ بناوٹی منظر دیکھ کر اہل طائف خوش ہوئے اور چیخنے لگے کہ رب نے مغیرہ کو مار ڈالا ہے اتنے میں مغیرہ رضی اللہ عنہ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اللہ تمہارا برا کرے! یہ تو پتھر اور مٹی کا بنا ہوا ہے۔

پھر انہوں نے اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر اس کو ڈھاتے ڈھاتے زمین کے برابر کر دیا۔ اس بت کے پجاری کہنے لگے: اس کی بنیاد جو باقی ہے، تم پر عذاب نازل کرے گی۔ یہ سن کر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی اور سب نے مل کر اس کی بنیاد کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے۔ اس بت کے پاس سے جو کچھ سونا چاندی، زیور، کپڑے ملے، یہ سب لے کر مدینہ منورہ آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے سب کچھ تقسیم فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی نصرت فرمائی اور اپنے برحق رسول کریم ﷺ کی نصرت فرمائی۔ رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ (۱)

وفد بنی عامر

وفد بنی عامر بن طفیل اور اربد بن قیس اور جبار بن سلمہ یہ تمام لوگ اپنے قبیلوں کے سردار تھے اور یہ تمام بڑے بڑے شیطان اور مکار تھے۔ ان شیطانوں کا سردار (عامر) جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن تھا اس کی قوم نے عامر سے کہا کہ تمام مسلمان ہوتے جا رہے ہیں تم بھی اسلام لے آؤ۔ اس اللہ کے دشمن نے جواب دیا واللہ میں جب تک اس کو قتل نہ کر دوں آرام سے نہ بیٹھوں گا۔ (نعوذ باللہ)

---

(۱) زادالمعاد ، 26,27,28/3 ابن ھشام 537,542/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ وفد اپنے اس خراب ارادے سے نکلتا ہے۔ عامر، اربد سے کہتا ہے اربد جو بہادر اور جنگجو قسم کا شخص تھا اس سے کہتا ہے۔ وہاں جا کر محمد (ﷺ) کو باتوں میں لگاؤں گا اور تم پیچھے سے آ کر ان کو قتل کر دینا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عامر رسول اللہ (ﷺ) سے کہنے لگا کہ میں تم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا سب کو یہاں سے ہٹا دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا واللہ) نہیں اللہ کی قسم جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔ اس نے پھر سے کہا کہ اے محمد! (ﷺ) سب کو ہٹا دو میں تم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک تم ایمان نہیں لاتے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو دھمکی دیتا ہے اگر تم نے اکیلے میں بات نہ کی تو میں ایک ہزار (۱۰۰۰) گھوڑے اور ایک ہزار (۱۰۰۰) گھوڑیوں کے ساتھ آپ پر غطفان قبیلے کے ساتھ چڑھائی کر دوں گا۔ وہ یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

[اللهم اكفيني عامر بن الطفيل] ترجمہ: الٰہی عامر بن الطفیل سے پناہ میں رکھ۔

باہر نکلنے کے بعد عامر اربد سے پوچھتا ہے اللہ تجھ کو برباد کرے میں نے باتوں میں مشغول رکھا اور تجھے قتل کرنے کو کہا تھا مگر تو نے کچھ نہیں کیا۔ میں تجھ کو زمین پر بہت طاقتور سمجھتا تھا اور تجھ سے ڈرتا بھی تھا مگر اب میں تجھ سے نہیں ڈروں گا تو تو بالکل بزدل اور ڈرپوک ہے۔ اربد نے کہا صبر کر مجھ سے تو پوچھ کیا ہوا تھا۔ میں جب بھی تلوار لے کر مارنا چاہتا تھا تلوار کے سامنے تو آ جاتا تھا کیا میں تجھ پر تلوار چلا دیتا۔ اسکے بعد وہ وہاں سے واپس چلے گئے۔

صحیح بخاری میں اس طرح سے ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے کہتا ہے میں آپ کو تین (۳) باتوں کا اختیار دیتا ہوں۔

(۱) آپ کے لئے وادی کے باشندے اور میرے لئے آبادی کے۔

(۲) اور میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ ہوں۔

(۳) ورنہ میں قبیلہ غطفان کے ایک ہزار (۱۰۰۰) گھوڑے اور ایک ہزار (۱۰۰۰) گھوڑیوں کے ساتھ چڑھائی کر دونگا۔

اسکے بعد وہ ایک عورت کے گھر میں طاعون کا شکار ہو گیا۔ (جس پر اس نے غم وغصہ سے) اس طرح کہا، اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی؟ نکلی اور میں ایک سلولیہ کے گھر مر رہا ہوں۔ پھر اس نے اپنا گھوڑا منگوایا اور سوار ہو کر چلا گیا اور اپنے گھوڑے پر ہی مر گیا۔ عامر اور اربد کی خیانت اور دھوکے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو محفوظ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے وہ طاعون جیسی گلٹی سے مرا۔ سلولیہ عورت جو کہ عرب میں بہت ہی کم ذات اور غریب ہوتی ہے اس کے گھر میں موت نے اسے آ دبوچا۔

وفد ۔ طي

اس وفد کے ساتھ ان لوگوں کے سردار زيد الخيل تھے جو کہ عرب کے مشہور شہسوار تھے۔ اس وفد نے رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی اور نبی ﷺ نے اسلام پیش کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بہت اچھے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے زید کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: مجھ سے عرب کے جس کسی آدمی کی خوبی بیان کی گئی اور وہ میرے پاس آیا تو میں نے اس کی شہرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کم پایا۔ زید کی خوبی بیان کی گئی اور وہ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں بہت بہتر پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر زید الخیر رکھا۔ اور انکو انہی کے مقام میں ایک فدان جگہ عطا فرمائی اور زمین کے دو ٹکڑے عطا فرمائے۔

اور یہ وفد وہاں سے نکل کر اپنے شہر اپنی قوم میں جانے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن ينج زيد من حمى المدينة ، فإنه" (۱)

ترجمہ: اگر زید الخیر مدینہ کے بخار، سے بچ جائے۔

(فإنه) یعنی اگر وہ (نفی ہے) وہ نہیں بچے۔ اور وہ اسی بخار سے بیمار ہو گئے جس سے ان کی موت واقع ہوئی۔

وفد ۔ کندہ

وفد کندہ کے افراد میں اشعت بن قیس تھے اور ان کے ساتھ، ساٹھ (۶۰) یا اسّی (۸۰) افراد کا مجموع تھا۔ یہ سب اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے۔ یہ تمام افراد مسجد نبوی میں آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔

رسول ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم اسلام نہیں لاؤ گے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم آپ ﷺ کے پاس اسلام لانے کیلئے ہی آئے ہیں۔

رسول ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری گردنوں میں یہ ریشم کا کپڑا کیسا ہے اسے نکال دو۔ ان لوگوں نے اس کپڑے کو نکال کر پھینک دیا۔ اشعت نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا آپ ہم سے نہیں ہیں؟ کندہ اور قریش ایک ہی ہیں۔ نبی ﷺ کی کوئی دادی قبیلہ کندہ سے تھیں اس لئے اشعت نے اس طرح کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں بنو نضر سے ہوں اور بنو نضر کنانہ سے منسوب ہیں۔ نسبت باپ سے ہوتی ہے ماں سے نہیں۔ میں کنانہ سے اور تم کندہ سے ہو۔

وفد الأشعريين

رسول کریم ﷺ کے پاس یمن کے رہنے والوں کا وفد آتا ہے۔ اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اشعار دہراتے ہوئے آئے۔ اس طرح کہہ رہے تھے۔ (غداً نلقى الأحبة محمداً وحزبه) (۲)

ترجمہ: کل ہم ملیں گے جو ہمیں محبوب ہیں، محمد ﷺ اور ان کے احباب سے۔

---

(۱) الراوي : محمد بن اسحاق ، خلاصةالدرجة :اسناده مجهول ، المحدث : ابن حجر العسقلاني ، المصدر : الاصابة ، الصفحة أو الرقم : 1/573 (۲) أخرجه أحمد في المسند:,105,/3,155 واسناد صحيح والبيهقي في الدلائل:351/5

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی اس طرح سے:

" أتاكم أهل اليمن ، هم أرق أفئدة وألين قلوباً ، الإيمان يمان ، والحكمة يمانية ، والفخر والخيلاء في أصحاب الإبل والسكينة والوقار في أهل الغنم " (١)

تمہارے پاس یمن والے آئے ہے، فوراً حق کو ماننے والے، ان کے دل نرم ہے، ایمان یمن والوں کا، حکمت یمنیوں کی، فخر اور غرور اونٹ والوں میں، نرمی اور وقار بکری والوں میں۔(أرق أفئدة) یعنی فوراً حق کو ماننے والے۔(وألين) یعنی دلوں میں نرمی ہے۔

وفد ہمدان کے قبیلے سے

ابی اسحٰق ابن براعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وفد حمدان رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے۔انہوں نے اسلام قبول کیا جو کچھ انہوں نے مانگا رسول ﷺ نے عطا فرمایا۔اور مالك بن نمط کو ان کا امیر بنایا۔باقی لوگوں کے پاس اسلام کی دعوت دینے کیلئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور کچھ اصحاب کو بھیج دیا۔

براعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ہم چھ(٦) مہینے تک اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر کوئی بھی اسلام نہیں لایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حکم دیا، کہ خالد بن ولید کو واپس بھیج دو۔اور جو ان کے ساتھ واپس آنا چاہیں اُن کو واپس آنے دو، اور جو کوئی تمہارے ساتھ رُکنا چاہے اسکو رُکنے دو۔ براء رضی اللہ عنہ وہیں رک گئے۔

علی رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔علی رضی اللہ عنہ نے ہم سب کو نماز پڑھائی اور آپ نے امامت فرمائی اور تمام افراد کو صفوں میں سیدھا کیا، اور قبیلہ حمدان کے پاس جا کر علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا۔ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خوشخبری پہنچائی تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر سجدے میں گر گئے۔پھر سر اٹھایا اور فرمایا:[حمدان پر سلام، حمدان پر سلام]۔ اچھی خبر سن کر سجدے میں گرنا بھی سنت رسول ہے۔

---

(١) الراوي : أبوهريرة ، خلاصة الدرجة :صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر:الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 4388

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وفد عبدالقیس

یہ وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ ان سے دریافت فرماتے ہیں۔ تم کس قبیلہ سے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم قبیلہ ربیعہ سے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ (نے ان لوگوں کے بارے میں اس طرح کے اچھے کلمات ادا فرمائے)

(مرحبا بالوفد أو القوم، غير خزايا ولا ندامى) (۱)

ترجمہ: خوش آمدید وفد کو ، یا اس قوم کو اور اس وفد کو ، شرمندگی یا ندامت نہ ہو۔

ربیعہ اور نظر یہ دونوں قبیلے عدنان کی شاخ سے ہیں اور یہ عرب ہیں ان کی نسبت نبی ﷺ کے چچاؤں سے ہیں۔ وفد عرض کرتا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اور ہمارے بیچ مضر کی آبادی ہے جو کہ مشرکین ہیں۔ ہم آپ کے پاس شہر الحرام میں ہی آسکتے ہیں باقی مہینوں میں ہم اس طرف نہیں آسکتے۔ وہ ہمیں قتل کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں بتائیں اور حکم کریں اور جو ہمارے پیچھے ہیں ان کو بھی ہم بتلائیں گے۔ وہ عمل جس کے کرنے سے ہم جنت کے حقدار بن سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں چار (۴) چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار (۴) چیزوں سے منع کرتا ہوں۔

وہ چار (۴) باتیں جن کے کرنے کا حکم فرمایا وہ یہ ہیں:

(۱) اللہ پر ایمان لے آؤ۔ اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ (جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے)

شهادة أن لا إله إلا الله، وأن محمداً رسول الله

ترجمہ: شہادت دینا کہ اللہ ایک ہے اور شہادت دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوۃ ادا کرنا۔

(۴) رمضان کے روزے رکھنا اور تمہیں جو غنیمت ملے اس سے خمس نکالو۔

اور جن چار (۴) چیزوں سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ؛ (وہ ذیل میں درج ہیں)

(۱) الدباء : یہ برتن جو کہ شراب پینے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس برتن میں درخت کی چھال پانی میں ملا کر بنائی جاتی ہے۔

(۲) والحنتم : بڑا مٹکا درخت کے تنے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور یہ برتن شراب بنانے اور پینے میں استعمال کیے جاتے تھے۔ اس سے منع فرمایا۔

---

(۱) الراوي : عبدالله بن عباس ، خلاصة الدرجة :صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر:الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم 7266:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۳) النقیر: درخت کے تنے سے بنا ہوا مٹکا اس میں کھجور اور پانی ڈال کر سڑایا جاتا ہے۔ اور اس کو نشہ آور کیا جاتا شراب بنا کر استعمال کی جاتی ہے۔

مسلم کی روایت اس طرح سے ہے:

یارسول اللہ ﷺ آپ کو (النقیر) کے بارے میں کیا معلومات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ درخت کا تنا بیچ سے کھوکھلا کر کے اس میں کھجوریں ڈالتے ہو اور اس پر پانی ڈالتے ہو۔ جب وہ پک یا سڑ جاتا ہے نشہ آور ہو جاتا ہے۔ پھر اسکو پیتے ہو۔ ایسا مت کرو نشہ میں تم تلوار سے اپنے ہی چچا کے لڑکے کی گردن مار دو گے۔ پھر انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ اگر ہم یہ برتن استعمال نہ کریں تو پھر پانی کس میں پیا کریں۔؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چمڑے کے لوٹوں اور چمڑے کے بنے ہوئے برتن استعمال کیا کرو۔

(۴) المزفت: ایسی چیز جس کو شراب میں ملائی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے بارے میں فرمایا: تم میں دو اچھی خصلتیں ہیں۔ [الحلم و الأناة][۱]

❁ دور اندیشی ❁ خودداری۔

وفد بنی حنیفہ

یہ وفد مدینہ منورہ آتا ہے سنۃ نو (۹) ہجری میں اس وفد میں سترہ (۱۷) افراد تھے اور ان میں (مسیلمۃ کذاب) بھی ان کے ساتھ تھا[۲]۔ رسول اللہ ﷺ نے سب کی دلجوئی کی، دین اسلام کے بارے میں بتلایا، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ یہ تمام اسلام لے آئے سوائے (مسیلمۃ کذاب) کے اچھے برتاؤ کا اس پر کوئی اچھا اثر نہیں ہوا وہ اپنی جہالت اور اکڑ کا اظہار کرتا رہا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وفد کے پاس تشریف لائے۔ (مسیلمۃ کذاب) اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے خطیب ثابت بن قیس موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ اِن کے سر پر کھڑے ہو گئے اور گفتگو فرمائی۔

(مسیلمۃ کذاب) کہنے لگا اگر آپ چاہتے ہیں تو حکومت کے معاملے میں ہم آپ کو آزاد چھوڑ دیں اور آپ کے بعد اسکو ہمارے لئے طے فرمادیں۔ (رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں اُس وقت کھجور کی لکڑی تھی)۔ آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا: "اگر تم مجھ سے یہ ٹکڑا چاہو تو وہ بھی نہیں دونگا"۔ تم اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے فیصلہ سے آگے نہیں جاسکتے۔ اگر تم نے پیٹھ پھیر لی تو اللہ تعالیٰ تمہیں توڑ کر رکھ دے گا۔ اللہ کی قسم میں تجھے وہی شخص سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا۔

---

(۱) أخرجه مسلم في الايمان باب الأمر حديث رقم:18 والبيهقي في السنن: 194,104/10

(۲) فتح الباری: 87/8

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ ثابت بن قیس ہیں جو تمہیں میری طرف سے جواب دیں گے۔ اس کے بعد آپ واپس چلے گئے۔ (۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے اس واقعہ سے قبل خواب دیکھا تھا۔ آپ کے پاس روئے زمین کے خزانے لاکر رکھ دیے گئے ہیں۔ اس میں سے دو کنگن آپ کے ہاتھ میں آ پڑے ہیں۔ آپ کو یہ دونوں کنگن بہت گراں گزرے اور آپکو رنج ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی کی گئی کہ ان دونوں کو پھونک دیجئے اور آپ نے پھونک دیا تو وہ دونوں اڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہونگے۔

(۱) ایک تو یہ (مسیلمة کذاب) جو کہ (صاحب یمامہ) ہے جھوٹا نبوت کا دعویدار تھا۔

(۲) دوسرا اسود العنسي تھا جو کہ (صاحب صنعاء) ہے۔ جھوٹا نبوت کا دعویدار تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (واللہ لو لا أن الرسل لا تقتل لضربت أعناقکما) (۲)

ترجمہ: اللہ کی قسم وفود، کو قتل نہیں کیا جاتا ورنہ میں ان کی گردن مار دیتا۔

مسیلمة کذاب نے کہا حکومت کے کاروبار کو اپنے بعد میرے حوالے کردیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اُس کا یہ مطالبہ اکڑ اور انکار کا اظہار کرتا رہا اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں فرمایا کیونکہ وہ وفد اور اپنے قبیلہ کی طرف سے آیا تھا، (پیغام لانے والے کو آپ قتل نہیں کرتے تھے)

وفد نجران

یہ وفد بھی نجران سے آتا ہے اور یہ تمام عیسائی مذہب کے پیروکار تھے یہ وفد ساٹھ (۶۰) افراد پر مشتمل تھا۔ اور ان میں ان کے ملک وقوم کے اطراف سے چوبیس (۲۴) افراد تھے۔ اور ان میں ہی تین (۳) افراد ایک (عاقب) جس کے ذمے امارت اور حکومت کا کام تھا۔ اسکا نام (عبدالمسیح) تھا۔ دوسرا شخص ملکی سیاستی امور کا نگران تھا اور اس کا نام (ایھم) تھا۔ تیسرا شخص جو ان کا عالم اور روحانی پیشوا تھا جسکو (پادری) کہتے ہیں۔ اس کا نام ابو حارثہ بن علقمہ تھا اور یہی شخص ان تمام کو دینی تعلیم دیتا تھا۔ ابو حارثہ کو اپنی دینی کتابوں کو پڑھ کر کافی معلومات تھیں۔ اہل روم میں اس کا بہت بڑا اور اچھا مقام تھا اور روم والوں نے اس کے لئے کلیسا بنوا دیا تھا (عیسائیوں کی عبادت گاہ) نجران سے ابو حارثہ اپنے خچر پر سوار ہو کر چل رہا تھا اسکا بھائی (کرز ابن علقمہ) خچر پکڑ کر چل رہا تھا۔ خچر کو ٹھوکر لگی تو اس کے بھائی نے کہا۔ (تعس الابعد) برا ہو اس دور والے کا جس کے پاس جا رہے ہیں۔ وہ اس وقت نصرانیت پر تھا۔ یہ بات اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کہی تھیں۔

---

(۱) صحیح بخاري باب وفد بنی حنیفه اور باب قصته الاسود العنسی 627/2,628 و فتح الباری:87/8,93

(۲) أخرجه أحمد في المسند:3/487-488 وأبو داود في سننه في الجهاد باب في الرسل حديث رقم:2761

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر ابو حارثہ ناراض ہوا اور کہا تیرا برا ہو۔ بھائی تو میرے لئے ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔ ابو حارثہ نے کہا یہ وہی نبی ہیں جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ گزر کہتا ہے جب تم کو علم ہے یہ وہی نبی ہیں تو تم کو کس چیز نے روک رکھا ہے۔

ابو حارثہ اس طرح کہتا ہے۔ یہ ہماری قوم نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے یہ تمام دولت اور عزت اور شرف سب کچھ ان ہی کی دی ہوئی ہے اور میں کیسے یہ سب چھوڑ دوں اور ان کے خلاف کس طرح ہو جاؤں اگر میں نے حق کو قبول کر لیا تو میرے گھر والے اور یہ قوم مجھ کو نکال باہر کریں گے۔ اس لئے میں ایسا نہیں کر سکتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وفد نجران آ کر مدینہ منورہ میں جمع ہوئے اور ان کے ساتھ مدینہ منورہ کے مقیم یہودی بھی جمع ہوئے۔ اور یہ دونوں فریق یہودی اور عیسائی آپس میں جھگڑنے لگے۔ ابراہیم علیہ سلام کے بارے میں،

یہودی کے علماء جن کو (احبار) کہا جاتا ہے۔ وہ اور تمام یہودی کہنے لگے۔

(ما کان ابراهیم إلا یهودیاً)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام (یہودیت) پر تھے۔

اور نصرانی جو کہ عیسائیت پر تھے۔ اُن کے علماء جن کو (پادری) کہا جاتا ہے۔ وہ تمام عیسائی اس طرح کہنے لگے۔

(ما کان إلا انصرانیاً) ترجمہ: وہ (نصرانیت) پر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! تم ابراہیم کی بابت کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات وانجیل تو ان کے بعد نازل کی گئیں، کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟ سنو! تم لوگ اس میں جھگڑ چکے جس کا تمہیں علم تھا پھر اب اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ وہ تو یک طرفہ (خالص) مسلمان تھے، وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرک بھی نہ تھے، سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ایمان لائے، مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔ (سورۃ العمران، الآیۃ ٦٥۔٦٨)

رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں مگر ان لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں دریافت کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں:

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿٥٩﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۫ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ ﴿٦١﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال ہو بہو آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ ہو جا! پس وہ ہو گیا!۔ تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے خبردار شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔ اس لئے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلا لیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

(سورۃ ال عمرٰن، الآیۃ ٥٩۔٦١)

ان لوگوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

اور اسلام لانے سے انکار کر چکے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (مباہلے) کی دعوت دی اور رسول اللہ ﷺ، حسن، حسین، فاطمہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین یہ تمام ایک چادر میں لپٹے ہوئے تشریف لائے۔ اور جب وفد نے یہ دیکھا کہ آپ واقعی مباہلے کے لئے تیار ہیں تو یہ سب جا کر تنہائی میں مشورے کرنے لگے اور یہ طے پایا کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کی قسم یہ نبی ہے اور اگر ہم نے ان سے ملامت کی تو ہم اور ہمارے پیچھے ہماری اولاد ہرگز کامیاب نہ ہوگی۔ روئے زمین پر ہمارا ایک بال اور ناخن بھی تباہی سے نہ بچ سکے گا۔ آخر ان کی رائے یہ ٹھہری کہ رسول اللہ ﷺ کو ہی اپنے بارے میں (حَکَم) بنایا جائے اور ان کے فیصلہ کو مان لے۔ چنانچہ انہوں تے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کا جو مطالبہ ہے۔ ہم اسے ماننے کو تیار ہیں۔ انہوں نے اس پیش کش پر جزیہ دینا منظور کیا اور اس کے بدلے انہیں اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ دیا گیا اور ان لوگوں کو باقاعدہ لکھ کر دیا گیا اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے گذارش کی کہ آپ اپنے پاس سے ایک امین اور امانت دار شخص کو جزیہ اور صلح کا مال لینے روانہ فرمادیں۔ جو کہ ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اُبی عبیدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس طرح فرمایا:

[هذا أمين هذه الأمة] (١) یہ اس امت کے امین ہے۔

وفد نجران کے لئے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو دین اسلام اور سنت نبوی سے متعارف کروانے روانہ فرمایا۔

وفد بنی سعد بن بکر

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قبیلہ بنو بکر سے ان کی قوم نے اپنی طرف سے ان کے سردار ضمام بن ثعلبة کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ آئے اور اپنا اونٹ مسجدِ نبوی کے دروازے کے پاس باندھ دیا اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کرام کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ وہ آ کر اونچی آواز سے کہنے لگے: تم میں ابن عبد المطلب کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں ابن عبد المطلب ہوں۔ اس شخص نے کہا: یاابن عبد المطلب میں تم سے جو پوچھنے آیا ہوں وہ مجھے صحیح صحیح بتانا اور میرے سوالوں سے ناراض مت ہونا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ناراض نہیں ہوں گا۔ پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ اس شخص نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور جو تم سے پہلے تھے ان کے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور جو کوئی تمہارے بعد دنیا میں آئے گا ان کے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمارے باپ دادا جن کو پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ہاں مجھے اللہ نے یہی حکم دیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے فرائض بتلائے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ اس شخص نے اسی انداز سے واسطہ دے کر سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ کے جوابات سن کر وہ مطمئن ہو کر شہادت دیتا ہے:

[أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله ﷺ]

وہ شخص کہتا ہے: یہ جو فرائض مجھے بتادیئے گئے ہیں میں ان کو پورا کروں گا اور جن چیزوں سے منع فرمایا گیا ہے ان چیزوں سے اجتناب کروں گا اور میں اس میں نہ کمی کروں گا اور نہ زیادتی کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ آدمی اٹھا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إن يصدق ذو العقيصتين يدخل الجنة] (٢)

ترجمہ : یہ بڑے بال اور دو چوٹی والا اگر اسی طرح کرے تو وہ جنت میں جائے گا۔

مسلم کی روایت میں مزید اس طرح سے ہے۔ میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی کروں گا۔

---

(١) البخاري في فضائل الصحابة باب مناقب أبي عبيدة بن الجراح حديث رقم:3745 وفي المغازي باب قصة أهل نجران:4380 (٢) أخرجه أبو داود في الصلاة حديث رقم:487 وأحمد في المسند:264/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

واللہ وہ فلاح پائے گا اگر وہ سچا ہے۔ یہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا اور جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو اس نے سب سے پہلی بات کی [بئست اللات و العزی] ' (برباد ہوں لات اور عزیٰ) اس کی قوم نے کہا: لات اور عزیٰ، سے ڈر کہیں تجھے جزام، کوڑھ یا دیوانہ پن نہ ہو جائے۔ تو ان کو برا کہتا ہے۔ اس شخص نے کہا: یہ لات اور عزیٰ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیجا ہے اور اپنی کتاب اِن پر اتاری ہے تم کو گمراہی سے نکالنے اور تمہیں سیدھی راہ دکھانے کے لئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں ان کے پاس سے آ رہا ہوں اور جو انہوں نے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے، وہ میں لے کر آیا ہوں۔

ضمام بن ثعلبة فرماتے ہیں:

اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ میری قوم کے لوگوں، مردوں یا عورتوں میں سے کوئی ایسا نہیں بچا جو اسلام نہ لایا ہو اور حق تبارک وتعالیٰ کی شہادت نہ دی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا کہ ایک شخص کے اسلام لانے سے ان کی ساری قوم اسلام لے آئی اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع (ذو القعدہ سنۃ ۱۰ ہجری)

سنۃ دس (۱۰) ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارادہ کا اعلان فرمایا۔ یہ اعلان سن کر تمام مسلمان عرب جوق در جوق مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے (ہر ایک کی آرزو اور خواہش تھی) کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرے، عملِ رسول اللہ ﷺ کو دیکھے اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ ہم تمام کو قرآن کے احکامات بتلاتے ہیں۔ ہم تمام مسلمانوں کا حج رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا ہوا۔

جابر رضی اللہ عنہ کی اس طویل حدیث سے ماخوذ بیان: [(۱)]

جابر رضی اللہ عنہ سے (محمد بن علی ابن حسین) دریافت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حج کس طرح ادا کیا ہمیں بتلائیں۔

آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نو (۹) سال مدینہ منورہ میں تھے آپ ﷺ نے حج نہیں کیا۔ ذوالقعدہ کے مہینہ میں چار (۴) دن باقی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوچ کی تیاری فرمائی۔ ہفتہ کا دان تھا اور رسول اللہ ﷺ تیار ہوئے، کنگھی کی، تیل لگایا، تہبند پہنا، چادر اوڑھی اور ظہر کے بعد کوچ فرمایا اور عصر سے پہلے

)

نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا: میں کس طرح کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (غسل کرلو، کپڑے پہن لو، احرام باندھ لو اور تلبیہ کہو۔ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا) رسول اللہ ﷺ نے (ذوالحلیفہ) کی مسجد میں عصر کی نماز ادا فرمائی، دو رکعت پڑھی اور رات بھر آپ نے آرام کیا۔

پھر ظہر کی نماز سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے احرام کے لئے غسل فرمایا۔ رسول ﷺ نے تہبند پہنا، چادر اوڑھی اور دو رکعت ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ قصر نماز اور حج کا احرام باندھتے ہوئے صدائے لبیک کہی۔ اس کے بعد اونٹنی پر سوار کھلے میدان میں تشریف لے گئے اور وہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے لبیک پکارا۔ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ اپنی اونٹنی (قصویٰ) پر سوار ہوئے اور تلبیہ کی بلند آواز کے ساتھ اور تمام مسلمانوں نے بھی تلبیہ کی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سفر جاری فرمایا۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور ہم چلتے ہوئے ایک مقام (بیدہ) پر پہنچے۔ میرے سامنے جہاں تک میری نگاہ دیکھ سکتی تھی، تمام حجاج تھے۔ کچھ سواریوں پر اور کچھ پیدل تھے۔ پھر میں نے سیدھی طرف، الٹی طرف، آگے اور پیچھے دیکھا۔ ہر طرف آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا قافلہ تھا۔ بہت زیادہ آدمی تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔

---

(۱) محمد بن علی ابن الحسین رضی اللہ عنہ: صحابی الجلیل جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حج کس طرح کیا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ اس وقت بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ نابینا تھے۔ مسلمانوں کے اس اہم فریضہ کو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے درج کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول ﷺ تلبیہ فرما رہے تھے اور تمام مسلمان بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تلبیہ کہہ رہے تھے۔

(سنت کے مطابق حج میں تلبیہ اس طرح سے ہے)

[لبيك اللهم لبيك ، لبيك لا شريك لك لبيك ، إن الحمد والنعمة لك والملك ، لا شريك لك]

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [لسنا ننوي الا الحج. لسنا نعرف العمرة]

ترجمہ: ہم حج کی نیت سے نکلے تھے اور ہمیں (حج کے ساتھ) عمرہ کا معلوم نہ تھا۔

سفر جاری تھا شام کے وقت ہم مکہ مکرمہ پہنچے مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام (ذی طوبیٰ) میں قیام فرمایا۔

فجر کی نماز پڑھ کر صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ تشریف لے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے رکن (حجر اسود) کو استلام [۱] کیا اور طواف کیا۔ طواف میں رسول اللہ ﷺ نے تین چکر تیزی سے چلتے ہوئے (رمل) کیا [۲] یعنی تیزی سے چلنا اور چار چکر آہستہ چلتے ہوئے طواف مکمل فرمایا:

آپ ﷺ مقام ابراہیم پر تشریف لائے۔ اور اس طرح فرمایا:

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ: تم مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو۔ (سورة البقره الاية ۱۲۵)

مقام ابراہیم کے سامنے اس طرح نماز کے لئے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مقام ابراہیم اور کعبہ تھا۔

آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی، ان دو رکعتوں میں ان دو سورتوں کی تلاوت فرمائی۔

پہلی رکعت میں سُورَۃُ الکٰفِرُون

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ﴿۵﴾ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ﴿۶﴾

(۱) "استلام" ہاتھ سے مسح کرنا، اگر کسی کو ایذا پہنچنے کا ڈر ہو تو، صرف ہاتھ سے اشارہ کریں۔

(۲) "رمل" آہستہ آہستہ دوڑنا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

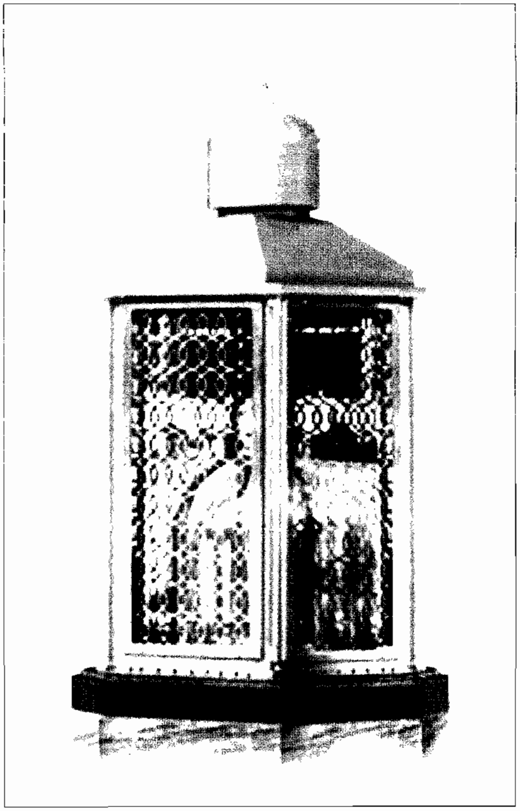

مقام ابراهیم اور اس کی فضیلت

مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کے وقت کھڑے ہوتے تھے۔ چونکہ ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو انتہائی پسند آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے پاؤں کے نشانات پتھر پر قائم کردیے۔

مقام ابراہیم پتھر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نرم فرما دیا تھا، ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوتے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر پکڑاتے تھے۔

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾

ترجمہ: تم مقام ابراہیم کو (مستقل) جائے نماز بنالو۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۲۵)

مسلمانوں کو مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

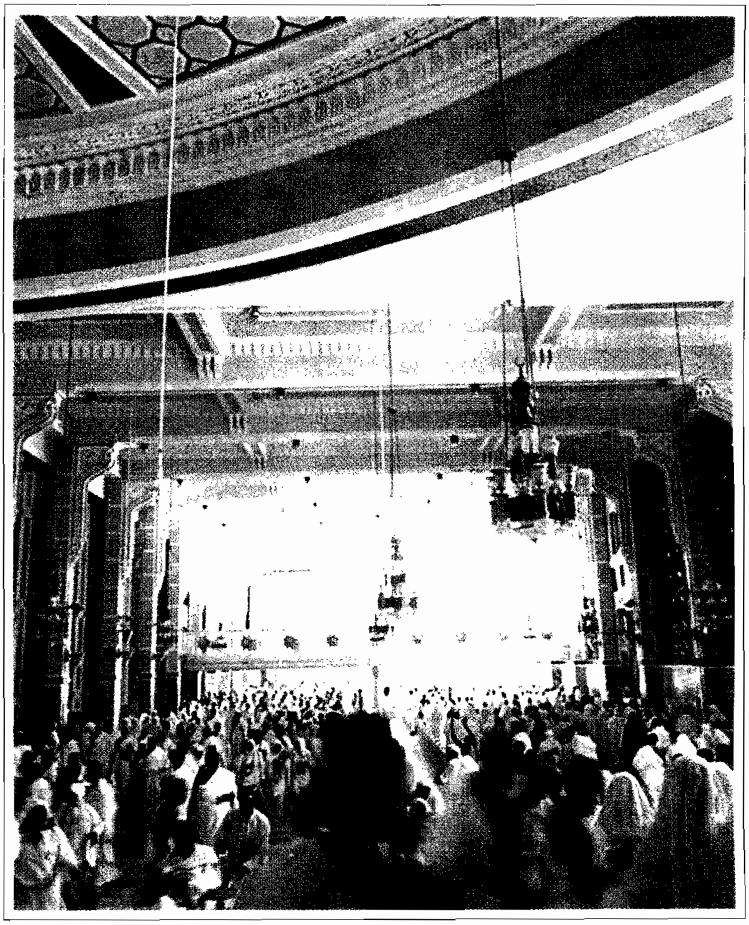

صفا اور مروہ کی سعی کا منظر

(اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ)

ترجمہ: ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔اس لیے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔''

(سورة البقرة: ١٥٨)

صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں۔

اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اپنے صاحبزادے کو بے بسی سے بلکتا دیکھتی رہی، پھر اُٹھ کر صفا پر چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھا پھر مروہ کی طرف آئیں اس طرح سات دفعہ کیا۔ (یہی سعی ہے)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اوردوسری رکعت میں سُورَۃُ الإخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾

(نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایسا ہی کیا)[1]

پھر رسول اللہ ﷺ نے رکن پر آکر (حجر اسود) کا استلام فرمایا اور رسول اللہ ﷺ صفا کے دروازہ سے صفا کی طرف تشریف لائے۔ صفا پر آکر آپ ﷺ نے اس آیت کو پڑھا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ﴿١٥٨﴾ (سورة البقرة الأية:١٥٨)

بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں۔

”أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ“ (میں اسی سے ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی)۔

رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی کے اوپر اتنا چڑھے کے بیت اللہ دیکھائی دینے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف کیا اللہ کی توحید اور کبریائی بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قدير. لا إله إلا الله وحده، أنجز وعده ونصر عبده، وهزم الأحزاب وحده“

یہ پڑھ کر آپ نے دعا کی اور (تین مرتبہ اس طرح کہا):

مروہ کی طرف چلے اور مروہ پر بھی اسی طرح پڑھا۔ اس طرح آپ نے سات (۷) چکر پورے کیے۔ آخری چکر میں جب مروہ پر آئے آپ ﷺ نے کچھ نہیں پڑھا۔

طواف اور سعی سے فارغ ہوکر رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا: (لو أني استقبلت من أمري ما استدبرت لم أسق الهدى، وجعلتها عمرة، فمن كان منكم ليس معه هدي فليحل، وليجعلها عمرة)

ترجمہ: اگر میں اپنے معاملے کی وہ بات پہلے جان گیا ہوتا، جو مجھے (بعد میں معلوم ہوئی) تو میں اپنے ساتھ (ہدی) یعنی قربانی کا جانور نہیں لاتا، میں اس کو عمرہ میں تبدیل کرتا (اور میں بھی حلال ہوجاتا)۔

---

(١) صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث 1218

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے حلال ہو جائے۔ (یعنی عمرہ میں تبدیل کر دے)
چونکہ رسول اللہ ﷺ حلال نہیں ہو رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ تردّد ہوا۔ یہ ارشاد نبوی سن کر صحابہ کرام نے اطاعت کی اور جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے۔ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے پوری طرح سے حلال ہو گئے۔
(احرام اتار کر کپڑے پہن لئے)۔
سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور دریافت کیا:

یا رسول اللّٰه! ألعامنا هذا أم للأبد؟ فشبك رسول اللّٰه ﷺ أصابعه واحدة في الأخرى وقال: (دخلت العمرة في الحج) مرتين (لا بل لأبد أبد)

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ! کیا صرف اسی سال کے لیے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے سے آپس میں ملا کر فرمایا: (عمرہ حج میں داخل ہو گیا) (دو دفعہ ارشاد فرمایا) بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔
آٹھ (۸) ذی الحجہ جس کو (یوم ترویہ کہتے ہیں) رسول کریم ﷺ منیٰ تشریف لے گئے حج کی تلبیہ کہتے ہوئے اور وہاں پر نویں (۹) ذی الحجہ کی صبح تک قیام فرمایا اور منیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر، پانچوں فرض نمازیں منیٰ میں ادا فرمائیں۔ اور پھر اتنی دیر توقف فرمایا کہ سورج طلوع ہو گیا۔
اس کے بعد عرفہ کو چل پڑے وہاں پہنچے تو (وادی نمرہ) میں خیمہ تیار تھا اسی میں نزول فرمایا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش اپنے آپ کو (حمس) کہتے تھے۔ اور وہ حدود حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفہ نہیں آتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (یہ جاہلیت کی رسم ہے)۔
جب سورج چڑھ گیا تو آپ ﷺ کے حکم سے (قصوا) یعنی نبی کریم ﷺ کی اونٹنی پر کجاوہ تیار کیا گیا۔ اور آپ (بطنِ وادی) جس کو (وادي عرنہ) کہا جاتا ہے تشریف لے گئے اور یہ مقام عرفہ کے قریب ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خطبہ حجۃ الوداع

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(إن دماء كم وأموالكم حرام عليكم، كحرمة يومكم هذا، في شهركم هذا ، في بلدكم هذا ، ألا كل شيء من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع، ودماء الجاهلية موضوعة ، وإن أول دم أضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن الحارث، كان مسترضعاً في بني سعد فقتلته هذيل، وربا الجاهلية موضوع ، وأول ربا أضع ربانا، ربا العباس بن عبد المطلب. فإنه موضوع كله.

فاتقوا الله في النساء ، فإنكم أخذتموهن بأمان الله ، وأستحللتم فروجهن بكلمة الله ، ولكم عليهن أن لا يوطئن في فرشكم أحدا تكرهونه ، فإن فعلن ذلك فاضربوهن ضرباً غير مبرح ، ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف ، وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده إن اعتصمتم به. كتاب الله وأنتم تسألون عني. فما أنتم قائلون؟) قالوا : نشهد أنك قد بلغت وأديت ونصحت. فقال بأصبعه السبابة. يرفعها إلى السماء وينكتها إلى الناس. (اللهم اشهد. اللهم اشهد.) ثلاث مرات [1]

ترجمہ: لوگو! میری بات سن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا، شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔

تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور موجودہ شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی۔ جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے------ یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا کہ ان ہی ایام میں قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا----- اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا، اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا کا سارا سود ختم ہے۔

ہاں! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔

اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو لیکن سخت مار نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں معروف کے ساتھ کھلاؤ اور پہناؤ اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے؛

(١) أخرجه البخاري في الصوم باب صوم يوم عرفة حديث: 1989 ومسلم في الصوم باب استحباب الفطر يوم عرفة حديث:112

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ

جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو چکے تو اللہ عزّ وجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴿۳﴾

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔ (سورۃ مائدہ، الآیۃ ۳)(۱)

خطبة حجةالوداع ۹ ذی الحجه سنة ۱۰ هجری

یہ عظیم خطبہ اللہ کے رسول ﷺ نے جبل عرفات کے میدان میں بیان فرمایا: آپ ﷺ کی وفات سے تقریباً دو مہینہ پہلے اس وقت اصحاب رسول ﷺ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱،۲۴۰۰۰) افراد موجود تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید البشر ﷺ خاتم الرسول ﷺ کو جس عظیم مقصد کے لیے مبعوث فرمایا، دین اسلام کی شریعت سے متعارف کروا دیا۔ (صلوات اللہ و سلامہ علیہ)

خطبہ کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور پھر اقامت کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان کے بیچ کوئی اور نفلی یا سنت نماز نہیں پڑھی گئی۔ آپ تمام نمازیں قصر ادا کر رہے تھے۔ اس کے بعد سوار ہو کر آپ عرفہ گئے وقوف پر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی (قصویٰ) کا شکم چٹانوں کی جانب کیا اور آپ نے قبلہ رُخ ہو کر اسی حالت میں وقفہ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ تھوڑی سی زردی ختم ہوئی پھر سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی۔ اس کے بعد رسول ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو سواری پر پیچھے بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہو کر مزدلفہ تشریف لائے۔ مزدلفہ میں ایک ہی اذان اور دو اقامتوں سے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں اور اس کے بیچ کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے اور طلوع فجر تک لیٹے رہے۔

اذان واقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ اسکے بعد اپنی اونٹنی (قصویٰ) پر سوار ہو کر مشعر الحرام تشریف لائے۔ قبلہ رُخ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اسکی بڑائی بیان فرمائی اور حمد وثناء اور توحید کے کلمات ادا کرتے رہے۔ رسول ﷺ یہاں پر اتنی دیر ٹھہرے رہے کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اس دفعہ رسول ﷺ نے اونٹنی پر فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا۔

---

(۱) جابر من حديث ابن عباس رضى الله عنهما: أخرجه أحمد: 255/1، و أبو داود في مناسك باب الخروج الى من حديث: 1911

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وادئ مُحِسّر [1] کے بیچ میں رسول اللہ ﷺ ذرا تیزی سے آگے نکل گئے اور پھر درمیانی راستہ (جمرۂ کبریٰ) اور اس کو (جمرۂ عقبہ) اور (جمرۂ اولیٰ) بھی کہتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔ (یہ کنکریاں چھوٹی چھوٹی تھیں)۔ کنکریاں مارنے کے بعد آپ ﷺ قربان گاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ (۶۳) اونٹ نحر (ذبح) کیے۔ باقی کے متعلق علی رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا اور انہوں نے بقیہ سینتیس (۳۷) اونٹ ذبح کیے۔ (اس طرح سو (۱۰۰) اونٹ کی قربانی دی گئی)۔ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی ہدی (قربانی) میں شریک فرمایا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہر ایک سے گوشت کا ٹکڑا لیا گیا اس سارے گوشت کو ایک دیگچے میں پکایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ دونوں نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس حجام بیٹھا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ فرمایا، اور سیدھی طرف کے بال منڈوائے اور آپ ﷺ نے وہاں پر جو اصحاب موجود تھے۔ اپنے بال ان میں تقسیم فرمائے۔ پھر نبی ﷺ نے الٹی طرف سے اپنے بال منڈوائے اور دریافت فرمایا: (أين أبو طلحه؟) ابوطلحہ کہاں ہے؟۔ یہ بال ان کو دے دو [2] مسلم کے الفاظ اس طرح ہے۔

مسلم کی روایت اس طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں ماری، قربانی دی اور اپنے بال مونڈوائے سیدھے طرف بال مونڈھنے کے بعد أبا طلحه انصاری کو دیئے۔ الٹی طرف مونڈوانے کے بعد أبا طلحه سے فرمایا: (لوگوں میں تقسیم کر دو)۔

نبی کریم ﷺ نے سر مونڈوانے والوں کے لئے (یوم النحر) دعا فرمائی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (رحم الله المحلقين) اللہ سر مونڈوانے والوں پر رحم فرما۔

لوگوں نے دریافت کیا: (والمقصرين يا رسول الله؟) اور جنہوں نے بال کٹوائے، یا رسول اللہ؟

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (رحم الله المحلقين) اللہ سر مونڈوانے والوں پر رحم فرما۔

لوگوں نے دریافت کیا: (والمقصرين يا رسول الله؟) اور جنہوں نے بال کٹوائے، یا رسول اللہ؟

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (رحم الله المحلقين) اللہ سر مونڈوانے والوں پر رحم فرما۔

لوگوں نے دریافت کیا: (والمقصرين يا رسول الله؟) اور جنہوں نے بال کٹوائے، یا رسول اللہ؟

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (والمقصرين) اور بال کٹوانے والوں پر۔ [3] مسلم کے الفاظ اس طرح ہے۔

(۱) وادئ مُحِسّر اس وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل کیا گیا۔ (۲) أخرجه البخاري 171 ومسلم في الحج باب بيان أن السنة 1305 (۳) أخرجه البخاري في الحج باب الحلق والتقصير عند الإحلال حديث: 1727

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور بیت اللہ کا طواف فرمایا جس کو طواف افاضہ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں آپ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور آپ زم زم کے کنویں پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر بنو عبد المطلب حجاج کو پانی پلا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [انزعوا بني عبدالمطلب] بنو عبد المطلب تم لوگ پانی کھینچو۔ اگر اندیشہ نہ ہوتا کہ پانی پلانے کے اس کام میں لوگ تمہیں مغلوب کر دیں گے تو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ پانی کھینچتا۔ بنو عبدالمطلب نے آپ کو ڈول میں پانی دیا اور آپ نے حسب خواہش زم زم پیا۔ (۱)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے کچھ لوگ دریافت کرنے لگے۔ ان میں سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے پتہ نہیں میں نے پہلے پتھر مارے یا قربانی پہلے کر لی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (فارم ولا حرج) اگر پہلے پتھر مارے، کوئی حرج نہیں کچھ دوسرے لوگ دریافت کرنے لگے۔ ہمیں یاد نہیں: ہم نے پہلے قربانی کرنی ہے یا سر منڈوانا ہم نے پہلے سر منڈوالیا اور پھر قربانی دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (انحر ولا حرج) اگر قربانی پہلے کر لی کوئی حرج نہیں۔ لوگ اسی طرح دریافت کرتے تھے وہ جو بھول گئے یا آگے پیچھے کر لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (افعلوا ذلك ولا حرج) اسی طرح کرو کوئی حرج نہیں۔ (۲)

خطبہ یوم النحر

حدیث أبی بکرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یوم النحر دس (۱۰) ذی الحجہ کو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح خطبہ دیا۔ زمانہ گھوم کر پھر اپنی اسی دن کی ہیئت پر پہنچ گیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ (۱۲) مہینے کا ہے جن میں سے چار (۴) مہینے شہر الحرام کے ہیں تین (۳) پے در پے ہیں۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک ماہِ رجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ یہ گمان ہونے لگا کہ اس مہینے کا کوئی اور نام رکھیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے۔ ہم نے کہا ہاں یہ ذی الحجہ ہی ہے آپ نے فرمایا، یہ کونسا شہر ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اسکے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں؟۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم گمان کرنے لگے کہ شاید اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے مگر آپ نے فرمایا کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں یہ مکہ ہی ہے۔

---

(۱) مسلم عن جابر باب حجته النبی ﷺ حدیث رقم:1218 و أبو داود 1905 وابن ماجه حدیث رقم:3074

(۲) أخرجه البخاري في العلم باب الفتيا على الدابة حديث: 83 ، باب الحج على الدابة عند الجمرة حديث:1736

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس پر خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ اس کا نام بدل دیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یہ دس (۱۰) ذی الحجہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سنو تمہارا خون اور تمہارا مال اور آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینہ میں اور آج کے دن کی حرمت ہے اور تم لوگ بہت جلد اپنے پروردگار سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ بتاؤ! کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ صحابہ کرام نے کہا، ہاں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ گواہ رہ''۔ جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک (میری باتیں) پہنچا دے۔(۱)

ایام تشریق ۱۱،۱۲،۱۳ منی میں مقیم رہے اسی دوران نبی ﷺ حج کے مناسک ادا فرما رہے تھے۔ لوگوں کو احکام شریعت سکھا رہے تھے۔ اللہ کا ذکر بھی فرما رہے تھے۔ ملت ابراہیم کی (سنن الهدى) بھی قائم کر رہے تھے شرک کے آثار اور نشانات کو مٹا رہے تھے۔

دوران حج کے کچھ واقعات

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے حج کے لئے نکلتے وقت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی کہ اگر حج کرنا چاہتے ہو تو مکہ مکرمہ آ جاؤ۔ علی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے آپ کے ساتھ اور بھی کافی افراد تھے اور (هــدى) قربانی کے جانور تھے۔ (یہ واقعہ وہ اپنی خلافت کے دوران عراق میں بیان فرماتے ہیں)۔

علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے، نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: (بما أهللت ؟) تم نے کس طرح تلبیہ کہا،

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (بما أهل به النبي ﷺ) جس طرح نبی ﷺ نے تلبیہ کہی،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لو لا أن معي الهدي لأ حللت)(۲)

ترجمہ: اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا۔

فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا کیا احرام اتار کر حلال ہو چکی تھیں اور آپ نے رنگین کپڑے پہنے اور سرمہ لگایا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ اس طرح دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ یہ تم نے کیا کیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے میرے والد نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ ناراضگی میں دریافت کرنے نبی ﷺ کے پاس گئے کہنے لگے وہ کہتی ہیں کہ میرے باپ نے ایسا حکم دیا ہے۔

---

(۱) صحيح بخاري: باب الخطبه ايّام منى 234/1

(۲) أخرجه البخاري في الحج باب من أهل في زمن النبي ﷺ كاهلال النبي حديث:1558 ومسلم في حديث:1250

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صدقت .... صدقت) اس نے سچ کہا ..... اس نے سچ کہا۔

رسول اللہ ﷺ علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرماتے ہیں۔تم نے کس طرح احرام باندھا۔

علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا: (اللهم إني أُهِلُ بما أَهَلَ به رسولك.)

ترجمہ: اے اللہ میں بھی اسی طرح احرام باندھتا ہوں جس طرح تیرے رسول نے باندھا۔

اقسام الحج : حج کی تین قسمیں ہیں۔

(حج التمتع) اور (حج الافراد) اور (حج القران)

(۱) حج تمتع: کرنے والا میقات سے عمرے کا احرام باندھتا ہے۔اور ادائیگی عمرہ کے بعد حلت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔
۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ ہی سے دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے اس لیے (متمتع) کہتے ہیں۔

حج تمتع کرنے والا اس طرح سے کہے: لبيك اللهم عمرةً ، متمتعاً إلى الحج

(۲) حج افراد: کرنے والا میقات سے احرام باندھتا ہے صرف حج کی نیت کرتا ہے اس لیے اسے (مفرد) کہتے ہیں۔

حج مفرد: کرنے والا اس طرح سے کہے: لبيك اللهم حجاً

(۳) حج قران: کرنے والا احرام باندھتے وقت حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہے اور دونوں کو ایک ہی احرام میں ادا کرتا ہے۔اس لیے اسے (قارن) کہتے ہیں۔

حج قران: کرنے والا اس طرح سے کہے: لبيك اللهم حجاً وعمرة

اہل علم فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ حج میں قارن تھے۔ *(رسول کریم ﷺ کے ساتھ (الھدی) قربانی کے جانور تھے)۔*

اسی حج میں سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا آپ نے جس طرح یہ حج کیا اسی سال کیلئے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا:

(دخلت العمرة في الحج) (لا بل لأبد أبد) حج اور عمرہ جمع ہو گئے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ (اس طرح دو دفعہ کہا)۔

قربانی کا سنت طریقہ

اہل علم فرماتے ہیں: قربانی کیلئے ایک بکرا ہی کافی ہے اور اگر اونٹ ہو تو افضل ہے۔اگر اونٹ ایک سے زیادہ ہو تو اور بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے سو(۱۰۰) اونٹوں کی قربانی دی تھی۔ *(قربانی کا گوشت کھانا یہ بھی سنت رسول ﷺ ہے)۔*

رسول ﷺ نے تمام فرض نمازیں قصر ادا فرمائی تھیں اور ان نمازوں کے دوران نوافل سنت نہیں پڑھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''بقیع غرقد'' مدینہ منورہ کا قبرستان

مدینہ منورہ، کا قبرستان جس کو (بَقِیْع غرْقَد) کہتے ہیں۔
بَقِیْع غرْقَد میں ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ سبحان وتعالیٰ کو ہے۔
نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے، فاطمہ الزہراء ، رقیہ ، ام کلثوم ، زینب رضی اللہ عنہن۔
ماریہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم پیدا ہوئے، چھوٹی عمر میں انتقال فرمایا، اور بَقِیْع غرْقَد میں دفن کیا گیا۔
اس قبرستان میں اہل بیت کے طیبین اور طاہرین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔
اللہ کے رسول ﷺ بَقِیْع غرْقَد جاتے تھے، اور اِن کے لئے بخشش کی دعا فرماتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اوران نمازوں کے دوران تلبیہ مستمر کہتے تھے۔آپ نے ایک ہی اذان کہی اور دو اقامت سے دوفرض نمازیں ادافرمائیں۔

(اذان دی گئی اقامت کہی گئی اور ظہر کی نماز ادا کی گئی پھر اقامت کہی گئی اور عصر کی نماز ادا کی گئی)۔

ایام النحر یعنی تیرہ (۱۳) ذی الحجہ کو نبی کریم ﷺ نے منیٰ سے کوچ فرمایا۔آپ وادی بطحہ میں آئے دن کا باقی حصہ اور رات وہیں گزاری ظہر، عصر، مغرب اور عشاء وہیں ادا فرمائیں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اور طواف الوداع ادا فرمایا۔اب تمام مناسک حج سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے سواری کا رخ مدینہ منورہ کی راہ پر ڈال دیا۔

اس لیے نہیں کہ وہاں پہنچ کر راحت فرمائیں بلکہ اس لیے کہ اب پھر اللہ کی خاطر اللہ کی راہ میں ایک نئی جدو جہد کا آغاز فرمائیں۔

رفیق اعلیٰ کی جانب (صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندے جن کو سید البشر کا شرف عطا فرمایا اور ان کو دین حق پہنچانے کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دعوت حق کو تمام جزیرہ عرب میں پھیلا دیا اور گمراہی وضلالت وشرک اور بدعات ختم فرمادی۔قرآن حکیم اللہ کے احکام بتلائے، حلال وحرام کی پہچان کروائی۔آپ نے عمل کر کے سنت رسول اللہ ﷺ سے متعارف کروادیا اور اس پر عمل کروایا۔اس کام کے مکمل ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ پر ایسی علامات ظاہر ہونا شروع ہوئیں جن سے معلوم ہوتا تھا۔ (اب آپ اس فانی دنیا کے باشندگان کو الوداع کہنے والے ہیں)۔

نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک سنۃ دس (۱۰) ہجری میں بیس (۲۰) دن کا اعتکاف فرمایا۔جبکہ آپ ﷺ ہر سال صرف دس (۱۰) دن کا اعتکاف فرماتے تھے۔

جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو اس سال دو (۲) مرتبہ قرآن کا دورہ کروایا۔جبکہ ہر سال ایک (۱) ہی مرتبہ دورہ کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے بعد اپنے اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی نہ مل سکوں۔

رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کے پاس اس طرح فرمایا: مجھ سے اپنے حج کے اعمال سیکھ لو کیونکہ میں اس سال کے بعد غالباً حج نہ کر سکوں۔رسول اللہ ﷺ پر ایام تشریق کے وسط میں (سورۂ نصر) نازل ہوئی۔اس سے آپ ﷺ نے سمجھ لیا اب دنیا سے روانگی کا وقت آن پہنچا ہے اور یہ اطلاع موت کی ہے۔دنیا فانی سے انتقال فرما کر ہمیشہ اور ہمیشگی والی زندگی کی طرف کوچ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔صفر کے مہینہ کے پہلے دنوں میں سنۃ گیارہ (۱۱) ہجری میں آپ ﷺ اُحد کے شہداء کے طرف گئے اور شہداء اُحد کے لئے دعا فرمائی اِس طرح کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں سے رخصت فرما رہے ہوں۔ پھر آپ ﷺ واپس آ کر منبر پر تشریف لائے اور اس طرح فرمایا: میں تمہارا امیر کارواں ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں۔اللہ کی قسم میں اس وقت اپنا حوض (حوض کوثر) دیکھ رہا ہوں۔مجھے زمین اور زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم مجھے خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ بلکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ دنیا کی طلب میں تم ایک دوسرے کا مقابلہ کرو گے۔ (۱)

ایک روز آدھی رات کے وقت بقیع تشریف لے گئے اور اہل بقیع کیلئے آپ نے دعائے مغفرت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے قبر والو! تم پر سلام! تم لوگ جس حال میں ہو اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے پیچھے ایک چلے آرہے ہیں بعد والا پہلے والے سے زیادہ برا ہے''۔ اس کے بعد اہلِ قبور کو بشارت دی کہ ہم بھی تم سے آملنے والے ہیں۔

مرض کی شدت کا آغاز

۲۹ صفر سنہ گیارہ (۱۱) ہجری پیر کے دن رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے اور واپسی میں سر میں درد شروع ہو گیا اور حرارت بہت تیز ہو گئی رسول اللہ ﷺ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ پر مرض موت کا آغاز تھا۔

آپ ﷺ نے اسی حالتِ مرض میں گیارہ (۱۱) دن نمازیں پڑھائی اور مرض کی کل مدت تیرہ (۱۳) یا چودہ (۱۴) دن تھی۔

مرض کا آخری ہفتہ

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت روز بروز ناساز اور بوجھل ہوتی جارہی تھی۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات سے دریافت فرماتے تھے: میں کل کہاں رہوں گا؟ میں کل کہاں رہوں گا؟۔ اس بات سے ازواجِ مطہرات سمجھ گئیں۔ چنانچہ انہوں نے اجازت دے دی کہ رسول ﷺ جہاں چاہیں رہیں۔ (اس کے بعد رسول ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے)۔

منتقل ہوتے وقت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر درمیان میں چل رہے تھے۔

وفات سے پانچ دن پہلے

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اتنی شدت کی تکلیف میں کسی شخص کو نہیں دیکھا جیسے رسول اللہ ﷺ کو تھی۔ (۲)

بدھ کے روز جسم کی حرارت میں مزید اضافہ ہو گیا جس کی وجہ سے تکلیف بہت بڑھ گئی اور رسول ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔

رسول ﷺ نے فرمایا: '' مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزوں کا پانی بہاؤ تا کہ میں لوگوں کے پاس جا کر وصیت کرسکوں''۔

اس کی تکمیل کرتے ہوئے رسول ﷺ کو ایک لگن میں بٹھا دیا گیا اور رسول ﷺ کے اوپر اتنا پانی ڈالا گیا کہ رسول ﷺ کہنے لگے بس بس اس وقت رسول ﷺ نے کچھ حرارت میں کمی محسوس کی اور مسجد میں تشریف لے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ (آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ دیا)۔

---

(۱) متفق علیہ ۔ صحیح بخاری 585/2 (۲) أخرجه البخاري في المرض باب شدت المرض حدیث:5646

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جمع تھے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا''۔

ایک اور روایت میں اس طرح بھی ہے۔ ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی مار، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا''۔ (۱)

انصار کے بارے میں وصیت فرمائی

میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں وہ میرے قلب و جگر ہیں انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی مگر ان کے حقوق باقی رہ گئے، لہٰذا ان سے نیکی سے پیش آنا اور ان کی خطاؤں کو درگزر کرنا۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ کھانے میں نمک کے برابر ہو جائیں گے۔ لہٰذا تمہارا جو آدمی کسی نفع اور نقصان پہنچانے والے کام کا ذمہ دار ہو وہ ان سے نیکی سے پیش آئے اور ان کی خطاؤں کو درگذر فرمائے۔ (۲)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو دنیا کی چمک دمک اور زیب و زینت میں سے جو کچھ چاہے اللہ اسے دے دے۔ یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کرے'' تو اس بندے نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کر لیا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں: یہ بات سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا:

ہم اپنے ماں باپ سمیت رسول اللہ ﷺ پر قربان، یہ سن کر لوگوں کو تعجب ہوا لوگوں نے کہا، ان کو کیا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ ایک بندے کے بارے میں بتلا رہے ہیں اور یہ بوڑھے شخص کہہ رہے ہیں، ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ پر قربان۔ مگر یہ بات لوگوں کو چند دن کے بعد سمجھ میں آئی کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا۔ وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صاحبِ علم تھے۔ (۳)

وفات سے چار دن پہلے

جمعرات کو رسول اللہ ﷺ تکلیف سے بہت زیادہ دوچار تھے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوں گے''۔ اس وقت گھر میں کئی آدمی موجود تھے۔ جن میں عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے کہا: آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے۔ بس اللہ کی یہ کتاب تمہارے لیے کافی ہے۔ اس پر گھر کے اندر موجود لوگوں میں اختلاف پڑ گیا اور وہ جھگڑ پڑے۔ کوئی کہہ رہا تھا، لاؤ رسول اللہ ﷺ لکھ دیں اور کوئی کہتا تھا جس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اسی طرح ٹھیک ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری 62/1 مؤطا امام مالک ص 360 (۲) صحیح بخاری 536

(۳) متفق علیہ: مشکوٰۃ 546/2,554 صحیح بخاری 516/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب لوگوں نے زیادہ شوروغل اور اختلاف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سے اُٹھ جاؤ''۔ (۱)

پھر اسی روز رسول اللہ ﷺ نے تین (۳) باتوں کی وصیت فرمائی: یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو (جزيرة العرب) سے نکال دینا۔ وفود کی اسی طرح نوازش کرنا جس طرح رسول ﷺ کیا کرتے تھے۔ تیسری بات کو راوی بھول گیا۔ شاید وہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی وصیت تھی یا لشکرِ اُسامہ کو روانہ کرنے کی وصیت تھی۔ یا آپ ﷺ نے زیردست غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنے کی وصیت کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ تکلیف وشدت کے باوجود وفات سے چار (۴) دن پہلے (جمعرات) تک تمام نمازیں پڑھاتے رہے اور اس روز بھی مغرب کی نماز آپ ﷺ ہی نے پڑھائی اور اس میں (سورة و المرسلاتِ عُرُفا) پڑھی۔ (۲)

عشاء کی نماز کے وقت رسول ﷺ پر مرض کی شدت اتنی بڑھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں جانے کی طاقت نہ رہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: ''نہیں یا رسول اللہ ﷺ سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں''۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اٹھنا چاہا، رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے دو تین بار پانی ڈلوایا اور غسل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلوا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان ایام میں نماز پڑھائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے تین یا چار بار فرمایا امامت کا کام ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کو سونپ دیں۔ اس بات سے آپ کی منشاء یہ تھی کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمان نہ ہوں۔ لیکن رسول ﷺ نے ہر بار انکار فرما دیا اور فرمایا: '' تم سب یوسف والیاں ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔ (۳)

وفات سے ایک دن یا دو دن پہلے

ہفتہ یا اتوار کو نبی ﷺ نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس کی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے ان میں سے ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور لانے والوں سے فرمایا (أجلساني إلى جنبه) مجھے ان کے برابر میں بٹھا دو۔

(۱) متفق علیه: صحيح بخاری 22/1,429,449,638/2

(۲) صحيح بخاری عن ام الفضل، باب مرض النبی ﷺ 637/2 (۳) صحيح بخاری 99/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ آپ ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکبیر سنا رہے تھے ۔ (۱)

حیاتِ مبارکہ کا آخری دن

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پیر کے روز مسلمان نمازِ فجر میں مصروف تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نگاہ ڈالی جو صفیں باندھے نماز میں مصروف تھے ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ایڑی کے بل پیچھے ہٹے کہ صف میں جا ملیں ۔ انہوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں ۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (کے اس اچانک ظہور سے) مسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ چاہتے تھے کہ نماز کے اندر ہی فتنے میں پڑ جائیں (یعنی رسول اللہ ﷺ کی مزاج پرسی کے لئے نماز توڑ دیں) رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرا لیا۔ (۲)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔ دن چڑھے دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلوایا اور ان کے کان میں کچھ سرگوشی کی، وہ رونے لگیں۔ رسول ﷺ نے پھر بلایا اور سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہے کہ بعد میں ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ (پہلی بار) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی مرض میں وفات پا جائیں گے۔ اس لئے میں رونے لگی اور دوسری دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سرگوشی کرتے ہوئے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل وعیال میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے پیچھے جاؤں گی۔ اس پر میں ہنسنے لگی۔ (۳)

اس وقت رسول اللہ ﷺ جس شدید کرب سے دوچار تھے، اسے دیکھ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا بے ساختہ پکار اٹھیں۔

(واکرب اباہ) "ہائے ابا جان کی تکلیف" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ليس على أبيك كرب بعد اليوم)

"آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہیں"۔ (٤)

---

(۱) صحیح بخاری: 98/1,99 (۲) صحیح بخاری مرض النبی ﷺ:240/2

(۳) بخاری 638/2 (٤) صحیح بخاری :641/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی۔ ازواجِ مطہرات کو بلوایا اور ان کو وعظ ونصیحت فرمائی۔ ادھر ہر لحہ تکلیف بڑھتی جارہی تھی، اور اس زہر کا اثر بھی ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا جسے رسول ﷺ کو خیبر میں کھلایا گیا تھا۔ رسول ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں: ''اے عائشہ! خیبر میں جو کھانا میں نے کھایا تھا، اس کی تکلیف برابر محسوس کر رہا ہوں اور اس وقت مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگِ جان کٹتی جارہی ہے''۔[1]

رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وصیت فرمائی جو اس طرح تھی:

[الصلاۃ الصّلاۃ وما ملکت ایمانکم] ترجمہ: نماز، نماز اور تمہارے زیر دست (یعنی لونڈی، غلام)

رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے۔[2]

رسول اللہ ﷺ کی مسواک کرنے کی خواہش

اور پھر رسول ﷺ پر نزاع کی کیفیت طاری ہوگئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ کی اپنے اوپر ٹیک لگوا دی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر اور میری باری کے دن اور میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ سبب بنا دیا میرا اور رسول اللہ ﷺ کا لعاب اکٹھا کر دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے سر سے اشارہ کیا کہ: ہاں! میں نے مسواک لے کر رسول اللہ ﷺ کو دی تو رسول اللہ ﷺ کو مسواک سخت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے سر کے اشارے سے کہا: ہاں!۔

میں نے مسواک نرم کر دی اور رسول اللہ ﷺ نے بہت اچھے طریقے سے مسواک کی۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے کو پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

---

(۱) (۲) صحیح بخاری 637/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"لا إلـه إلا اللـه ، إن للموت سكرات" [۱] ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، موت کے لئے سختیاں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے

مسواک سے فارغ ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی، نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (کے ہمراہ جنہیں تونے انعام فرمایا، اورنوازا)۔" في الرفيـق الأعلى" [۲] مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ میں پہنچا دے۔

آخری فقرہ تین دفعہ دہرایا، اسی وقت ہاتھ جھک گیا اور آپ ﷺ رفیق اعلےٰ سے جا لاحق ہوئے:

(انا اللہ و انا الیہ راجعون)

رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول سـنہ ۱۱ ہجرۃ المبارکہ میں انتقال فرمائے۔ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (63) سال چار (۴) دن ہو چکی تھی۔ اس حادثہ کی خبر فوراً پھیل گئی۔ اہلِ مدینہ منورہ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور روشن دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (مشکواۃ)

رسول اللہ ﷺ کی وفات پر فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غمگین ہوکر فرمایا

" يا أبتاه أجاب رباً دعاه، يا أبتاه من جنة الفردوس ما واه ، يا أبتاه إلى جبريل ننعاه" [۳]

ترجمہ: ہائے ابا جان! جنہوں نے پروردگار کی پکار پر لبیک کہا۔ ہائے ابا جان! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔
ہائے ابا جان! ہم جبرائیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔

وفات کی خبر سن کر عمر رضی اللہ عنہ کا موقف

اس المناک وفات کی خبر سن کر عمر رضی اللہ عنہ کے ہوش جاتے رہے۔ انہوں نے کھڑے ہوکر کہنا شروع کیا: کچھ منافقین سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی بلکہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ جس طرح موسیٰ بن عمران تشریف لے گئے تھے اور اپنی قوم سے چالیس (۴۰) رات غائب رہ کر ان کے پاس پھر واپس آ گئے تھے۔ (حالانکہ واپسی سے پہلے کہا جا رہا تھا کہ وہ انتقال کر گئے ہیں)۔

---

(۱) (۲) الراوي : عائشة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 6510

(۳) صحیح بخاری باب مرض النبی ﷺ: 641/2

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ بھی پلٹ کر آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو موت واقع ہوگئی ہے۔ (۱)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حکیمانہ موقف

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (بالسنح) میں واقع اپنے مکان سے گھوڑے پر تشریف لائے اور اتر کر مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ پھر کسی سے کوئی بات کیے بغیر سیدھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (رسول اللہ ﷺ کا قصد فرمایا)۔ نبی ﷺ کا جسد مبارک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہرے مبارک سے چادر ہٹائی اور چوما روتے ہوئے فرمایا:

(میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اللہ آپ ﷺ پر دو موت جمع نہیں کرے گا اور جو موت آپ ﷺ پر لکھ دی گئی وہ آپ ﷺ پر آ چکی)۔

اُسی وقت آپ باہر تشریف لائے اور اس وقت بھی عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات کر رہے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا عمر بیٹھ جاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم، عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اما بعد: "فمن كان منكم يعبد محمدًا ﷺ فان محمدا قد مات، ومن كان منكم يعبد الله فان الله حي لا يموت" (۲)

امابعد: اگر تم میں سے کوئی (محمد ﷺ کی عبادت) کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ کو موت واقع ہو چکی ہے اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، کبھی نہیں مرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اس طرح فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں، تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔ (سورة آل عمران:الآية ١٤٤)

---

(۱) ابن هشام 655/2

(۲) الراوي: عائشة، خلاصة الدرجة: صحيح، المحدث: البخاري، المصدر: الجامع الصحيح، الصفحة أو الرقم: 4452

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام جو ابھی تک حیران و پریشان تھے کہ یہ کیسے ہوا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب اور قرآن کی اس آیت کو سن کر تمام کو یقین ہو گیا۔ (رسول اللہ ﷺ واقعی اس فانی دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اللہ کی قسم ایسے لگتا تھا جیسے لوگوں نے جانا ہی نہ تھا اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی تو سارے لوگوں نے ان سے یہ آیت اخذ کی اور اب جس کسی انسان کو میں سنتا وہ اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے جوں ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا اور اس آیت کو سن کر زمین پر گر پڑا، کیونکہ میں جان گیا کہ واقعی نبی ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔[1]

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کے بارے میں

وفات سے ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کچھ تھا اس کو صدقہ کر دیا اپنے ہتھیار مسلمانوں میں تقسیم فرما دیئے۔ مطلب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تمہارے پاس جو سونا تھا تم نے اس کا کیا کیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میرے پاس ہی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اس کو صدقہ کر دو پھر رسول ﷺ پر غشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش آیا دریافت کرتے ہیں اس سونے کا کیا کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابھی صدقہ نہیں کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کیسے جا سکتی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ان سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ رسول ﷺ نے وہ سکے منگوائے ان کو گنا اور صدقہ کر دیا۔

(۱) صحیح بخاری: 640/2,641

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴿٣٥﴾

ترجمہ: ہر جان دار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ (سورة الانبياء:الآية ٣٥)

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ: یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ (سورةالزمر الآية ٣٠)

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾

ترجمہ: آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔

(سورة الانبياء:الآية ٣٤)

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ ﴿٨٨﴾

ترجمہ: ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس ذات کے۔ (سورة القصص:الآية ٨٨)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

ترجمہ: اور جو کچھ روئے زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور صرف تیرے رب کی ذات جو نہایت عزت واکرام والی ہے باقی رہ جائے گی۔ (سورة الرحمن:الآية ٢٦=٢٧)

سب ہی کو موت آنے والی ہے

خطا کاروں کو بھی موت آتی ہے اور رب کے فرمانبردار بندوں کو بھی موت آتی ہے۔ رسولوں کو بھی موت آتی ہے۔ رسولوں کے دشمنوں کو بھی موت آتی ہے۔ اللہ کے مقرب بندوں کو بھی موت آتی ہے۔ غریب امیر سب کو موت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب بندے کو اس دار فانی سے جنت نعیم میں منتقل فرمایا۔ وہاں پر جو کہ دار الآخرت ہے اور جنت کا بہت اعلیٰ اور بہتر مقام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا سامنے والا حصہ

روضہ اقدس ﷺ

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے روزہ مبارک کی زیارت کرے وہ انتہائی ادب واحترام سے درود پڑھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بلندی درجات کے لیے دعا کرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾

ترجمہ: اور البتہ آخرت آپ کیلئے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

(سورة الضحىٰ، الآية ٤=٥)

اللہ نے یہ مقام و مرتبہ اس وقت عطا فرمایا جب بذریعہ رسول اللہ ﷺ دعوت حق کو مکمل فرما دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے پوری امت کو اچھائی اور بہتری کا سیدھا راستہ بتلا دیا۔ کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جس کے کرنے میں خیر و برکت اور نور ہدایت نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سکھلا دیا اور عمل کر کے بھی دکھایا اور ہمیں بھی اپنی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔ اللہ کی کتاب میں حلال و حرام کے بارے میں بھی بتا دیا۔ دین و دنیا کی تمام باتیں بتلا دیں۔ اب امت محمدیہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں پر عمل کیا اور جن باتوں سے منع فرمایا وہ سنت رسول ﷺ ہے۔ اور جس نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اور ثابت قدم رہا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ ﴿٨٠﴾

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (سورة النساء: الآية ٨٠):

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا جاتا ہے

رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تدفین سے پہلے مسلمانوں کو اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ کوئی ان کا امیر ہو۔ اور وہ اس امیر کی امارت میں تمام امور انجام دیں۔ کوئی بھی وقت مسلمانوں پر ایسا نہ گزرے کہ وہ بغیر امیر کے زندگی گزاریں اور اسی مقصد کیلئے بنو ساعدہ کے سائبان میں انصار جمع ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے بھی اس معاملے کو بہت اہم سمجھا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم جو امور ہمیں درپیش ہیں ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ ضروری کوئی کام نہیں۔ وہاں پر جانے کے بعد انصار نے حمد و ثناء کے بعد اپنا موقف ظاہر کیا اور اس طرح بیان کیا:

اے مہاجرین تم قلیل ہو اور ہم تعداد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم اسلام کے لشکر ہیں۔ تمہاری قوم کے کچھ افراد ہمیں امارت سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے۔ ایسا کرلو کہ ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا کہ امیر خلافت قریش کے واسطے بہتر اور مناسب ہے۔ قریش عمدہ فضائل اور با اعتبار گھرانے والے ہیں۔ لہذا تم عمر بن خطاب یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے کہیں دو امیر بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتے ہیں۔ میں ان دونوں کو پسند کرتا ہوں، ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔

یہ سنکر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف ہونے لگا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف کے اندیشہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ اپنا ہاتھ دراز کیجئے یہ کہہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کرلی اور ان کے بیعت کرتے ہی تمام لوگوں نے بھی بیعت کرلی۔ ان مسلمانوں میں کچھ اختلاف ہوا لیکن فوراً ہی سب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت سب سے نمایاں نظر آتی ہے۔ اور پھر تمام اصحاب رسول ﷺ خلوص اور احترام کے ساتھ امیر کا انتخاب کرلیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تکفین و تدفین

خلیفہ کے انتخاب کے فوراً بعد منگل کی صبح رسول اللہ ﷺ کی تکفین وتدفین کا کام شروع ہوا۔ آپ کے کپڑے اتارے بغیر آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے میں ان اصحاب نے حصہ لیا۔ عباس رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کے دولڑکے فضل اور قثم رضی اللہ عنہم، اور شقران آپ کے آزادکردہ غلام، اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہ عباس اور فضل رسول اللہ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ اور اُسامہ اور شقران رسول اللہ ﷺ پر پانی ڈال رہے تھے۔

اور علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے۔ اور اوس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ رسول ﷺ کو تین سفید یمنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ ان میں کرتا اور عمامہ نہیں تھا۔[1] رسول اللہ ﷺ کو ان چادروں میں لپیٹ دیا گیا۔

دفن کرنے کی جگہ میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو اختلاف ہوا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے سب ہی انبیاء علیہ السلام جس جگہ پر ان کی موت واقع ہوئی اسی جگہ دفنائے گئے۔ یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا بستر اٹھایا اور اسی مقام پر قبر کھودنی شروع کردی اور رسول اللہ ﷺ کی قبر میں لحد بنائی گئی۔ (یعنی بغلی والی)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد اُبوبکر رضی اللہ عنہ سے فرماتی ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے کمرے میں تین چاند اتر آئے ہیں۔ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس خواب کی تعبیر معلوم کی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو تمہارے گھر میں اس زمین کے سب سے بہتر انسان دفن ہونگے۔

[illegible] کے سب سے بہتر انسان

رسول اللہ ﷺ ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ (بیہقی)

---

(۱) صحیح بخاری 169/1 وصحیح مسلم 306/1

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی آخری آرام گاہ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ بہت چھوٹا تھا لوگ ٹکڑیوں کی شکل میں آتے تھے اور نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ کوئی امام نہ تھا۔ سب سے پہلے آپ کے قریبی رشتہ داروں نے نماز پڑھی، پھر آپ کے قبیلہ والوں نے نماز ادا کی، اس کے بعد مہاجرین نے نماز ادا کی اور ان کے بعد انصار نے نماز ادا کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تدفین کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ ہم نے بدھ کی رات کے درمیانی اوقات میں کدال کی آواز سنی۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا اور قبر میں لحد بنائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا کہ کہیں لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں۔ (۲)

عروۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے کی دیوار گر گئی جس سے ایک پیر ظاہر ہوا۔ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ یہ پیر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ شناخت کرنے والوں نے پہچان کر کہا کہ یہ پیر تو عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جمعرات والے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں دفن کیا گیا۔ اور اسی جگہ پر بعد میں رسول ﷺ کے برابر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا اور آپ کا سر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کی طرف تھا اور بعد میں عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی کمرے میں دفن کیا گیا اور آپ کا سر نبی ﷺ کے پیروں کی طرف تھا۔

ولید بن عبدالملک کے دور میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی جیسا کہ اس وقت ہے۔

---

(۱) مختصر سیرۃ الرسول للشیخ عبداللہ ص 471 صحیح بخاری باب مرض النبی ﷺ صحیح مسلم مشکوٰۃ المصابیح، باب وفاۃ النبی ﷺ ابن ہشام 665-649/2

(۲) صحیح بخاری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شمائل

اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے خدو خال اور چہرہ مبارک جو کہ تمام انسانوں میں سب سے خوبصورت تھا۔ اس بارے میں ہم عاجز انسان اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کمال کو بیان اور تحریر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو جل جلالہ نے نبی کریم ﷺ کو عنایت فرمائی۔ شکل و صورت کسی کے قلم میں نہیں وہ طاقت نہیں جو لکھ سکے۔

(مستند احادیث سے ماخوذ حوالے درج کرتے ہیں)۔

چہرۂ مبارک

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بڑا بارعب تھا۔(۱)

آپ ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح گولائی مائل تھا۔(۲)

جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو چہرہ مبارک ایسا چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔(۳)

پیشانی کی شکنیں (بجلی کی طرح) چمکتی تھیں۔ ہنستے وقت آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے۔(٤)

رنگ اور آواز

رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا تھا لیکن ملاحت آمیز۔(۵)

آپ ﷺ کا رنگ نہ بہت زیادہ سفید تھا، نہ بہت زیادہ گندمی، روشن (اور چمکدار) تھا۔ خوش الحانی میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔(٦)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقتہ والصدقۃ علی الاقربین عن زینب امرأۃ ابن مسعود

(۲) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شبیہ النبی ﷺ عن جابر بن سمرۃ و صحیح بخاری باب صفۃالنبی ﷺ

(۳) صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃالنبی ﷺ وصحیح مسلم کتاب التوبہ باب حدیث توبہ کعب بن مالک

(٤) صحیح بخاری باب صفۃالنبی ﷺ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(٥) صحیح مسلم کتاب الفضائل عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ

(٦) صحیح بخاری باب صفۃالنبی ﷺ وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن انس رضی اللہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں

رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں (بڑی) دراز شگاف تھیں اوران میں لال لال ڈورے تھے۔ (۱)

ریش مبارک

داڑھی گھنی اور سیاہ تھی۔صرف ہونٹ کے نیچے چند بال سفید ہوگئے تھے۔ (۲)

سر اور موئے مبارک

رسول اللہ ﷺ کا سرِ مبارک بڑا تھا۔ (۳)

سرِ مبارک کے تمام بال سیاہ تھے، البتہ سر کے اگلے حصہ میں چند بال سفید ہوگئے تھے، اگر رسول اللہ ﷺ تیل ڈالتے تو سفید بال نظر نہ آتے تھے۔ (٤)

سر اور داڑھی کے سفید بالوں کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں تھی۔ (۵)

آپ ﷺ کے بال بآسانی گنے جاسکتے تھے۔ (٦)

رسول اللہ ﷺ بالوں کو زرد رنگ سے رنگ لیا کرتے تھے۔ (۷)

سر کے بال (گھونگریالے تھے) نہ بہت زیادہ بل کھائے ہوئے اور نہ بالکل سیدھے (اگر چھوٹے ہوتے تو) نصف کانوں تک ہوتے اور اگر بڑھ جاتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے۔ (۸)

---

(۱) صحیح مسلم كتاب الفضائل باب فی صفةالنبی ﷺ عن جابر بن سمرة رضی الله عنه

(۲) صحیح بخاری باب صفة النبی ﷺ عن ابی جحيفه و صحیح مسلم كتاب الفضائل باب شبيه النبی ﷺ عن جابر رضی الله عنه

(۳) صحیح بخاری كتاب اللباس عن انس رضی الله عنه (مشكوٰة باب اسماء النبی ﷺ)

(٤) صحیح مسلم كتاب الفضائل باب شبيه النبی ﷺ عن جابر بن سمرةرضی الله عنه

(۵) صحیح بخاری كتاب احاديث الانبياء باب صفة النبی ﷺ عن انس رضی الله عنه

(٦) صحیح بخاری كتاب اللباس و صحیح مسلم كتاب الفضائل باب شبيه النبی ﷺ عن انس رضی الله عنه

(۷) صحیح بخاری كتاب الوضوء باب غسل الرجلين فی النعلين عن ابن عمر رضی الله عنه

(۸) صحیح بخاری باب صفة النبی ﷺ و صحیح مسلم كتاب التوبه باب حديث توبه كعب بن مالك رضی الله عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سر کے بالوں میں آپ ﷺ مانگ نکالا کرتے تھے۔ (۱)

سینہ مبارک

رسول اللہ ﷺ کا سینہ کشادہ تھا، دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ (۲)

پشتِ مبارک اور مہرِ نبوت

رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی، اس کی شکل کبوتری کے انڈے کی مثل تھی اور اس کا رنگ بھی رسول اللہ ﷺ کی جلد ہی کی طرح تھا۔ (۳)

یہ مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان بائیں شانہ کی نرم ہڈی کے پاس تھی اور اس پر مسّوں کی مانند کچھ تل تھے۔ (٤)

ہتھیلیاں

آپ ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ اور پُر گوشت تھیں۔ (٥)

رسول ﷺ کی ہتھیلیاں ریشم سے زیادہ نرم تھیں۔ (٦)

قدم مبارک

رسول اللہ ﷺ کے قدمِ مبارک پُر گوشت تھے۔ (٧)

---

(١) صحيح بخارى باب صفة النبى ﷺ عن ابن عباس رضى الله عنه و صحيح مسلم كتاب الفضائل باب فى سدل النبى ﷺ شعره

(٢) صحيح بخارى باب صفة النبى ﷺ و صحيح مسلم باب صفة النبى ﷺ عن براء رضى الله عنه

(٣) صحيح مسلم كتاب الفضائل باب شبيه النبى ﷺ عن جابر رضى الله عنه بن سمرة صحيح بخارى كتاب الوضوء عن سائب رضى الله عنه

(٤) صحيح مسلم كتاب الفضائل باب اثبات خاتم النبوة عن جابر رضى الله عنه

(٥) صحيح بخارى كتاب اللباس عن انس رضى الله عنه

(٦) صحيح بخارى باب صفة النبى ﷺ صحيح مسلم كتاب الفضائل عن انس رضى الله عنه

(٧) صحيح بخارى كتاب اللباس عن انس رضى الله عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی ایڑیاں کم گوشت تھیں۔ (۱)

قدِ زیبا

رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد، آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ (۲)

بوئے مبارک

رسول اللہ ﷺ کے جسمِ اطہر کی بومشک اور عنبر سے زیادہ خوشبودار تھی۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ کا پسینہ

رسول اللہ ﷺ کو پسینہ بہت آتا تھا۔ (٤)

آپ ﷺ کا پسینہ اس طرح ٹپکتا تھا گویا موتی گر رہے ہیں۔ (٥)

رسول اللہ ﷺ کا پسینہ اتنا خوشبودار تھا کہ تمام خوشبوئیں اس کے سامنے ہیچ تھیں۔ (٦)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل عن جابر بن سمرۃ رضی اللّٰہ عنہ

(۲) صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صفۃ النبی ﷺ عن انس رضی اللّٰہ عنہ و براء رضی اللّٰہ عنہ

(۳) صحیح بخاری کتاب الصیام باب مایذ کر عن صوم النبی ﷺ و صحیح مسلم باب رائحۃ النبی ﷺ عن انس رضی اللّٰہ عنہ

(٤) صحیح مسلم باب طیب عرق النبی ﷺ

(٥) صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی ﷺ عن انس رضی اللّٰہ عنہ

(٦) صحیح بخاری باب صفۃ النبی ﷺ و صحیح مسلم باب طیب عرق النبی ﷺ عن اُم سلیم رضی اللّٰہ عنہا وانس رضی اللّٰہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا حسن وجمال

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (۱)

براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہیں دیکھا۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کس طرح چلتے تھے

(رسول اللہ ﷺ کی چال عاجزانہ تھی) آپ ﷺ آگے کی جانب جھک کر چلتے تھے۔ (۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (أن رسول اللہ ﷺ قبض وهو ابن ثلاث وستين)

رسول ﷺ کی وفات کے وقت عمر تریسٹھ (63) سال تھی۔ (متفق علیه) صلوات اللہ وسلامه علیه۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب عن انس رضی اللہ عنہ وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن انس و براء رضی اللہ عنھم

(۲) صحیح بخاری باب صفة النبی ﷺ و صحیح مسلم باب فی صفة النبی ﷺ

(۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحة النبی ﷺ عن انس رضی اللہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خصائل

رسول کریم ﷺ مکارم اخلاق کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھے۔رسول ﷺ کے اخلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

ترجمہ: اور بے بیشک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔ (سورة القلم، الآية ٤)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [ان خلق نبی اللّٰہ صلی علیه وسلم کان القرآن]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ (١)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسنِ خلق کے مالک تھے۔ (٢)

تحمل وبرد باری، عفوو درگزر، رحم وکرم

رسول اللہ ﷺ انتہائی حلیم اور برد بار تھے۔سخت سے سخت تکلیف پہنچنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ ناراض نہیں ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ طاقت اور قدرت کے اور اقتدار کے باوجود ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔رسول اللہ ﷺ عفوودرگزر فرمادیا کرتے تھے اور معاف فرمادیتے تھے۔ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ چادر پھٹ گئی اور رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک پر حاشیہ کا نشان پڑ گیا۔پھر اس دیہاتی نے کہا: اے محمد ﷺ! کچھ مال دینے کا حکم دیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا پھر مسکرائے اور اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔ (٣)

ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے قرضہ کے سلسلے میں بڑی سختی سے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چاہا کہ اسے تنبیہ کریں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے۔ (٤)

---

(١) صحيح مسلم كتاب الصلوٰة باب جامع صلاة الليل

(٢) صحيح مسلم

(٣) صحيح بخارى كتاب الادب باب التبسم و كتاب فرض الخمس و صحيح مسلم عن انس رضى الله عنه

(٤) صحيح بخارى كتاب الوكالة باب كالة الشاهد و باب كالة فى قضاء الديون عن ابى هريرة رضى الله عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہودی آپ علیہ کے پاس آتے اور السام علیکم کہتے (یعنی آپ کو موت آئے) رسول اللہ علیہ جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیتے۔ ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں برا بھلا کہا۔ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: اے عائشہ! رہنے دو، بے شک اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔ (۱)

طائف میں رسول اللہ علیہ کو سخت تکلیف پہنچائی گئی، رسول اللہ علیہ کو زخمی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو رسول اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ علیہ! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں، اگر آپ علیہ حکم دیں تو میں (اخشبیــــں) پہاڑوں کو ان پر رکھ دوں۔ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: (نہیں) مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا، جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (۲)

ایک مرتبہ رسول اللہ علیہ سے کہا گیا: یا رسول اللہ علیہ! آپ مشرکین کے لئے بددعا فرمائیں۔
رسول اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ (۳)

رسول اللہ علیہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے، بلکہ معاف اور درگذر فرماتے تھے۔ (٤)

ذاتی صدمہ اور تکلیف پر آپ علیہ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ (٥) صلوات اللّٰہ و سلامہ علیہ

رسول کریم علیہ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ البتہ آپ علیہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے تھے۔ (٦)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب باب الرفق

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ و صحیح مسلم کتاب الجهاد و السیر عن عائشه صدیقه رضی اللّٰه عنها

(۳) صحیح مسلم کتاب البرّو الصّلة باب النهی عن لعن الرّدات

(٤) صحیح بخاری کتاب البیوع باب کراهیة السخب فی الاسواق عن عبداللّٰه بن عمرو رضی اللّٰه عنه

(٥) صحیح بخاری کتاب المحاربین و مسلم کتاب الفضائل باب مباعدته للآثام عن عائشه صدیقه رضی اللّٰه عنها

(٦) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدته للآثام عن عائشه صدیقه رضی اللّٰه عنها

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس (۱۰) سال تک خدمت کی اور اللہ کی قسم اگر میں نے کچھ کیا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اف تک نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اور اگر میں نے نہیں کیا تو کبھی نہیں کہا کہ کیوں نہیں کیا۔ اور نہ ہی مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ڈانٹا۔ (۱)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق انسانوں میں سب سے اچھے تھے۔ (۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخی اور بے حد فیاض تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمایا کرتے تھے: تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے۔ (۳)

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ''نہیں'' کہا ہو۔ (۴)

ایک مرتبہ دو پہاڑوں کے درمیان (بہت بڑی تعداد میں) بکریاں چر رہی تھیں۔ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بکریاں مانگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام بکریاں اس کو دے دیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا: ''اے میری قوم! اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے حد و بے حساب دیتے ہیں۔ فقر سے بالکل نہیں ڈرتے''۔ (۵)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ (۶)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت کرتے تھے لیکن رمضان کے مہینہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت آندھی (کی تیز رفتار) سے زیادہ تیز ہو جایا کرتی تھی۔ (۷)

---

(۱) الراوی: انس رضی اللّٰہ عنہ صحیح بخاری و صحیح مسلم

(۲) متفق علیہ

(۳) صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الشجاعة فی الحرب عن جبیر بن مطعم رضی اللّٰہ عنہ

(٤) صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن جابر رضی اللّٰہ عنہ

(٥) صحیح بخاری کتاب الفضائل عن انس رضی اللّٰہ عنہ

(٦) صحیح بخاری کتاب الوحی عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ و مسلم باب شجاعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انس رضی اللّٰہ عنہ

(۷) صحیح بخاری کتاب الوحی وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ جود و کرم اور سخاوت میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند تھے کہ جس سے اگر کچھ نکال لیا جائے تو بھی اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

(ہم عاجز انسان رسول اللہ ﷺ کے خصائل اور خوبیوں کو بیان کرنے سے قاصر ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت

ایک رات مدینہ منورہ میں ایک بہت خوفناک آواز آئی، رسول اللہ ﷺ تن تنہا اس آواز کی طرف روانہ ہو گئے۔ لوگ بھی گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور سب مل کر اس آواز کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو دیکھ کر فرمایا: ''ڈرو نہیں، ڈرو نہیں میں دیکھ آیا ہوں خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے''۔ (۱)

غزوۂ اُحد میں کفار نے رسول اللہ ﷺ پر بڑی شدت سے حملہ کیا۔ (افراتفری میں جنگ کرتے ہوئے صحابہ کرام کبھی آگے اور کبھی پیچھے ہو جاتے اور) بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گنتی کے چند صحابہ کرام رہ جاتے۔ ایسے حالات میں بھی آپ ﷺ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ (۲)

جنگ شدت سے جاری تھی، آپ ﷺ پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی، اس موقع پر بھی آپ ﷺ برابر سر مبارک اٹھا کر میدان جنگ کا نقشہ دیکھ رہے تھے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق و کتاب الجهاد باب الشجاعة عن انس رضی اللّٰه عنه

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم باب غزوة اُحد عن انس رضی اللّٰه عنه

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی وابواب المناقب باب ابی طلحه ومسلم عن انس رضی اللّٰه عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنگ حنین میں مسلمان اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے، رسول اللہ ﷺ اکیلے اس معرکہ میں ڈٹے رہے اور کفار آپ ﷺ کی طرف بڑھے، رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے خچر کو کفار کی طرف بڑھایا اور بے مثال بہادری اور جنگجوئی کا مظاہرہ کیا۔ ایسی نازک حالت میں آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ انا النبي لا كذب میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں۔

انا ابن عبد المطلب میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آئے، ایک نے آپ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ لی اور دوسرے نے رکاب اور رسول اللہ ﷺ کو پیش قدمی کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ اسی اثناء دوران جنگ میں کافروں نے چاروں طرف سے محمد ﷺ کو گھیر لیا اس لڑائی کا پور از ور آپ ﷺ کے قریب تھا لیکن آپ ﷺ اس موقف میں بھی پیش قدمی کرتے رہے۔ کچھ بہادر اور جاں نثار صحابہ کرام اسی معرکہ میں آپ ﷺ کے قریب تھے۔ (۱)

حق کی تبلیغ اور اشاعت دین کیلئے رسول اللہ ﷺ اکیلے شہر طائف تشریف لے گئے۔ (۲)

مکہ مکرمہ میں کافروں کی زیادتیوں اور اسلام دشمنی اور ان کے مظالم سے مسلمان پریشان تھے۔ اسلام کے فروغ کیلئے آپ نے اپنے رفقاء کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا اور اس کے بعد اپنے اصحاب کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ بغیر خوف وخطر کافی عرصہ تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ (۳)

(۱) صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من قاد دابة غيره و باب البغلته البيضاء عن براء و عباس رضی اللہ عنهما

(۲) صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذكر الملائكه و صحیح مسلم باب مالقی عن عائشه صديقه رضی الله عنها

(۳) صحیح بخاری کتاب احاديث الانبياء باب هجرة الحبشة عن عائشه صديقه رضی الله عنها و باب مقدم النبی ﷺ عن براء رضی الله عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول کریم ﷺ کی جنگی قابلیت

رسول اللہ ﷺ اکثر جنگوں میں سپہ سالار رہے۔ بڑی بڑی جنگیں آپ ﷺ ہی کی امارت میں لڑی گئیں اور رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی اور تدابیر سے ہمیشہ فتح ہوئی۔ سوائے غزوۂ خندق کے اور کسی موقع پر آپ ﷺ نے دفاعی جنگ نہیں لڑی۔ غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد میں آگے بڑھ کر حملہ کیا، تمام جنگوں میں رسول اللہ ﷺ نے خود حملہ کیا اور دشمن کی طاقت کو کچل دیا۔ دشمن کے حالات اور معلومات کیلئے رسول اللہ ﷺ جاسوس بھی روانہ فرماتے۔ جنگ سے پہلے مجاہدین کی صفوں کو درست فرماتے اور مجاہدین کو مناسب مورچوں اور مقامات پر متعین فرماتے اور جب دشمن کے مرکز پر رات کو پہنچتے تو حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جائے۔ فتح کے بعد میدان جنگ میں تین (۳) دن قیام فرماتے، دشمن کا تعاقب فرماتے۔ غزوۂ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کفار کا تعاقب کیا۔ (۱)

غزوۂ حنین کے بعد بھی آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے ہمراہ کافروں کا تعاقب کیا۔ (۲)

جنگوں میں رسول اللہ ﷺ انتہائی خطرناک موقعوں پر آپ تن تنہا دشمن کی طرف بڑھتے رہے۔ ہر حال میں اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ ویقین کامل ہوتا تھا۔ غزوۂ ذات الرقاع میں چلتے ہوئے ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ آرام فرمانے رُکے اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی اور آپ سو گئے۔ ناگہاں ایک شخص تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے نہایت اطمینان سے جواب دیا، اللہ۔

اوصاف حمیدہ

۱۔ رسول اللہ ﷺ بہت مہربان اور رحم دل تھے۔ (۳)

۲۔ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ (۴)

۳۔ آپ ﷺ کبھی فحش بات نہ کرتے تھے۔ (۵)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابو اللّٰہ

(۲) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفة قلوبهم و کتاب الجهاد باب غزوة حنين

(۳) صحیح مسلم کتاب النذور عن عمران رضی اللّٰہ عنه

(۴) صحیح بخاری کتاب الادب باب من لم یواجه الناس بالعتاب و مسلم کتاب الفضائل عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنه

(۵) صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی ﷺ فاحشاً عن انس رضی اللّٰہ عنه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ مسکرایا کرتے تھے۔کھل کھلا کرنہیں ہنستے تھے۔ (۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر میں ہوتے آپ خود اپنی چپل کو سیتے اور اپنے کپڑے سیتے تھے اور اپنے گھر کے کام خود کرتے تھے۔جس طرح تم میں سے کوئی گھر کے کام کرتا ہو۔ (۲)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اگر کسی سے ہاتھ ملاتے تھے جب تک وہ شخص ہاتھ نہ ہٹاتا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ نہیں ہٹاتے۔آپ کے سامنے کوئی آکر ملتا آپ اپنے چہرہ کو نہیں ہٹاتے جب تک وہ شخص سامنے سے نہ چلا جاتا۔اگر کوئی سامنے بیٹھا ہوتا آپ اپنے پیر اس کی طرف نہیں کرتے تھے۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ کی عبادت وخشیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أعلمكم بالله أشدكم له خشية] (٤)

میں اللہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے اور ہم یہ گمان کرتے آپ روزے نہیں چھوڑیں گے اور پھر آپ روزے نہیں رکھتے تھے اور ہم یہ گمان کرنے لگتے کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ہم نے جب بھی آپ کو دیکھا عبادت میں مصروف ہوتے اور جب بھی آپ کو دیکھا آپ سو رہے ہوتے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پیر طویل قیام کی وجہ سے سوج جاتے۔ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش نہیں دیا۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا: [أفلا أكون عبدا شكورا] (٥) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۲) رواہ احمد ، الالبانی رحمہ اللہ نے تصحیح فرمائی

(۳) تاریخ تساوی

(٤) خلاصةالدرجة : غريب ، المحدث : الزيلعي ، المصدر : تخريج الكشاف ، الصفحة أو الرقم :3/152

(٥) الراوي : المغيرة بن شعبة ، خلاصةالدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 6471

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا: اس آیت کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترجمہ: اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

(سورة المائده :الآية ۱۱۸)

نبی کریم ﷺ کے جانوروں اور چیزوں کے نام

رسول اللہ ﷺ اپنے گھوڑوں، جانوروں اور ہتھیاروں کے نام رکھتے تھے اور یہ طریقہ سنت نبوی ﷺ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس گھوڑے تھے۔ جن کو آپ ﷺ جہاد کیلئے استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی فخر اور بڑائی کیلئے استعمال نہیں کیا۔ جس طرح دنیادار فخر اور بڑائی کیلئے پالتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام یہ ہیں

السَّکْبُ: جو سب سے پہلا گھوڑا تھا یہ بہت جری اور تیز رفتار تھا۔ غزوۂ اُحد میں آپ ﷺ اس پر سوار تھے۔

مُلاح: المُرْتجز

اللّحیف اس گھوڑے کو (ربيع بن أبي البراء) نے تحفہ دیا تھا۔

الظّرْب: اس گھوڑے کو (فروة بن عمرو الجذامي) نے تحفہ دیا تھا۔

الورد: اس گھوڑے کو (تميم الداري) نے تحفہ دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس گھوڑے کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تحفہ دیا۔

اللزاز: اس گھوڑے کو (ملك القبط المقوقس) نے تحفہ دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کے خچروں کے نام

آپ ﷺ کے پاس دو خچر تھے۔

الدلدل: سب سے پہلا خچر جو کہ سفید تھا اس کو (ملك القبط المقوقس) نے تحفہ دیا تھا۔

فضّہ: دوسرا خچر جو کہ (فهروة بن عمرو) نے تحفہ دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسکو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تحفہ دے دیا تھا۔

اور ایک گدھا تھا جسکو (يعفور يا عفير) کہا جاتا تھا۔ اور اس کو بھی ملک قبط المقوقس نے تحفہ دیا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا اونٹ

رسول اللہ ﷺ کی سواری کا اونٹ جس کا نام القصوی تھا، اسی کو العضباء، والجدعی بھی کہا جاتا تھا، اس اونٹ کو رسول کریم ﷺ نے اُبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا جس کی قیمت چارسو(۴۰۰) درہم ادافرمائی اور اسی اونٹ پر آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اورآپ ﷺ کے پاس کافی عرصہ رہا۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں اور ان کے نام

رسول اللہ ﷺ کی بیس(۲۰)اونٹنیاں تھیں جن کو جنگل میں چرواہے لے جایا کرتے تھے (العرنیّون)[1] نے ان ہی اونٹنیوں پر حملہ کیا تھا۔ ان ہی اونٹنیوں میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

[الحسناء، السمراء، العریس، السعدیّة، البغوم، الیسیرة، الریّا، مهرة، الشقراء]

رسول اللہ ﷺ کے اہل کیلئے ہر رات دودھ ان ہی اونٹنیوں کا نکالا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی بکریاں اور ان کے نام

رسول اللہ ﷺ کی یہ تمام بکریاں دودھ کیلئے تھیں (ان کے نام درج ذیل ہیں)۔

عجوة، زمزم، سقیا، برکة، ورسة، أطلال، أطراف

اوراسی طرح آپ ﷺ کے سات(۷) بکرے تھے (جن کو ایمن ابن ام ایمن اور آپ کے خادم چراتے تھے)۔

رسول اللہ ﷺ کے ہتھیار

تلواریں: رسول اللہ ﷺ کی مشہور تلوار جسکا نام (ذوالفقار) تھا اور یہ تلوار بدر کی جنگ میں غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔

بنی قینقاع کے مال غنیمت میں حاصل کی ہوئی تلواریں یہ ہیں:

القلعيّ، البتّار، الخیف، المخذم، رسوب، القضب

نیزے: رسول اللہ ﷺ کے تین(۳) عدد نیزے تھے: الروحاء، البیضاء، الصفراء

کمانیں: رسول اللہ ﷺ کے تین(۳) عدد کمانیں تھیں: الفضة، ذات الفصول، الصعدیّة

---

(۱) العرنیّون: ایک عربی قبیلہ جن کا تعلق عدنان سے تھا اسلام لاتے ہیں انہیں کچھ مرض ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اونٹوں کی باڑ میں رہنے اور اونٹ کا دودھ اور پیشاب پینے کے لیے کہا، وہ شفاء یاب ہوئے اور انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کردیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ ان کا پیچھا کروایا گیا پکڑ کر لائے اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر دھوپ میں ڈال دیا گیا، مرنے کے لیے (یہ خصاص تھا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خصوصیات نبی کریم ﷺ

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے آپ کے پاس نہ درہم تھا نہ دینار آپ کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ کی زرہ بکتر کچھ صاع گیہوں کے بدلہ میں مرہون تھی۔ جن ہتھیار اور اشیاء کا ذکر کیا گیا ان سب کو صدقہ کر دیا گیا۔

اس صدقہ کے بارے میں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إنا معاشر الأنبياء لا نورث ، ماتركناه صدقة " (۱)

ترجمہ: تمام انبیاء علیہ السلام کی وراثت نہیں ہوتی، جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

خصائص المحمدیہ ﷺ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ کو کچھ امتیازات اور خصوصیات عطا فرمائیں جو کہ امت کے افراد کو نہیں دی گئی تھیں۔

(۱) نبوت آپ ﷺ کو دی گئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ

ترجمہ: لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے۔ (سورة الاحزاب: الاية ٤٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، [لا نبی بعدی] ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲) (الوحی) وحی کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام کی شریعت کو مکمل فرما دیا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں سو رہی ہوتی تھیں مگر رسول اللہ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا۔ یہ خصوصیت صرف سید البشر مصطفیٰ ﷺ کی تھی۔

(۴) اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو چار سے زائد نکاح کی اجازت فرمائی اور یہ خصوصیت امت کے مردوں کو نہیں دی گئی۔

---

(۱) (۲) الراوي : أبوبكر الصديق ، خلاصةالدرجة : اسناده على شرط مسلم ، المحدث : ابن الملقن ، المصدر : البدر المنير ، الصفحة أو الرقم : 7/314

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ﴿٣﴾

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تیرے لیے تیری وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، الآیۃ ٥٠)

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ﴿٣﴾

ترجمہ: پس نکاح کرو جو تمہیں اچھی لگیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار نکاح میں لے آؤ۔ (سورۃ النساء:الایۃ ٣)

(٥) رسول اللہ ﷺ متواتر روزہ رکھتے تھے شام کو رسول اللہ ﷺ افطار نہیں کرتے تھے۔ دوسرے دن شام کے وقت افطار کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت کے کسی فرد کو اس طرح کرنے کی اجازت نہیں دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انی لست مثلکم ، انی أبیت یطعمني ربي و یسقینی" (١)

ترجمہ: میں تمہاری طرح نہیں، میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(٦) صدقہ کی حرمت فرمائی گئی

رسول اللہ ﷺ کو صدقہ کی حرمت فرمائی گئی اور اس حرمت میں اہلِ بیت ﷺ کو بھی شامل کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی امت کے افراد، غریب، محتاج یہ صدقہ لے سکتے ہیں کھا سکتے ہیں۔

(٧) قیام اللیل کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے

رسول کریم ﷺ رات کو اٹھ کر قیام اللیل فرماتے تھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾

ترجمہ: رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم۔ (سورہ المزمل، الآیۃ ٢)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ﴿٧٩﴾

ترجمہ: اور کچھ رات رہی نماز تہجد پڑھا کیجئے وہ آپ کے لئے بامنزل نفل ہے۔ (سورۃ بنی اِسرآئیل الآیۃ ٧٩)

---

(١) الراوي : أبو هريرة ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 7299

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بخلاف امت کے افراد کے قیام اللیل واجب نہیں ہے۔ مگر کوئی قیام اللیل کرتا ہے وہ اس شخص کے لئے اقتداء رسول کریم ﷺ اور نفل ہے۔

(۸) نبی کریم ﷺ کے مال اور ترکہ میں وراثت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ سے نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آدھا حصہ ملا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو ان کا آٹھواں حصہ ملا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إنا معاشر الأنبياء لا نورث، ماتركناه صدقة" (۱)

ترجمہ: تمام انبیاء علیہ السلام کی وراثت نہیں ہوتی، جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

(۹) ازواجِ مطہرات سے حرمت نکاح

نبی کریم ﷺ کی بیویاں جو کہ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ﴿٦﴾

ترجمہ: پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ (سورة الاحزاب، الآية ٦)

ان کی عزت و حرمت واجب ہے اور امت کے افراد کے لئے نکاح جائز نہیں۔

(۱۰) هبة النكاح

اگر کوئی عورت اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے پیش کرتی ہے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٠﴾

ترجمہ: اور وہ مومنہ عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے، (تو یہ نکاح نبی ﷺ کے لیے جائز ہے) ہاں یہ صرف نبی کے لیے ہے اور مومنوں کے لیے نہیں۔ (سورة الاحزاب الآية ٥٠)

یہ اجازت صرف آپ ﷺ کے لیے ہے۔ دیگر مومنوں کے لیے تو ضروری ہے کہ وہ حق مہر ادا کریں، تب نکاح جائز ہوگا۔

---

(١) الراوي: أبوبكر الصديق، خلاصة الدرجة: اسناده على شرط مسلم، المحدث: ابن الملقن، المصدر: البدر المنير، الصفحة أو الرقم: 7/314

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہلِ علم فرماتے ہیں: مہر ادا کرنا ضروری ہے حدیث میں ہے کہ مہر کا ادا کرنا واجب ہے۔ ادا نہ کرنے کی نیت سے مہر زیادہ مقرر کر لینا جبراً عورت سے معاف کروالینا جائز نہیں۔ اس نکاح میں خیر و برکت رہتی ہے جس میں مہر کا زیادہ بوجھ نہ ہو۔ (کم سے کم مہر میں خیر و برکت ہے)۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات

معجزہ سے مراد انسانوں کو عقل، طاقت اور جو کچھ قابلیت صلاحیت دی گئی ہے۔ اس کے باوجود وہ عاجز ہے ایسا نہیں کر سکتے۔ معجزات صرف انبیاء علیہ السلام کے لئے ہیں۔ یہ ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ظاہر ہوتے ہیں کہ وہ جو رسالت اور شریعت لائے ہیں یہ اس بات کی صداقت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: (صَدَقُوا النَّبِی فِیمَا یُخبَرُ بِهِ عَنِّی) ”سچ مانو نبی کی بات کو جو کچھ میرے بارے میں فرما رہے ہیں“۔ اور یہ لفظ (معجزہ) قرآن کریم میں وارد نہیں ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اس لفظ کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ (الآیۃ) نشانی اللہ کی۔

اہلِ علم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات ایک (۱۰۰۰) ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ اس سیرت (مشکاۃ النبوۃ) میں کچھ معجزات مستند کتابوں سے ماخوذ ان کے حوالوں کے ساتھ ہم اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسی سیرت میں جو واقعات در پیش آئے ان کا ذکر کر رہے ہیں۔ تاکہ رسول اللہ ﷺ کا وہ مقام عالی اور ان پر رب العلمین کا فضل وکرم سے متعارف ہوں۔

معجزہ القرآن الکریم

یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا کلام ہے اور یہ کتاب قرآن الکریم نبوت حق کی صداقت کی دلالت اور نشانی ہے۔

جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اتاری ہے۔ اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کے احکام وحی کو اپنی امت پر واضح فرمادیا اور شریعت پر عمل کرنے کا راستہ دکھایا۔ اس کتاب کا یہ معجزہ ہے کہ اس کتاب کے حروف، جملے اور ان جملوں کی ترتیب اور معنی اور واقعات اور وہ باتیں جو کسی کو معلوم نہیں تھیں محفوظ رہنے والی ہے اور یہ کتاب تا قیامت کتابی شکل میں، مومنوں اور مسلمانوں کے سینے میں محفوظ رہنے والی ہے۔ عرب اپنی فصاحت و بلاغت میں بے نظیر اور بے مثال تھے۔ ان کو اور تمام انسانوں سے کہا جاتا ہے کہ اگر بنا سکتے ہو تو اس طرح کی دس آیتیں لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ ﴿١٣﴾

ترجمہ: جواب دیجئے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ۔ (سورۃ ھود: الآیۃ ۱۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور تمام جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔ (سورۃ بنی اسرآئیل:۸۸)

یہ قرآن معجزہ ہے جو کہ باقی رہے گا، اس زندگی تک اور اس پر عمل کرنے والے جن کا دین اسلام ہے۔ وہ بھی اس زندگی تک باقی رہے گا۔

قرآن کی تاثیر دلوں پر

یہ عمر ہے۔ رضی اللہ عنہ، جب آپ نے قرآن کی آیت سورۃ طہ کی پہلی آیتیں سنی، کفر کو چھوڑتے ہوئے اعلان اسلام کرتے ہیں۔

اور یہ نجاشی (أصحمہ) عیسائیت کو چھوڑتے ہے اور اسلام لے آتے ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھ کر سنایا (کٓھیٰعٓصٓ) نجاشی یہ سن کر رونے لگتا ہے۔ یہاں تک اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی قرآن سن کر نجاشی کہتے ہیں۔ یہ تو وہی کلام ہے جو عیسٰی لائے، یہ دونوں کلام ایک ہی مشکاۃ سے ہیں۔ (۱)

یہ (الطفیل بن عمرو الدوسی) یمن کے سرداروں سے قبیلہ دوس سے تھے۔ جب مکہ آئے کفار قریش نے ان کو گھیر لیا اور یہ سب کہنے لگے، ہم میں ایک شخص محمد (ﷺ) بے دین ہو چکا ہے۔ آپ نہ تو اس سے ملے اور نہ ہی اس کی بات سنے طفیل کعبہ میں گئے، مسجد میں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ طفیل عربوں میں مشہور شاعر اور دانش ور تھے، وہ اپنے آپ سے کہنے لگے، مجھ میں اچھا یا برا سوچنے سمجھنے کی قابلیت ہے۔ اگر اچھی بات ہوئی تو قبول کرلونگا اور میں نے اسے اچھا نہ سمجھا تو چھوڑ دونگا۔ یہ سوچ کر میں قریب چلا گیا رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھ کر سنایا میں سنتا رہا۔ اللہ کے کلام نے مجھ پر وہ اثر کیا میں فوراً اسلام لے آیا حق کی شہادت دی۔ میرے اسلام لانے سے ساری قوم اسلام لے آئی۔

یہ (ولید بن المغیرۃ) حج کا موسم قریب آچکا تھا۔ کفار قریش دعوت حق کو روکنے کے لیے ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے۔ ولید بن مغیرہ کفار قریش کا سردار اور بہت بڑا شاعر، بہتر سوجھ وبوجھ رکھنے والا تھا۔ کفار قریش ولید سے کہتے ہیں ہم اس رسالت کو روکنے کے لیے کیا کریں۔ ہم میں سے کوئی محمد (ﷺ) کو کاہن کہتا ہے، کوئی پاگل کہتا ہے، کوئی شاعر کہتا ہے اور کوئی جادوگر کہتا ہے۔ ہم کیا کریں سب ایک بات پر اتفاق کیوں نہیں کرتے؟

---

(۱) سیرۃ ابن هشام 336,334/1 وساقه ابن اسحاق بسند متصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولید کہتا ہے خدا کی قسم وہ کاہن نہیں (ہم نے بہت سے کاہنوں کو دیکھا ہے)۔
ولید کہتا ہے وہ پاگل بھی نہیں (ہم نے پاگل بھی دیکھے ہے اور پاگلوں کی کیفیت کو بھی دیکھا ہے)۔
ولید کہتا ہے وہ شاعر بھی نہیں (ہمیں تو شاعری کے اوصاف معلوم ہے ان کی باتیں شاعری نہیں)۔
ولید کہتا ہے یہ شخص جادوگر بھی نہیں (ہم نے بہت سے جادوگر اور ان کا جادو بھی دیکھا ہے)۔
ولید کہتا ہے اللہ کی قسم ان کی بات بڑی میٹھی ہے ان کی جڑیں پائیدار ہے اس کی شاخیں پھل دار ہیں۔تم جو بھی بات کہو گے لوگ اسے باطل کہیں گے۔البتہ اس بارے میں سب سے مناسب بات یہ کہہ سکتے ہو یہ شخص جادوگر ہے۔وہ اپنی قوم کو راضی کرنے اپنی انا اور بڑائی کی وجہ سے اس طرح کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: (ذرني ومن خلقت وحيداً)[1]

انشقاق القمر۔ چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا

امام احمدؒ فرماتے ہیں: اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے نشانی مانگی ہم یہ دیکھ کر تصدیق کریں گے۔ان لوگوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ایک ٹکڑا اس پہاڑ کی طرف اور دوسرا دوسرے پہاڑ کی طرف ہوگیا۔یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ محمد ﷺ نے جادو کردیا۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی اور اس طرح فرمایا:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾

ترجمہ: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے۔انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام ٹھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے۔(سورۃ القمر: ۱۔۳)[2]

---

(۱) أخرجه الحاكم و قال: اسناده على شرط البخاري

(۲) صحيح متواتر: أخرجه البخاري في المناقب رقم (3627) وفي مناقب الأنصار (3868) و في التفسير (سورة الْقَمَر الآية ۱۔۳)، ومسلم (2159/4)، وأحمد (377/1-413-44,3/275-278,4/82)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی دعا سے بارش کا ہونا

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شہر میں سوکھا اور قحط شدید ہوگیا۔ جمعہ کے روز ایک شخص مسجد نبوی میں منبر کے سامنے والے دروازے سے آتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ وہ شخص آ کر کہتا ہے: یارسول اللہ ﷺ بارش نہ ہونے سے ہمارے اموال ضائع ہوگئے، خشکی کی وجہ سے زراعت وغیرہ تباہ ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ بارش کیلئے دعا فرمادیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: [اللهم أغثنا ، اللهم أغثنا ، اللهم اغثنا]

ترجمہ: الٰہی ہمیں بارش دے ، الٰہی ہمیں بارش دے ، الٰہی ہمیں بارش دے۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم آسمان بالکل صاف تھا، بارش کے آثار ہی نہیں تھے۔ مطلع بالکل صاف تھا اور نہ ہی کوئی بادل تھے۔ ہمارے گھروں اور سلع پہاڑ کے بیچ (سلع مدینہ منورہ کا پہاڑ) کی طرف سے بادل اٹھنے لگے اور آسمان کے بیچ پہنچ کر بارش ہونے لگی۔ اللہ کی قسم ہم نے چھ (۶) دن تک سورج نہ دیکھا بارش ہوتی رہی۔ پھر آئندہ جمعہ کو رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ سامنے سے وہی شخص داخل ہوا اور کہنے لگا، یارسول اللہ ﷺ ہمارے اموال ضائع ہورہے ہیں، سارے راستہ منقطع ہوگئے ہیں۔ دعا فرمادیجئے اللہ سے اس بارش کو روک لے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا فرمائی.

" اللهم حولينا ولا علينا ، اللهم على الآكام والظراب ، وبطون الآودية ومنابت الشجر"

ترجمہ: الٰہی ہمارے اردگرد بارش دے ہمارے اوپر نہیں۔ الٰہی ریت کے ٹیلوں پر پہاڑوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش برسا۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا

رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلالت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی سچائی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔

انس رضی اللہ عنہ خادمِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو عصر کی نماز کا وقت ہوا اور ہم لوگوں کے پاس وضو کے لئے پانی نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے تھوڑا سا پانی وضو کے لئے لایا گیا۔ رسول ﷺ نے وضو فرمایا اور پھر اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور حکم دیا کہ وضو کرو۔

---

(۱) الراوي : أنس بن مالك ، خلاصة الدرجة : صحيح ، المحدث : البخاري ، المصدر : الجامع الصحيح ، الصفحة أو الرقم : 1014

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہم نے دیکھا کہ پانی رسول علیہ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح جاری تھا۔تمام لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ آخری شخص نے بھی وضو کرلیا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: تم کتنے افراد تھے؟

انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہم تین سو (۳۰۰) افراد تھے۔ (۱)

حدیبیہ کے کنویں میں پانی کا ابل پڑنا

معرکہ حدیبیہ کے دن سنۃ چھ ٦ ہجری میں ہم تمام لشکر والے ایک ہزار چھ سو (۱۶۰۰) افراد تھے۔حدیبیہ کے کنویں کا سب پانی پی گئے کنواں خشک ہوگیا اس میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں تھا۔رسول اللہ علیہ سے پیاس اور پانی نہ ہونے کی شکایت کی گئی یہ سن کر رسول اللہ علیہ آئے اور کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور رسول اللہ علیہ نے پانی منگوایا۔پانی لایا گیا۔رسول اللہ علیہ نے پانی منہ میں لیا اور غرارہ کر کے پانی کنویں میں تھوک دیا۔اسی لمحہ کنویں میں پانی آ گیا۔سب نے پیا اور اپنی پیاس بجھائی اور پانی برتنوں میں بھر لیا گیا۔(اور اُن میں چودہ سو (۱۴۰۰) افراد تھے جنہوں نے بیعت کی تھی)۔ (۲)

درخت کے نیچے اس کو (بیعت رضوان) کہا جاتا ہے، اور ان مومنین اصحابہ کرام سے اللہ راضی تھا۔

ان کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔ (سورہ الفتح الآية ١٨)

---

(١) أخرجه: صحيح البخاري في المناقب رقم:3573 ومسلم في الفضائل، والنسائي في الطهارة، والترمذي في المناقب

(٢) أخرجه صحيح البخاري

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک پیالے دودھ سے بہت سے اشخاص سیراب ہوتے ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں:

میں بہت بھوکا تھا بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا اور میں راستہ پر بیٹھ گیا۔ وہاں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ میں نے کتاب اللہ کی کسی آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پیچھے آؤ جواب نہیں دیا۔ پھر وہاں سے عمر رضی اللہ عنہ کا گزر رہوا۔ میں نے ان سے بھی کتاب اللہ سے کسی آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: میرے پیچھے آؤ جواب نہیں دیا۔ وہاں سے ابوالقاسم ﷺ گزرے۔ میری شکل دیکھی اور میرے نفس میں کیا ہے، جان گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ۔ میں پیچھے چلا گیا۔ اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت دے دی گئی۔

وہاں پر ایک پیالہ میں کچھ دودھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا؟ کہا گیا فلاں آل فلاں سے تحفہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ! رسول ﷺ نے فرمایا: جاؤ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔

(اہل صفہ جو اسلام لائے تھے، ان کے پاس نہ مال تھا اور نہ ان کا خاندان تھا) جب بھی صدقہ وغیرہ آتا ان کو دے دیا جاتا تھا۔

یہ سن کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کچھ حزن و ملال ہونے لگا۔ دودھ تو صرف ایک پیالہ ہی ہے اور اہلِ صفہ بھی آجائیں گے۔ کاش یہ دودھ مجھے ملتا جس سے ایک دن اور ایک رات آسانی سے کٹ جاتی اور ان کو بلانے والا بھی میں اور دودھ پہلے ان کو دینا پڑے گا۔ اور میرے لئے کچھ نہیں بچے گا، مگر رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا تھا اس کی اطاعت ضروری تھی۔ میں اہلِ صفہ کو بلانے چلا گیا۔ وہ سب آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ اجازت دے دی گئی۔ گھر میں ہر کسی نے اپنی جگہ سنبھال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا ابو ہریرہ! یہ پیالہ لو اور ان کو پلاؤ۔ میں نے وہ پیالہ لیا اور ایک شخص کو دیا۔ اس نے پیٹ بھر کر پیا اور پیالہ مجھے دیا۔ میں نے دوسرے کو دیا۔ اس نے بھی سیراب ہونے کے بعد پیالہ مجھے دے دیا۔ اس طرح میں نے آخری شخص کو پیالہ دیا۔ اس نے بھی سیراب ہونے کے بعد پیالہ مجھے لوٹا دیا۔ اور میں نے وہ پیالہ رسول اللہ ﷺ کو دیا۔ رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے جس میں کچھ دودھ باقی تھا لیا اور رسول ﷺ نے اپنا سر اٹھایا، میری طرف دیکھا، مسکرائے اور فرمانے لگے: ابا ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ! رسول ﷺ نے فرمایا: اب صرف میں اور تم باقی ہیں۔ ابو ہریرہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: پیو۔ میں نے پھر پیا اور رسول ﷺ اصرار کرتے رہے کہ پیو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو جس نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں پیٹ بھر کر پی چکا ہوں۔ اب جگہ باقی نہیں ہے۔ رسول ﷺ نے پیالہ مانگا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دودھ تناول فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ نبوت کے دلائل ہیں۔ بہت سے بھوکے اشخاص نے پیٹ بھر کر دودھ پیا اور وہ ایک پیالہ ان تمام کو کافی ہوا۔ یہ نشانی نبوت محمدی کے برحق رسول ہونے کی دلیل ہے۔ (۱) (صلوات اللّٰه و سلامه عليه).

تھوڑا سا کھانا بہت سے آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھایا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی جو کہ بھوک کی وجہ سے بہت کمزور تھی۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں ہے۔ اور انہوں نے گیہوں کی روٹیاں نکالیں جو کہ ٹکیوں کی طرح تھیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا میں چلا گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں پایا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت سے آدمی تھے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے کے ساتھ۔ میں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جو وہاں پر مسجد میں تھے اٹھو چلو اور ہم تمام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جب بہت سے آدمیوں کو دیکھا تو کہنے لگے: یا ام سلیم! رسول اللہ ﷺ آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت سے آدمی بھی ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اندر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا ام سلیم تمہارے پاس کیا ہے؟ ہمیں دو۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہی روٹیاں جو تھیں وہ دے دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: ان روٹیوں کو ٹکڑے کرو اور ان کو چور دو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہنا تھا جس طرح اللہ نے چاہا کہا اور فرمایا: دس (۱۰) آدمیوں کو بلاؤ اور ان کو کھانے کی اجازت دی۔ انہوں نے سیر ہو کر کھایا۔

رسول ﷺ نے فرمایا: اور دس (۱۰) افراد کو بلاؤ۔ اسی طرح تمام لوگوں نے کھانا سیر ہو کر کھایا۔ اور اس وقت وہ تمام ستر (۷۰) یا اسّی (۸۰) افراد تھے۔

کیا یہ رسول ﷺ کا معجزہ عظیم نہیں ہے؟ ہاں یہ رسول ﷺ کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ کھانے اور پانی میں زیادتی ہونا، اس طرح کے معجزے دسیوں دفعہ ظہور پذیر ہوئے۔ (۲)

---

(۱) (۲) أخرجه صحيح البخاري

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گھی کا برتن خالی کرنے کے بعد پھر سے بھر جانا

انس رضی اللہ عنہ، خادمِ رسول علیہ سے روایت ہے: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی بکری کے دودھ سے گھی بنا کر ایک برتن میں جمع کیا برتن بھر جانے کے بعد وہ ربیعہ سے کہتی ہیں۔ یہ گھی کا برتن رسول اللہ علیہ کو دے آؤ۔ وہ یہ گھی کا برتن لے کر چلیں اور کہتی ہیں: یارسول اللہ علیہ! یہ گھی کا برتن ام سلیم نے رسول اللہ علیہ کے لئے بھیجا ہے۔ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: اس برتن سے گھی خالی کر دو۔ گھی خالی کر دیا گیا۔ اور برتن واپس کر دیا گیا۔ وہ واپس آگئیں۔ اس وقت ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر پر نہیں تھیں۔ برتن کو اسی جگہ رکھ دیا گیا۔ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا واپس آئیں تو برتن کو اسی جگہ گھی سے بھرا ہوا دیکھ کر کہنے لگیں: یا ربیعہ! میں نے تجھ کو کہا نہیں تھا یہ گھی کا برتن رسول اللہ علیہ کو دے آؤ ربیعہ کہتی ہیں: ہاں میں گھی دے آئی اگر یقین نہ ہو تو رسول اللہ علیہ سے پوچھ آؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا، ربیعہ کے ساتھ رسول اللہ علیہ کے پاس جاتی ہیں اور کہتی ہیں: یارسول اللہ علیہ! میں نے آپ کے لئے گھی کا ایک برتن بھیجا تھا کیا وہ آپ کو ملا؟ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں وہ مجھے ملا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ علیہ (کو جس نے دینِ حق کے ساتھ بھیجا، ہے برتن اب بھی گھی سے بھرا ہوا ہے اور گھی برتن سے باہر ٹپک رہا ہے)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ علیہ نے یہ سنکر فرمایا: یا ام سلیم اس بات پر تعجب کرتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلایا جس طرح وہ اپنے نبی علیہ کو کھلاتا ہے۔ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: کھاؤ اور اس گھی کو اوروں کو کھلاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم اس برتن سے گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس مہینہ یا دو (۲) مہینہ کام آیا۔

یہ معجزہ محمدی علیہ تھا۔ جس کا آنکھوں نے مطالعہ کیا اور اس گھی سے فائدہ اٹھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں کہ برتن خالی کرنے کے بعد خود بخود بھر جائے مگر یہ نشانی رسول اللہ علیہ کے نبی برحق ہونے کی دلیل ہے۔

تھوڑے سے کھانے کا بہت زیادہ ہو جانا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم تمام رسول اللہ علیہ کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھے۔ لشکر کے مسلمانوں کو کھانے کی کمی شدت سے ہونے لگی۔ وہ لوگ آکر رسول اللہ علیہ سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ رسول اللہ علیہ نے اجازت دیدی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دی گئی ہے وہ یہ سنکر رسول اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ علیہ! اونٹ ہماری سواریاں ہیں اور سامان وغیرہ اٹھانے کے کام آتے ہیں۔

آپ دعا فرمادیجئے کہ ہمارے بچے ہوئے کھانے میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا ٹھیک ہے۔ رسول اللہ علیہ نے ہر ایک کے پاس جو بچا ہوا کھانا تھا سب کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اس کے جمع ہونے کے بعد رسول اللہ علیہ نے اللہ عزوجل سے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ لوگوں سے کہا اپنے اپنے برتن بھر کر لے جاؤ۔ سب نے اپنے اپنے برتن بھرے اس کے باوجود بہت سا کھانا بچ گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کھجور کے سوکھے تنے کا بچے کی طرح رونا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔رسول اللہ ﷺ جمعہ کو خطبہ دیتے تھے کسی سوکھے کھجور کے تنے کے ساتھ انصار کی کسی عورت کے پاس ان کا غلام لکڑی کا کام جانتا تھا۔ اس عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ! آپ کے لئے منبر بنوادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہتے ہو تو بنوادو۔ رسول ﷺ کے لئے منبر بنوادیا گیا۔ اگلے جمعہ کو رسول ﷺ اس منبر پر خطبہ کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ کھجور کا تنا رونے لگا۔ اس کے رونے کی آواز بچوں کے رونے کی طرح سے تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر سنتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اترے اور اس کو لپٹالیا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس طرح جیسے بچے چپ ہو جاتے ہیں۔ *(اس سوکھے تنے کا رونا اس لئے تھا وہ جو ذکر سنتا تھا)* اور اس کو تکلیف ہوئی کہ وہ اپنے مصطفیٰ حبیب ﷺ کی دوری کی وجہ سے رونے لگتا ہے۔ (۱)

درختوں نے پردہ کیا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ ایک وادی میں اترے جو بالکل خشک تھی۔ آس پاس کوئی بھی درخت نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت کو پوری کرنے چلے اور میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پانی لے کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے آس پاس نظر اٹھا کر دیکھا۔ پردہ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف دو درخت وادی کے آخری کنارے پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان درختوں سے اس طرح فرمایا: (انقادي علي باذن الله) مجھے پردہ کر اللہ کے حکم سے، وہ درخت مطیع اونٹ کی طرح چلا آیا *(جیسے اونٹ نکیل کھینچنے پر چلا آتا ہے)*۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے درخت سے بھی اسی طرح فرمایا: دوسرا درخت بھی آ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (التنما علي باذن الله فالتأمتا) آپس میں مل جاؤ ایک دوسرے سے اللہ کے حکم سے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے مل کر پردہ کرنے لگے۔ (ان درختوں نے اپنی شاخوں اور ڈالیوں سے رسول اللہ ﷺ کو ڈھانپ لیا)۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ درخت آپس میں شدت سے مل گئے۔ میں دور ہی کھڑا رہا کہ مجھے دیکھ کر کہیں رسول اللہ ﷺ اور آگے نہ چلے جائیں اور میں بیٹھ گیا اور اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سامنے کھڑے ہیں اور رسول ﷺ نے اپنے سر سے الٹے اور سیدھے طرف اشارہ فرمایا: وہ دونوں درخت واپس اپنی جگہ پر جا چکے تھے۔ (۲)

---

(۱) الراوي: جابر بن عبدالله ، خلاصة الدرجة: صحيح ، المحدث : البخاري ،

(۲) الحديث على شرط مسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ سنت نہیں، کہ درخت کسی کی آواز پر چلا آئے۔ اس طرح کی نشانیاں یعنی (معجزات) اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو ہی عطا فرمائے ہیں۔ رسول اللہ علیہ السلام کے حکم پر درخت نے بھی اطاعت کی۔ (صلوات اللّٰہ و سلامہ علیه)۔

درخت تین مرتبہ شہادت دیتا ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ سفر کے دوران ایک اعرابی رسول اللہ علیہ السلام سے ملا وہ جب سامنے آیا تو رسول اللہ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: (أين تريد؟) کہاں جارہے ہو؟ اس اعرابی نے کہا میں اپنے گھر والوں کے پاس جارہا ہوں۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: (هل لك الى خير؟) میں تجھے خیر کی راہ بتلاؤں؟

اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا شہادت دے أتشهد أن لا اله الا اللّٰه و أن محمدا رسول اللّٰه اللہ ایک ہے اور محمد (علیہ السلام) اللہ کے رسول ہے اعرابی نے کہا: کیا کوئی گواہ ہے اس بات کا جو تم مجھ کو بتلا رہے ہو؟ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یہ جو درخت سامنے ہے اس بات کا گواہ ہے۔ رسول اللہ علیہ السلام نے اس درخت کو بلوایا جو کہ وادی کے آخری کنارے پر تھا۔ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا رسول اللہ علیہ السلام کے ہاتھوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس درخت نے تین مرتبہ شہادت دی۔ پھر وہ درخت واپس اپنے مقام پر اسی طرح چلا گیا اور وہ اعرابی اپنے گھر اپنی قوم میں چلا جاتا ہے اور اپنی قوم سے کہتا ہے اگر میری اتباع کرو گے جس طرح مجھ کو ملی ہے، نہیں تو میں انہی کے پاس واپس چلا جاتا ہوں۔ (۱)

ابن کثیر فرماتے ہیں: یہ اسناد جید ہے۔ (رواہ امام احمد رحمہ اللہ)

پتھر کا سلام کرنا

یہ عظیم معجزہ، جو کہ رسول علیہ السلام کی نبوت اور رسالت حق کی تائید کرتا ہے۔

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللّٰه: (إني لأعرف حجرا بمكة كان يسلم علي قبل أن أبعث ، إني لأعرفه الأن)

رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: میں جانتا ہوں اس پتھر کو مکہ مکرمہ میں جو میری بعثت سے پہلے مجھ کو سلام کرتا تھا۔

پتھر کا رسول اللہ علیہ السلام کو سلام کرنا، یہ معجزہ محمدی علیہ السلام ہے۔ (۲) صلوات اللّٰه وسلامه عليه

---

(۱) حديث صحيح: اخرجه الحاكم و البيهقي في الدلائل

(۲) حديث صحيح: أخرجه مسلم في الفضائل، والترمذي في المناقب، والدارمي في المقدمة، وأحمد 89/5

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ کے لیے درخت اور پتھر کا سجدہ کرنا

ابو طالب محمد ﷺ کو لے کر (شام) کی طرف گئے۔ راستہ میں راہب سے ملاقات ہوتی ہے وہ مل کر کہتا ہے۔ جب تم لوگ آرہے تھے، راستہ میں تمام درخت اور پتھر سجدہ کرتے تھے۔ (وہ صرف نبی ہی کو سجدہ کرتے ہیں)

اس نے محمد ﷺ کو دیکھا اور خاتم نبوت کو دیکھ کر پہچان گیا۔

راہب نے اس طرح کہا: هذا سيد العالمين، هذا رسول رب العالمين ، هذا يبعثه الله رحمة للعالمين

محمد ﷺ کو اونٹ نے بھی سجدہ کیا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اہلِ بیت انصار رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹ تھا۔ اس پر پانی لاد کر لایا کرتے تھے اور اب وہ کسی کو سوار ہونے نہیں دیتا تھا۔ اور نہ کسی کو قریب آنے دیتا تھا۔ انصار، رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس اونٹ تھا جس پر پانی لاد کر لاتے تھے، مگر اب وہ کسی کو قریب نہیں آنے دیتا اور ہماری زراعت اور درخت سوکھ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اٹھو۔ وہ تمام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے اور اس دیوار کے اندر داخل ہوئے جس طرف اونٹ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف جانے لگے۔ انصار کہنے لگے:

یارسول اللہ ﷺ! وہ کتے کی طرح ہوگیا ہے (إي الكلب المفترس) وہ کاٹنے والے کتے کی طرح۔

آپ ﷺ اس کی طرف نہ جائیں۔ ہمیں ڈر ہے اس سے آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

رسول ﷺ نے فرمایا: (ليس علي منه بأس) اس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے پاس آکر سجدہ نما ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نکیل کو پکڑا وہ جھکا ہوا بغیر کسی حرکت کے خاموشی سے رسول ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ رسول ﷺ نے اس کو کام پر لگا دیا۔

یہ دیکھ کر اصحابِ کرام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: (یہ جانور جس کو عقل نہیں ہے) رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتا ہے۔ ہم انسان کیا اس بات کے حق دار نہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی انسان کو مناسب نہیں کہ وہ کسی انسان کے لئے سجدہ کرے اور اگر انسان کو انسان کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے مرد کو سجدہ کرے اس کے حق اور عظمت کے لئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھیڑیا نبوت کی شہادت دیتا ہے

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بھیڑیا آیا اور اس نے بکری کو اٹھا لیا۔ چرواہا اس کو پکڑنے اور بکری کو واپس لینے کے لئے دوڑا۔ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: اللہ سے نہیں ڈرتا۔ مجھ سے میرا رزق چھین لیتا ہے جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔ چرواہے نے تعجب سے کہا: (بھیڑیا بھی انسانوں کی زبان بولتا ہے) بھیڑیا بولا: کیا میں تجھ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات بتلاؤں۔ محمد ﷺ (یثرب) میں لوگوں کو ایسی باتیں بتلاتے ہیں جو اس سے پہلے کسی کو معلوم نہیں تھیں۔ وہ چرواہا اپنی بکریوں کو لے کر واپس مدینے کی طرف آیا اور اپنی بکریوں کو کسی کونے میں چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو یہ واقعہ بتلاتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [الصلاۃ جامعہ] جب سب لوگ جمع ہو گئے تو رسول ﷺ تشریف لائے اور چرواہے سے فرمایا کہ وہ واقعہ بیان کرے۔ اس چرواہے نے جو کچھ دیکھا اور بھیڑیئے سے سنا وہ تمام بیان کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[صدق والذی نفس محمد بیده لا تقوم الساعة حتی یکلم السباع الإنس یکلم الرجل عذبة سوطه، وشراك نعله، و یخبره فخذه بما احدث اهله بعده][1]

ترجمہ: سچ ہے جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے قیامت قائم نہیں ہو گی۔ جب تک وحشی جانور انسانوں سے بات نہ کریں، آدمی کے کوڑے کی نوک بات کرے گی، اور جوتے کا تسمہ بولے گا، اور ران بتلائے گی کہ پیچھے کیا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بتلایا اور آنے والی خبریں بتلائیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی نشانیاں تھیں۔

نبوت سے معجزات اور نشانیاں اسی طرح کی ظاہر ہوتی ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔

(اس کتاب میں ہم نے کچھ مختصر واقعات اور معجزات درج کیے ہیں کہ جن سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا علم ہوتا ہے)

(صلوات اللہ و سلامه علیه)

(۱) حدیث صحیح: اخرجه احمد 3/83-84 وبعضه في الترمذي في الفتن، ورواه البيهقي في الدلائل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر یہ منفرد کتاب مشکاۃ النبوۃ مکمل ہوئی

الٰہی مشکاۃ النبوۃ کو شرف قبولیت عطا فرما کہ ہم اس کو مشعل راہ بنا کر اس سے رشد و ہدایت پا سکیں اور ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی خیر اور بھلائی کا باعث ہو

اے اللہ میں اپنی عاجزی اور کم علمی کا اعتراف کرتا ہوں، اس کتاب کی تالیف میں ہم غلطی سے مبرّا ہیں عجز اور غلطی سے مُبرّا صرف اللہ جل جلالہ کی ذات بابرکات ہے۔ والکمال لِلّٰہ وحدہ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ O وَسَلَامٌ عَلَے الْمُرْسَلِيْنَ O
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O

خادم

خالد محمد سعید باقرین — محرم سنہ ١٤٣٠ھ

الامارات العربیه المتحده (الشارقة)

00971-65332768

P.O Box. No. 6557

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حوالہ کتب

صحیح سیرۃ النبی ﷺ کے واقعات اور تفصیل اِن مستند عربی کتب کے حوالوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱) قرآن الکریم کے آیتوں کا لفظی ترجمہ

قرآن الكريم	(ملك فهد مصحف ... مترجم مدينة المنورة)
قرآن الكريم	(مولانا أشرف على تهانوى)
قرآن الكريم	(مفسر مولانا عبدالستار محدث)
۲) احاديث رسول الله ﷺ	(صحيح البخارى) (صحيح مسلم)
۳) اقوال اهل علم و الأئمة	(امام ابن قيمؒ، امام ابن كثيرؒ، امام الذهبیؒ)
٤) صحيح السيرة النبوية	(فضيلة الشيخ محمد ناصر الدين الالبانیؒ)
٥) السيرةُ النبويه لابن حشام	(أبى محمد عبدالملك بن حشام)
٦) تاريخ الاسلام والمسلمين	(مولانا مسعود احمد)
۷) الرحيق المختوم	(مولانا صفى الرحمن مبارك پورى)
۸) هذا الحبيب يا مُحِبّ	ابو بكر جابر الجزائرى، المدرس بالمسجد النبوى الشريف
۹) كنوز السيرة النبوية	شيخ عثمان خميس، واعظ سيرة النبوية
۱۰) صحيح السيرة النبوية	(ابراهيم العلي) د عمر سليمان الاسقر
۱۱) سيرة النبى ﷺ	(مولانا سيد سليمان ندویؒ)

مزید ان تمام کتابوں سے بھی استفادہ حاصل کیا گیا۔

۱۲) زادالمعاد و فتح البارى	۱۳) الجامع الصحيح و صحيح ابن ماجه
۱٤) الطبرانى و بيهقى	۱٥) فقه السيرة و كتاب المغازى
۱٦) الترغيب و الترهيب	

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ

بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

كتبه الفقير نفيس الحسيني اللاهوري غفر الله ذنوبه وستر عيوبه في رمضان المبارك سنة ١٤١٣

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام محمد ناصر الدین البانی کی کتاب صفۃ صلاۃ النبی ﷺ کا اردو ترجمہ

کیفیۃ صلوۃ النبی ﷺ

نبی کریم کی نماز کی کیفیت اور روزمرہ کی مسنون دعائیں

مولف خالد محمد سعید باقرین

اس کتاب کے امتیازات

- نماز کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات
- نماز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے فرمودات
- نماز کی وہ کیفیت جیسے رسول اللہ ﷺ ادا فرماتے تھے
- نماز کے ارکان وشرائط، واجبات اور سنن
- قیام اور رکوع وسجود کے بعد کی دعائیں

نماز سے فارغ ہونے کے بعد کے مسنون اذکار وتسبیحات
تالیف
لسماحة الامام عبدالعزيز بن عبدالله بن باز طيب الله ثراه

روزمرہ کے اذکار اور دعائیں جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں
تالیف
لسماحة الشيخ الفقيه محمد بن صالح العثيمين ـ طيب الله ثراه

- نماز پنجگانہ اور دیگر نمازیں
- دین ودنیا کی بھلائی کے لئے مزید متفرق دعائیں
- قرآن مجید اور صحیح احادیث سے استدلال کیا گیا
- ان تمام کے حوالے مع تخریج بیان کیے گئے

18683

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حق اور سچ کی تلاش میں گامزن خالد محمد سعید صاحب کے قلم سے

رمضان المبارک
اور
زکوٰۃ کے احکام و مسائل

مؤلف خالد محمد سعید باقرنی

کتاب کے امتیازات

- احادیث صحیحہ کی روشنی میں روزوں کی فضیلت
- روزوں کے ضروری احکام
- صدقۃ الفطر کے ضروری مسائل کی تفصیل
- قیام اللیل یعنی نماز تراویح کے مسائل اور اس کی مسنون تعداد
- اعتکاف کے مسائل اور لیلۃ القدر کی فضیلت
- رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نبی کریم ﷺ کا معمول
- زکوٰۃ کے احکام و فوائد
- اموال زکوٰۃ اور ان کا نصاب
- زکوٰۃ کے مستحق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

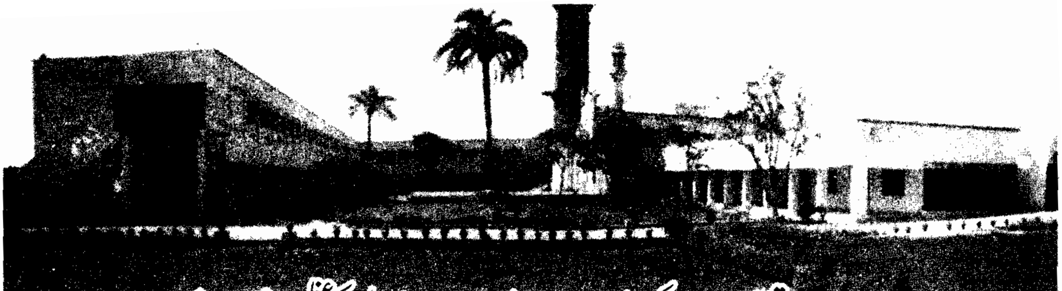

قرآن وسنت کی اشاعت اور دینی وجدید عصری علوم کی عظیم ومنفرد درسگاہ

معهد الشريعة والصناعة (رجسٹرڈ) کوٹ ادو

شعبہ جات

◆ قسم الدراسات الاسلامیہ (درس نظامی) ◆ قسم تحفیظ القرآن الکریم ◆ شعبہ ہائی اسکول ◆ شعبہ کمپیوٹر

کارکردگی:

ہزاروں طلبہ فارغ ہو کر قوم وملک کی خدمت کر رہے ہیں ● پورے علاقہ میں دعوت و تبلیغ کا وسیع نیٹ ورک ● پورے علاقہ میں بیسیوں مساجد ومراکز کا قیام ● مختلف مساجد میں سحری و افطاری کے پروگرام ● عیدالاضحیٰ کے موقع پر غرباء کے لیے قربانی کے گوشت کی تقسیم ● مختلف مساجد میں ماہانہ اور ہفتہ وار دروس کا اہتمام ● غریب اور مستحق افراد کے لیے فری کنواں کھدائی اور تنصیب نلکا جات

خصوصیات

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور ملک کی معروف یونیورسٹیز کے فاضل علماء ومشائخ کی خدمات

تعلیم وتربیت کے لیے اعلیٰ خوشگوار، پرسکون ماحول

کھیل اور تفریح کے لیے وسیع میدان

تمام طلباء کے لئے جملہ ضروری سہولیات (طعام، علاج معالجہ، کتب، لباس اور ماہانہ وظائف کا اہتمام)

شعبہ تحفیظ میں عصری تعلیم کا اہتمام

ہم نصابی سرگرمیاں

ہفتہ وار بزم ادب بنام "کن داعیا الی اللہ" کا منظم پروگرام

دعوت وتبلیغ کے لیے "قوافل دعاۃ الخیر" کے مستقل سلسلے

تحریری تقریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے تقریری وتحریری مقابلوں کا مستقل انعقاد

سالانہ مقابلہ حسن قرأۃ کا انعقاد

سالانہ تقریب صحیح بخاری وسیرت کانفرنس کا انعقاد

داخلہ

شعبہ درس نظامی ۱۰ شوال

عصری علوم: حکومت پاکستان کے شیڈول کے مطابق

BRANCHES

Cadet College Kot Addu	Mujama Abdul Aziz (Basira)
Islamia College of Commerce Kot Addu	Madarsa Um-e-Mazin Al-Islamia (D.D.P)
Islamia Public Degree College Kot Addu	Madarsa Abi Mazin Al-Islamia (Ehsan Pur)
Islamia Girls High School Kot Addu	Markaz Salman Farsi (Multan)
Islamia Public High School (Boys) Kot Addu	Usman Bin Affan Islamic Centre (Sanawan)

الداعی الی الخیر
نائب رئیس

معهد الشريعة والصناعة

کوٹ ادو۔ پنجاب۔ پاکستان
Ph: 0092-66-2242671-74

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

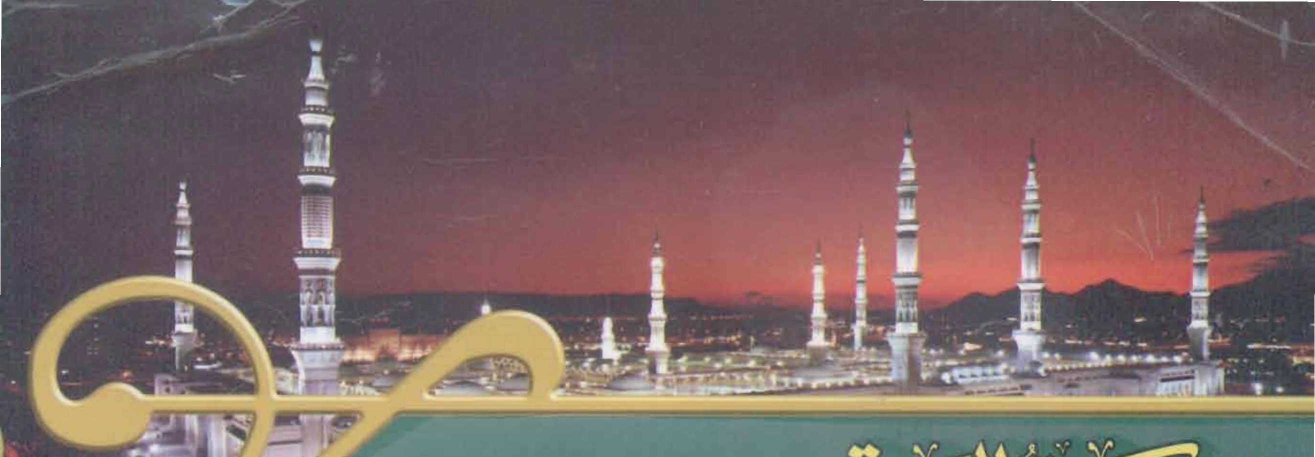

مشکوٰۃ النبوۃ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک منفرد کتاب

- قرآن مجید اور اس کی آیات سے روشناس کیا گیا
- قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ ماخوذ از مصحف المدینہ المنورۃ (شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس)
- آیات کا لفظی ترجمہ کیا گیا اور آیات کو سرخ رنگ دیا گیا تا کہ واضح طور پر ظاہر ہو سکیں
- تمام واقعات اور ان کے حوالہ جات صحیح مسلم و صحیح بخاری سے درج کئے گئے
- عربی مستند کتب سیرت کا ترجمہ آسان اردو میں بیان کیا گیا
- ان آئمہ کرام کے اقوال کو درج کیا گیا۔ ابن قیمؒ، امام ذہبیؒ، ابن کثیرؒ
- مقدس مقامات کی تصاویر اور ان کی افادیت سے متعارف کیا گیا
- نسب مبارک محمد ﷺ کو نقشہ سے ظاہر کیا گیا
- احادیث کے حوالے نمبر، راوی کا نام اور موضوع حدیث حاشیہ میں نیچے درج کئے گئے
- رسول اللہ ﷺ کے فضائل، شمائل، خصوصیات، رسول اللہ ﷺ کے معجزات

مکتبہ قدوسیہ
کتب دینیہ کے فروغ کے لئے کوشاں
www.QUDDUSIA.com